

Jugnu

Husny Kanwal

Epi 1 & 15

رات کی تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔۔۔ وہ 19 سالہ حسین و جمیل لڑکا جو جوانی سے بھرپور تھا اپنے وکیل و مولوی صاحب کے ساتھ پولیس اسٹیشن میں داخل ہوا۔۔۔

ہر طرف ہوکا عالم تھا۔۔۔ کے ان کے فرش پر چلنے کی دھمک تک سنائی دے رہی تھی۔۔۔

تھوڑی دیر بعد ملاقاتی کمرے میں ایک قیدی کو جکڑ کر لایا گیا۔۔۔

اس کے ہاتھوں میں زنجیریں تھیں۔۔۔ اسے اس حسین لڑکے کے سامنے
کر سی پر بٹھا دیا گیا تھا۔۔۔

اس کے چہرے وہ ہاتھوں پر تشدد کے نشانات صاف دیکھے جاسکتے تھے

وہ نیند سے اٹھ کر آیا تھا۔۔۔ اس لیے آنکھیں ابھی بھی جھکی جھکی سی ہو رہی
تھیں۔۔۔

مومن۔۔۔ ہم تمہاری سزا کم کروادیں گے۔۔۔ بدلے میں تمہیں "
اپنی بیٹی نایاب کا نکاح محمد قیصر عبدالرحمان یوسف سے کروانا ہوگا۔۔۔"
اس کا وکیل تھوڑا سا آگے ہو کر بیٹھتے ہوئے۔۔۔ دونوں ہاتھ ٹیبل پر

جمائے۔۔۔ مومن کی جانب دیکھ۔۔ نہایت سنجیدگی سے پیشکش کر رہا تھا۔۔۔

مومن نے وکیل کی بات سنتے ہی حیرت و بے یقینی سے سامنے بیٹھے حسین لڑکے کی جانب دیکھا۔۔۔ وہ 19 سالہ امیر و کبیر خاندان کا لڑکا آخر کیوں اس کی پانچ سالہ بیٹی سے شادی کرنا چاہتا ہے؟؟۔۔۔ پھر وہ تو اس کا ماموں لگتا ہے رشتے میں۔۔۔

یہ رشتہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔ نایاب تو اس کی بھانجی ہے۔۔۔ "مومن" احتجاجاً بول اٹھا تھا۔۔۔

کمرے میں پھیلی زرد روشنی میں اس نے سامنے بیٹھے لڑکے کو بغور دیکھا۔۔۔

سگی بھانجی نہیں ہے وہ میری۔۔۔" اپنی خاموشی کو توڑتے۔۔۔ وہ " حسین لڑکا۔۔۔ سیدھا ہو کر بیٹھ۔۔۔ اب ان کی جانب دیکھ۔۔۔ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔۔۔

اس کا انکشاف مومن صاحب کو بے یقینی سی کیفیت میں ڈال گیا تھا۔۔۔

کیا مطلب تمہاری سگی بھانجی نہیں ہے۔۔۔ تمہاری سگی بہن کی بیٹی " ہے۔۔۔ تو تمہاری بھانجی ہی ہوئی ناں۔۔۔ "مومن اب الجھ کر بول رہا تھا۔۔۔

کہہ دیا ناں۔۔۔ بھانجی نہیں ہے۔۔۔ مطلب نہیں ہے۔۔۔ تم زیادہ " ڈیٹیل میں مت جاؤ۔۔۔ بس اتنا بتاؤ نکاح کرنے کے لیے راضی ہو یا نہیں؟۔۔۔ " اس بار وکیل نے نہایت سخت لہجے میں استفسار کیا تھا۔۔۔

ویسے تو میں راضی ہوں لیکن پانچ سال کی بچی سے تم لوگوں کو نکاح کر کے کیا ملے گا؟؟۔۔۔ "مومن سمجھ نہیں پارہا تھا اس اچانک نکاح کا مقصد۔۔۔

تمہیں کیا مل رہا ہے۔۔۔ بس یہ دیکھو۔۔۔ ہماری فکر مت کرو۔۔۔ ہم " مولوی صاحب کو ساتھ لائے ہیں۔۔۔ تم ولی ہو اس کے۔۔۔ تو بولو نکاح کرو گے اپنی بیٹی نایاب کا ہمارے محمد قیصر عبدالرحمان یوسف سے؟؟۔۔۔ " وکیل کے کہتے ہی وہ کچھ لمحے سوچنے لگا۔۔۔

لیکن میری ایک شرط ہے۔۔ نہ صرف میری سزا کم کی جائے بلکہ مجھے " اے کلاس میں بھی شفٹ کیا جائے۔۔ " اس کے لیے اچھا موقع تھا۔۔ وہ کیسے اپنی ڈیمانڈز کو نہ رکھتا۔۔

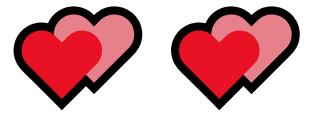
ٹھیک ہے۔۔ " وکیل اس کی ڈیمانڈ فوراً ہی مان گیا تھا۔۔ جبکہ محمد قیصر " اب چیئر سے ٹھیک لگائے پر سکون بیٹھا تھا۔۔

کچھ ہی لمحوں بعد محمد قیصر عبدالرحمان یوسف کا جیل میں ہی نکاح منعقد ہوا۔۔ وہ بھی خود سے 14 سال چھوٹی لڑکی سے۔۔

محمد قیصر۔۔ عبدالرحمان یوسف کا اکلوتا بیٹا۔۔ ان کی اربوں کھربوں کی جائیداد کا اکلوتا وارث۔۔ جو اپنی زندگی کو دو ہفتوں پہلے تک نہایت ہی

لاپرواہی اور بے نیازی ورنگینیت سے بھرپور جی رہا تھا۔۔۔ آج اچانک ہی خود سے 14 سال کم عمر لڑکی سے نکاح کرنے پر مجبور تھا۔۔۔

اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ زندگی میں ایک ایسا دن بھی دیکھے گا جب جیل میں اس کا نکاح ہو رہا ہو گا۔۔۔ اس کے نکاح کے گواہ پولیس والا اور وکیل بنیں گے۔۔۔ اور دو لہن۔۔۔ وہ پانچ سالہ بچی ہوگی جو دنیا میں اسی کی بھانجی کہلاتی ہے۔۔۔



: دو ہفتے قبل

رات کے دو بج رہے تھے۔۔۔ ہر طرف ہوکا عالم تھا۔۔۔ ایسے میں وہ اٹھ کر۔۔۔ اپنے ننھے قدموں سے چلتی ہوئی اپنی چاچی کے کمرے میں

پہنچی۔۔۔ اس کے باپ کچھ دنوں کے لیے باہر گیا ہوا تھا چاچا سمیت۔۔۔
گھر میں صرف دادی تھی۔۔۔

جلدی کنڈی کھولونا یاب۔۔۔ "یہ اس کی چاچی کی آواز تھی جنہیں "
کمرے میں بند کیا گیا تھا روزانہ کی طرح۔۔۔

جی چاچی۔۔۔ "اس نے اپنے ننھے ہاتھ سے اس اندھیرے میں کھڑے "
ہو کر۔۔۔ زنگ آلود کنڈی کو بمشکل اپنی ساری طاقت لگا کر کھولا۔۔۔

شاباش۔۔۔ نایاب تم بہت ذہین ہو بیٹا۔۔۔ اب ایک کام کرو۔۔۔ اپنی "
دادی کے کمرے کی باہر سے کنڈی لگا دو۔۔۔ تاکہ ہم نیچے کمرے میں جا کر
تمہاری امی کو بھی آزاد کروائیں۔۔۔ "چاچی کے کہتے ہی اس ننھی بچی کا پورا

جسم لرزاتا تھا۔۔۔ اسے دنیا میں سب سے زیادہ ڈراپنی دادی سے ہی تو لگتا تھا۔۔۔

ڈرو مت۔۔ ہم بس آزاد ہونے والے ہیں۔۔۔ پھر کوئی نہ تمہیں مارے گا۔
گناہ تمہاری امی کو نہ مجھے۔۔ ہم بہت جلد اپنے پیاروں کے پاس
ہو جائیں گے۔۔۔ "وہ نایاب کے ننھے گالوں کو سہلاتے ہوئے۔۔۔ حوصلہ و
ہمت دینے لگی۔۔۔"

نایاب فوراً ہی اپنی دادی کے کمرے کی کنڈی باہر سے لگانے کے لیے آگے
بڑھی۔۔ جسکے اس کی چاچی صائمہ فوراً ہی اپنی جیٹھانی عشال کو آزاد کرانے
سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی۔۔۔۔۔

وہ لکڑی کی ٹوٹی سیڑھیاں نیچے کی جانب جاتی تھیں۔۔۔ زمینی حصے میں۔۔۔
جہاں پہلے اسے بھی قید رکھا جاتا تھا۔ مگر جب اس نے اپنے شوہر آصف کو
یقین دہانی کرائی کہ وہ اس سے محبت کرنے لگی ہے اور اب اس کی قید سے
بھاگنے کا ارادہ ترک کر دیا ہے۔۔۔ تو وہ اسے اپنی بیوی کی طرح اپنے کمرے
میں رکھنے لگا تھا۔۔۔

وہ اندھیرے میں سیڑھیاں اترتی۔۔۔ دبے پاؤں چلتی اس قید خانے نما
کمرے میں پہنچی۔۔۔ جہاں کی سخت بدبو نے اس کی ناک کے بال تک جلائے
تھے۔۔۔

اپنی ناک پر فوری کپڑا رکھ۔۔۔ اس نے سامنے بے ست لیٹی کمزور سی
عورت کو دیکھا۔۔۔ جس کے پاؤں میں زنجیر ڈلی ہوئی تھی۔۔۔

صائمہ نے فوراً ہی آگے آکر۔۔۔ اپنے دوپٹے میں لگی گرہ کھول کر زنجیر پر
لگے تالے کی چابی نکالی۔۔۔

وہ عورت نایاب کی ماں تھی۔۔۔ جو اس لمحے کچے فرش کی زمین پر پڑی تھی
مردہ سی حالت میں۔۔۔ وہ سو نہیں رہی تھی۔۔۔ مگر کمزوری کی شدت
کے سبب صائمہ کو دیکھنے کے باوجود وہ ہل تک نہ سکی۔۔۔

بھابھی جلدی اٹھیں۔۔۔ ہم نکلیں گے آج یہاں"
سے۔۔۔ اٹھیں۔۔۔" صائمہ نے زنجیر کھول کر اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی
پوری طاقت سے اٹھایا۔۔۔

وہ سوکھی گھاس پر لیٹی ہوئی تھی۔۔۔ جس میں سے گائے کے گوبر و پیشاب کی سخت بدبو آرہی تھی۔۔۔ دوسرا کوئی اس کی جگہ ہو تو ساس نہ لے سکے مگر وہ تو عادی تھی۔۔۔ اسے تو فرق بھی نہیں پڑھ رہا تھا۔۔۔

صائمہ نے بڑی مشکل سے اس کے وجود کو سہارا دے کراٹھایا۔۔۔

بھابھی ہم نکل جائیں گے آج اس قید سے۔۔۔ بس تھوڑی سی ہمت " کریں۔۔۔ سن رہی ہے ناں آپ۔۔۔ بھابھی۔۔۔ " وہ اسے کھڑا کر چکی تھی۔۔۔ مگر وہ بے جان سی گڑیا کی مانند تھی۔۔۔ جس کا چہرہ تھپتھپاتے۔۔۔ صائمہ اسے ہوش میں لانے اور ہمت کرنے کا حوصلہ دے رہی تھی۔۔۔ مگر اس نے نہ سنا۔۔۔ سنتے تو زندہ ہیں وہ زندہ ہی کب تھی۔۔۔

جیسے تیسے کر کے۔۔۔ صائمہ اسے سہارا دے کر اوپر لے آئی۔۔۔ اتنے میں
نایاب بھی دادی کے کمرے کی باہر سے کنڈی لگا آئی تھی۔

نایاب۔۔۔۔ تم بہت ذہین ہو۔۔۔ مجھے تو لگتا ہے خدا نے تمہیں میری "
اور تمہاری ماں کی مدد کرنے ہی دنیا میں بھیجا ہے۔۔۔" صائمہ بہت
شکر گزار تھی اس ننھی پری کی۔۔۔

کیونکہ اگر وہ نہ ہوتی۔۔۔ تو کبھی بھی وہ اس جہنم سے آزادی کا خواب دیکھنے
کی جرات نہ کر پاتی۔۔۔

وہ نایاب ہی تھی جو دادی کے دوپٹے سے زنجیر کے تالے کی چابی لے آئی
تھی۔۔۔ جب اس نے اپنے باپ و چاچا کو شہر جاتے دیکھا کام کی تلاش
میں۔۔۔

چاچی۔۔۔ یہ پیسے۔۔۔ میں نے دادی کے صندوق سے نکال کر جمع کیے " تھے۔۔۔ اب ہم آرام سے شہر جاسکتے ہیں۔۔۔ " وہ کھلے صحن میں کھڑے تھے۔۔۔ باہر دروازے کے پاس۔۔۔ جب نایاب نے صائمہ کے ہاتھ میں کچھ پیسے پکڑائے۔۔۔ جو وہ اپنی دادی کے صندوق سے وقفے وقفے سے تھوڑے تھوڑے کر کے نکالتی رہی تھی تاکہ دادی کو شک بھی نہ ہو۔۔۔ اور پیسے بھی جمع ہوتے رہیں۔۔۔ تاکہ وہ شہر جانے والی بس کا کرایہ ادا کر سکیں۔۔۔

چلو۔۔۔ جلدی نکلتے ہیں۔۔۔ اس سے پہلے کسی کو خبر ہو۔۔۔ " صائمہ نے " سامنے چرپائی پر رکھی اپنی ساس کی چادر اٹھا کر اپنی بھابھی پر ڈال کر انھیں کور کرتے۔۔۔ سرگوشی والے انداز میں کہا۔۔۔ پھر وہ تینوں مین دروازے کی کنڈی کھول کر باہر نکل گئیں۔۔۔

صائمہ کا دل کو دھڑکا لگا ہوا تھا کہ وہ پکڑے نہ جائیں۔۔۔ کیونکہ اگر وہ
بھاگتے ہوئے پکڑے گئے تو موت سے بدتر سزا ملنی تھی۔۔۔

ان کا ہر قدم بھاری تھا۔۔۔

وہ تینوں خاموشی سے چلتی چلی جا رہی تھیں۔۔۔

نایاب بہت چھوٹی تھی مگر بہت بہادر۔۔۔

اندھیرے وہو کے عالم میں چلتی چلتی وہ آخر کار کراچی جانے والی بس میں
بیٹھیں۔۔۔

بس میں بیٹھنے کے بعد بھی دل کو دھڑکا سہ لگا ہوا تھا صائمہ کے۔۔ وہ بار بار
آنکھ کھول کر پوری بس میں خوف کے زیر اثر نظر دوڑاتی۔۔۔۔۔ جبکہ
نایاب اپنی ماں کے سینے سے لگے سوچکی تھی۔۔۔

وہ سفر صائمہ کی زندگی کا سب سے طویل سفر تھا۔۔۔ جو لگ رہا تھا کبھی ختم
ہی نہیں ہو گا۔۔۔

آہستہ آہستہ بند کھڑکیوں سے سورج کی کرنیں بس کے اندر اجالا بکھیرنے
لگیں۔۔۔ یہ اجالا ان کی زندگی کے سارے اندھیروں کو ختم کر دے اسی
دعا کے ساتھ وہ کھڑکی سے باہر کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔

ہم کراچی پہنچ گئے؟؟۔۔ "نایاب کی آنکھ کھلی تو بس رکی ہوئی تھی"
اس نے پر جوش لہجے میں استفسار کیا۔۔۔

نہیں۔۔ ناشتے کے لیے روکا ہے بس کو۔۔۔" صائمہ مسکرا کر بولی۔۔۔"

ہم نانا کے یہاں جائیں گے ناں؟؟؟" نایاب کی آنکھوں میں چمک ابھری "تھی اپنے نانا کا ذکر کرتے وقت۔۔۔ جب اس کی ماں ٹھیک تھی تو بتاتی تھی اس کے نانا وان کی امیری کے بارے میں۔۔۔ مانا سے زیادہ یاد نہیں تھا مگر وہ ہمیشہ سے ان سے ملنے کی خواہش رکھتی تھی۔۔۔"

ہاں۔۔۔ پہلے تمہیں اور بھابھی کو عبدالرحمان یوسف صاحب کے یہاں "چھوڑو گی کراچی میں۔۔۔ پھر میں اپنے گھر اپنے لاہور چلی جاؤں گی۔۔۔ شاید پھر ہم کبھی نہ ملیں۔۔۔" صائمہ مسکراتے ہوئے بول رہی تھی

آج کتنے ہی سالوں بعد اس کی آنکھوں میں بھی زندگی جینے کی امنگ جاگی تھی۔۔۔ اپنے لاہور کا ذکر کرتے وقت۔۔ جیسے اس کے منہ میں مٹھاس گھل گئی ہو۔۔

آپ ہمیں بھول جائیں گی لاہور جا کر چاچی؟ "نایاب نے اپنی ننھی بھوری" جگمگاتی آنکھوں کو افسردگی سے ٹمٹماتے ہوئے پوچھا۔۔

نہیں۔۔ مگر تم اپنے نانا کے پاس جا کر مجھے ضرور بھول جاؤ گی۔۔ دیکھنا "تمہارے نانا تمہیں اتنا پیار دیں گے کہ تمہیں اپنا پرانا کوئی غم و تکلیف یاد نہیں رہے گی۔۔ تم ان کے بڑے سے بنگلے میں شہزادیوں کی طرح رہو گی۔۔" چاچی کی باتیں سن۔۔ اس کا ننھا دل بہت سارے خواب بننے لگا تھا۔۔

شہزادیوں کی طرح۔۔۔ واقعی؟؟۔۔۔ "وہ بھوری جگمگاتی آنکھوں کے"
ساتھ پوچھنے لگی۔۔۔ جس پر صائمہ نے مسکراتے ہوئے اس کے گال
چومے۔۔۔

صائمہ کو پورا یقین تھا کہ عبدالرحمان یوسف صاحب اپنی بیٹی و نواسی کو
سنجھال لیں گے۔۔۔ اور ان کے اغواہ کاروں کو سخت سے سخت سزا بھی
دلائیں گے۔۔۔

بس پھر چلنا شروع ہوئی۔۔۔ اب تو جیسے نایاب بے صبری ہو رہی تھی اپنے
نانا سے ملنے کے لیے۔۔۔

اس کی ننھی آنکھیں خوابوں میں الجھ رہی تھیں۔۔۔ کے کیسے اس کے نانا
اسے گلے لگائیں گے۔۔۔ اسے پیار کریں گے۔۔۔ اس کی ماں کا ڈاکٹر سے

علاج کروائیں گے۔۔ پھر اس کی ماں پہلے جیسی ہو جائے گی۔۔ باتیں
کرئے گی پیار کرئے گی۔۔ اس کے بال بنائے گی۔۔

خواب سے حقیقت۔۔ حقیقت سے خواب کا یہ سفر۔۔ کتنا خوبصورت و
امیدوں بھرا تھا کوئی نایاب سے پوچھے۔۔ وہ تو لمحہ لمحہ گن کر گزار رہی
تھی۔۔

چاچی پہنچ گئے؟۔۔ "یہ چھٹی بار تھا جب اس نے پوچھا تھا۔۔ اور"
صائمہ نے ہر بار کی طرح پیار سے منع کیا۔۔

ان کی بس رکی۔۔ تو صائمہ نے وہاں سے ٹیکسی کی۔۔

بغور سرتاپاؤں دیکھا۔ اور پھر تیزی سے اندر بھاگا اطلاع کرنے کے لیے

--

چلو نایاب۔۔۔ ہمارا ساتھ یہیں تک کا تھا۔۔۔ آگے کا سفر تمہارا اور "بھابھی کا بہت مبارک ہو۔۔۔" صائمہ نایاب کو پیار کر کے اور اپنی بھابھی سے گلے کر۔۔۔ روتے ہوئے۔۔۔ ان کی پیشانی چوم کر واپس ٹیکسی کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

وہ الوداع کر کے وہاں سے چلی گئی۔۔۔

کچھ دیر نایاب واس کی والدہ دروازے پر کھڑے رہے۔۔۔ اور پھر ایک شخص جو دکھنے سے ہی پچاس سال کا لگ رہا تھا۔ اپنے رعب دار انداز میں چلتا ہوا باہر آیا۔۔۔

سب سے پہلے اس کی نگاہ اپنی بیٹی پر گئی۔۔۔ جس کا ایک بچی ہاتھ پکڑے
کھڑی۔۔ انھیں ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔۔۔ وہ فوراً ہی اپنی بیٹی کی جانب لپکے۔۔

میری بیٹی۔۔۔ "اس میں سے بدبو آرہی تھی مگر وہ بدبو انھیں روک"
نہیں سکی تھی اپنی بیٹی کو گلے لگانے سے۔۔۔

وہ گلے لگے۔۔۔ مگر ان کی بیٹی نے کوئی ری۔ ایکشن نہ دیا۔۔۔

انھیں دیکھتے ہی محسوس ہو گیا تھا کہ وہ نارمل حالت میں نہیں ہے۔۔۔

وہ اپنی بیٹی (عشال) کو اپنے ساتھ اندر لے جانے لگے۔۔۔ نایاب کا ننھا ہاتھ
اپنی ماں سے جدا ہونے لگا۔۔۔

نانا۔۔۔ "اس نے اپنی جانب توجہ دلانے کے لیے بڑے پیار سے"
پکارا۔۔۔

کون نانا؟؟؟۔۔۔ ضرور تو اس آدمی کی ہی گند ہے جس نے میری بیٹی کا یہ "
حال کیا ہے۔۔۔ نکالو اسے یہاں سے۔۔۔۔۔" کون سی محبت۔۔۔ کون سی
شہزادی۔۔۔ کون سے نانا۔۔۔ اور کون سی نواسی۔۔۔

انہوں نے تو پہلی ہی نگاہ میں اسے دیکھتے ہی اسے گند قرار دے دیا۔۔۔

وہ دیکھتی رہ گئی۔۔۔ اسے کوئی پیار نہیں کیا گیا۔۔۔ کوئی گلے سے نہیں لگایا گیا۔۔۔ کوئی اس کی پیشانی نہیں چومی گئی۔۔۔ اسے تو دھتکار دیا گیا دیکھتے ہی۔۔۔

وہ اتنی دور جو امیدیں لے کر آئی تھی وہ سب ٹوٹ گئی تھیں۔۔۔ سب بکھر گئی تھیں۔۔۔ اس کا چہرہ دھوپ کے زرد میں تھا۔۔۔ وہ لال پڑ رہی تھی مگر کسی کو اس کی فکر نہیں تھی۔۔۔ وہ تو اپنی بیٹی کو اندر لے جا چکے تھے۔۔۔ بچی وہ تھی پیچھے اکیلی۔۔۔ تنہا۔۔۔

کتنی دیر دھوپ میں کھڑی رہی۔۔۔ اور کب تک کھڑی رہی کچھ خبر نہیں۔۔۔ بس وہ کھڑی تھی اس بڑے سے مینشن کو دیکھ رہی تھی اس کے پاؤں جل رہے تھے دھوپ کی تپش سے۔۔۔ وہ چیل پہنی ہوئی تھی مگر چیل تھوڑی ٹوٹی ہوئی تھی جس کے سبب اسے محسوس ہو رہی تھی دھوپ کی

جلتی کر نیں اپنے پاؤں کو جھلساتیں۔۔۔ لیکن اس کے باوجود وہ ہل تک نہیں رہی تھی اس کی آنکھوں میں بس آنسو ہی آنسو تھے۔۔۔

اس کے پاس تو کوئی پناہ گاہ نہیں تھی صائمہ بھی جا چکی تھی وہ تو اب لاہور کے لیے نکل گئی ہو گی بس میں بیٹھ کر۔۔۔ یہ سوچ وہ اپنے پاؤں ایک دوسرے سے رگڑنے لگی۔ تاکہ دھوپ کی کرنوں کی جو تپش ہے جو اس کے پاؤں کو جھلسا رہی ہے وہ تھوڑی کم ہو۔۔۔ اس کا چہرہ جل رہا تھا۔۔۔ وہ بار بار اپنے ہاتھ اپنے چہرے پر چھاؤں کرنے کے لیے رکھتی اور پھر اس بڑے سے سفید مینشن کو دیکھتی۔۔۔ جس میں اس کے لیے کوئی جگہ نہیں تھی۔۔۔

کافی دیر تک وہ کھڑی رہی۔۔۔ سورج اپنے سوانیزے پر آگیا تھا۔۔۔ شاید دوپہر کا ایک بج رہا تھا۔۔۔ وہ بس اندازہ ہی لگا سکتی تھی۔۔۔ اپنی دادی کے ساتھ رہ کر اس نے سورج سے وقت کا اندازہ لگانا سیکھا تھا۔۔۔

اور پھر اسے دروازہ کھولنے کی آواز آئی اس نے پلٹ کر دیکھا تو ایک بہت خوبصورت گاڑی داخل ہو رہی تھی۔۔۔ شاید وہ پجارو تھی اس نے ٹی وی میں دیکھا تھا اس گاڑی کو لیکن آج پہلی بار ریل میں دیکھ رہی تھی پھر اس میں سے ایک خوبصورت سہ نوجوان نکلا۔۔۔

وہ وائٹ کلر کی شرٹ اور بلو جینز میں ملبوس تھا۔۔۔ اس کی گاڑی سے نکلتے ہی فوراً ہی ایک ملازم نے اس پر چھتری کی چھاؤ کی۔۔۔

وہ بڑا خوبصورت سہ ورزشی جسمت والا ماڈل جیسا لڑکا تھا۔۔۔ جو نہایت
پرو قاربت بھرے انداز میں چلتا ہوا وہاں سے گزرنے لگا۔۔۔

نایاب کو ڈر لاحق ہوا کہیں اسے دیکھتے ہی باہر پھینکنے کا آرڈر جاری نہ کر
دے۔۔۔ اس لیے وہ فوراً ہی اس کی جانب اپنی پشت کر کے کھڑی ہو
گئی۔۔۔

قیصر اس ننھی سی بچی کو دھوپ میں کھڑا دیکھ چلتے چلتے رکا۔۔۔

ہیلو۔۔۔ تم کون؟؟۔۔۔ "قیصر اس کی جانب چلتا ہوا آیا اور تجسس سے"
پوچھنے لگا۔۔۔

وہ کالج سے آرہا تھا۔۔۔

اس ننھی بچی نے جواب نہ دیا تو اس نے ہلکاسہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تھپتھپایا۔۔۔

ہیلو۔۔۔ تم سے بات کر رہا ہوں۔۔۔ "ایک لمحے کے لیے اسے لگا کوئی "فقیر نی ہے۔۔۔ جو گھر میں گھس آئی ہے۔۔۔ اس کے کپڑے بھی تو گاؤں میں پہنے جانے والی سندھنوں جیسے تھے۔۔۔ لال کلر کی فرائک اور اس پہ لال پجامہ ڈھیلا ڈھالا سہ۔۔۔ اور کمر پر ڈلی موٹی سی چوٹی۔۔۔

جی "نایاب ڈرتے ڈرتے مڑی۔۔۔"

سیاہ گہری آنکھیں ان بھوری جگمگاتی آنکھوں سے ٹکرائیں۔۔۔

کچھ ہوا۔۔۔ پورے جسم میں شدید گرمی کے باوجود ایک سرد لہر دوڑی۔۔۔ وہ ساکت نہیں ہوا تھا لیکن وہ بول بھی نہیں سکا تھا۔۔۔

وہ قسم کھا سکتا تھا کہ اتنی خوبصورت آنکھیں اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھیں۔۔۔

بھوری جگمگاتی آنکھوں پر بڑی بڑی بھگی پلکیں۔۔۔

اس کی خوبصورت چمکتی آنکھیں جیسے کوئی جہاں آباد کیے ہوں اپنے اندر۔۔۔

شدید گرمی میں بھی ایک ٹھنڈک کا احساس ہوا۔۔۔ ٹھنڈے ہوا کے جھونکے کا۔۔۔

ماسٹر قیصر۔۔۔ یہ بچی آپ کی بہن کی بیٹی ہے۔۔۔ "بس ملازم کے ان الفاظوں کا اس کے کان میں پڑنا تھا کہ وہ شکوے عالم میں اس ملازم کی جانب مڑا اور پھر دوبارہ اس بچی کی جانب۔۔۔

اب وہ اس کا سر تاپاؤں جائزہ لینے لگا تھا۔۔۔

عشال بی بی گھر آگئی ہیں۔۔۔ مگر ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے بالکل "بھی۔۔۔" قیصر یہ جملے سننے کے بعد کچھ لمحے ساکت رہا۔۔۔ بہت کچھ تھا جو اس کے دماغ میں چل رہا تھا اس لمحے۔۔۔

تمہارا نام کیا ہے؟؟۔۔۔ "اس نے نایاب کو دیکھ بہت نرمی سے پوچھا۔۔۔"

نایاب۔۔۔"وہ تیزی سے بولی۔۔۔"

جگنو ہونا چاہیے تھا۔۔۔"بے اختیار سہ کہ اٹھا۔۔۔"

ایک ہفتے بعد وہ اپنے دوست سے ملا۔۔۔

پارٹی ضرور شور و سے چل رہی تھی۔۔۔ وہ دونوں کلب میں جمع تھے
۔۔۔ دونوں ہی ڈرنک کر رہے تھے جب ایک لڑکی کی خوبصورت آنکھیں
دیکھ کر۔۔۔ زید بے ساختہ بولا: کتنی خوبصورت آنکھیں یا اس لڑکی
کی۔۔۔"زید کے توجہ دلاتے ہی اس نے بھی نگاہ اٹھا کر سامنے کی جانب
دیکھا۔۔۔

اسے وہ آنکھیں خوبصورت نہ لگیں۔۔۔ بالکل بھی نہیں۔۔۔

ہاں۔۔۔ تو انھیں خوبصورت کہتا ہے؟۔۔۔ "وہ خاصہ استہزائیہ انداز"
میں کہہ رہا تھا۔۔۔

اتنی پیاری تو ہیں۔۔۔ بڑی بڑی نشیلی نشیلی سی۔۔۔ "زید تعریفوں کے"
پل باندھنے لگا۔۔۔

مجھے تو سونی سونی لگ رہی ہیں۔۔۔ "اس نے منہ بسور کر کہا۔۔۔"

تو آج کچھ زیادہ ہی آنکھوں کی گہرائیوں میں نہیں اتر رہا؟ "زید چاہ کر"
بھی روک نہیں سکا تھا خود کو اسے ٹوکنے سے۔۔۔ جبکہ مقابل اس کے
ٹوکنے کو مکمل اگنور کر۔۔۔ ڈرنک کا ایک گھونٹ منہ میں بھر گیا تھا

ارے۔۔۔ ہاں تو نے تو مجھے بتایا ہی نہیں۔۔۔ میں نے سنا ہے کہ تیری " بہن مل گئی ہے " زید نے یاد آنے پر اچانک ہی ٹاپک چھیڑا تھا۔۔۔

بالکل ٹھیک سنا ہے مگر وہ بیمار ہیں۔۔۔ ان کی حالت ٹھیک نہیں ہے "۔۔۔ ذہنی طور پر تو بالکل بھی نہیں۔۔۔ " قیصر خاصہ افسردگی سے گویا ہوا تھا اپنی بہن کا ذکر کرتے وقت۔۔۔

اوو۔۔۔ اللہ انہیں صحت دے۔۔۔ ویسے اچانک اتنے سالوں بعد وہ " واپس کیسے آگئیں؟ " زید ڈرنک کا گلاس ٹیبل پر رکھ کر۔۔۔ بڑے تجسس سے پوچھ رہا تھا۔۔۔

"خود نہیں آئیں۔۔۔ ان کی بیٹی لے کر آئی ہے۔۔۔"

او تو، تو بیٹھے بیٹھائے مامو بھی بن چکا ہے اور نہ صرف مامو۔۔۔ بلکہ " جانیداد کے حصے دار بھی آگئے ہیں۔۔۔ " زید نہ صرف اس کا دوست تھا بلکہ اس کا وکیل بھی تھا۔۔۔

کوئی حصے دار نہیں ہے میری جان۔۔۔ آپ کی ذہنی حالت ایسی نہیں " ہے کہ وہ حصے دار بن سکیں۔۔۔ اور وہ بچی۔۔۔ اسے تو ڈیڈ نے قبول ہی نہیں کیا۔۔۔ وہ اسے یتیم خانے بھیج چکے ہیں۔۔۔ " قیصر خاصہ لاپرواہی سے جواب دے رہا تھا۔۔۔ جبکہ زید نے کچھ سوچتے ہوئے اپنی ٹھوڑی کھجائی۔۔۔

مانا تیری آپ کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں ہے لیکن وہ بچی۔۔۔ وہ حصے دار " بن سکتی ہے۔۔۔ وہ تیرے باپ کی سگی نواسی ہے جسکے تو صرف لے

پالک۔۔۔ تیرا قانونا و شرعاً ان کی جائیداد میں کوئی حصہ نہیں بنتا جب تک وہ ماں بیٹی زندہ ہیں۔۔۔ چل بہن کا تو کوئی مسئلہ نہیں وہ تو ذہنی طور پر بیمار ہے مگر وہ بچی۔۔۔ اگر تیرا باپ کل کو مر جاتا ہے تو بھی وہ تیرے لیے خطرہ ہے اور اگر نہیں مرتا اور محبت جاگ جاتی ہے اپنی نوا سی کے لیے تو بھی تیرے لیے جان لیوا۔۔۔ دونوں صورتوں میں تیرا تو نقصان ہی نقصان ہے۔۔۔ "قیصر اس کی بات خاصہ سنجیدگی سے سن رہا تھا۔۔۔"

تو خوا مخواہ ٹینشن لے رہا ہے۔۔۔ وہ بچی الریڈی یتیم خانے بھیجی جا چکی " ہے۔۔۔ اور اس کا باپ و چاچا و دادی جیل میں پڑے ہیں۔۔۔ تو شاید جانتا نہیں ہے میرے ڈیڈ کو۔۔۔ ایک بار فیصلہ کر لیں تو پھر وہ کسی کی نہیں سنتے اور نہ ہی اپنا فیصلہ بدلتے ہیں۔۔۔ سوریلیکس۔۔۔ "نارمل انداز میں کہتے ہوئے اس نے پھر ایک ڈرنک کا گھونٹ بھرا۔۔۔"

وہ خاصہ پر اعتماد تھا کہ اس کا باپ دوبارہ کبھی اس بچی کی جانب دیکھے گا
تک نہیں۔۔۔

تو بھی شاید نہیں جانتا۔۔۔ خون کی کشش کیا چیز ہوتی ہے۔۔۔ ابھی وہ "
بس غصہ ہیں۔۔۔ جب غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا ناں۔۔۔ تو سب سے پہلے
انہیں اپنی نو اسی ہی یاد آئے گی۔۔۔ اور اگر ایسا ہو گیا تو سوچ لے۔۔۔ تیرا
پتہ صاف۔۔۔

ڈیڈ مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں۔۔۔ انہوں نے کبھی مجھ میں اور آپنی "
میں فرق نہیں کیا۔۔۔ "وہ حسین لڑکا مطمئن لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

محبت اور جائیداد میں بڑا فرق ہوتا ہے۔۔۔ اگر وہ کل کو اللہ نہ کرے مر گئے۔۔۔ تو تجھے ایک روپیہ نہیں ملے گا اس لڑکی کی موجودگی میں۔۔۔ اس بات کو سمجھ۔۔۔

تو، تو کیا چاہتا ہے۔۔۔ میں کیا کروں۔۔۔ اس بچی کو مار دوں؟؟؟ یا اس سے شادی کر لوں؟؟؟۔۔۔ "قیصر نے اپنے ہاتھ میں پکڑا ڈرنک کا گلاس ٹیبل پر بٹکنے والے انداز میں رکھ کر۔۔۔ نہایت جھنجھلا کر پوچھا تھا۔۔۔

ظاہر سی بات ہے۔۔۔ مارنے کا سنجیشن تو نہیں دینے والا میں تجھے "۔۔۔ شادی کرنا بیسٹ رہے گا۔۔۔ "زید اتنے نارمل انداز میں یہ بات بول رہا تھا کہ جیسے آج کے موسم کی بات کر رہا ہو جبکہ مقابل اسے ایک دو لمحوں کے لیے لا جواب ہو کر دیکھنے لگا۔۔۔

شادی؟؟۔۔۔ وہ بھی اس پانچ سال کی بچی سے؟؟۔۔۔ دماغ خراب ہو"
گیا ہے تیرا یا زیادہ چڑھ گئی ہے۔۔۔" اب اسے زید کی دماغی حالت پر شک ہو
رہا تھا۔۔۔

پھر وہ میری بھانجی ہے۔۔۔ بھانجی اور مامو کا کیسا نکاح؟؟۔۔۔" وہ اسے "
ایک اور قابل اعتراض پوائنٹ یاد کر گیا تھا۔۔۔

سگی بھانجی نہیں ہے وہ تیری۔۔۔ تو لے پالک مامو ہے اس کا۔۔۔ تم "
دونوں کے نکاح میں کوئی قباحت والی بات نہیں ہے۔۔۔" زید تو جیسے
سیرس ہو چکا تھا۔۔۔

"ڈیڈ کبھی نہیں مانیں گے"

انہیں بتا بھی کون رہا ہے "زید نے ڈیولش مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے " جواب دیا۔۔ تو قیصر اپنے آگے کے بال نوچنے کی حالت میں پہنچا۔۔

پانچ سال کی بچی ہے وہ۔۔ میں بوڑھا ہو جاؤں گا اس کا انتظار کرتے کرتے۔۔ "بیچارا اپنا سر پکڑے بولا۔۔

تو میں کون سے کہہ رہا ہوں کہ تو اس کے بڑے ہونے کا انتظار کرنا۔۔ آرام سے دوسری شادی کر لینا کون سے وہ تجھے روک سکتی ہے۔۔۔۔۔ "زید ہر صورت اس کا نکاح کر کر رہے گا یہ سمجھ گیا تھا وہ۔۔

میں چیٹر نہیں ہوں "وہ سیاہ آنکھوں والا نوجوان فوراً ہی اکڑ کر بولا تھا۔۔

ابے جا۔۔ اس کے سامنے یہ شرافت کا لبادہ اوڑھ جو تجھے جانتانہ "

ہو۔۔ تین تین لڑکیوں سے ایک ساتھ چیٹنگ تو میں کرتا ہوں ناں۔۔ "

زید نے فوراً ہی اسے حقیقت کا ائینہ دکھایا تھا۔ جس پر وہ بے اختیار ہنس دیا۔۔ جیسے کوئی چوری پکڑے جانے پر ہنس دیتا ہے۔۔۔

چل ٹھیک ہے۔۔ اگر میں ایک وقت تیری بات مان لوں اور اس پانچ "

"سال کی بچی سے شادی کر بھی لوں تو ہمارا نکاح کیسے ہو گا؟؟۔۔۔

ولی کی رضامندی سے۔۔ اور کیسے۔۔۔ "جیسے دومنٹ میں میگی تیار ہوتی "

ہے ویسے ہی اس کے دماغ میں ایک خرافاتی آئیڈیا تیار تھا۔۔۔

نکاح کے بعد۔۔ پھر اس بچی کا کیا؟؟۔۔ "زید کو اب جا کے محسوس ہوا "

تھا کہ وہ تھوڑا تھوڑا راضی ہوا ہے۔۔۔

تیری بیوی ہوگی اور کیا۔۔۔ ویسے بھی اسے تھوڑی پتہ چلے گا نکاح کا " اور نہ ہی ہم اسے بتائیں گے۔۔۔ اوپر سے وہ انگوٹھا چھاپ ہوگی ہے پڑھنا لکھنا تھوڑی آتا ہوگا اسے۔۔۔ کون سے یتیم خانے میں رہ کر اس نے کلیکٹر بن جانا ہے۔۔۔ کل کو اگر اپنے نانا کے مرنے کے بعد وہ جائیداد کے لیے آتی بھی ہے تو، تو اسے آرام سے نکاح نامہ دیکھا کر اپنے گھر کے ایک کونے میں "بیٹھا سکتا ہے۔۔۔"

ہاں۔۔۔ لیکن اس کے بالغ ہو جانے تک ہمیں اس کا خیال رکھنا " ہوگا۔۔۔ کیونکہ آج کل یتیم خانوں کا بہت برا حال ہے۔۔۔ لڑکیاں بیچی جارہی ہیں ہوٹلوں میں۔۔۔ پارٹیوں میں۔۔۔ سیاسی لوگوں کے پاس۔۔۔ حتیٰ کہ ان کے جسمانی اعضا تک نکال نکال کر بیچے جارہے ہیں۔۔۔ پتا ہے کل ہی نیوز میں سنا ہے میں نے۔۔۔ اس طرح کے یتیم بچوں کو پرگھنٹے پر

ہوٹل کے کمروں میں بھیج رہے ہیں چاہے لڑکا ہو یا لڑکی۔۔۔ بہت برا حال ہے یار۔۔ اور جن سے یہاں کام نہیں لے رہے انھیں باہر ملک میں بیچ کر لے رہے ہیں۔۔۔۔۔ "زید تو لا پر واہی سے بتا رہا تھا۔۔ مگر سامنے بیٹھے شخص کا ناجانے کیوں دل بھاری ہونے لگا تھا۔۔

تو بے فکر ہو جا۔۔۔ تیرا وکیل ہونے کے ناطے۔۔ سب میں سنبھال " لوں گا۔۔ بس تو تین بار قبول ہے کہنے کی زحمت کر لینا۔۔۔ "زید ساری ذمہ داری اپنے کندھوں پر لینے کے لیے تیار کھڑا تھا۔۔

آخر کار زید اسے منانے میں کامیاب ہو ہی گیا تھا۔۔۔ ساری جائیداد کا مالک قیصر صرف تب ہی رہ سکتا تھا جب وہ نایاب سے شادی کر لے۔۔۔ عبدالرحمان یوسف کی جائیداد کی اصل وارث سے۔۔۔

ان کا پلان یہی تھا کہ ولی کی مدد سے نکاح کریں گے اور اس کے بعد واپس گھر آ کے آرام سے رہیں گے جیسے رہ رہے تھے۔۔ اور نایاب کو یتیم خانے میں ہی رہنے دیں گے۔۔۔ یہ نکاح صرف فیوچر میں آنے والی مشکلات سے بچنے کے لیے کیا جا رہا تھا تا کہ جائیداد کا کوئی حصہ دار نہ پیدا ہو سکے۔۔۔

کل کو اپنے نانا کے مرنے کے بعد وہ جاہل و یتیم خانے میں رہنے والی لڑکی اگر آ کر اپنے حصے کی جائیداد کی ڈیمانڈ کرے گی بھی تو قیصر کو کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔۔۔

دنیا میں صرف چار ہی لوگ جانتے تھے کہ قیصر لے پالک ہے۔۔ ایک وہ خود۔۔ دوسرے اس کے والد عبدالرحمان یوسف۔۔ تیسرا زید۔۔ اور چوتھی عشال۔۔۔ اس کے علاوہ اس متعلق کسی کو علم نہیں تھا۔۔۔

♥ *Husny Kanwal* ♥

نکاح کے بعد۔۔

وہ دونوں پولیس اسٹیشن سے نکل کر اب گاڑی میں بیٹھ رہے تھے۔۔

نکاح مبارک ہو میری جان۔۔ "زید گاڑی میں بیٹھتے ہی اس حسین"
لڑکے کی جانب دیکھ۔۔ مسکرا کر بولا۔۔

ہاں۔۔۔ خیر مبارک۔۔۔ "وہ ایک گہری سانس ہوا میں خارج کرتے"
۔۔۔ بے دلی سے گویا ہوا۔۔۔

اسے کوئی خوشی نہیں تھی۔۔۔

چل اب اسی خوشی میں مجھے بریانی کھلا دے۔۔۔ یونو۔۔۔ ائی ایم بریانی " لور۔۔۔ "زید خاصہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔۔

تجھے چڑھ رہی ہوں گی خوشیاں۔۔۔ مجھے نہیں ہے۔۔۔ اس لیے میں تو گھر " جارہا ہوں تو بھی گھر جا۔۔۔ اور سو۔۔۔ "مقابل بیزاری سے بول کر۔۔۔ اب ونڈو سے باہر کی جانب دیکھنے لگا تھا۔۔۔

اسے زید کی باتوں میں کوئی انٹرسٹ نہیں تھا بلکہ ایک عجیب سی الجھن تھی۔۔۔

تو، تو ہے ہی صدا کا کنجوس لیکن کم از کم آج کنجوسی نہ دکھا۔۔۔ نایاب " بھابھی کی خاطر ہی تھوڑا دل بڑا کر لے۔۔۔ "وہ دوست ہی کیا جو بھابھی

کے نام پر نہ چھیڑے۔۔۔ اسے بھی ایک مزیدار موضوع مل گیا تھا۔۔۔
جب کہ اس کے کہتے ہی مقابل نے فوراً ہی اس کی جانب گھور کر دیکھا۔۔

بھا بھی۔۔۔ ہو نہ۔۔۔ پانچ سال کی بچی ہے وہ۔۔۔ "قیصر تیزی سے جل"
کر بولا۔۔۔

تو یہ تو اچھا ہے نا۔۔۔ کل کو جب سب کی بیویاں بوڑھی ہو جائیں گی "
۔۔۔ تو تیری بیوی واحد خوبصورت جوان ہوگی۔۔۔۔۔ "وہ ایک آنکھ ونگ
کرتے زچ کر رہا تھا۔۔۔

ویسے کراچی میں کتنی بسیں چلتی ہیں؟؟؟ "قیصر نے اچانک ہی بڑی"
سنجیدگی سے سوال کیا۔۔۔

بہت ساری۔۔۔"مقابل کنفیوز ہو کر۔۔۔ جواب دیتے ہوئے۔۔۔"

توان میں سے ایک کے نیچے آ کے تو مر کیوں نہیں جاتا۔۔۔"وہ کم عمر
لڑکا دانت پیستے ہوئے کہتا۔۔۔ واپس ونڈو کی جانب
مر گیا تھا۔۔۔"

جل کیوں رہا ہے۔۔۔ تجھے کون سا سے پالنا ہے۔۔۔ زندگی میں تیرا کبھی
اس ننھی بھابھی سے ٹکراؤ نہیں ہو گا۔۔۔ تو بے فکر رہ۔۔۔"زید ابھی بھی باس
نہیں آ رہا تھا۔۔۔ ننھی بھابھی کہ کر یقینا اس نے مقابل کی مزید تپائی
تھی۔۔۔"

ننھی بھابھی؟؟۔۔۔ میں چاہوں بھی نہ بھولنا۔۔۔ تو بھی تو مجھے بھولنے
نہیں دے گا کمینے۔۔۔"وہ جزبز ہو کر بولا۔۔۔"

تو مقابل نے اپنے ہونٹوں پر دو انگلیاں بند کر کے زپ لگانے والے انداز
"میں دیکھائیں۔۔۔" لیکن قیمت ہوگی

اس کی ڈھٹائی سے کہتے ہی قیصر نے اسے تر چھی نگاہ سے گھورا۔۔۔

کتنی؟؟۔۔۔" ایک ابرو اچکا کر۔۔۔"

زیادہ نہیں۔۔۔ بس یہیں کوئی ایک دو کروڑ۔۔۔" زید نے اتنی بڑی ڈیمانڈ
اتنے نارمل انداز میں رکھی۔۔۔ جیسے اس سے بریانی کی ایک پلیٹ مانگ رہا
ہو۔۔۔

اور وہ کون تھا جو دو دن پہلے تک بڑے دعوے کر رہا تھا۔۔۔ کے سب "

کچھ صرف میری دوستی کی خاطر کر رہا ہے۔۔۔" وہ بالی عمر کا نوجوان کسی

تفتیشی افسران کی طرح آنکھیں سو کیڑ کر۔۔۔ مقابل کو اسی کے کہے جملے

یاد دلارہا تھا۔۔۔

بھی پیٹ کسی کا سگا نہیں ہوتا۔۔۔ "اس نے آنکھیں چراتے ہوئے کہا"

۔۔۔ تو مقابل مسکرا دیا۔۔۔

تو، تو ایسے مجھے دیکھ رہا ہے جیسے میں نے تیری کڈنی مانگ لی ہے۔۔۔ "

ابے یار دو کروڑ کی تو بات ہے۔۔۔ دے دے۔۔۔ ویسے بھی اپنے لیے

تھوڑی مانگ رہا ہوں۔۔۔ تیرے ہی آنے والے بھتیجا بھتیجی کے اچھے فیوچر

کے لیے مانگ رہا ہوں۔۔۔ "زید تو ایسے ظاہر کر رہا تھا کہ اگر قیصر اسے پیسے

دیتا بھی ہے تو اس کی ذات پہ کوئی احسان نہیں کرے گا۔۔ الٹا اپنے آنے والے بھتیجا بھتیجی کے فیوچر کو ہی سیکیور کرے گا۔۔

یقین مان۔۔۔ میں دیتا تھے۔۔ "قیصر کا اپنی پیشانی مسلتے ہوئے سنجیدگی " سے کہنا تھا کہ زید کی آنکھیں چمکیں۔۔۔ "مگر وہ کیا ہے ناں۔۔ میں بہت خود دار ہوں اور مجھے یقین ہے میرے آنے والے بھتیجا بھتیجی مجھ پر ہی جائیں گے۔۔ وہ کبھی پسند نہیں کریں گے کہ کوئی ان پر احسان کرے۔۔ وہ خود کما کے کھانا پسند کریں گے۔۔ اور میں ان کی خود داری کو تکلیف نہیں پہنچانا چاہتا۔ اس لیے سوری۔۔ "اگر مقابل تیز تھا تو شاید وہ بھول گیا تھا سامنے بیٹھا بھی قیصر عبدالرحمان ہے۔۔

وہ نہایت مخلصانہ انداز میں گویا ہوا تھا۔۔ جیسے بڑی فکر ہو اس کی آنے والی نسل کی عزت نفس کی۔۔

وہ قیصر عبدالرحمن تھا اسے باتیں گھما کر اپنے حق میں کر لینا بخوبی آتا تھا۔۔۔

اوتے زیادہ ہوشیار مت بن۔۔۔ "زید فوراً ہی بول اٹھا تھا اپنی شرافت بھول۔۔۔"

اور جو تو بن رہا ہے اس کا کیا۔۔۔ ہلکے ہو جا بیٹا۔۔۔ یہاں میرا باپ مجھے "ایک الیم بنانے کے لیے 50 لاکھ دینے کے لیے تیار نہیں اور تو بیٹھ کر مجھ سے دو کروڑ کی ڈیمانڈ کر رہا ہے۔۔۔ دو کروڑ جوتے دے سکتا ہوں میں تجھے۔۔۔ چاہیے "قیصر بھی فوراً ہی دو بدو بولا تھا۔ جوتے کے لفظ پر خاصہ زور دیا تھا اس نے جس پر مقابل کڑوا سہ منہ بنا کر بولا۔۔۔ "ہو نہہ۔۔۔ یہ تو "میرا کھڑوس باپ بھی دے دے گا۔ وہ بھی بنانا نگے۔۔۔"

اور پھر دونوں ہی ہنسنے لگے۔۔۔

ان کا ہنسی مزاق چل ہی رہا تھا کہ گاڑی رکی۔۔ زید کا گھر آ گیا تھا۔۔۔

چل کل ملتے ہیں۔۔۔ اور میری بریانی تجھ پر ادھار ہے۔۔۔ یاد "

رکھنا۔۔۔" وہ مسکراتے ہوئے کہ کر گاڑی سے اتر گیا۔۔۔۔

وہ یوسف مینشن میں کم ہی رہا کرتا تھا اس کا اپنا ایک اپارٹمنٹ تھا اور وہ

زیادہ تر وہی وقت گزاری کرتا

اسے اپنے والد کے ساتھ رہنا اتنا خاص پسند نہیں تھا اور عبدالرحمان صاحب بھی کہاں پاکستان میں رہا کرتے جو اسے ٹائم دے سکیں۔۔۔ وہ

دونوں باپ بیٹے ایک دوسرے سے کافی فاصلہ رکھتے تھے اس کی سب سے بڑی وجہ قیصر کے خواب تھے۔۔۔ وہ سنگر بننا چاہتا تھا اس کی آواز بہت سریلی اور خوبصورت تھی۔۔ جبکہ عبدالرحمان صاحب نے اسے گود لیا ہی اس لیے تھا تا کہ وہ ان کا آگے چل کر بزنس سنبھالے۔۔ ان کا ہاتھ بٹائے۔۔ ان کے کاروبار کو دیکھے جو ملک کو بیرون ملک پھیلا ہوا ہے۔۔

عبدالرحمان صاحب پاکستان میں ہوتے تو اسے ضرور ڈنر پر بلایا کرتے۔۔ اس ڈنر میں گزارے ہوئے دو تین گھنٹے بھی اس کے لیے جیسے پہاڑ کی مانند ہوتے تھے۔۔ وہ اکثر بور ہو جاتا تھا یا باپ بیٹے کی بحث ہو جاتی۔۔ جس کے بعد دونوں ہی ایک دوسرے سے مہینوں تک بات نہیں کیا کرتے تھے۔۔

وہ لائٹ ان کرتا ہوا اپنے اپارٹمنٹ میں داخل ہوا۔۔

نہایت خوبصورت اور ویل فرنش اپارٹمنٹ۔۔۔

وہ بڑے سے لاونج سے ہوتا ہوا ڈائریکٹ سیڑھیوں کی جانب پڑ گیا تھا

۔۔۔

اپنے کمرے میں آکر اس نے شرٹ اتارئی اور سامنے رکھے صوفے پر بے
دلی سے پھینک دی۔۔۔

پھر وہ ٹاول لے کر نہانے چلا گیا تھا۔۔۔

پانچ منٹ بعد بالوں کو ٹاول سے ڈرائی کرتے ہوئے جب وہ باہر نکلا۔۔۔ تو
تھکن کے سبب آنکھیں جھکتی ہوئی معلوم ہوئیں۔۔۔ لیکن وہ سو نہیں سکتا

تھا اسے اپنا اسائنمنٹ کمپلیٹ کرنا تھا ابھی۔۔۔ ورنہ یقیناً اس کے والد تک
پروفیسر نے شکایت پہنچانے میں دیر نہیں لگانی۔۔

گرمے کلر کالوز سہ شارٹ پینٹ (جو گھٹنوں سے بھی اونچی تھی) پہن
کر۔۔۔ اب وہ اپنا بیگ لے کر اسائنمنٹ کرنے بیٹھ گیا تھا۔۔۔

وہ کام کرنے میں مگن تھا کہ اچانک ہی ذہن میں زید کے کہے الفاظ
گھومنے لگے۔۔۔ "آج کل یتیم خانوں کا بہت برا حال ہے۔۔۔ لڑکیاں بیچی
جارہی ہیں ہوٹلوں میں۔۔۔ پارٹیوں میں۔۔۔ سیاسی لوگوں کے پاس۔۔۔
حتیٰ کہ ان کے جسمانی اعضا تک نکال نکال کر بیچے جارہے ہیں۔۔۔ پتا ہے
کل ہی نیوز میں سنا ہے میں نے۔۔۔ اس طرح کے یتیم بچوں کو پر گھنٹے پر
ہوٹل کے کمروں میں بھیج رہے ہیں چاہے لڑکا ہو یا لڑکی۔۔۔ بہت برا حال

ہے یار۔۔ اور جن سے یہاں کام نہیں لے رہے انھیں باہر ملک میں بیچ کر لے رہے ہیں۔۔۔

نایاب وہ چھوٹی سی پانچ سالہ لڑکی۔۔ اب اس کی بیوی تھی۔۔ چاہے وجہ کچھ بھی ہو۔۔۔ وہ اسے یوں یتیم خانے میں درندوں کے سپرد کر کے کیسے رہ سکتا تھا سکون سے؟؟۔۔

اچانک اس کا ضمیر اسے تنگ کرنے لگا۔۔۔ جھنجھوڑنے لگا۔۔۔ پریشان کرنے لگا۔۔۔ وہ اتنا جھٹکتا لیکن پھر بار بار خیال آ جاتا۔۔۔ وہ بیچارہ پریشان ہو کر آخر کار اسائنمنٹ بند کرنے پر مجبور ہوا۔۔۔

یہ کیا ہو گیا مجھے اچانک؟؟۔۔ میں کیوں اس کے بارے میں سوچ رہا " ہوں؟؟۔۔" وہ اب جیسے خود سے ہی بیزار تھا اور خود سے ہی پریشان

کہاں جائے؟؟۔۔ کس سے کہے؟؟۔۔ یہ کون سا عجیب احساس تھا جو دل میں جنم لے رہا تھا؟؟۔۔ کیوں ہو رہا تھا یہ؟؟۔۔

نکاح تو کیا ہی اس لیے گیا تھا تا کہ وہ یتیم خانے میں رہتی رہے اور اسے کبھی اس کے حقوق کا پتہ ہی نہ چلے۔۔ وہ کبھی وراثت میں اپنے حق کی ڈیمانڈ ہی نہ کر سکے وہ جاہل رہے و یتیم خانے میں پڑی رہے اور کبھی اگر بالفرض وہ آ بھی جاتی ہے اپنا حق مانگنے تو وہ اس کے شوہر ہونے کے ناطے اسے ایک کمرے کے کونے میں بند کر دے۔۔ مگر اب کیوں دل نہیں مان رہا تھا اسے یتیم خانے میں چھوڑ کر رکھنے پر؟؟۔۔ ابھی دو گھنٹے پہلے

تک تو سب صحیح تھا پھر یہ اچانک کیوں اس کا ذہن بدل رہا تھا؟؟۔۔۔ کیوں وہ اس لڑکی کے لیے پریشان ہو رہا تھا؟؟۔۔۔۔

وہ نہیں جانتا مگر دنیا جانتی ہے کہ نکاح کے دو بول کتنے طاقتور ہوتے ہیں۔۔۔

وہ اب سارے خیالات کو جھٹک کر لائنٹس اف کر کے سونے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ "آج کل یتیم خانوں کا بہت برا حال ہے۔۔۔ لڑکیاں بیچی جا رہی ہیں ہوٹلوں میں۔۔۔ پارٹیوں میں۔۔۔ سیاسی لوگوں کے پاس۔۔۔ حتیٰ کہ ان کے جسمانی اعضا تک نکال نکال کر بیچے جا رہے ہیں۔۔۔ پتا ہے کل ہی نیوز میں سنا ہے میں نے۔۔۔ اس طرح کے یتیم بچوں کو پرگھنٹے پر ہوٹل کے کمروں میں بھیج رہے ہیں چاہے لڑکا ہو یا لڑکی۔۔۔ بہت برا حال ہے یار۔۔۔ اور جن سے یہاں کام نہیں لے رہے انھیں باہر ملک میں بیچ کر لے

رہے ہیں۔۔۔" زید کے الفاظ پھر اس کے کانوں میں گونجنے لگے۔۔۔ اب کہ وہ اوندھا منہ ہو کر لیٹ گیا۔۔۔ تکیے کو دونوں سائیڈ سے کان کے اوپر پکڑ کر رکھ لیا۔۔۔ تاکہ آواز نہ آئے۔۔۔

میں کیا کروں اگر وہ یتیم خانے میں ہے۔۔۔ میں نے اسے تھوڑی ڈالا " ہے۔۔۔ ڈیڈ نے ڈالا ہے۔۔۔" وہ جیسے خود کو سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ کہ وہ کتنا معصوم ہے اس معاملے میں۔۔۔ تاکہ اس کا دماغ چلنا بند کرے اور وہ سکون سے سو سکے۔۔۔

آج کل یتیم خانوں کا بہت برا حال ہے۔۔۔ لڑکیاں بیچی جا رہی ہیں ہوٹلوں " میں۔۔۔ پارٹیوں میں۔۔۔ سیاسی لوگوں کے پاس۔۔۔ حتیٰ کہ ان کے جسمانی اعضا تک نکال نکال کر بیچے جا رہے ہیں۔۔۔ پتا ہے کل ہی نیوز میں سنا ہے میں نے۔۔۔ اس طرح کے یتیم بچوں کو پر گھنٹے پر ہوٹل کے کمروں میں

بھیج رہے ہیں چاہے لڑکا ہو یا لڑکی۔۔۔ بہت برا حال ہے یار۔۔ اور جن سے یہاں کام نہیں لے رہے انھیں باہر ملک میں بیچ کر لے رہے ہیں۔۔" اس نے انکھیں بند کیں۔۔ کچھ منٹ تک تو سب صحیح رہا اور پھر اچانک وہ خوش ہونے لگا کہ چلو اس کے ذہن نے اب نایاب کے متعلق سوچنا بند کیا اور پھر اس خیال پر وہ ہنس دیا۔۔ کہ پھر ابھی وہ کیا سوچ رہا ہے؟۔۔

اب اس نے جھنجھلا کر اٹھتے ہوئے پاس رکھی ہینڈ فری اٹھائی اور کان میں لگالی۔۔ اس کے بعد میوزک ان کیا اور دوبارہ لیٹ گیا۔۔

مگر وہ نادان نہیں جانتا ضمیر کی آواز کو روکنے کا آج تک کوئی آلا بنا ہی نہیں ہے۔۔۔

اس کا ذہن پھر بھی گھوم پھر کر نایاب پر چلا جاتا۔۔۔ آخر کار وہ تھک ہار کر اٹھا۔۔۔

اپنی کبرڈ میں سے ایک وائٹ ٹی شرٹ نکالی۔۔۔

اوروں کے دولہے جاتے ہوں گے اپنی دولہن کو لینے لاکھوں کی شیروانی پہن کر۔۔۔ خوب بالوں کو جیل سے سجائے بن ٹھن کر پوری بارات کے ساتھ۔۔۔۔۔ مگر وہ اپنی پانچ سالہ دولہن کو لینے گرے رنگ کے چھوٹے سے شارٹ پینٹ اور ڈھیلی ڈھالی وائٹ ٹی شرٹ میں بغیر بالوں کو بنانے کی زحمت کیے چل دیا تھا۔۔۔۔۔

ویسے تو وہ بہت سیلف کانشس تھا کبھی بھی ایک گھنٹے سے ایک منٹ کم بھی آئینے کے سامنے تیار ہوئے بغیر باہر نہیں نکلتا تھا لیکن آج اس نے آئینہ

میں اپنا جائزہ لینے کے لیے۔۔۔ اک لمحہ وقت ضائع نہیں کیا تھا۔۔۔ وہ بس پھرتی سے کمرے سے نکل گیا۔۔۔ اپنے ہاتھوں سے ہی بالوں کو سیٹ کرتا۔۔۔

چابی دو۔۔۔ "اس کے ڈرائیور سے چابی مانگتے ہی۔۔۔ ڈرائیور نے اسے الجھ کر دیکھا۔۔۔ ان آنکھوں میں الجھن سے کہیں زیادہ احتجاج تھا۔۔۔ اور کیوں کمر نہ ہوتا عبدالرحمان صاحب کی جانب سے سخت ارڈر تھا کہ رات کے وقت اسے ڈرائیونگ نہ کرنے دی جائے کیونکہ وہ بہت خطرناک گاڑی چلاتا تھا۔۔۔

میں نے کہا چابی دو "ڈرائیور اس سے عمر میں کافی بڑا تھا لیکن اس کے " باوجود مجال ہے اس بندے کے لہجے میں ذرا بھی تمیز کا عنصر ہو دور دور تک۔۔۔ حاکمانہ انداز میں کہتا۔۔۔ وہ اپنا چڑچڑاپن ظاہر کر رہا تھا۔۔۔

وہ ایسا ہی تو تھا صد اکا چڑ چڑا۔۔۔ دنیا جہاں کا بیزار۔۔۔

مگر بڑے ماسٹر الاؤ نہیں کرتے "ڈرائیور نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا " "تھا۔۔۔ جس پر وہ جزبز ہو کر اس کے قریب آیا اور خود ہی اس کے ہاتھ سے چابی چھین لی۔۔۔

اور اگر میرے گاڑی لے جانے والی بات ماسٹر کے کان تک پہنچی۔۔۔ تو " سوچ لینا میں تمہارا کیا انجام کروں گا۔۔۔ " دھمکی آمیز لہجے میں کہتا۔۔۔ وہ گاڑی کا ڈور کھول گیا تھا۔۔۔

اور صرف دو لمحے بعد ہی اس کی گاڑی دھواں اڑا کر جاتی ہوئی نظر آئی۔۔۔

انچارج نے فوراً ہی اپنے سینے پہ لگی پاکٹ میں سے پین نکال کر اس کی جانب بڑھایا وہ بھی دونوں ہاتھ پین کے نیچے لگا کر جیسے کسی بادشاہ کو پیش کیا جاتا ہے۔۔۔

اس نے خاصہ مغرور انداز میں وہ پین پکڑا اور فارم فل اپ کرنا شروع کیا۔۔۔

باقی فارم تو فل کرنا آسان تھا لیکن جب فارم میں کالم آیا کہ آپ بچی کے کون لگتے ہیں۔۔۔ تو اس کا تیزی سے چلتا ہاتھ رکا۔۔۔

وہ سوچ میں پڑ گیا تھا کہ کیا لکھے۔۔۔ شوہر لکھے گا تو دنیا کو پتہ چل جائے گا یہاں تک کہ انچارج بھی شاید اسے پھر عجیب نگاہوں سے دیکھے اور اگر

مامو لکھتا ہے تو اپنا رشتہ خراب کرے گا۔۔۔ وہ بیچارہ عجیب ہی الجھن میں
پھنس گیا تھا۔۔۔

کچھ ثانیوں تک وہ پین کے پچھلے حصے کو اپنے بالوں میں رگڑتا رہا۔

"H" کیا لکھوں؟؟۔۔۔ "اور پھر ذہن میں جیسے ایک آئیڈیا آیا۔۔۔"
فقط ایک الفابیٹ لکھ کر وہ آگے بڑھ گیا تھا۔۔۔

انچارج جو مسلسل اس کے فارم پر نظر ٹکائے ہوئے تھا وہ اسے اٹیچ لکھتا
دیکھ۔۔۔ تھوڑا سا الجھا مگر پوچھنے کی ہمت نہ کی۔۔۔ بھلا کس میں جرات
تھی عبدالرحمان کے اکلوتے بیٹے سے سوال کرنے کی۔۔۔

فارم فل اپ کرنے کے بعد اب اس نے پین بند کر کے سامنے بڑھا دیا تھا۔ انچارج نے فوراً ہی اس کے ہاتھ سے لیا اور ایک بار پڑھا۔۔۔

پڑھ تو وہ پہلے ہی چکا تھا اب تو بس نظر ثانی کر رہا تھا۔۔۔

اب اگر آپ نے چیک کر لیا ہو تو کیا آپ اب نایاب کو لے کر آئیں گے؟ "اس نے کھڑے ہو کر ایک ہاتھ شارٹ پینٹ کی پاکٹ میں ڈالتے۔۔۔ دنیا جہاں کی بے زاریت لہجے میں سموئے۔۔۔ نہایت کوفت کے عالم میں پوچھا۔۔۔

اوکے۔۔۔ سر "انچارج فوراً ہی فارم کو اپنے صندوق میں رکھ کر۔۔۔ جو" خاصہ بوسیدہ نظر آ رہا تھا۔۔۔ پھرتی سے آفس سے نکل گیا۔۔۔

وہ اب واپس سیٹ پر بیٹھ کر فرصت سے پورے آفس کا جائزہ لے رہا تھا۔۔۔ کمرے میں چاروں دیواروں پر لائٹ نیلے رنگ کا کلر ہوا تھا جو جگہ جگہ سے اکھڑا ہوا نظر آ رہا تھا۔۔۔ نیچے سیم کی طے نظر آ رہی تھی جس کے سبب دیوار کی مٹی ابھرتی ہوئی تھی۔۔۔

آ جاویا۔۔۔ مجھے سونا بھی ہے گھر جا کے۔۔۔ "اس کی گہری سیاہ آنکھیں" اب بند ہونے لگی تھیں انتظار کرتے کرتے۔۔۔ جبکہ صرف پانچ منٹ ہی گزرے تھے۔۔۔ وہ جمائی لیتے وقت منہ پر ہاتھ رکھ۔۔۔ دروازے کی جانب دیکھتے ہوئے بڑبڑایا۔۔۔

پھر دروازہ کھلنے پر۔۔۔ اب وہ فوراً ہی سیٹ سے کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔

اس نے انچارج کو نہیں دیکھا۔ اس نے انچارج کی گود میں اس کے سینے سے لگی ایک بچی کو دیکھا۔۔۔ جو سو رہی تھی۔۔۔

کچھ تھا جو چہرہ رہا تھا آنکھوں میں۔۔۔ کیا؟؟۔۔۔ وہ نہیں سمجھ پایا۔۔۔

مجھے دو۔۔۔ "فورا ہی آگے بڑھ کر۔۔۔ اک لمحے کی دیری کے اس لٹل" فیری کو اپنی گود میں لیا۔۔۔

اب نایاب اس کے سینے سے لگی ہوئی تھی۔۔۔

زندگی میں پہلی بار اس نے کسی بچی کو اس طرح گود میں لیا تھا۔۔۔ یہ ایک نیا احساس تھا۔۔۔ اور انوکھا بھی۔۔۔ کیونکہ وہ بچی کوئی غیر نہیں تھی۔۔۔ اس کی بیوی تھی۔۔۔

سر آپ کوئی فنڈ وغیرہ نہیں دینا چاہیں گے؟؟۔۔ "وہ نایاب کو لے کر"
باہر کی جانب بڑھنے لگا تو پیچھے سے انچارج تیزی سے یاد دہانی کرانے والے
انداز و لچکدار لہجے میں بولا۔۔۔

فنڈ؟؟۔۔ جہاں تک مجھے یاد ہے دو ہفتے پہلے ہی میرے ڈیڈ نے پچاس
لاکھ کا چیک دیا تھا آپ کو۔۔ اتنے میں تو پورے یتیم خانے کا نقشہ تبدیل
ہو جانا چاہیے تھا۔۔ مگر لگتا ہے آپ کے پاس وقت نہیں ہے یتیم خانے پر
توجہ دینے کے لیے۔۔ ایسے میں اب میں مزید اپنے پیسے دے کر کیوں آپ
کے بینک اکاؤنٹ پر بوجھ ڈالوں۔۔۔ "وہ بہت سادہ سے لہجے میں
۔۔ مقابل کو بھگیو کر جو تار تار۔۔ آگے بڑھ گیا تھا۔۔۔

نایاب "اس نے گاڑی کی فرنٹ پیسنجر سیٹ کا ڈور کھول کر نایاب کو"
بیٹھایا۔۔۔ پھر سیٹ بیلڈ باندھی۔۔۔

وہ سو رہی تھی اس لیے اس کی گردن نیچے کی جانب لڑک گئی۔۔۔ یہ دیکھتے
ہی مقابل نے فوراً ہی اس کا ننھاسہ سر واپس سیٹ سے آہستگی سے
ٹکایا۔۔۔ مگر نیند میں اسے ہلکی سی کھانسی آئی۔۔۔ اور دوبارہ اس کی گردن
نیچے کی جانب لڑکنے لگی۔۔۔۔۔

اف۔۔۔ ایسے تو اس کی گردن میں درد ہو جائے گا۔۔۔ "اس نے سیٹ"
بیلڈ کھول کر اسے واپس گود میں لیا۔۔۔

زندگی میں یہ پہلی بار تھا جب وہ ایک بچی کو گود میں لے کر گاڑی ڈرائیور
کر رہا تھا۔۔۔ پورے راستے اس ننھی سی بچی کا چہرہ اس کے سینے سے لگا
رہا۔۔

وہ گھر پہنچا۔۔۔ تو اسکی گود میں نایاب کودیکھ۔۔۔ ڈرائیور کی آنکھیں حیرت
سے پھیلیں۔۔

اگر اس بارے میں ڈیڈ کو خبر ہوئی۔۔۔ تو تمہارے گاؤں بھی جلد ہی "
موت کی خبر پہنچے گی۔۔۔" وہ کھلی دھمکی دیتا۔۔۔ چابی ان کی جانب اچھال
کر اپنے اپارٹمنٹ کی جانب بڑھا۔۔

وہ ڈائریکٹ اسے اپنے کمرے کی جانب لا رہا تھا۔۔ جب ذہن میں اعتراض
ابھرا۔۔۔ کیا وہ اس بچی کو اپنے کمرے میں سلائے گا؟؟

اس خیال کے آنے پر وہ سوچ میں پڑا۔ اور اس کے چلتے قدم رکے۔۔

لیکن اگر اکیلے میں یہ ڈر گی تو۔۔ نہیں۔۔ بہت چھوٹی سی ہے یہ۔۔۔ میں " اسے اکیلے نہیں سونے دے سکتا۔ اور پھر کمراشیئر کرنے میں برائی کیا ہے۔۔۔ بیوی ہے میری۔۔۔ "خود سے ہی الجھ کر۔۔۔ خود کو ہی دلیل دیتا۔۔۔ وہ اپنے کمرے کا دروازہ کھول گیا۔۔

اپنے کمرے میں لا کر اسے آہستگی و نرمی سے بیڈ پر لیٹایا۔۔

پھر خود کچھ لمحے اسے یوں ہی تکتا رہا۔ یقین کرنے کی کوشش کرتا رہا کہ وہ ننھی سی بچی اس کی بیوی ہے۔۔۔ اور وہ اسے پلان کے خلاف جا کر بغیر کسی وجہ کے اپنے ساتھ یتیم خانے سے لے آیا ہے۔۔۔

پھر آہستگی سے اس کی چھوٹی ننھی سی سفید پیشانی پر جھک کر اپنی پیشانی اس سے لگائی۔۔۔

سوری۔۔۔ میں کبھی یہ سب نہیں کرتا اگر تم اچانک نہ " آتیں۔۔۔ تمہیں نہیں آنا چاہیے تھا۔۔۔ " قیصر زیر لب آہستگی سے سرگوشی کر رہا تھا۔۔۔ نایاب کی گرم سانسیں وہ اپنے چہرے پر محسوس کر سکتا تھا۔۔۔

پھر اپنا سراٹھایا۔۔۔ اور سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔۔

یہ میں کیا کرتا پھر رہا ہوں۔۔۔ "آواز میں کوفت تھی۔۔۔ فرسٹیشن تھی"۔۔۔ مگر صرف خود سے۔۔۔

اپنی انگلیوں کو بالوں میں الجھاتا۔۔۔ وہ خود سے ہی پوچھ رہا تھا۔۔۔

پھر اپنی ٹی۔ شرٹ اتار کر صوفے کی جانب اچھال کر پھینکتا۔۔۔ وہ اسی کے برابر میں ذرا فاصلے پر لیٹ گیا تھا۔۔۔

گڈنائٹ جگنو۔۔۔ "لائٹ بند کرنے سے پہلے یہ آخری آواز تھی جو"
کمرے میں گونجی۔۔۔

چونکہ یہ پہلی رات تھی اس کی کسی بچی کے ساتھ اس لیے تھوڑا محتاط ہو
کر سو رہا تھا جیسے ہی اس کی لات لگتی۔۔۔ فوراً ہی تھوڑا سا پیچھے ہو کر سو جاتا

تھوڑی دیر بعد پھر محسوس ہوتا کہ اس کی لات اس کے پیٹ یا چہرے سے
ٹکرا رہی ہے تو پھر آگے کھسک جاتا۔۔۔ ایسے کرتے کرتے وہ بالکل بیڈ کے
کونے میں پہنچ گیا تھا۔۔۔

اب کے جب نایاب نے نیند میں اس کے لات ماری تو وہ دھڑام کر کے
بیڈ سے نیچے گرا۔۔۔

ابے تیرے باپ کا بیڈ ہے سالے۔۔۔ "وہ اونڈھے منہ فرش پر گرا تھا "۔
۔۔۔ اس کی ناک وہونٹ زور سے فرش سے ٹکرائے تھے۔۔۔ گہری نیند
سے اچانک اٹھنے کے سبب۔۔۔ وہ فوراً ہی اٹھ کر بیٹھ۔۔۔ اپنی ناک مسلتے
ہوئے۔۔۔ غصے سے جڑبڑھوتا زور سے دھاڑا۔۔۔

پھر اگلے ہی لمحے غصہ مزید بڑھایہ دیکھ۔۔۔ کہ وہ پانچ سالہ چھوٹی سی بچی
پورے بیڈ پر پھیل گئی ہے اور اسے اسی کے بیڈ سے بے دخل کر کے زمین پر
پھینک دیا ہے۔۔۔

یہ سب کمینے زید کی غلطی ہے۔۔۔ خود تو سو رہا ہو گا کمینہ سکون سے "
اپنے بیڈ پر پھیل کر اور مجھے اس حال کو پہنچا دیا کہ ایک بیڈ بھی نصیب
نہیں۔۔۔ " وہ اپنے گردن کی پشت کو مسلتے جڑبڑہو کر کہتا۔۔۔ دنیا جہاں
سے بے زار۔۔۔ بیڈ سے اپنا تکیہ اٹھا کر۔۔۔ اس سوتی ہوئی پری کو کھا جانے
والی نگاہ سے گھورتا ہوا۔۔۔ دوسری جانب سے آکر بیڈ پر لیٹا۔۔۔

وہ دل ہی دل کڑتا آنکھیں موند گیا تھا۔۔۔ صرف دو تین لمحے لگے تھے
اسے دوبارہ نیند کی وادی میں جانے میں۔۔۔

قیصر نیند میں ہی تھا جب اسے خود پر وزن محسوس ہونے لگا۔۔۔

وہ اوندھے منہ لیٹا ہوا تھا۔۔

بڑی مشکل سے آنکھ کھول کر دیکھا تو آئینے کی عکس میں نظر آیا کہ اس کی کمر پر وہ لٹل پرنسس سو رہی ہے۔۔

اس بچی کو پورا بیڈ دے دیا ہے پھر بھی چین نہیں ہے۔۔۔ "وہ زیر" لب کڑتا۔ دوبارہ آنکھیں موند گیا تھا۔۔

اس بار آنکھ جب کھلی تو کوئی اس پہ مسلسل کود رہا تھا ماما کی صدا لگاتے ہوئے۔۔

یار سونے دو مجھے۔۔ صبح کالج میں اسائنمنٹ جمع کرانا ہے۔۔ "وہ حسین"

کم عمر لڑکا دنیا جہاں کی بیزاریت و کوفت اپنے لہجے میں سموئے۔۔ منہ بسور

کر بھاری آواز میں کہہ رہا تھا۔۔

نیند کے سبب اس کی آواز اس قدر بھاری ہو رہی تھی کہ نایاب کو سمجھ ہی

نہ آیا کہ وہ کہہ کیا رہا ہے

ماما۔۔ مجھے بیت الخلا جانا ہے اٹھیں۔۔ "وہ اب پہلے سے زیادہ طاقت لگا"

کر۔۔ اسے جگانے کی نیت سے کو درہی تھی۔

بیت الخلا۔۔ مطلب واش روم؟؟؟ "قیصر نے بڑی مشکل سے اپنی"

آنکھیں کھول کر اس کی جانب ہلکی سی گردن گھما کر دیکھتے ہوئے۔۔ الجھ کر

پوچھا

ہاں۔۔ جلدی اٹھیں مجھے جانا ہے۔۔ "بس اتنا سننا تھا کہ نایاب نے واش"
روم جانا ہے فوراً ہی اس کی نیندر فوچکر ہوئی۔۔

اچھا کو دنا تو بند کرو۔۔ اور مجھ پر سے ہٹو۔۔ "اس کے بھاری آواز"
میں کہتے ہی نایاب فوراً ہی ہٹ گئی تھی۔۔

خود نہیں جاسکتی تم؟؟؟ "وہ اٹھ کر بیٹھتے۔۔ دونوں ہاتھ سے اپنا چہرہ"
رگڑنے کے بعد۔۔ اس کی جانب دیکھ۔۔ بیزاریت سے پوچھنے لگا۔۔

جاسکتی ہوں ماما۔۔ مگر مجھے پتہ نہیں ہے کہ بیت الخلا کہاں ہے نظر بھی"
نہیں آ رہا یہاں پر تو۔۔ "وہ بھوری چمکتی آنکھوں والی لڑکی اس کی سیاہ

نشیلی آنکھوں میں جھانکتے۔۔۔ جب معصومیت سے بولی تو وہ لمحہ بھر کے لیے بالکل خاموش ہو گیا۔۔۔

سامنے۔۔۔ دروازہ نظر آرہا ہے براؤن کلر کا؟۔۔۔ "اس کے انگلی کا اشارہ کر" کے دکھاتے ہی۔۔۔ نایاب فوراً ہی اثبات میں سر ہلانے لگی۔۔۔

وہ واش روم ہے۔۔۔ جاو۔۔۔ اور پلینز گندگی مت کرنا۔۔۔ میں بہت "صفائی پسند ہوں۔۔۔ ویسے بھی ملازمہ دو بجے تک آئے گی۔۔۔" مانا الفاظ میں منت تھی مگر لہجہ وہ تو بہت کر خنگی بھرا تھا۔۔۔

نایاب فوراً ہی اپنا ننھا سہ سر اثبات میں خم کر بیڈ سے اتر کر واش روم کی جانب بڑھی۔۔۔ جب کہ وہ دوبارہ لیٹ گیا تھا۔۔۔ مگر ساتھ ہی گھڑی کی جانب نگاہ کی۔۔۔

سات تو الریڈی بنج رہے ہیں۔۔۔ اہ۔۔۔ سو بھی نہیں سکا میں سکون "

سے۔۔۔" وہ نہایت جھنجھلاتے ہوئے کہتا۔۔۔ دوبارہ اٹھ کر بیٹھا تھا۔۔۔

بھوک لگ رہی ہوگی؟۔۔۔ ہے ناں۔۔۔ آؤ چلو تمہیں ناشتہ "

کرواؤں۔۔۔ پھر میں تیار ہو کر کالج جاؤں گا اور تم اچھے بچوں کی طرح گھر

میں رہوں گی اوکے۔۔۔" وہ نایاب کو گود میں لے کر کمرے سے نکل

کر۔۔۔ آہستہ آہستہ سیڑھیاں اترتا۔۔۔ اس کی جانب دیکھ۔۔۔ نرمی سے

سمجھا رہا تھا۔۔۔

وہ کب سیڑھیاں آہستہ آہستہ اترنے کا عادی تھا وہ تو اس کی سلائیڈ

تھی۔۔۔ اکثر وہ سلائیڈ مارتے ہوئے اترتا تھا۔۔۔ مگر آج۔۔۔ آج مزاج

میں تبدیلی تھی جناب کے۔۔۔

او کے ماما۔۔ "اپنے ہونٹوں پر پیاری سی مسکان سجائے۔۔ اسکی گردن"
کے گرد اپنے ننھے ہاتھوں کا گہرا بنا کر۔۔ وہ اپنی میٹھی سی آواز میں
بولی۔۔۔

ماما؟؟؟۔۔ مجھے مامامت بولو۔۔۔ "یہ لفظ اس کے لیے قابل اعتراض بھی"
تھا اور اس کے رشتے کے لیے قابل خطرناک بھی۔۔۔

تو انکل بولوں؟۔۔ "نہایت معصومانہ چہرے کے ساتھ جب پوچھا۔۔۔ تو"
مقابل جزبز ہو کر دانت کچکچانے لگا۔۔۔

کمینے زید خدا تجھے بھی یہ دن دکھائے۔۔ جب تیری بیوی تجھے انکل کہہ
کر بلائے۔۔ "وہ دل ہی دل اب زید کو ڈھیروں بددعائیں دے رہا تھا۔۔۔

نہیں۔۔۔ بس قیصر۔۔۔ "سختی سے حکمانہ انداز میں کہا۔۔۔"

مگر آپ تو میرے ماما ہیں ناں۔۔۔ یہ غلط بات ہوگی اگر میں آپ کو آپ کا نام لے کر پکاروں گی۔۔۔ یہ تو بد تمیزی ہوگی اور میں بد تمیزی نہیں۔۔۔ "نایاب اپنے میٹھے سے لہجے میں فوراً بولی۔۔۔"

مانا وہ بچی تھی لیکن اس کے باوجود وہ اور بچوں کی طرح تیز تیز نہیں بولتی تھی کہ بات سمجھ نہ آئے وہ بہت تحمل سے بولا کرتی اور بہت اداؤں کے ساتھ۔۔۔

بد تمیزی تب ہوگی جب تم میرا کہنا نہیں مانو گی۔۔۔ "یہ کہتے ہوئے۔۔۔ اس نے نایاب کو کچن کی سلپ کے پاس رکھی چیئر پر بٹھایا۔۔۔"

اب وہ اس کی ننھی آنکھوں میں ڈائریکٹ جھانک رہا تھا۔

اور اگر میں آپ کا کہنا مانوں گی تو کیا پھر آپ مجھے میری امی سے ملانے " لے کر چلیں گے؟ " ان ننھی بھوری آنکھوں میں امید جاگی تھی۔ اپنی ماں سے ملنے کی امید۔۔۔ جسے دیکھے ایک دن نہیں گزرتا تھا اسے دیکھے دو ہفتے بیت چکے تھے۔۔۔ کسی بھی بچے کو اپنی ماں سے ملنے کی تڑپ اٹھے گی اسے بھی اٹھ رہی تھی۔ وہ اپنی ماں کو اتنی دور اس لیے تو نہیں لائی تھی کہ اسے ہی اسکی ماں سے جدا کر دیا جائے۔

نہیں "سنگ دل اتنی سختی سے انکار کر دے گا کہاں جانتی تھی وہ۔"

اس کی ننھی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

رومت۔۔ میں جھوٹی امید میں نہیں رکھنا چاہتا تمہیں۔۔ آپ کی ابھی " طبیعت خراب ہے میں تمہیں ان سے نہیں ملا سکتا ان کا ٹریٹمنٹ چل رہا ہے۔۔ " وہ تو بس انکار کر کے چلا جاتا اگر اس کی ننھی آنکھوں میں آنسو تیرتے ہوئے نہ دیکھتا۔۔

امی کا ٹریٹمنٹ ہو رہا ہے "ٹریٹمنٹ کا لفظ ایک پانچ سالہ بچی کے لیے جو " گاؤں سے آئی ہے۔۔ بولنا مشکل ہوتا لیکن وہ فوراً ہی ادا کر گئی تھی۔۔ وہ بھی بہت صفائی سے۔۔ اور اسی تلفظ میں جیسے کوئی انگریز ادا کرتا۔۔ جیسے وہ بول رہا تھا۔۔

قیصر نے ابھی غور نہیں کیا تھا لیکن وہ بچی غیر معمولی طور پر ذہین تھی۔۔۔
ہم اس پاک سر زمین پر رہتے ہیں جہاں کی زمین سونا لگاتی ہے اور مائیں
ہیرے جنتی ہیں۔۔۔ بس قدر دانی ہی تو نہیں ہے باقی تو سب ہے۔۔۔

ہاں۔۔۔ "اتنا کہہ کر اب وہ کچن میں اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔"

اس نے فریج سے کیلے اور دودھ کو نکالا۔۔۔ اور جوس بنایا۔۔۔

وہ اپنے لیے ایک گلاس جوس بنایا کرتا تھا آج اس نے دو بنائے تھے۔۔۔
وہ نایاب کو ناشتہ کرا کر ٹی وی ان کر کے چلا جائے گا تاکہ وہ آرام سے
کارٹون دیکھتی رہے۔۔۔ پھر دو بجے تک تو ملازمہ آہی جائے گی اس سے
کہہ دے گا کہ اس کا خیال رکھے۔۔۔ اسی منصوبہ بندی کے ساتھ وہ کیلے
کے جوس سے بھرا گلاس اب اس کے آگے بڑھا رہا تھا۔۔۔

یہ تو بالکل بھی اچھا نہیں ہے۔۔۔ گڑ نہیں ہے اس میں "بس ایک " گھونٹ پینے کی دیر تھی وہ فوراً ہی منہ بسور کر بولی۔۔۔

میں چینی نہیں پیتا۔۔۔ میرے ساتھ رہنا ہے تو عادت ڈال لو۔۔۔ ورنہ " واپس یتیم خانے چھوڑ آؤں گا " اس نے تو صرف دھمکانے کے لیے کہا تھا مگر اندازہ نہیں تھا وہ واقعی اتنا ڈر جائے گی کہ ایک ہی گھونٹ میں پورا جو س چڑھا لے گی۔۔۔

پی لیا۔۔۔ اچھا ہے ماما " چہرے پر زبردستی کی مسکان سجائے جب وہ ننھی " کلی بولی۔۔۔ تو مقابل کے ہونٹوں پر مطمئن مسکراہٹ نمودار ہوئی۔۔۔ مگر آخری لفظ پر اس کا حلق تک کڑوا ہوا تھا۔۔۔

قیصر۔۔۔ کہا نا قیصر کہو۔۔۔ "اپنے ہاتھ میں پکڑا جو س کا گلاس بٹکنے والے"
انداز میں سلپ پر رکھتا۔۔۔ وہ اس کی جانب دیکھ۔۔۔ غصے سے بولا۔۔۔

قیصر۔۔۔ اچھا ہے قیصر "وہ برا سہ منہ بنا کر۔۔۔ زبردستی مسکان سجائے"
بولی۔۔۔

ہمم۔۔۔ اب اچھے بچوں کی طرح جا کے لانچ میں بیٹھو۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔"
اس کا گلاس پکڑ کر اپنے گلاس کے پاس رکھتا۔۔۔ وہ اسے چیمڑ سے نیچے اتار گیا
تھا۔۔۔

نایاب کو نہیں پتہ تھا کہ لاؤنج کیا ہوتا ہے وہ بس سیدھے سیدھے جا کر
صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔

جبکہ مقابل برتن دھونے کے بعد انہیں ان کی جگہ پر رکھ کر۔۔ فوراً ہی اوپر کی جانب بڑھ گیا تھا تیار ہونے کے لیے۔۔

آدھے گھنٹے بعد وہ تیار ہو کر نیچے اتر رہا تھا اور نایاب صوفے پر بیٹھ کر اسے ہی نیچے اترتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔

وہ کسی ماڈل کی طرح خوبصورت لگ رہا تھا وائٹ شرٹ پر بلو جینز پہنے ایک کندھے پہ بلیک کلر کا بیک ٹانگے۔۔ پاؤں میں وائٹ کلر کے جو کرز۔۔ کلائی پر وایچ بھی تھی مگر نایاب کی نظر کامرکز تو صرف وائٹ جو کرز تھے جو اسے بہت پیارے لگ رہے تھے۔۔

چیل بہت پیاری ہے قیصر آپ کی "قریب آیا تو وہ فوراً ہی بول پڑی تھی" ستائشی نگاہوں سے اس کے جو کرز کو تکتی ہوئی۔۔

جگنو۔۔ میں ایل سی ڈی پر کارٹون لگا کر جا رہا ہوں چپ چاپ بیٹھ کر یہاں " دیکھتی رہنا یہاں سے ہلنا مت جب تک ملازمہ نہ آجائے۔۔ جب ملازم آجائے تو پھر تھوڑی دیر سو جانا اوپر جا کر۔۔ " کیونکہ آج پہلا دن تھا اس لیے اسے موقع نہیں ملا تھا اب تک کسی بے بی سٹر کو ہائر کرنے کا لیکن وہ سوچ رہا تھا کہ کسی کو رکھے تاکہ جب وہ کالج وغیرہ جائے تو بے بی سٹر نایاب کا اس کے پیچھے خیال رکھے۔۔۔

وہ پورے دن نایاب کو اکیلا تو گھر میں نہیں چھوڑ سکتا تھا ویسے بھی وہ کہاں گھر میں آنے جانے کا عادی تھا۔ اس کی واپسی تو راتوں میں ہی ہوا کرتی۔۔ کبھی رات کے ایک بجے کبھی رات کے دو بجے اور کبھی تو پوری رات باہر۔۔۔

نایاب کی، کی جانے والی تعریف پر تو اس نے کان بھی نہیں دھرے
تھے۔۔۔ جیسے عادی ہو وہ ان تعریفوں کا۔۔۔ اپنی بات سمجھاتا وہ آگے کی
جانب بڑھ گیا تھا اور نایاب صرف اس کی پشت تکتی رہ گئی۔۔۔

♥ *Husny Kanwal* ♥

کیا کہا تو نے؟؟۔۔۔ تو ننھی بھابھی کو گھر لے آیا۔۔۔ کیا تیرے دماغ "
میں کوئی وائرس گھس گیا ہے؟۔۔۔" وہ دونوں زید کے گھر کے گارڈن میں
بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔

چائے کا دور دورہ چل رہا تھا۔۔۔

آمنے سامنے بیٹھے وہ باتیں کر رہے تھے جب قیصر نے زید کے سر پر ایٹم بم پھوڑا یہ انکشاف کر کے۔۔۔ کہ وہ نایاب کو یتیم خانے سے اپنے گھر لے آیا ہے۔۔۔

میں سمجھ سکتا ہوں کہ شادی کرنے سے تیرے دماغ کے ڈس بن میں " ایرر آگیا ہے۔۔۔ لیکن ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی تو صفائی کر کے نیوورژن اپڈیٹ کر سکتا ہے یار۔۔۔ ہاں مانا تیرے لیے بہت مشکل ہے۔۔۔ مگر یار کوشش تو کر۔۔۔ " زید تو جیسے ٹکا کے ذلیل کرنے پہ اتر آیا تھا۔۔۔

آخری جملہ اس نے یوں منتی لہجے میں ادا کیا۔۔۔ کے مقابل کے سر پہ لگی تلووں پہ بجھی۔۔۔

تو زیادہ بک بک نہ کر۔۔ یہ سارا راستہ تیرا ہی پھیلا یا ہوا ہے۔۔۔ "قیصر"
جزبہ ہو کر تیزی سے بولا تھا۔۔

اوئے۔۔۔ راستہ نہیں پھیلا یا میں نے پوری بریانی بنا کر کے دے کر گیا تھا"
تیرے ہاتھ میں وہ بھی فرسٹ کلاس۔۔ وہ تو ہے جس نے پورا راستہ پھیلا
دیا۔۔ ایک بار بھی تجھے اپنے باپ کا خیال نہیں آیا نہ ہی بھابھی کو یتیم خانے
سے نکلواتے ہوئے۔۔ اگر اس کھڑوس بوڑھے کو پتہ چل گیا ناں تو ہم
دونوں کی واٹ لگ جانی ہے۔۔۔ چل تیرا تو پھر باپ ہے رحم کر جائے گا
مگر مجھ غریب کی تو قبر کھدو ادے گا وہ۔۔۔ "زید اپنے بال نوچتے
ہوئے۔۔۔ پریشانی کے عالم میں بولا۔۔۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ شدت سے ماتم کرے مقابل کی عقل
پر۔۔۔ کیا سوچ کر اس نے اتنا بڑا قدم اٹھایا ہے؟؟۔۔

رحم اور مجھ پر؟؟۔۔۔ تجھ سے پہلے اگر میری قبر نہ کھدوائی ناں تو نام " بدل دینا۔۔۔ " قیصر فوراً ہی دل جلے انداز میں بول اٹھا۔۔۔

جب پتہ ہے انجام کے متعلق تو پھر ایسا کام کیا ہی کیوں؟؟۔۔۔ "زید" فوراً ایسے چیخا جیسے کسی نے اس کی دم پر پیر رکھ دیا ہو۔۔۔

فی الحال۔۔۔ ابھی دیر نہیں ہوئی ہے۔۔۔ تو ایک کام کر۔۔۔ کسی کو پتہ " نہیں چلے گا تو نایاب کو واپس یتیم خانے چھوڑ کر آ جا۔۔۔ ہمارا اس بچی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔۔۔ اگر بالفرض وہ بڑے ہو کر اپنا حق مانگنے آتی ہے تو تب کی تب دیکھیں گے۔۔۔ " زید تھوڑا آگے ہو کر بیٹھتے۔۔۔ دونوں ہاتھ ٹیل پر جما کر اس کی جانب دیکھ۔۔۔ سنجیدگی سے مشورہ دے رہا تھا۔۔۔

یتیم خانے میں نہیں چھوڑ سکتا اسے "قیصر قطعی لہجے میں گویا "

ہوا۔۔۔۔۔

اگر یتیم خانے میں نہیں چھوڑے گا تو پھر کیا خود پالے گا؟؟۔۔ "زید"
منہ بسور کر طنزیہ بول اٹھا۔۔ مگر مقابل نے کوئی جواب نہ دیا۔۔

دیکھ قیصر۔۔ میں سمجھ سکتا ہوں تجھے جذباتی لگاؤ ہو گا اس بچی سے "
کیونکہ وہ تیری بہن کی بیٹی ہے لیکن یاد سمجھا کر۔۔ ہم نہیں رکھ سکتے
اسے۔۔ اگر تیرے باپ کو ذرا بھی بھنک لگی نا جو مجھے پتہ ہے بہت جلدی
لگ جائے گی تو ہم دونوں کا ڈائریکٹ اوپر کا ٹکٹ کٹوائے گا وہ بغیر ویزا اور
پاسپورٹ کے۔۔ "زید اپنی ہر ممکنہ سعی کر رہا تھا اسے سمجھانے کی۔۔

کیونکہ اس بچی کو گھر میں رکھنا کسی بھی صورت ان دونوں کے لیے فائدہ مند ثابت نہیں ہو سکتا تھا نہ فیوچر میں۔۔۔ نہ حال میں۔۔۔

میں نے کہہ دیا نا میں نہیں چھوڑ کر آنے والا۔۔۔ "قیصر کے لہجے میں " ابھی بھی پہلے جیسی ہی قطعیت تھی۔۔۔

وہ اپنا فیصلہ بدلنے کے لیے کسی صورت تیار نہیں تھا۔۔۔

ہر چیز کو قطع نظر رکھ کر بھی اگر ہم سوچیں تو ایک بچی کو پالنا کوئی کھیل نہیں ہے۔۔۔ تو کیسے پالے گا یہ تو سوچ؟؟؟ کیا ہو گیا ہے تجھے؟؟ عقل پر پتھر پڑ گئے ہیں کیا؟؟۔۔۔ "زید کی بے بسی انتہا پر تھی کیونکہ اگر مقابل نے اپنا فیصلہ نہیں بدلاتا تو اس نے بن موت مارے جانا تھا۔۔۔

میں بے بی سیٹر رکھ لوں گا۔۔۔" لاپرواہی سے جواب دیا۔۔۔"

تو سمجھ نہیں رہا؟؟۔۔۔ یا تو معاملے کی نزاکت کو سمجھنا نہیں چاہتا؟؟؟"

۔۔۔ بس اتنا بتا دے مجھے "اب زید کی حد ہوئی تھی۔۔۔ وہ تلخی سے کہتا

اسے گھورنے لگا۔۔۔

کیا کر لیں گے زیادہ سے زیادہ وہ "زید کے سمجھ نہیں آیا وہ اس کی بے

وقوفانہ جرات پر کیا ریمارکس پاس کرے۔۔۔

جب سب پلان تھا اور سب کچھ پلان کے مطابق ہوا وہ بھی تیری"

رضا مندی کے ساتھ۔۔۔ پھر یہ اچانک سے اتنا بڑا بدلاؤ کیوں؟؟۔۔۔ کیوں

نکاح کے صرف دو گھنٹے بعد ہی اسے جا کر لے کر آگیا؟؟۔۔۔ "زید نہیں سمجھ پارہا تھا اس کی منطق۔۔۔"

صرف دو گھنٹے میں ایسا کیا ہو گیا کہ وہ خود اپنے سر پہ اتنی بڑی بلا لے کر بیٹھ گیا ہے؟۔۔۔ اور حال تو یہ ہے کہ کسی صورت اس بلا کو اپنے سر سے اتارنے کے لیے تیار نہیں۔۔۔

تجھے نکاح کرانا ہی نہیں چاہیے تھا "قیصر اب اس کی باتوں سے جھنجھلا رہا " تھا۔۔۔ ایک ہی ٹاپک کتنی دیر گھومتا رہے گا۔۔۔

بیزاریت اور کوفت بھرے لہجے میں کہتا۔۔۔ وہ کھڑا ہوا اپنی چائے چھوڑ کر۔۔۔

بس اتنا سمجھا جا۔۔۔ کیوں؟؟۔۔۔ کیوں اتنا بڑا خطرہ مول لے رہا " ہے۔۔۔ کیوں اسے واپس یتیم خانے نہیں بھیج رہا؟؟۔۔۔ "زید کے پیچھے سے آنے والی آواز پر اس کے قدم از خود رکے۔۔۔

کیونکے بیوی ہے میری۔۔۔ "بغیر مڑے۔۔۔ ایک ایک لفظ پر جما دے " کر۔۔۔ واضح الفاظ میں جواب دیتا وہ چل دیا تھا۔۔۔

ایک اجنبی لڑکے اور لڑکی کے درمیان وہ تین بول ہی تو ہوتے ہیں جو انہیں زندگی بھر کے لیے ہم سفر بنا دیتے ہیں۔۔۔ اب وہ تین بول کسی بھی حالت میں بولے جائیں ان کا مول نہیں بدلا کرتا۔۔۔ اس سے پڑنے والا اثر نہیں بدلا کرتا۔۔۔

زید سمجھ ہی نہیں سکتا قیصر کی حالت کو۔۔۔ کیونکہ اس نے تو ابھی نکاح
کامزہ چکا ہی نہیں۔۔۔

وہ پانچ سالہ بچی اب قیصر کی عزت و غیرت تھی۔۔۔ وہ کیسے اسے یتیم
خانے چھوڑ آتا۔۔۔ خاص طور پر تب جب وہ جانتا ہے کہ آج کل یتیم
خانوں کا کیا حال ہے۔۔۔



♥ *Husny Kanwal* ♥

وہ گھر جاتا مگر اسے راستے میں ہی اپنے۔۔۔ والد کی کال آگئی۔۔۔

اس نے ڈرائیور کو گاڑی ٹرن کر کے یوسف مینشن لے جانے کا آرڈر
جاری کیا۔۔۔

آدھے گھنٹے بعد کا منظر۔۔

پوری ڈائننگ ٹیبل کھانوں سے سچی تھی۔۔ وہ باپ بیٹا آمنے سامنے
کافی فاصلے پر بیٹھے ہوئے تھے۔۔

اس بڑی سی ڈائننگ ٹیبل پر سجاہر کھانا ہی اس کافیورٹ تھا مگر پتہ نہیں
کیوں اس کا دل نہیں کر رہا تھا کھانے کا۔۔ کہیں نہ کہیں اسے خوف لاحق
تھا کہ کہیں اس کے والد کو نایاب کے متعلق علم تو نہیں ہو گیا۔۔

تم آج کوئی بات نہیں کر رہے؟؟ "عبدالرحمان صاحب اس کی جانب "
دیکھ۔۔ سوپ کا چمچہ منہ سے ہٹا کر۔۔ آہستگی سے بولے۔۔

یقیناً وہ سوال نہیں تھا۔۔۔ وہ شکوہ تھا۔۔۔

پچھلی بار ہونے والی لڑائی کے سبب کیا وہ اب بھی ناراض تھا؟؟۔۔

میں بولتا ہوں تو آپ کو برا لگ جاتا ہے۔۔۔ اس لیے چپ چاپ کھا رہا ہوں۔۔۔ یہی بہتر ہے۔۔۔ "وہ بنا نظر اٹھائے نہ روٹھے لہجے میں کہتا۔۔۔ سوپ کا چمچہ منہ سے لگا گیا تھا۔۔۔"

اس کا دیا جواب یہ بتانے کے لیے کافی تھا عبدالرحمان صاحب کو کے اس کی ناراضگی ابھی تک جوں کی توں رکھی ہے۔۔۔

وہ بھی ٹھہرے اسی کے والد پھر ایک لفظ نہ کہا۔۔۔

کھانا خاموشی سے جاری رہا۔۔۔

کھانے سے فارغ ہوتے ہی جب وہ باہر کی جانب بڑھا۔۔۔ تو
عبدالرحمان صاحب مزید خاموش نہ رہ سکے۔۔۔

ناراضگی مجھ سے ہے۔۔۔ بہن سے تو نہیں۔۔۔ اس سے مل تو لو کم از کم "
۔۔۔ "عبدالرحمان صاحب کے جملے تھے یازنجیر۔۔۔ وہ پھر ہل نہ سکھا اپنی
جگہ سے۔۔۔

عبدالرحمان صاحب یہ جملے ادا کرنے کے بعد ایک لمحے بھی وہاں نہ ر کے
کیونکہ وہ جانتے تھے اگر وہ وہاں ر کے تو قیصر کبھی نہیں پلٹے گا۔۔۔

ان کے جاتے ہی قیصر بھی پلٹ کر فوراً ہی اپنی بہن کے کمرے کی جانب
بڑھ گیا تھا۔۔

کمرے میں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔۔۔ عشاں دوائیوں کے زیر اثر سو رہی
تھی۔۔۔

اسے ذہنی سکون کے لیے دوائیوں کے زیر اثر رکھا جا رہا تھا۔۔۔

نایاب۔۔۔ نایاب۔۔۔ "قیصر خاموشی سے جا کر اپنی بہن کے پاس بیٹھ
گیا۔۔۔

عشاں نیند میں صرف اپنی بیٹی کا نام لے رہی تھی۔۔۔

وہ اتنی بیماری میں بھی اپنی بیٹی کو نہیں بھولی تھی۔۔ یہ دیکھ قیصر حیران
 ہوا۔۔ شاید ماں باپ کی محبت ہوتی ہی ایسی ہے۔۔۔ اسے کیا خبر
 ۔۔۔ اسے کب ملی۔۔ وہ رنجیدگی سے سوچ کر سر جھٹکتا اپنی بہن کا ہاتھ پکڑ
 "گیا۔۔" فکر مت کرو۔۔ تمہاری بیٹی اب میرے پاس ہے۔۔۔



Husny Kanwal



قیصر رات کے دو بجے جب اپنی گرل فرینڈ سے فون پر باتیں کرتا ہوا
 لاؤنج میں داخل ہوا۔۔ تو سامنے نایاب کو صوفے پر سوتا ہوا پایا۔۔۔

گھر میں چھایا سناٹا اسے چونکا گیا تھا۔۔ ملازمہ کہاں ہے؟؟۔۔۔

میں بعد میں بات کرتا ہوں بے۔ بی تم سے۔۔ "اس نے فوراً ہی کال
ڈس کنیکٹ کی۔۔ اور تیزی سے چلتا نایاب کی جانب آیا۔۔۔

جگنو۔۔۔ "اس کے آواز دیتے ہی اس ننھی سی پری نے اپنی آنکھیں
کھولیں۔۔۔

قیصر مجھے بھوک لگ رہی ہے۔۔۔ "وہ روتوسہ منہ بنا کر تیزی سے بولی
اسے دیکھتے ہی۔۔۔

ملازمہ نہیں آئی؟؟؟ "اس نے بے تاثر لہجے میں پوچھا۔۔۔

کوئی نہیں آیا۔۔۔ "دوبدو جواب دیا۔۔۔

وہ پیٹ بھرا تھا اور پیٹ بھرو کو کبھی بھوکوں کا احساس نہیں ہوا کرتا۔۔۔
اسے بھی کوئی خاص نہیں ہوا تھا۔۔۔

ملازمہ جب بھی چھٹی کرتی تھی میسج کر دیا کرتی تھی یقیناً اس نے میسج کیا
ہو گا چھٹی کا مگر وہ پورے دن بیزی رہا اس لیے اس نے سیل میں میسج دیکھنے
کی زحمت ہی نہ کی۔۔۔

اف۔۔۔ اب بیٹھ کر کھانا بناؤں۔۔۔ کیا مصیبت ہے یار۔۔۔ "وہ تھوڑا"
جھنجھلایا تھا لیکن پھر فوراً ہی کچن کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

نایاب بھی اپنے ننھے قدم لیتی۔۔۔ اس کے پیچھے کچن تک آئی۔۔۔

جب تک آپ کچھ بنا رہے ہیں۔۔ تب تک مجھے کوئی فروٹ ہی دے " دیں۔۔۔" وہ اپنی میٹھی سی آواز و منتی لہجے میں بولی۔۔۔

ارے ہاں۔۔ فریج میں فروٹس رکھے تو ہیں تم نے نکالے کیوں نہیں " جب بھوک لگی تھی تو؟ " قیصر فریج کی جانب آتے ہوئے۔۔ اس لٹل گرل کی جانب دیکھ۔۔ الجھ کر پوچھنے لگا۔۔

اور اگر میں نکال لیتی بغیر آپ کی اجازت کے اور آپ کو برا لگ جاتا اور " آپ واپس مجھے یتیم خانے میں چھوڑ آتے تو۔۔۔ " اس نے تیزی سے اپنا ڈر ظاہر کیا تو مقابل لمحہ بھر کے لیے ٹھہر گیا۔۔۔

لیکن آئندہ اگر میں نہ ہوں تو جو بھی اچھا لگے کھانے کے لیے وہ نکال
لینا۔۔۔ یہ تمہارا گھر ہے۔۔ تمہیں ضرورت نہیں ہے کسی سے اجازت
"لینے کی۔۔۔"

آپ سے بھی نہیں؟ "تیزی سے پوچھا۔۔۔"

نہیں۔۔۔ مجھ سے بھی نہیں۔۔۔۔۔ "قیصر کے جواب پر مقابل کے
ہو نوٹوں پر بڑی سی مسکراہٹ بکھری تھی اور آنکھیں۔۔ وہ جگنو کی طرح
چمکنے لگی تھیں۔۔۔"

ایک سیب اور دو کیلے نکال کر۔۔ اسے گود میں اٹھایا اور سلپ کے پاس
رکھی ڈارک بلو فینسی چیئر پر بٹھا دیا۔۔۔

یہ کھاؤ۔۔ جب تک میں مسیگی بنا رہا ہوں۔۔ "قیصر کو مسیگی کے علاوہ اور " کچھ بنانا آتا بھی نہیں تھا۔۔

نایاب سکون سے بیٹھ کر سیب کھانے لگی جلدی جلدی جب کے مقابل مسیگی بنانے میں لگ گیا تھا۔۔

پانچ منٹ بعد اس نے مسیگی کے دو پیالے سلپ پر سجائے۔۔ اور خود اس کے برابر والی چیئر جو بلیک کلر کی تھی۔۔ اس پر بیٹھ گیا۔۔

چلو کھانا شروع کرو۔۔ "اس کے ہاتھ میں فوک پکڑا تا۔۔ نرمی سے " بولا۔۔

میرا پیٹ تو بھر گیا۔۔ "وہ نہیں جانتا بچوں کے پیٹ کتنے چوزے جیسے " ہوتے ہیں۔۔ شروع ہوتے ہی ختم۔۔

قیصر نے حیرت سے کیلوں کی جانب دیکھا دو کے دو کیلے ویسے کے ویسے ہی رکھے تھے اس نے تو ہاتھ بھی نہیں لگائے۔۔ اس نے صرف ایک سیب ہی تو کھایا تھا اتنی جلدی پیٹ کیسے بھر گیا؟۔۔

واقعی بھر گیا؟؟؟ "بے یقینی سے استفسار کیا۔۔

ہاں۔۔ "وہ ننھی کلی مسکرا کر بولی۔۔

تو پھر یہ مسیگی کون کھائے گا؟ "قیصر کے منہ بسور کر پوچھتے ہی۔۔ اس " نے لا علمی میں کندھے اچکائے۔۔

تم نے اتنا سہ تو سیب کھایا ہے میں یہ رکھ دیتا ہوں تم بعد میں کھا لینا۔۔۔

"ہو سکتا ہے رات کو بھوک لگ جائے۔۔۔ مجھے تو اکثر لگتی ہے۔۔۔"

ٹھیک ہے۔۔۔ چلیں اب مجھے نیچے اتار دیں۔۔۔ میں تھوڑی دیر چل پھر لیتی

ہوں ورنہ کہیں ایسا نہ ہو اپنی دادی اماں کی طرح میرے پاؤں بھی سن ہو

جائیں۔۔۔ اس لمحے۔۔۔ وہ چھوٹا سا قیصر کا جگنو۔۔۔ بالکل کسی بوڑھی دادی

اماں کی طرح بات کر رہا تھا۔۔۔

چلو ٹھیک ہے۔۔۔ میں تمہیں گارڈن میں لے چلتا ہوں۔۔۔ تھوڑی دیر

کھیل لینا وہاں تم۔۔۔ اور میں اپنی گرل فرینڈ سے بات کر لوں گا۔۔۔ "نایاب

اس کی ادھی بات سنتے ہی خوش ہو کر نیچے اترنے لگی۔ قیصر نے فوراً ہی اس

کانٹھا بازو تھا۔۔۔ تاکہ کہیں وہ گرنے جائے اور پھر آرام سے اسے نیچے اتارا۔۔۔

مسیکی کچن میں ہی ڈھک کے رکھ کر۔۔۔ وہ اسے گارڈن میں لے آیا تھا۔۔۔

وووو۔۔۔ اتنا بڑا۔۔۔ "وہ بہت خوش ہوئی تھی قیصر کے گھر کا گارڈن" دیکھ۔۔۔ پھر کیا تھا قیصر نے تو ایک سائٹڈ سنبھال لی اور وہ آرام سے سفید چیرپر بیٹھ کر اپنے فون پر باتیں کرنے لگا جو اس نے پہلے بیچ میں چھوڑ دی تھیں۔۔۔ اور اس کی ننھی دو لہن کبھی ادھر بھاگتی کبھی ادھر بھاگتی۔۔۔

قیصر کا گمان تھا کہ وہ 2015 منٹ میں تھک کر بیٹھ جائے گی۔۔۔ یہ جو ابھی ابھی بیٹری چارج کی ہے اس نے ایک سیب کھا کر۔۔۔ وہ 2015 منٹ

ہی چل سکے گی۔۔۔ اسی لیے وہ آرام سے اپنی گرل فرینڈ سے باتوں میں لگا رہا۔۔۔

آدھا گھنٹہ بیتا۔۔۔ پھر ایک گھنٹہ۔۔۔ پھر ڈیڑھ۔۔۔ اب تو اس کی آنکھیں بھی باتیں کرتے کرتے جھکنے لگی تھیں۔۔۔

اچھا چلو کالج میں ملاقات ہوتی ہے "یہ کہتے ہوئے جب اس نے کال " ڈس کنیکٹ کی۔۔۔ اور پیچھے مڑ کر دیکھا۔۔۔ تو نایاب کو ابھی بھی کھیلتا ہوا پایا۔۔۔

اس کی اینرجی میں تو ذرا کمی نہ آئی تھی کبھی وہ ایک دیوار کو چھو کر آتی اور دوسری دیوار کی جانب بھاگتی اور کبھی دوسری دیوار کو چھو کر آتی اور پہلے کی جانب بھاگتی۔۔۔

کچھ لمحوں تک وہ بس اسے یوں ہی۔۔۔ بھاگتا اور کھیلتا دیکھتا رہا۔۔۔

چمکتی ہوئی جگنو جیسی آنکھیں۔۔۔ موٹی سی لمبی چوٹی۔۔۔ مسکراتا ہوا
پرکشش چہرہ۔۔۔

جگنو۔۔۔ چلو بس کرویا۔۔۔ اوپر چلو مجھے سونا ہے۔۔۔ "اس نے اعلانیہ"
طور پر آواز لگائی۔۔۔ جسے مقابل مکمل نظر انداز کر۔۔۔ اپنے کھیل میں مگن
رہی۔۔۔

میں نے کہا بس کرو۔۔۔ مجھے صبح کالج جانا ہے "اس نے پھر آواز لگائی"
مگر مقابل پہ اب بھی کوئی اثر نہ تھا۔۔۔

وہ بچہ ہی کیا جو کھلتے وقت آپ کی سن لے۔۔۔

نایاب تو اپنے بھاگنے میں ہی مگن تھی کہ مقابل نے تیزی آکر اسے پیچھے سے پکڑ کر گود میں اٹھالیا۔۔

کل صبح ویسے بھی بارش ہوگی۔۔ آپ کالج نہیں جاسکیں گے۔۔ اس " لیے چھوڑ دیں مجھے۔۔ میں کھیل رہی ہوں۔۔ میں نے ابھی تو کھیلنا شروع کیا ہے " بچوں کو کبھی بھی کھلتے وقت احساس نہیں ہوتا کہ کتنا وقت گزر گیا انہیں کھلتے کھلتے۔۔ اس کا بھی یہی حال تھا۔۔

قیصر نے اس کی بارش کی پیش گوئی پر کوئی خاص دیھان نہ دیا۔۔ وہ سمجھا وہ صرف باتیں بنا رہی ہے کھیلنے کے لیے۔۔

وہ اسے اٹھا کر کمرے میں لے آیا تھا۔۔۔

کہاں؟۔۔۔ ایسے نہیں۔۔۔ پہلے جاؤ باتھ لے کر آؤ۔۔۔ پھر سونا آرام سے " آکر۔۔۔ " وہ پہلے خود نہانے چلا گیا تھا۔۔۔ جب نہا کر نکلا تو دیکھا وہ آرام سے بیڈ پر پھیل کر لیٹ چکی ہے۔۔۔

ویسے تو اس کا ننھاسہ وجود ایک کونے میں سما گیا تھا لیکن قیصر بخوبی واقف تھا وہ لڑکی سوتے ہوئے اتنی لاتے چلاتی ہے کہ اسے بیڈ سے بے دخل کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگائے گی۔۔۔

اس سیاہ آنکھوں والے نوجوان کے کہتے ہی۔۔۔ نایاب فوراً ہی بیڈ سے اتر کر۔۔۔ اچھے بچوں کی طرح نہانے جانے لگی۔۔۔

میں نہانے کے بعد کون سہ سوٹ پہنوں گی پھر؟" واش روم کے " دروازے پر پہنچتے ہی۔۔ ذہن میں اس خیال کے آنے پر۔۔ وہ فوراً ہی پلٹ کر اس نوجوان کی جانب دیکھ۔۔ استفسار کرنے لگی۔۔

ابھی تو یہی پہن لو۔۔ کل میں بازار سے جا کے لے آؤں گا تمہارے لیے " کپڑے

جب بعد میں بھی یہی کپڑے پہننے ہیں تو پھر نہانے کا فائدہ؟۔۔ میں خواہ " مخواہ کیوں محنت کروں " اس کے منہ بسور کر کہتے ہی۔۔ قیصر نے اسے تر چھی نگاہ سے گھورا۔۔

ایک بات کا اسے شدت سے احساس ہو گیا تھا اس کی ننھی سی بیوی نہایت ہی ہڈ حرام ہے۔۔۔

جاو۔۔ فوراً۔ ایک آواز میں سننے کی عادت ڈالو۔۔ دوبارہ اگر مجھے "
اپنی بات کو دہرا کرنا پڑا تو یہ تمہارے لیے اچھا نہیں ہوگا" اسے لگا۔ اسے
نایاب کو ابھی سے ٹائٹ رکھنے کی ضرورت ہے۔۔ تبھی وہ اس کی سننے
گی۔۔

بس قیصر کا برہمی سے کہنا تھا کہ وہ چھوٹی سی پری تیزی سے باتھ روم میں
گھس گئی۔۔

وہ اپنے گیلے بالوں میں کنگھا کر رہا تھا۔ جب واش روم سے آواز
آئی۔۔

قیصر۔۔ میں نے صابن لگا لیا ہے۔۔ بس کمر رہ گئی ہے۔۔ لگا دو۔۔ "بس"
اس صدا کا کانوں میں گونجنا تھا۔۔ کہ اس کے کان سرخ ہوئے۔۔
بالوں میں چلتا ہوا ہاتھ تھا۔۔۔

خو۔۔ خود لگا لو۔۔ "اس کی زبان تک لڑکھڑائی تھی۔۔۔"

مجھے کمر پر لگانا نہیں آتا۔۔ میرا ہاتھ نہیں پہنچتا۔۔۔ پہلے دادی لگاتی "
تھیں۔۔ پھر چاچی اور یتیم خانے میں انٹی۔۔۔ "اس کے معصومانہ جواب
پر۔۔۔ قیصر نے اپنے گالوں کو جلتا محسوس کیا۔۔۔

خود لگاؤ۔۔ اور اب دوبارہ آواز مت لگانا۔۔ "بمشکل آواز میں کر خنگی"
لا کر چیخا۔۔

اپنی گرل فرینڈز کو یقینا وہ نعتیں تو نہیں پڑھ کر سناتا ہو گا گھنٹوں فون پر بیٹھ کر۔۔۔ مگر نایاب کا معاملہ الگ تھا۔۔۔ اور یہ بات اسے شدت سے اس لمحے محسوس ہوئی۔۔۔

خدا نے پہلے سے جوڑے ہیں سب کے دھاگے۔۔۔

ملنا ہی تھا مجھے تجھ سے یوں آکے۔۔۔

ہے جینا مرنا تجھے اپنا بنانے کے۔۔۔

سمجھ کے کیوں ناں سمجھ تو سکا۔۔۔

یہ رشتہ گہرا ہے تبھی تو اپنا لاگے۔۔۔

آئینے میں اپنا عکس دیکھا تو کان کی لو کو پورا سرخ پایا۔۔۔

یہ اچھا ہے میری عمر کے لوگ شادی کر رہے ہیں سو شل میڈیا پر اور " میں یہاں بیٹھ کر اپنی بیوی پال رہا ہوں۔۔۔ " اس لمحے سمجھ نہ آیا اپنی حالت پہ ہنسے یا روئے۔۔۔۔

میں نے نہالیا۔۔۔ اب سو جاؤں؟۔۔۔ " وہ چھوٹا سا جگنو۔۔۔ کافی منہ " پھولا کر۔۔۔ واش روم سے باہر نکلنے کے بعد۔۔۔ اسے دیکھ منہ بسور کر پوچھ رہی تھی۔۔۔

ہاں۔۔۔ " قیصر نے اس کی جانب نہیں دیکھا۔۔۔ مگر اس کی آواز میں جو " خفگی تھی وہ ضرور محسوس کر گیا تھا۔۔۔

گندے قیصر " وہ کڑکڑاتی بیڈ پر جا کر بیٹھ گئی۔۔۔ مقابل کے کان تیز تھے " شاید اسے خبر نہیں تھی۔۔۔

قیصر نے جیسے ہی پلٹ کر اس کی جانب گھور کر دیکھا۔۔۔ وہ فوراً ہی بیڈ پر
کمبل اوڑھ کر لیٹ گئی۔۔۔

اس کا ننھا وجود پورا کمبل میں چھپ چکا تھا۔۔۔

چلو تم۔۔۔ "وہ تیزی سے اس کے جانب آیا تھا۔۔۔ کمبل سے نکال کر"
۔۔۔ پھرتی سے اس کے ننھے سر آپے کو گود میں بھرا۔۔۔

وہ احتجاج کرنا چاہتی تھی مگر موقع کب ملا تھا۔۔۔

آپ نے سن لیا کیا؟؟؟ "نایاب ڈرتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔۔۔"

گندے قیصر۔۔ یہی کہاناں تم نے ابھی؟ "کھا جانے والی نگاہ سے اسے"
گھورتا۔۔ وہ اسے اپنی عدالت میں کھڑا کر چکا تھا۔۔

ہاں۔۔ مگر مجھے غصہ آگیا تھا ناں۔۔ "معصومانہ چہرہ اوپر سے بیچارگی بلا"
کی۔۔ کیسے ممکن تھا کہ مقابل غصہ قائم رکھ پاتا۔۔

تو جب جب تمہیں غصہ آئے گا۔۔ تو تم مجھے برا بھلا کہا کرو "
گی؟؟؟" چھوٹی آنکھیں کر۔۔ مقابل کو گھورتا۔۔ جب وہ بولا۔۔ تو نایاب
ڈر کر تیزی سے نفی میں سر ہلانے لگی۔۔

غصے میں تو برا ہی کہا جاتا ہے ناں۔۔ اچھا کون بولتا ہے؟۔۔ "اس کے"
سوال پر پلٹ سوال کیا۔۔ وہ بھی نہایت معصومانہ انداز میں۔۔

تم بولو گی۔۔۔ سمجھیں۔۔۔ "وہ سیاہ آنکھوں والا شہزادہ۔۔۔ اپنی گہری"
 آنکھوں سے ان ننھی آنکھوں میں جھانکتا۔۔۔ رعب دار لہجے میں گویا ہوا
 ۔۔۔ تو مقابل فوراً ہی اثبات میں سر خم کر گئی۔۔۔

آج سے جب بھی تمہیں مجھ پہ غصہ آئے گا تم بولو گی قیصر کتنا ہینڈ سم
 ہے۔۔۔ کیا بولو گی؟؟؟ "اب وہ اسے طوطے کی طرح رٹا لگوار ہا تھا۔۔۔

قیصر۔۔۔ کتنا ہینڈ سم ہے۔۔۔ "اس کے ننھے سے لبوں سے اپنے لیے"
 تعریف سن۔۔۔ نہ جانے کیوں مطمئن مطمئن سے محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

گڈ۔۔۔ چلو اب میں تمہارے بال ڈرائے کر دیتا ہوں۔۔۔ ورنہ تمہیں"
 سردی لگ جائے گی۔۔۔ "فکر مندی سے کہتا وہ اسے ڈریسنگ ٹیبل پر بٹھا چکا
 تھا۔۔۔

اب وہ اس کے لمبے لمبے بالوں کو بہت محتاط ہو کر ڈرائی کر رہا تھا۔۔۔ بہت خوبصورت بال تھے اس کے۔۔۔ لمبے، گھنے سیدھے، سیاہ۔۔۔

جب بھی وہ اس کے کان کے پاس ڈرائی لاتا وہ فوراً ہی آنکھیں میچ کر۔۔۔ کندھے اچکاتی۔۔۔ ساتھ ساتھ وہ ایسے مسکرا رہی تھی جیسے اسے گدگدی ہو رہی ہو۔۔۔ وہ یہ عمل بار بار کر رہی تھی۔۔۔ مقابل کو بھی مزہ آرہا تھا اس کاری ایکشن دیکھ۔۔۔

وہ پیاری لگ رہی تھی۔۔۔ نہیں اپنی چیز پیاری ہی ہوتی ہے۔۔۔ اور وہ اپنی تھی۔۔۔

بال ڈرائی کرنے کے بعد وہ اسے واپس گود میں اٹھا کر بیڈ پر لے آیا
تھا۔۔۔

یہ تمہارا حصہ اور یہ میرا۔۔۔ میں بتا رہا ہوں جگنوا اگر تم نے اپنی باؤنڈری
پار کی تو میں تمہیں دوسرے کمرے میں پھینک آؤں گا۔" اس کے سختی
سے شہادت کی انگلی اٹھا کر تنبیہ کرتے ہی وہ ننھی جان اثبات میں سر خم
کرنے لگی ہر بار کی طرح۔۔۔

قیصر نے کل رات والی بیوقوفی نہیں کی تھی۔۔۔ آج اس نے بیچ میں تکیہ
حائل کر لیا تھا اور باؤنڈری بنادی تھی دونوں کے درمیان۔۔۔ تاکہ رات
کے کسی پہر میں اسے فرش کا بوسہ لینے کی ضرورت نہ پڑے۔۔۔

وہ چپ چاپ لیٹ گئی تھی اپنے حصے میں۔۔۔ مقابل نے لائٹس اف کی۔۔۔ "گڈ نائٹ جگنو" اندھیرے کمرے میں صدا گونجی۔۔۔

وہ نیند میں تھا۔۔۔ جب کوئی مسلسل اس کے پیٹ پر لاتے مار رہا تھا۔۔۔ بمشکل آنکھیں کھول کر دیکھا تو نایاب کولائٹیں مارتا ہوا پایا۔۔۔ ساتھ ساتھ وہ رو بھی رہی تھی۔۔۔ اسے روتا دیکھ۔۔۔ ایک لمحہ نہیں لگا تھا آنکھوں سے نیند کو غائب ہونے میں۔۔۔

کیا ہوا؟؟۔۔۔ رو کیوں رہی ہو؟؟؟ "وہ پریشانی کے عالم میں استفسار کر رہا" تھا۔۔۔

میرے پیٹ میں اور پاؤں میں بہت درد ہو رہا ہے "وہ روتے ہوئے تیزی سے بولی۔۔۔

پاؤں میں درد تو ہو گا ناں۔۔۔ اتنا بھاگ جو رہی تھیں۔۔۔ اور پیٹ میں " درد شاید بھوک کا ہو رہا ہو "اس نے کبھی بچے نہیں پالے۔۔۔ نہ ہی ارد گرد کسی کو دیکھا پالتے ہوئے۔۔۔ بچوں کے ساتھ کیا مسائل ہوتے ہیں۔۔۔ اور ان سے کیسے نمٹا جاتا ہے۔۔۔ ان کا کیسے ٹریٹمنٹ کیا جاتا ہے گھر میں۔۔۔ وہ کیا جانے۔۔۔

"بہت ہو رہا ہے"

اچھا پہلے تو تم رونا بند کرو۔۔۔ میں کھانے کے لیے کچھ لاتا ہوں۔۔۔"

بھوک کا درد دہور ہا ہو گا۔۔۔ ویسے بھی تم نے ایک سیب ہی تو کھایا تھا۔۔۔"

وہ یہ کہ کر فوراً اٹھ کر نیچے گیا۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ مسکی لے کر کمرے میں حاضر ہوا۔۔۔ اس نے نایاب کو مسکی پکڑائی۔۔۔

وہ اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے کھا رہی تھی۔۔۔ ساتھ ساتھ روتی بھی جا رہی تھی۔۔۔

میرے پاؤں۔۔۔ "وہ روندی آواز میں بولی۔۔۔"

میں دبا دیتا ہوں۔۔۔ تم کھاؤ۔۔۔ "قیصر۔۔۔ جس نے کبھی اپنے باپ کی " خدمت نہ کی۔۔۔ وہ آج اپنی ننھی بیوی کے پاؤں دبا رہا تھا۔۔۔ یقیناً زید دیکھ لیتا تو اپنی آنکھوں پر اعتبار نہ کرتا۔۔۔

بس۔۔۔ یہ لے لیں۔۔۔ "اس نے پیالہ واپس کیا۔۔۔ جس میں ابھی بھی " میگی باقی تھی۔۔۔

کھاؤ تھوڑا اور۔۔۔ ورنہ تھوڑی دیر بعد اٹھ کر پھر روگی۔۔۔ "وہ ڈپٹ " بھرے لہجے میں بولا۔۔۔ تو اس نے ایک دو تہچے اور کھا لیے۔۔۔

بس اور نہیں۔۔۔ "اب وہ پیٹ پکڑ کر بول رہی تھی۔۔۔ "

قیصر نے بھی مزید ضد نہ کی۔۔۔

اس کے ہاتھ سے پیالہ لے کر۔۔۔ سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر۔۔۔ پھر اس کے
ننھے پاؤں دبائے لگا۔۔۔

تم لیٹ جاو۔۔۔" اس نے نایاب کو واپس لیٹا دیا تھا۔۔۔"

وہ ہلکے ہلکے پاؤں دباتا رہا۔۔۔ یہاں تک کہ اس کا چھوٹا سا جگنو نیند کی
واد یوں میں چلا گیا۔۔۔

قیصر کافی دیر تک اس کے ننھے پاؤں دباتا رہا۔۔۔ حتیٰ کہ اسے یقین آ گیا
کہ وہ پرسکون ہو کر سو چکی ہے۔۔۔ وہ بھی آرام سے دوبارہ سو گیا تھا۔۔۔

اب جب آنکھ کھلی تو کمرے میں روشنی چھائی ہوئی
تھی۔۔۔"کالج۔۔۔"وہ ہڑبڑا کر اٹھا۔۔۔

مگر جب سامنے کی جانب نگاہ کی۔۔۔ تو شیشے کی دیوار سے سامنے کا منظر نظر
آ رہا تھا۔۔۔ جہاں بارش ہوتی دیکھائی دے رہی تھی۔۔۔

بارش؟؟۔۔۔ مگر بارش کی تو کوئی پیشگوئی نہیں کی تھی محکمہ موسمیات "
نے۔۔۔"وہ الجھ کر بڑبڑایا۔۔۔ پھر اسے نایاب کی پیشگوئی یاد آئی۔۔۔

اس نے فوراً ہی اس سوتی ہی بچی کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

میں کچھ زیادہ ہی سوچ رہا ہوں۔۔۔ یہ تو بچی ہے۔۔۔ اسے کیا " پتا۔۔۔ " وہ اب بھی اس بات کو نظر انداز کر گیا تھا محض ایک اتفاق گمان کر۔۔۔

اب کالج تو جانا نہیں تھا۔۔۔ تو وہ دوبار آرام سے لیٹ گیا۔ ابھی وہ نیند میں تھا کہ سیل رنگ ہونے لگا۔۔۔

قیصر شور نہیں کرو۔۔۔ میں سو رہی ہوں۔۔۔ " قیصر کی آنکھ سیل کی " رنگ پر تونہ کھلی مگر اپنی ننھی بیوی کی چڑچڑی آواز پر تیزی سے کھلی۔۔۔

سوری۔۔۔ " وہ بھرائی آواز میں کہتا۔۔۔ فوراً فون اٹھانے لگا۔۔۔ تاکہ " کمرے میں برپا شور کو بند کرے۔۔۔

اس کے سیل کی اسکرین پر حسنہ نام چمک رہا تھا۔۔۔

ہیلو۔۔۔ "اس نے کال ریسیو کی۔۔۔ نیند سے اٹھنے کے سبب اس کی آواز"
بھرائی ہوئی ہو رہی تھی۔۔۔

ہیلو جانو۔۔۔ پتا ہے کتنی تیز بارش ہو رہی ہے باہر۔۔۔ "حسنہ اس لمحے"
اپنی کھڑکی کے پاس کھڑی باہر گارڈن میں ہوتی بارش دیکھ رہی تھی۔۔۔
بارش کے سبب بہت رومینٹک موڈ میں تھی وہ۔۔۔

ہاں۔۔۔ دیکھا میں نے۔۔۔ "قیصر نیند میں ڈوبے ہوئے لہجے میں بولا۔۔۔"

تو۔۔۔ میری یاد نہیں آرہی تمہیں؟ "خاصہ لہک کے استفسار کیا۔۔۔"

ہاں۔۔۔ بہت آرہی ہے۔۔۔ پر کیا کر سکتا ہوں۔۔۔ "بے بسی سے کہتے اس"
کی آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔۔۔

پوری رات جاگنے کی وجہ سے اب اس کی آنکھ نہیں کھل رہی تھی۔۔۔

قیصر۔۔۔ قیصر۔۔۔ "دوسری جانب سے آوازیں آتی رہیں لیکن اس"
کے ہاتھ سے سیل کب گرا اسے خبر نہیں۔۔۔ وہ سوچکا تھا۔۔۔

♥ *Husny Kanwal* ♥

نایاب آرام سے بیٹھ کر صوفے پر کارٹون دیکھ رہی تھی۔۔۔ جبکہ قیصر اندر
کچن میں کھڑا اس کے اور اپنے لیے ناشتہ تیار کر رہا تھا۔۔۔

قیصر۔۔ او۔۔ ننھی بھ۔۔ "زید اسے آوازیں لگاتا ہوا گھر میں داخل ہوا"
۔۔ جیسے ہی صوفے پر بیٹھی نایاب پر نظر گئی اس کے منہ سے ایسا سٹڈ ہو کر
ننھی بھا بھی نکلنے لگا لیکن اگلے ہی پل یہ یاد آنے پر کہ یہ ایک راز ہے۔۔ اس
نے اپنی زبان کو بروقت لگام لگائی۔۔

بس نایاب کا زید کو دیکھنا تھا کہ وہ ڈر کر تیزی سے صوفے سے اٹھ کر
۔۔ کچن کی جانب بھاگی۔۔

کیا ہوا اچانک؟؟۔۔ "وہ قیصر کے پیچھے آکر چھپی۔۔ تو وہ چونک کر اپنے"
پیچھے چھپی ننھی پری کو دیکھ۔۔ الجھ کر پوچھنے لگا۔۔

وہ اس کے نائٹ ٹراؤزر کو جو ٹخنوں تک بھی بمشکل آ رہا تھا اسے پکڑ کر
پیچھے چھپی رہی۔۔۔

اس لمحے پہلی بار قیصر نے محسوس کیا کہ وہ ڈری ہے۔۔ مگر کس
سے؟؟۔۔۔ اس نے فوراً باہر کی جانب دیکھا تو اسے زید کچن کی جانب ہی
آتا نظر آیا۔۔۔

ارے یہ زید ہے۔۔۔ اس سے مت ڈرو۔۔۔ مانا شکل ہی ایسی ہے کہ "
سامنے والا ڈر جائے۔۔ مگر بہت بے ضرر رہے بندہ ہے۔۔۔ ایک مکھی
نہیں مار سکتا یہ۔۔۔ کسی کو نقصان کیا پہنچائے گا۔۔۔" زید کا نہایت ہی
خوبصورت انداز میں تعارف کروایا تھا اس نے۔۔۔ ایسا تعارف کہ سمجھ ہی
نہ آیا تعارف کروا رہا ہے یا کھلے عام ذلیل کر رہا ہے اپنی ننھی بیوی کے
سامنے۔۔۔ جو اس سے ڈر کر پیچھے چھپی ہوئی تھی۔۔۔

شکر یہ اتنی اچھی طرح تعارف کرانے کے لیے "زید خاصہ دانت پیستے"

ہوئے بولا۔۔۔

ارے۔۔۔ یہ تو فرض ہے میرا۔۔۔ "مقابل اطمینان سے مسکرایا تھا"

اسے کڑتے دیکھ۔۔۔ جبکہ نایاب پھر بھی اس کے سامنے آنے کے لیے تیار

نہیں تھی۔۔۔

جگنو۔۔۔ دوست ہے یہ میرا۔۔۔ "اب وہ اس کا ننھا سہ ہاتھ پکڑ کر آگے"

کی جانب لاتے ہوئے۔۔۔ نرمی سے سمجھانے والے انداز میں بولا۔۔۔

مجھے گود میں لے لو قیصر۔ "وہ ابھی بھی ڈری سہمی نظر آرہی تھی۔۔۔"

مگر میں نے کیا کیا ہے؟؟ "زید دنیا جہاں کی معصومیت چہرے پر سجائے"
پوچھ رہا تھا۔۔۔

اتنے خوفناک چہرے پر یہ سوال کرتے تجھے خود شرم نہیں " آتی؟؟۔۔۔ دیکھ میرا جگنو ڈر گیا تیری وجہ سے۔۔۔ تب ہی کہتا ہوں اعمال سدھار لے اپنے۔۔۔ "وہ زید کو دیکھ۔۔۔ زچ کرتے ہوئے۔۔۔ سنجیدگی سے بولا تو مقابل کلس کر رہ گیا۔۔۔

وہ دوست ہے میرا۔۔۔ زید۔۔۔ تم اسے انکل بلا سکتی ہو۔۔۔ وہ اچھا ہے " بہت اچھا۔۔۔ اس سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے تمہیں "زید کے وہاں سے جاتے ہی اس نے نایاب کو اپنی گود میں اٹھالیا تھا اور بڑے پیار سے اس کی ننھی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سمجھانے لگا۔۔۔

مگر وہ محسوس کر رہا تھا اس کی بھوری ننھی آنکھوں میں ابھرے ہوئے
خوف میں ذرا بھی کمی نہیں آئی تھی۔۔

اس نے سن رکھا تھا بچے شرماتے ہیں اجنبیوں سے۔۔۔ حسنہ کی بھانجی
بھی اکثر اس سے شرمایا کرتی اور سامنے نہیں آتی تھی مگر شرمانے اور خوف
میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔۔۔ نایاب زید سے خوفزدہ تھی نہ کہ شرما
رہی تھی۔۔۔

اسے بھاگادوقیصر۔۔۔ "وہ بہت آہستگی سے منتی لہجے میں بولی۔۔۔" تم نے "
"کہا تھا یہ میرا گھر ہے۔۔۔ اسے بھاگاؤ میرے گھر سے۔۔۔

گھر آئے مہمان کو کبھی نہیں بھگاتے۔۔۔ اور وہ ہمارا مہمان بن کر آیا "
ہے۔۔۔ ڈرنے والی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔ میں تمہیں اپنے پاس رکھوں گا

۔۔۔ تم تھوڑی دیر اس کے ساتھ بیٹھ کر دیکھنا۔۔۔ تمہیں بھی لگے گا وہ اچھا انسان ہے۔۔۔ وہ نقصان نہیں پہنچائے گا۔۔۔ "اسے سمجھانے کے بعد۔۔۔ ایک ہاتھ سے نایاب کو گود میں لیے۔۔۔ دوسرے ہاتھ میں جوس کی ٹرے لے کر وہ باہر لاونچ میں آیا۔۔۔

جیسے ہی وہ لاونچ میں پہنچے۔۔۔ نایاب اپنا ننھا چہرہ مارے خوف کے اس حسین کم عمر لڑکے کی گردن میں چھپا کر۔۔۔ زور سے آنکھیں میچ گئی۔۔۔

وہ دونوں باتیں کرتے رہے۔۔۔ مگر نایاب ایسے ظاہر کرتی رہی جیسے وہ سو رہی ہے۔۔۔

قیصر واقف تھا وہ سو نہیں رہی۔۔۔ اس لیے اس کے ننھے سرخ لبوں سے کیلے کے جوس کا گلاس لگا دیا۔۔۔

"جوس پیو پہلے۔۔۔ ورنہ پھر پیٹ میں درد ہونے لگے گا۔۔۔"

زید بہت حیرت سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس نے کب دیکھا تھا اس سے پہلے قیصر کو کسی کی اتنی دیکھ بھال کرتے۔۔۔

اسکول لگانے کا سوچنا یا ب کو؟۔۔۔ "زید باتوں ہی باتوں میں پوچھنے"

لگا۔۔۔

زید یہ سوال کر کے صرف اس کا دل ٹٹول رہا تھا دیکھنا چاہتا تھا وہ لڑکی کو پڑھانا چاہتا ہے یا جاہل رکھ کر بے ضرر رکھنا چاہتا ہے اپنے لیے۔۔۔

نہیں۔۔۔ مگر جلدی لگا دوں گا۔۔۔ "اس نے سنجیدگی سے کہا تو زید مسکرا" دیا۔۔۔

وہ اپنی دشمن کو خود تیار کر رہا تھا فیوچر کے مقابلے کے لیے۔۔۔ ایسا کون کرتا ہے؟؟۔۔۔ وہ بھی تب جب اربوں کھربوں کی جائیداد کا معاملہ ہو۔۔۔

ابھی وہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ گھر میں ملازمہ داخل ہوئی سلام کرتے ہوئے۔۔۔

میرے بھانجے کے اسکول میں لگا دے۔۔۔ کافی اچھا ہے۔۔۔ پڑھائی کی کافی تعریف کرتی ہے میری بہن۔۔۔ میرا بھانجہ زریاب بھی تو نایاب کی ہی عمر

کا ہے۔۔۔ میں اپنی بہن سے کہ دوں گا وہ خیال رکھ لے گی نایاب کا
"بھی۔۔۔ تجھے زیادہ ٹینشن نہیں ہوگی اس معاملے میں۔۔۔"

زید کی بہن میمونہ کافی کم عمری میں بیوہ ہو گئی تھی۔۔۔ وہ اپنے چھ سالہ بیٹے
زریاب کے ساتھ اکیلے زندگی گزار رہی تھی۔۔۔

قیصر کی گود میں ایک بچی کو دیکھ ملازمہ رکی۔۔۔ "یہ بچی کون ہے چھوٹے
"ماسٹر؟؟؟"

یہ۔۔۔ "یہ وہ سوال تھا جو قیصر کو ہمیشہ الجھا دیتا تھا۔۔۔ کہ وہ کیا جواب
دے۔۔۔"

یہ بھانجی ہے قیصر کی۔۔۔ عشال کی بیٹی۔۔۔ "زید تیزی سے بولا"
تھا۔۔۔ اس کی ہچکچاہٹ دیکھ۔۔۔

او۔۔۔ تو اس گھر میں ایک اور چھوٹی ماسٹر آگئی ہے۔۔۔ "ملازمہ شمیم خاصہ"
مسرت بھرے لہجے میں بولیں۔۔۔

ہاں۔۔۔ اس کا بہت خیال رکھنا ہے آپ نے میرے پیچھے۔۔۔ "قیصر"
نے نہایت سنجیدگی سے تاکید کی۔۔۔

بالکل ماسٹر۔۔۔ آپ فکر ہی نہ کریں۔۔۔ "وہ دنیا جہاں کا آدم بیزار"
شخص اگر ایک بچی کو گود میں لیا بیٹھا تھا تو یقیناً وہ اس کے لیے کتنی خاص تھی
یہ کوئی بھی دیکھ کے بتا سکتا تھا۔۔۔

♥ *Husny Kanwal* ♥

وہ آج کالج کی واپسی پر زید کے ساتھ اسکول چلا گیا تھا نایاب کے ایڈمیشن کے لیے۔۔۔ پھر وہیں سے مارکیٹ۔۔۔

نایاب کے لیے کپڑے جوتے اسکول بیگ یونیفارم۔۔۔ گھر میں پہننے کے لیے سلپر۔۔۔ اس کاٹو تھ برش۔۔۔ شیمپو۔۔۔ ہیر آئل۔۔۔ ہر وہ چیز جو اس کی ضرورت کا سامان تھی۔۔۔ وہ خرید چکا تھا۔۔۔

آج کا دن بہت تھکا دینے والا تھا اس کے لیے۔۔۔ اس نے کب اس سے پہلے اپنے علاوہ کسی کے لیے شاپنگ کی تھی۔۔۔

وہ مال کے تھرڈ فلور پر ابھی بیٹھ کر پیزا کھا ہی رہے تھے کہ اسے کال آنے لگی۔۔۔ کال عبدالرحمان صاحب کی جانب سے تھی۔۔۔ تو اس نے فوراً ہی ریسیو کی۔۔۔

گھر آؤ فوراً "بس کال ریسیو کر کے سیل کان سے لگانا تھا کہ دوسری جانب" سے عبدالرحمان صاحب کی برہم آواز اس کے کانوں کی سماعت سے ٹکرائی۔۔۔ وہ محسوس کر سکتا تھا وہ خاصہ غصے میں ہیں۔۔۔

جی ڈیڈ۔۔۔ "اس نے ابھی جواب بھی ٹھیک طرح نہ دیا تھا کہ کال ڈس" کنیکٹ کر دی گئی تھی۔۔۔

کیا ہوا؟؟؟ "زید پیزا کا لقمہ لیتے ہوئے تجسس سے پوچھ رہا تھا"

بس دعا کر خیر ہو کیونکہ مجھے لگ نہیں رہی "وہ آرام سے پیزا کا لقمہ"
لیتے ہوئے بولا۔۔۔

ڈر صرف اسے نایاب کے متعلق عبدالرحمان صاحب کو علم ہو جانے کا
تھا باقی تو جو بھی معاملہ ہو وہ سنبھال لے گا۔۔

پہلے کالج پھر اسکول اور پھر پورا دن مال میں شاپنگ کرنے کے بعد جب
وہ بری طرح تھک گیا تو عبدالرحمان صاحب کا آرڈر ملا کے گھر آ جاؤ۔۔

کل رات کہاں تھے تم؟؟۔۔ "وہ گھر میں داخل ہوا تو سامنے ہی"
عبدالرحمان صاحب اسے اپنے منتظر بیٹھے نظر آئے۔۔

اسے آتا دیکھ وہ فوراً ہی کھڑے ہو گئے تھے۔۔

ان کے ارد گرد چھائے ہوئے کالے بادل قیصر باسانی دیکھ سکتا تھا۔۔۔

اسے دیکھتے ہی جو پہلا سوال انہوں نے کیا وہی قیصر کو بتانے کے لیے کافی تھا کہ اس کی شامت آچکی ہے۔۔۔

کل رات میں کلب میں تھا اپنے فرینڈز کے ساتھ پارٹی کر رہا تھا۔۔۔ " " سفید جھوٹ تھا وہ لیکن اتنی صفائی اور روانگی سے بولا گیا کہ مقابل فوراً ہی یقین کر لے۔۔۔ اور وہ کر بھی لیتے ہیں اگر انہیں الگ سے اپنے سالے کی کال نہ آئی ہوتی۔۔۔

کچھ ہوا ہے کیا؟؟۔۔۔ "اب وہ دونوں ہاتھ پوکٹ میں ڈال کر ان کی " جانب دیکھتے ہوئے تجسس سے استفسار کر رہا تھا۔۔۔

مانا وہ ظاہر نہیں کر رہا تھا مگر اندر ہی اندر وہ بہت پریشان تھا اور فکر مند بھی کہ کہیں انہیں نایاب کے متعلق تو علم نہیں ہو گیا جس کی وجہ سے وہ اتنے برہم نظر آ رہے ہیں۔۔۔

ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں مجھے؟؟۔۔۔ "جواب میں انہوں نے کچھ نہ کہا " فقط اسے بغور دیکھتے رہے جس کی وجہ سے وہ نروس ہو کر خود ہی پوچھ اٹھا۔۔۔

دیکھ رہا ہوں جھوٹ بولنے میں کتنی صفائی آگئی ہے اب تمہارے۔۔۔ " " عبد الرحمان صاحب کا سختی سے ادا کیا ہوا جملہ سنتے ہی اس کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔۔۔

ڈیڈ۔۔۔ میں آپ کو بتانے ہی والا تھا "اسے لگا چھپانا بیکار ہے۔۔۔ وہ نایاب" کے متعلق جان چکے ہیں اب اگر مزید جھوٹ بولے گا تو عبدالرحمان صاحب مزید طیش میں آکر کوئی سخت سزا نہ سنا دیں اسے۔۔۔

کب؟؟۔۔۔ جب پوری دنیا کو خبر ہو جاتی کہ میرا بیٹا میرا بیٹا بن چکا ہے "وہ" بپھر کر چیخے۔۔۔ تو اسے علم ہوا کہ وہ نایاب کے متعلق نہیں اس کے پارٹی میں گانے کے متعلق بات کر رہے ہیں۔۔۔

سنگر۔۔۔۔۔ سنگر کہتے ہیں۔۔۔۔۔ اتنے پڑھے لکھے ہو کر جدید دور کا ایک "لفظ نہیں سیکھ سکے آپ" وہ سنگر کے لفظ پر خاصہ جماؤ دے کر نظریں جھکائے بول رہا تھا۔۔۔

"مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں ہے جاننے میں کہ اس کا جدید نام کیا ہے۔۔۔"

تمہیں ذرا شرم نہیں آئی عبدالرحمان یوسف کے بیٹے ہو کر ایک " معمولی سی پارٹی میں گانا گاتے ہوئے؟ " وہ خاصہ آگ بگولہ ہو کر پوچھ رہے تھے۔۔۔

ننگا نہیں تھا کپڑے پہنے ہوئے تھے میں نے۔۔ پھر کیوں شرماتا؟؟؟ " عبدالرحمان صاحب کو اگر قیصر کی کوئی چیز سب سے زیادہ ناپسند تھی تو وہ تھے اس کے دیے لٹے جوابات۔۔۔

وہ جتنا غصہ تھے مقابل اتنے ہی ٹھنڈے انداز میں جواب دے رہا تھا مگر جواب ایسے تھے کہ سر سے پیر تک آگ بھڑکا دیں۔۔۔

قیصر تمہیں ایک بار کی بات سمجھ کیوں نہیں آتی جب میں نے کہہ دیا "
 کہ تمہارا ان سب چیزوں سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا تو مطلب نہیں ہو سکتا
 پھر کیوں خود کو میرا بیٹا بنانے پر تلے رہتے ہو۔۔۔ پتہ ہے کتنا اثر مندہ ہوا
 ہوں میں جب تمہارے ماما کا فون آیا۔۔۔ لوگ ہنس رہے ہیں ہم پر۔۔۔
 تمہیں اتنی بار سمجھایا پھر بھی تم کیوں بھول جاتے ہو کہ عبدالرحمان
 یوسف کے بیٹے ہو تم کوئی سڑک چھاپ لڑکے نہیں جو ایروں غیروں کی
 شادیوں میں یہ تقریبوں میں گاتے پھرو۔۔۔" اس لمحے جب عبدالرحمان
 صاحب اسے ڈانٹ رہے تھے قیصر نے دیکھا۔۔۔ کہ پیچھے سے ملازمین اس
 کی میوزیکل انسٹرومنٹ کے سامان کو باہر کی جانب لے کر جا رہے ہیں۔۔۔
 یہ۔۔۔ یہ کہاں لے کر جا رہے ہیں میرے۔۔۔" ابھی وہ الجھ کر پوچھ ہی
 "رہا تھا کہ عبدالرحمان صاحب تیزی سے بولے۔۔۔" باہر پھینکنے۔۔۔

یہ زیادتی ہے ڈیڈ۔۔۔ میرا خواب ہے سنگر بننا آپ میرے ساتھ ایسا " نہیں کر سکتے۔۔۔ " اس بار وہ بے بسی سے چیخا تھا۔۔۔

جلاد وان سب کو "عبدالرحمان صاحب نے ملازمین کی جانب دیکھ آرڈر" جاری کیا۔۔۔

ڈیڈ پلیز۔۔۔۔ "ایک بار وہ پھر چیخا اور اس بار اس کی چیخ میں افیت تھی" کرب تھا خواب ٹوٹنے کی آواز تھی۔۔۔

آپ کیوں کر رہے ہیں میرے ساتھ ایسا؟؟ مجھے نہیں ہے انٹرسٹ " آپ کے کاروبار میں، میں سنگر بننا چاہتا ہوں اور یہ بات میں آپ کو کہیں بار بتا چکا ہوں۔۔۔ پلیز نہیں کریں یہ سب میرے ساتھ۔۔۔ " قیصر

عبدالرحمان بڑا ہی انا والا تھا لیکن اس لمحے وہ اپنے خوابوں کے لیے بھیک مانگنے تک کے لیے تیار تھا وہ فوراً ہی ان کا ہاتھ پکڑ کر منتی لہجے میں بولا۔۔۔

پہلے تو بچوں کی طرح منتیں کرنا بند کرو۔۔۔ اور پہچانو خود کو۔۔۔ تم " قیصر ہو۔۔۔ قیصر عبدالرحمان یوسف۔۔۔ یوسف خاندان کے اکلوتے وارث۔۔۔ چند پیسوں کے لیے لوگوں کو انٹر ٹین کرنا تمہاری شان نہیں ہے۔۔۔ تمہاری شان تو یہ ہے کہ تم یوں پیسوں کی گڈیاں پھینکو اور بڑے " بڑے ونامور موسیقار و گلوکار آکر تمہیں انٹر ٹین کریں۔۔۔

مجھے یہ سب نہیں چاہیے۔۔۔ میں انسان ہوں میرے ارمان ہیں " میرے بھی خواب ہیں اپ انہیں یوں نہیں کچل سکتے۔۔۔ " یہ کہتے ہوئے وہ فوراً ہی باہر کی جانب بھگا تھا جہاں ملازمین اسے گارڈن میں اس کے میوزکل انسٹرومنٹس اور نوٹس کو آگ لگاتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔۔۔

وہ صرف نوٹس نہیں تھے وہ اس کے سالوں کی محنت تھی۔۔۔ وہ اس کے خواب تھے۔۔۔ اس کا جنون۔۔۔ اس کی زندگی۔۔۔ جنہیں آج یوں بے دردی سے جلا دیا گیا تھا۔۔۔ وہ بھی اس کی آنکھوں کے سامنے۔۔۔

وہ آگ کے اڑتے ہوئے شعلے صرف انسٹر و منٹس اور نوٹس کو نہیں جلا رہے تھے۔۔۔ وہ اس کے دل کو بھی جلا کے خاک کر رہے تھے۔۔۔

کتنی ہی دیر وہ خاموشی سے انہیں جلتا ہوا دیکھتا رہا۔۔۔

اس کا دل بار بار چیخ چیخ کر ایک ہی صدا دے رہا تھا کہ عبدالرحمان صاحب اس کے والد نہیں ہیں اسی لیے وہ یہ سب اتنی آسانی سے کر سکتے ہیں اس کے ساتھ اگر وہ اس کے سگے باپ ہوتے تو کبھی ایسا نہ کرتے وہ اس

کے خوابوں کی قدر کرتے اس کے ارمانوں کا خیال رکھتے لیکن وہ نہیں رکھیں گے۔۔ انہوں نے اس لیے تھوڑی لے کے پالا ہے کہ وہ اس کے ارمان پورے کرتے پھریں۔۔ اور اس دل جلے خیال کے ساتھ وہ باہر کی جانب چل دیا۔۔

عبدالرحمان صاحب نے بھی اسے نہیں روکا۔۔

وہ اکیلے رہنا چاہتا تھا اس لیے گاڑی خود ڈرائیو کر کے گھر آیا۔۔ اس کا سیل بار بار رنگ ہو رہا تھا اس کی گرل فرینڈ کی کال آرہی تھی مگر اس نے آٹینڈ نہیں کی۔۔ وہ اس وقت کسی سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

وہ گھر میں داخل ہوا تو لاؤنج میں ہی نایاب اسے کشن کے ساتھ کھیلتی ہوئی نظر آئی۔۔۔ اس نے سارے کشن جو مہنگے ترین تھے۔۔۔ زمین پہ ڈال رکھے تھے جن پر وہ باری باری کود رہی تھی۔۔۔

تمہارا وہ چور باپ پیسے بھرے گا ان کشنز کے؟؟؟۔۔۔ جو انہیں زمین پر "پھینک کر گندا کر رہی ہو؟؟؟۔۔۔" کشنز کا زمین پر گرے ہونا ایک عام سی بات تھی اگر وہ اچھے موڈ میں ہوتا تو یقیناً اسے اگنور کر جاتا لیکن اس لمحے وہ شدید غصے میں تھا۔۔۔ دل میں آگ لگی ہوئی تھی۔۔۔ لاوا پک رہا تھا اندر ہی اندر۔۔۔ اس لیے بس غصہ نکلتا تھا اور نکلا کہاں۔۔۔ اس ننھی بچی پہ۔۔۔

اس کے یوں اچانک چیخنے پر نایاب ڈر کر اس کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔۔۔

میں اٹھا دیتی ہوں۔۔۔" اسے غصے سے لال پیلا ہوتا دیکھ۔۔۔ وہ فوراً ہی "کشن اٹھانے لگی۔۔۔"

جلدی جلدی کشن اٹھا کر ان کی جگہوں پر رکھنے میں۔۔۔ اس کا پاؤں شیشے کی میز سے ٹکرا گیا۔۔۔ بس اس کا ٹکرانا تھا کہ شیشے کی میز پر رکھا کالج کا گلاس جو کچھ دیر پہلے ہی اس نے پانی پی کے رکھا تھا۔۔۔ وہ نیچے کی جانب گرا۔۔۔ اور ٹھس کی آواز کے ساتھ ٹوٹا۔۔۔

شاباش توڑ توڑو۔۔۔ تمہارے نانا کا پیسہ ہے آخر۔۔۔ میں تو تم خاندانی لوگوں کا پالا ہوا ملازم ہوں۔" وہ دانت پیستے ہوئے طنزیہ کہہ کر اوپر کی جانب چل دیا تھا بغیر اس چیز کی پرواہ کیے کہ کالج کے ٹکڑے نایاب کے پاؤں میں بھی گھس سکتے تھے۔۔۔ وہ بچی ہے وہ زخمی ہو سکتی ہے۔۔۔

وہ کافی دیر تک اندھیرے کمرے میں فرش پر بیٹھا رہا۔۔۔ بالکل خاموش۔۔۔ پھر اس نے اپنا سر پیچھے بیڈ پر گرا دیا۔۔۔ آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔۔

تنہائی۔۔۔ مایوسی۔۔۔ کرب۔۔۔ خوابوں کے کرچی کرچی ہو کر بکھر جانے کی چھبن۔۔۔ ارد گرد کسی اپنے کانہ ہونا جس سے وہ درد شیر کر سکے اپنا۔۔۔ ہر افیت ہی آنکھوں سے بیاں ہو رہی تھی۔۔۔

کافی دیر بعد دروازہ کھلا۔۔۔ اور باہر سے سفید روشنی اندر داخل ہونے لگی۔۔۔ ساتھ ہی ایک پیاری سی آواز کمرے میں گونجی۔۔۔ "قیصر۔۔۔ مجھ سے غلطی ہو گئی۔۔۔"

وہ یہ کہتے ہوئے اس کے پاس آئی اپنے ننھے قدموں سے چلتی ہوئی۔۔۔

اس نے بیڈ سے سر اٹھا کر اسے کسی روشنی کی طرح اندھیرے کو چیرتے ہوئے اپنی جانب آتے دیکھا۔۔۔

قیصر۔۔۔ "وہ میٹھی سی آواز پھر گونجی۔۔۔"

معاف کر دو۔۔۔ اب نئی کھیلوں گی میں۔۔۔ پکا۔۔۔ "وہ قریب آ کر"۔۔۔
ہولے سے معذرتی لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

اوپر جا کر لیٹو۔۔۔ اور خاموشی سے سو جاو۔۔۔ اگرچہ کی بھی آواز آئی تو "بھول جانا کے معاف کروں گا میں تمہیں۔۔۔" وہ سرد مہری سے کہتا واپس اپنا سر پیچھے بیڈ پر گرا گیا تھا۔۔۔ وہ خاموشی سے اپنے ننھے قدم لیتی بیڈ کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

وہ اپنے خوابوں کے جل جانے پر پوری رات ماتم کرتا رہا۔۔۔ مگر صبح کے طلع ہوتے سورج کے ساتھ اس نے ایک نیا عزم کیا۔۔۔ وہ عزم تھا اپنے خوابوں کو پورا کرنے کا۔۔۔ چاہے وہ کسی بھی قیمت پر ہوں۔۔۔ وہ تیار تھا۔۔۔ کیوں۔۔۔ کیونکہ اس کا نام قیصر تھا۔۔۔ شہنشاہ۔۔۔ اور شہنشاہ اتنی آسانی سے ہار نہیں مانا کرتے۔۔۔

صبح ہوتے ہی۔۔۔ وہ اٹھ کر نایاب کا بیگ تیار کرنے لگا۔۔۔ جیسے کسی بچے کی ماں اس کے جاگنے سے پہلے کر دیتی ہے۔۔۔

کوئی کہہ سکتا تھا دیکھ کر۔۔۔ کے وہ لڑکا جو رات میں اتنا غصہ تھا کہ اس نانا کی نواسی کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا تھا وہ اب کھڑا اسی کے لیے جلدی جلدی کام کرتا پھر رہا تھا۔۔۔ تاکہ اس کا پہلا اسکول کا دن اچھا جائے۔۔۔

جگنو۔۔۔ جگنو۔۔۔ اٹھو۔۔۔ چلو۔۔۔ جلدی اٹھو۔۔۔ اسکول جانا"
ہے۔۔۔ "نرمی سے کہتے اسے اٹھایا۔۔۔

چلو نہانے جاو۔۔۔ اور تمھارا ٹوٹھ برش رکھ دیا ہے میں نے اندر۔۔۔ وہ"
"دیکھ لینا۔۔۔

قیصر۔۔۔ میں کل چلی جاؤں گی۔۔۔ "وہ سستی سے کہہ کر دوبارہ بیڈ پر لیٹنے"
لگی۔۔۔

نہیں۔۔۔ آج ہی جانا ہو گا۔۔۔ "وہ اب سختی کر رہا تھا۔۔۔"

کیوں؟؟۔۔۔ مجھے نہیں پڑھنا۔۔۔ "وہ منہ بسور کر بولی۔۔۔"

چپ چاپ اٹھ جاو۔۔۔ مجھے نہیں پڑھنا کی بجی۔۔۔ "وہ اس بار مزید سختی"
سے کہتا۔۔۔ اسے گود میں اٹھا کر۔۔۔ واش روم میں لے آیا تھا۔۔۔ ساتھ
ہی اسے شاور کے نیچے کھڑا کر۔۔۔ شاور فل اسپیڈ میں اون کر دیا۔۔۔ تاکہ
ساری نیند ایک ساتھ ہی بھاگ جائے۔۔۔

اچانک خود پر پانی پڑنے پر وہ کرنٹ سے کھا کر بھاگنا چاہتی تھی۔۔۔ مگر قیصر
مضبوطی سے اس کا بازو پکڑے کھڑا تھا۔۔۔

مجھے امید ہے اب بھاگ گی ہوگی تمھاری نیند۔۔۔ "وہ مسکرا کر کہ رہا"
تھا۔۔۔ جسکے وہ ننھی پری۔۔۔ کڑتی ہوئی اسے تک رہی تھی۔۔۔

قیصر۔۔۔ کتنا ہینڈ سم ہے۔۔۔ "جب وہ کڑتے ہوئے بولی۔۔۔ تو مقابل"

بے اختیار ہنس دیا۔۔۔

وہ تو میں ہوں۔۔۔ چلو۔۔۔ اب اچھی طرح نہا کر آؤ باہر۔۔۔ "یہ کہتا وہ"

باہر چل دیا تھا۔۔۔

جگنو۔۔۔ اسکول کا یونیفارم بیڈ پر رکھا ہے۔۔۔ پہن کر نیچے آ جاؤ"

جلدی۔۔۔ میں ناشتہ تیار کر رہا ہوں۔۔۔ "وہ یہ صدا لگا کر دروازہ بند کر کے نیچے چلا گیا۔۔۔"

کچھ دیر بعد وہ نیچے آئی تو قیصر کو لاؤنچ کی صفائی کرتا پایا۔۔۔ وہ کانچ کے

بکھرے ٹکڑے اٹھا کر۔۔۔ ڈسبن کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔ جسکے نایاب

ست سی آکر صوفے پر ٹک گئی۔۔۔

ناشتے کے بعد۔۔۔ وہ ایک کندھے پر اپنا کالج بیگ تو دوسرے پر نایاب کا اسکول بیگ لیے اس کا ننھا ہاتھ مضبوطی سے تھامے گھر سے نکلا۔۔

مجھے اسکول نہیں جانا میں نے دیکھا ہے کارٹون میں وہاں بچوں کو بہت "مارتے ہیں" نایاب جب سے گاڑی میں بیٹھی تھی بس یہی ضد لگائے ہوئی تھی کہ اسے اسکول نہیں جانا۔۔

صرف گندے بچوں کو۔۔ اور میرا جگنو گندا بچہ نہیں ہے۔۔۔ "قیصر" نے خود بھی نوٹ نہیں کیا تھا۔۔ کہ آخری جملے میں کتنا بھرم تھا اس کے۔۔۔ کتنی اپنائیت تھی۔۔

نہیں۔۔۔ آپ کو نہیں پتہ۔۔۔ میں بہت گنداپچہ ہوں۔۔۔ مجھے اسکول " نہیں جانا۔۔۔ " اب تو وہ باقاعدہ رونا شروع ہو چکی تھی۔۔۔

تم کتنا بھی رونا دھونا کر لو اسکول تو جانا پڑے گا۔۔۔ " وہ اس کے آنسوؤں " سے پگھلنے والا کہاں تھا۔۔۔

اسکول پہنچنے پر۔۔۔ اسکول کے باہر کھڑے چوکیدار کو دیکھتے ہی نایاب ڈر کر اس کے لمبے پاؤں سے لیٹ کر چیخ چیخ کر رونے لگی۔۔۔ کہ اسے اسکول نہیں جانا۔۔۔ اسے گھر جانا ہے اسے صرف قیصر کے ساتھ رہنا ہے۔۔۔

قیصر کا کیونکہ پہلی بار تھا اس لیے وہ گھبرا گیا تھا نایاب کے اس طرح چیخ چیخ کر رونے پر مگر چوکیدار نے اسے یہ کہہ کر اعتماد میں لیا کہ اکثر بچے اسکول

کے پہلے دن ایسا ہی کرتے ہیں۔۔۔ وہ گھبرائے نہیں اور چھوڑ جائے
اسے۔۔۔ کچھ دیر میں وہ رو کر خود ہی چپ ہو جائے گی۔۔۔

قیصر۔۔۔ مجھے نہیں جانا۔۔۔ مجھے گھر واپس لے چلو۔۔۔ "قیصر نے بہت"
کوشش کی نرمی سے اسے اپنے پاؤں سے جدا کرنے کی مگر وہ تو کسی صورت
اسے چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھی۔۔۔ یہی وجہ تھی کہ اندر سے ٹیچرز
آئیں۔۔۔ اور اسے زبردستی قیصر سے جدا کر کے لے کر گئیں۔۔۔ نایاب
کو یہ دلا سہ دیتے ہوئے کے قیصر کلاس کے باہر ہی بیٹھا ہوا ہے وہ کہیں
نہیں جائے گا۔۔۔

قیصر کی حالت بالکل ان والدین کی طرح تھیں جن کے لیے اپنا بچہ پہلی
بار اسکول میں اکیلا چھوڑنا بہت مشکل ہوتا ہے۔۔۔۔

جیسے اور والدین باہر بیٹھے تھے۔۔۔ وہ بھی بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ ہمت ہی نہ ہوئی
اسے یوں چھوڑ کر جانے کی۔۔۔ دس پندرہ منٹ بعد ہی اسے نایاب کے
رونے کی آوازیں آنا بند ہو گئیں تھیں۔۔۔ لیکن وہ پھر بھی کالج کے لیے نہ
جاسکا۔۔۔

وہ وہیں باہر بیٹھا رہا۔۔۔

چھٹی پر وہ مسکراتی ہوئی باہر آئی تو قیصر کے دل کو اطمینان ہوا۔۔۔ وہ اس کا
ہاتھ پکڑ کر۔۔۔ جب باہر کی جانب نکلا۔۔۔ تو راستے میں ہی چوکیدار ٹکرایا
۔۔۔ اسے دیکھتے ہی نایاب فوراً ہی ڈر کر قیصر کے پاؤں سے چیک گئی۔۔۔

مجھے گود میں لو قیصر۔۔۔ "وہ تیزی سے ڈر کر بولی تھی۔۔۔ قیصر نے"
خاص دیہان نہ دیا۔۔۔ اور فوراً ہی جھک کر۔۔۔ اسے گود میں اٹھالیا۔۔۔

وہ اس کی گردن میں منہ چھپا کر۔۔۔ آنکھیں میچ گئی۔۔۔

قیصر نے گمان کیا کہ وہ تھک گئی ہے۔۔۔ اس کی جگہ کوئی بھی ہوتا تو ایسا ہی سوچتا۔۔۔

♥ *Husny Kanwal* ♥

چار مہینے کہاں گزرے پتا ہی نہیں چلا۔۔۔

آج اسے نایاب کے اسکول بلایا گیا تھا۔۔۔

مسٹر قیصر۔۔۔ میں آپ ہی کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ "اس کے آفس میں"
داخل ہوتے ہی میڈم خود تعظیماً اس کے لیے کھڑی ہوئیں۔۔۔

جی آپ نے بلایا تھا؟۔۔۔ "وہ اپنے شاہانہ انداز میں ان کے سامنے چیئر کسھا"
کر بیٹھا۔۔۔

ہاں۔۔۔ دراصل مجھے نایاب کے متعلق آپ سے بات کرنی تھی۔۔۔"
وہ خاصہ سنجیدہ ہو کر بولیں تو قیصر فوراً ہی سیدھا ہوا۔۔۔

"جی بولیں۔۔۔"

ناایاب بالکل بھی پڑھائی میں دیہان نہیں دیتی۔۔۔ نہ ہی ٹیچرز کے کسی
سوال کا جواب دیتی ہے۔۔۔ بالکل خاموش بیٹھی رہتی ہے کلاس میں جیسے

اسے بولنا تک نہیں آتا ہو۔۔۔۔ دیگر ایکٹیوٹیز میں بھی وہ کوئی حصہ نہیں لیتی۔۔۔ میل ٹیچرز آجائیں تو چیخ چیخ کر پوری کلاس سر پر اٹھا لیتی ہے۔۔۔ چار مہینے ہو چکے ہیں جہاں دیگر بچے اردو میں س ش تک پہنچ گئے ہیں وہیں نایاب ایک الف تک نہیں بنا پاتی۔۔۔ انگلش میں بھی یہی حال ہے۔۔۔ ڈرائنگ میں کلر کرنے کو کہو تو جب ریڈ کہا جائے تو اورنج اٹھاتی ہے اور نج کہا جائے تو بلو اٹھا لیتی ہے اسے کلر سمجھ ہی نہیں آتے جیسے۔۔۔ جب کہ بار بار ٹیچرز اسے سمجھاتی ہیں۔۔۔ وہ عمر میں بھی باقی بچوں سے بڑی ہے۔۔۔ اگر ایسا ہی چلتا رہا تو ہم آپ کو ایڈوائس دیں گے کہ اسے یہاں سے ہٹا کر کسی دوسرے اسکول میں لگا دیں۔۔۔ برامت مانے گا لیکن ایسے اسپیشل بچوں کے لیے اسکول دوسرے ہوتے ہیں۔۔۔ "قیصر ان کی بات سن شذر سہ رہ گیا تھا۔۔۔"

کیونکہ جس نایاب کے ساتھ وہ رہتا تھا وہ تو بولتی طوطی تھی ہر سوال کا جواب اس کے منہ پر حاضر۔۔۔ اتنی حاضر دماغ کے انتہا تھی۔۔۔ کھیلنے میں بھی نہایت اکیٹو۔۔۔ مانا وہ بہت کم وقت گزارتا تھا اس کے ساتھ۔۔۔ مگر جتنا بھی گزارتا تھا اس میں اسے کبھی نہیں لگا کہ وہ ایک کمزور دماغ والی بچی ہے۔۔۔

قیصر میں برگر کھاؤں گی۔۔۔ راستے میں لیتے ہوئے چلنا۔۔۔ "وہ گاڑی" میں بیٹھتے ہی روز کی طرح فرمائش کر رہی تھی۔۔۔

برگر؟؟؟۔۔۔ ابھی کھلاتا ہوں میں تمہیں برگر۔۔۔ "وہ کھا جانے والی" نگاہ سے گھورتا ہوا بولا۔۔۔ اور ساتھ ہی اس کی سیڈ بیلٹ لگانے لگا۔۔۔

اس کی سیاہ آنکھیں ہی بتا رہی تھیں وہ بہت غصے میں ہے۔۔۔

"کچھ ہوا ہے کیا؟؟۔۔"

نایاب نے اب جا کے اس لڑکے

کا چہرہ بغور دیکھا۔۔

اس کے ارد گرد کالے بادل چھائے

الگ ہی نظر آئے۔۔

کچھ ہوا ہے؟؟۔۔ اسکول سے نکال

رہے ہیں تمہیں۔۔۔" وہ آخری

جملے پر چیخا۔۔

اس کی بے زاریت و چڑچڑاہٹ و
غصہ اپنے عروج پر تھا اس لمحے۔۔
کبھی اپنے لیے اس نے اتنی محنت
نہ کی ہوگی جتنی وہ اس لڑکی
کے لیے کر رہا تھا۔۔

کیوں؟؟؟ "مقابل کی جانب سے"
نہایت معصومیت سے استفسار
کیا گیا۔۔ جس پر وہ مزید
جل اٹھا۔۔

کیونکہ تم پڑھتی نہیں ہو کچھ۔۔
نہ ہی کسی ایکٹیوٹی میں حصہ

لے رہی ہو۔۔۔ نایاب
اگر تم یہ سب پڑھائی سے بھاگنے
کے چکر میں کر رہی ہو تو میں
بتادوں میں اس
سے زیادہ سخت اسکول میں
ایڈمیشن کراؤں گا تمہارا۔۔
جہاں بچوں کو بہت بری طرح
مارا پیٹا جاتا ہے۔۔۔ "وہ اسے
ڈرار ہاتھ اب۔۔۔ تاکہ وہ اپنی
شرارتوں و شر ذہنی سے باز آئے۔۔

اوکے۔۔۔ "وہ روندوسہ منہ"
بنا کر دونوں ہاتھ فولڈ کر۔۔۔

نظریں جھکائے بولی۔۔۔

مقابل نے مطمئن ہو کر گاڑی
کا ڈور کھلوز کیا۔۔۔ پھر دوسری
جانب سے آکر گاڑی میں بیٹھا۔۔۔
راستے میں نایاب نے ایک لفظ
نہیں کہا تھا جبکہ روزانہ
وہ لمبی لمبی کہانیاں سنایا
کرتی تھی۔۔۔

وہ ڈرائیو کرتے ہوئے بار بار
اس کا اترا ہوا چہرہ دیکھ
رہا تھا۔۔۔ وہ ایک بار نظر تک

نہیں اٹھا رہی تھی۔۔۔

کچھ بھی کہو۔۔۔ وہ کیوٹ سی
لگتی تھی منہ پھلائے بھی۔۔

تھوڑا گلت پیدا ہوا۔۔۔ شاید
زیادہ سختی کر گیا۔۔۔ یہ سوچ۔۔۔
راستے میں سے اس نے برگر لیا۔۔۔

یہ لو۔۔۔ "اس کم عمر لڑکے نے"
برگر کا پیپر بیگ اس کی جانب
بڑھایا۔۔۔ مگر اس نے اپنا ننھا
سہ منہ فوراً ہی دوسری

جانب پھیر لیا۔۔۔

قیصر۔۔۔ کتنا ہینڈ سم ہے۔۔۔ "وہ"
روندو ہو کر کڑکڑائی تھی۔۔۔
جسے مقابل نے سن بھی لیا تھا۔۔۔

کھالو۔۔۔ تمہارا فیورٹ ہے زیادہ"
چیز والا۔۔۔ "وہ کسی کو منانے
کا عادی نہیں تھا۔۔۔ چڑچڑی
سی مزاجیت کا مالک تھا وہ۔۔۔
مگر اس کے لیے اپنی آواز میں
نرمی لے آیا تھا۔۔۔

مانا منا نہیں رہا تھا مگر اسے
اس کے حال پہ چھوڑ بھی نہیں
رہا تھا۔۔۔

جیسے ایک ماں ہوتی ہے نا۔۔
کے اسے سکون نہیں آتا جب تک
اس کا بچہ کھانا نہیں کھا لیتا
بھلے ناراض ہونے سے لیکن
سکون آئے گا تب جب بچہ کھانا
کھا لے گا۔۔ اس کا پیٹ بھر
جائے گا۔۔ بالکل ایسا ہی حال
تھا قیصر کا۔۔ اسے سکون نہیں
آ رہا تھا جب وہ برگر نہیں کھا

رہی تھی۔۔ اور وہ جانتا تھا اگر
برگر پرائی تنی ناراضگی ہے تو پھر
گھر کا کھانا تو وہ بدرجہ اولیٰ
ہاتھ نہیں لگانے والی۔۔

قیصر کہ نرمی سے کہنے کے
باوجود بھی اس نے برگر کی
جانب رخ نہیں کیا۔۔

جگنو۔۔ غصہ اور ناراضگی "
مجھ سے ہے نا تو مجھ تک
محدود رکھو۔۔ کھانے پہ
مت نکالو۔۔" اس کا ننھا

بازو ہلکے سے پکڑ کر اپنی
جانب کھینچتے ہوئے بولا۔۔۔

مگر وہ بغیر کچھ کہے تیزی
سے اسکا ہاتھ بازو سے جھٹک گئی تھی۔۔۔

اس لمحے اسے احساس ہوا
وہ نخرے دکھانے لگی ہے اسے ابھی سے۔۔۔

ہو نہہ۔۔۔ جاومت کھاو۔۔۔ کون"

سہ میرے پیٹ میں جانا ہے۔۔۔

اچھا ہے بھوک کے مارے پیٹ

کے چوہے باہر نکل آئیں گے

"اور تمہیں ہی کاٹیں گے۔۔۔"

بس اس کا چوہوں کا ذکر
کرنا تھا کہ نایاب فوراً ہی
اس کی جانب متوجہ ہوئی۔۔

"پیٹ کے چوہے باہر نہیں آتے۔۔۔"

وہ قطعی لہجے میں تیزی سے بولی۔۔۔

اتے ہیں۔۔ اور کاٹتے بھی ہیں۔۔"

جب میں چھوٹا تھا اور
میں نے کھانا نہیں کھایا تھا
تو ایک چوہا میرے
پیٹ سے باہر نکل آیا تھا اور

اس نے میرے یہاں۔۔ یہاں پاؤں
پہ کاٹا تھا۔۔ وہ بھی بہت زور
سے۔۔ "مقابل اپنی بات پہ بضد
رہا۔۔ ڈرانا بھی تو تھا۔۔

وہ اپنے اٹے پاؤں کی پینٹ
تھوڑی اوپر کی جانب کھینچ کر
اسے دکھا رہا تھا۔۔ جہاں کوئی
نشان نہیں تھا۔۔ اس نے اپنی
پینٹ ایک لمحے میں اوپر نیچے
کی تھی۔۔ اتنی پھرتی سے کہ
وہ ٹھیک طرح دیکھ بھی نہ
سکے۔۔ اور اس کی بات پر یقین

کر کے ڈر بھی جائے۔۔۔

وہ آپ کے گھر کا چوہا ہو گا۔۔۔"

پیٹ کے چوہے باہر نہیں آتے۔۔۔

اور آپ کے پاؤں پر بھی کوئی

نشان نہیں ہے۔۔۔ اور سب سے

اہم بات۔۔۔ جھوٹ گندے بچے

بولتے ہیں "وہ چھوٹی آنکھیں

کر آخری جملہ خاصہ جتاتے

ہوئے ادا کر رہی تھی۔۔۔ یہ بتانے

کے لیے کہ وہ اسے جھوٹی

کہانیوں سے ڈرا نہیں سکتا۔۔۔

اپنی بات کہہ کر وہ منہ بسور
کر اسے ناک منہ چڑھاتی۔۔ واپس
اپنا رخ دوسری جانب موڑ گئی۔۔

جتنا تم میرے سامنے پڑ پڑ
بولتی ہونا اس کا تم آدھا بھی
اسکول میں بول لو تو فرسٹ
آؤ پوری کلاس میں۔۔۔ "اس کا
ناک منہ چھڑانا قیصر کے
ضبط کا باندھ توڑ گیا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔ مت کھاؤ۔۔۔ رہو"
بھوکی۔۔۔ تمہارے نانا کا پالا

ہو انو کر نہیں ہوں میں جو
تمہارے اگے پیچھے گھومتا
"رہوں گا۔۔۔"

اسے یاد نہیں پڑتا اس نے کبھی
کھانے پر کسی کی اتنی منتیں
کی ہوں۔۔۔

کھانے کا پیپر بیگ اس کی
ننھی سی گود میں رکھ کر۔۔۔
اس نے گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔

گھر پہنچنے پر۔۔۔ اس نے

غصے سے اپنی سیٹ بیلٹ
کھولی اور گاڑی سے اتر گیا۔
بغیر اسے اتارے وہ ابھی ایک
دو قدم ہی چلا تھا کہ جب وہ
پچھے سے چینی۔۔

قیصر۔۔۔ مجھے تو اتارو۔۔۔ "اس"
نے گاڑی کا شیشہ نیچے کر۔۔
فورا ہی چیخ کر آواز لگائی۔۔

کیوں؟؟۔۔ میں کیوں اتاروں؟؟۔۔۔"
تم میری بات مانتی ہو؟؟۔۔
"جو میں تمہارے کام کروں؟؟"

وہ بھی بچوں کی طرح اب
اس سے لڑ رہا تھا۔۔۔

تم مجھے چھوڑ کر نہیں جا
سکتے" اور روتے ہوئے قطعی
لہجے میں بولی۔۔۔



وہ غصے کا بڑا تیز تھا۔۔۔
مجال ہے جب اپنی پر آئے تو
کسی کی سن لے۔۔۔ وہ تو
چل دیا تھا پلٹ کر۔۔۔ جب
اس میٹھی آواز میں جھلکتے
بھرم ومان نے اس کے پاؤں

کوزنجیر کیا۔۔۔

قیصر ہل نہ سکا پھر۔۔۔۔

مٹھیاں بھینچتا

غصے سے پلٹا۔۔۔

میں جاسکتا ہوں۔۔۔ اور اب "

تم آؤ ڈرائیور کے ساتھ۔۔۔" دانت

پیتے ہوئے کہ کر۔۔۔

اس نے ڈرائیور کو آواز لگائی۔۔۔

" ڈرائیور "

ابھی وہ آواز لگا ہی رہا تھا۔
کے نایاب نے زور زور سے
چینیں مار کر رونا شروع کر دیا۔۔

"قیصر۔۔۔ مجھے گود میں لو۔۔"

وہ روتے ہوئے بس ایک ہی
صدالگار ہی تھی۔۔۔ جب کہ
مقابلہ دو قدم کے فاصلے پہ
کھڑا خاموشی سے اسے روتا
ہوا دیکھ رہا تھا۔۔

ڈرائیور قریب آنے لگا تھا جب
اس کم عمر لڑکے نے فوراً ہی

ہاتھ دکھا کر روکا۔۔۔ وہ اتھے
سے واقف تھا نایاب ڈرتی ہے
اس سے۔۔۔

"قیصر۔۔۔"

مگر مجھ کے آنسو بہا نایاب کرو۔۔۔
اور ڈیل کرو پہلے مجھ سے۔۔۔
برگر کھاؤ گی یا چھوڑ جاؤں
ڈرائیور کے ساتھ؟؟۔۔۔ "گاڑی کے
قریب آکر۔۔۔ نایاب کی جانب
کا ڈور کھول کر بڑے بھرم سے
دونوں ہاتھ سینے پر فولڈ کر

اس کی جانب دیکھتے۔۔ ایک
ابر واچکا کر استفسار کیا۔۔

تم بہت برے ہو قیصر "وہ اپنی"
ننھی آنکھیں ہاتھوں کی پشت
سے رگڑتی اسے چہرہ اٹھا کر
دیکھ۔۔۔ منہ بسور کر بولی۔۔

تو مقابل نے اگلے ہی پل۔۔ اس کی
"ننھی ٹھوڑی کس کے پکڑی۔۔
دوبارا کہو ذرا۔۔ اور پھر میں
تمہیں صحیح طرح بتاؤں کہ
برا ہوتا کیا ہے "اس کی بڑی

بڑی سیاہ آنکھوں میں غصہ
جھلکتا دیکھا۔۔ تو فوراً ہی دنیا
جہاں کی معصومیت چہرے
پر سجا کر۔۔۔ آنکھوں میں آنسو
بھرے اسے دیکھنے لگی۔۔۔ اس
یقین کے ساتھ کہ وہ پگھل جائے گا۔۔۔



"سوری کہو۔۔۔"

وہ ڈیمانڈ کر رہا تھا۔۔۔

سوری۔۔ "تیزی سے تابعداری"

میں بولی۔۔۔

مقابل نے بغیر کچھ کہے
اب اس کی سیٹ بیلٹ کھولی

پہلے پیپر بیگ اٹھایا اس کی
گود سے اور پھر اسے۔۔۔

♥ *Husny Kanwal* ♥

کیا بات ہے آج بہت پریشان
سے لگ رہے ہو؟؟ "حسنہ اس
سے لگ کر بیٹھتے۔۔ فکر مندی
سے پوچھنے لگی۔۔۔

وہ دونوں اس وقت
اپنے ایک فرینڈ کے
فارم ہاؤس میں موجود تھے۔۔۔

ہر طرف رنگینی بکھری ہوئی
تھی۔۔۔ کوئی ڈرنک کرتا ہوا نظر
آ رہا تھا تو کوئی پول میں
نہاتا ہوا۔۔۔ لڑکے لڑکیاں
بد مست ناچ گانا کرتے ہوئے
نظر آ رہے تھے۔۔۔ سوئمنگ پول
پارٹی کے نام پر جمع ہونے والے
وہ کم عمر لڑکے لڑکیاں اپنی
ہی دنیا میں جی رہے تھے۔۔۔

مگر وہ سب سے الگ تھلگ
ایک کارنر میں صوفے پر
بیٹھا ہوا تھا۔۔۔

کوئی خاص بات نہیں ہے "
بس اپنے البم کے لیے پیسے
کیسے جمع کروں یہ سوچ
رہا ہوں "حسنہ بہت اچھے
سے واقف تھی کہ اس کے
ڈیڈ اسے سنگر نہیں بنے
دینا چاہتے۔۔۔ اسی لیے وہ
اس کی اس معاملے میں
کوئی مدد بھی نہیں کر رہے۔۔۔

"ہمم۔۔ میں مدد کروں؟؟"

حسنہ نے نہایت خوبصورت

مسکان چہرے پر سجائے

مدد کیافر کی۔۔

نہیں۔۔۔ "سپاٹ سے لہجے"

میں تیزی سے انکار کر گیا۔۔

ادھار لے لو۔۔۔ بھلے ہی بعد "

میں واپس کر دینا۔۔۔ "وہ

واقعی اس کے خوابوں کو

پورا کرنے میں مدد کرنا

چاہتی تھی۔۔۔ اس کی زندگی
میں اپنے کردار کو اہم بنانا
چاہتی تھی۔۔۔

کہہ دیا ناں۔۔۔ نہیں۔۔۔ "قیصر"

عبدالرحمان یوسف اپنی
گرل فرینڈ سے ادھار لے۔۔۔
اس سے پہلے وہ ڈوب نہ
مرے چلو بھر پانی میں۔۔۔

وہ مزید اصرار کرنا چاہتی تھی
مگر قیصر فوراً ہی اٹھ کے
وہاں سے چل دیا تھا۔۔۔

♥ *Husny Kanwal* ♥

آج اتوار کا دن تھا دونوں
کی ہی چھٹی تھی۔۔۔

قصیر مجھے ایسے بال "
بنانے ہیں۔۔۔" قصیر کے گھر
میں داخل ہوتے ہی۔۔۔ اس
کے موبائل پر نایاب کا قبضہ
ہوتا تھا۔۔۔ اس لمحے بھی
وہی اس کے موبائل میں
کوئی باربی ڈول والا گیم

کھیل رہی تھی جس میں
انہیں سجانا سوار ناہوتا ہے۔۔۔

قصیر بیٹھ کر ویڈیو گیم کھیل
رہا تھا جب وہ اس کے پاس
سیل لے کر آئی۔۔۔ جس میں
ایک باربی ڈول کا جل چوٹی
باندھی ہوئی نظر آرہی تھی۔۔۔

ایسے؟؟۔۔۔ یہ اچھے نہیں لگ رہے۔۔۔"
پونی ہی صحیح ہے۔۔۔" کون
بنائے اتنے محنت والے بال۔۔۔
اس سے تو نایاب کی پونی

بھی بڑی مشکل سے بنتی تھی۔۔۔

مجھے اچھے لگ رہے ہیں۔۔۔"

میرے بال ایسے بناو۔۔۔" وہ

ضد پراتری۔۔۔ تو مقابل نے

جھنجھلا کر اسے دیکھا۔۔۔

اور پھر اپنی توجہ دوبارہ

گیم کی جانب مبذول کر لی۔۔۔

بعد میں بنادوں گا میں "

ابھی گیم کھیل رہا ہوں۔۔۔

تنگ مت کرو ابھی۔۔۔

"ویسے بھی بہت ہار ڈراؤنڈ ہے۔۔۔

وہ کافی دیر سے یہ راؤنڈ پار
کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

بعد میں کب؟؟ "عجلت سے"
استفسار کیا۔۔

"جب میں یہ راؤنڈ پار کر لوں گا۔۔"
گیم پر اپنی نظریں مرکوز کیے
وہ تیزی سے بولا۔۔ قیصر ویسے
بھی اسے ٹال رہا تھا۔۔

وہ صبح سے یہی راؤنڈ کھیل
رہا تھا مگر پار نہیں کر پا رہا تھا۔۔

جس کے سبب وہ خاصہ چڑچڑاہو

چکا تھا اب کھیتے کھیتے۔۔۔

اور یہ چڑچڑاہٹ اس کے لہجے

میں بھی جھلک رہی تھی۔۔۔

یہ راؤنڈ پار ہو گیا تو پھر میری "

چوٹی بناؤ گے؟؟" وہ بڑے اشتیاق سے پوچھنے لگی۔۔۔

ہاں۔۔۔ بنادوں گا "لاپرواہی سے"

جواب دیا بغیر اس کی جانب

دیکھنے کی زحمت کیے۔۔۔

بار بار ہارنے کے باوجود وہ گیم

چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھا۔۔۔
اس نے ٹھان رکھی تھی
راؤنڈ پار کر کے ہی چھوڑے گا۔۔۔

لاو پھر مجھے دو "نایاب کے"
کہتے ہی اس نے الجھ ایک
نگاہ اس ننھی سی بچی پر ڈالی

--

"کیا دوں؟؟؟"

"ریموٹ"

کیوں؟؟؟" خاصہ الجھ کر۔۔۔"

پار کر کے دوں گی نا "بس"

نایاب کا کہنا تھا کہ وہ

بے اختیار زوردار قہقہہ لگا بیٹھا۔۔۔

تم پار کرو گی؟؟؟۔۔۔ ہو نہ۔۔۔۔۔"

یہ تمہارے باری ڈول کو

کپڑے چینج کروانے والا گیم

نہیں ہے۔۔۔ بہت ہائی لیول

کا گیم ہے یہ۔۔۔ پوری دنیا میں

صرف ایک ہی بندہ ہے جو

اس لیول تک پہنچا ہے اور

"دوسرا میں ہونے والا ہوں

وہ اس ننھی بچی کی بات

کو مکمل مذاق میں اڑاتا۔۔۔

خاصہ مغرور لہجے میں جتاتے

ہوئے بولا۔۔۔ پھر واپس گیم کی

جانب اپنی توجہ مرکوز کر گیا۔۔۔۔



نایاب نے اسے ہنستا دیکھ مزید

کچھ نہ کہا اور اس کا گیم

لیول پار کرنے کا انتظار کرنے لگی۔۔۔

اے۔۔۔ یہ پیٹ میں درد بھی "

ابھی ہونا تھا۔۔۔ "اسے واش

روم کی مس کال آگئی تھی۔۔
خاصہ جھنجھلا کر کہتا۔۔ گیم
سٹاپ کر کے وہ ریموٹ
صوفے پر رکھ کر۔۔۔ واش روم
کی جانب بڑھ گیا۔۔



صرف پانچ منٹ بعد۔۔۔
اس نے تیزی سے آکر صوفے پر
رکھا ریموٹ سنبھالا۔۔ مگر
اگلے ہی لمحے جب اسکرین
پر نظر گئی۔۔ تو وہ منجمد
ہو گئی۔۔۔ بے یقینی سی کیفیت

میں اس نے اپنی آنکھیں مسلیں۔۔۔
اور پھر ایک بار اسکرین کی
جانب دیکھا۔۔۔

لیول پار ہو چکا تھا مگر
کیسے؟؟۔۔۔



لیول خود بخود کیسے پار ہو
سکتا ہے؟؟۔۔۔ وہ بھی اتنا ہارٹ
لیول جو کوئی نہیں کر پاتا۔۔۔
جسے وہ خود بھی کافی کوشش
کرنے کے باوجود نہیں کر پاتا تھا۔۔۔

"یہ لو۔۔۔ اب بناو میرے بال۔۔۔"

نایاب اوپر سے کنگی لے آئی تھی۔۔

۔ اب کنگی اس کی جانب بڑھاتے

۔۔۔ مسکرا کر بولی۔۔۔

گھر میں اس کے اور نایاب

کے علاوہ کوئی نہیں تھا پھر

یہ گیم کالیول کس نے پار کیا؟؟

۔۔ وہ یہی الجھا ہوا تھا۔۔۔

ایک لمحے کے لیے دماغ میں

خیال آیا کہ شاید نایاب نے کیا

ہو۔۔۔ اور پھر اگلے ہی لمحے وہ

جیسے خود پہ ہنس دیا کہ
ایک چھوٹی سی بچی کیسے
اتنا ہائی لیول کا گیم پار کر
سکتی ہے وہ بھی صرف پانچ
منٹ میں۔۔۔

کیا گھر میں کوئی اوپری
مخلوق بھی رہ رہی تھی۔۔ جس
نے اس کی مدد کی؟؟۔۔ وہ اب
یہی سوچتے ہوئے گھر میں
ادھر ادھر نظر دوڑا رہا تھا۔۔

وہ ایک وقت یہ ماننے کے لیے

تیار تھا کہ کوئی اوپری مخلوق
آکر اس کی مدد کر گئی لیکن
یہ ماننے کے لیے تیار نہیں تھا
کہ نایاب وہ بچی جسے ذہنی
طور پر کمزور کہہ کر اسکول
سے نکالنے کی وارننگ دی جا
چکی ہے۔۔۔ وہ گیم کالیول
پار کر سکتی ہے۔۔۔

آپ نے کہا تھا لیول پار ہو گیا"
تو بال بنائیں گے" وہ اسے
اسی کا وعدہ یاد دلار ہی تھی۔۔۔

مقابل کی بات سن۔۔۔ اپنا
ریموٹ کنٹرول صوفے پہ
بے دلی سے پٹخا۔۔۔

پھر اس سے سیل لے کر
اچھی طرح بالوں کی
جانچ پڑتال کی۔۔۔

پھر نیٹ پر ویڈیو سرچ کی
کا جل چوٹی کے نام سے
اور پھر اسے بنانے کا طریقہ
دیکھا۔۔۔

دیکھنے میں تو اسے کافی
آسان لگا تھا۔۔

آسان ہے یہ تو میں "
بنالوں گا" وہ دل ہی دل
ویڈیو دیکھتے ہوئے گویا ہوا۔۔

"اوکے۔۔۔ آؤ بیٹھو۔۔۔ میں بناؤں۔۔"

اس کے کہتے ہی وہ فوراً ہی
صوفے پر باخوشی آکر بیٹھی۔۔
وہ بھی اسی کی جانب مڑ
کر بیٹھ گیا تھا۔۔

السلام علیکم "اسی لمحے"
ملازمہ سلام کرتی ہوئی
گھر میں داخل ہوئی۔۔۔

وعلیکم السلام "قیصر نے"
جواب دیا۔ جبکہ نایاب
بالکل خاموش تھی۔۔۔

جب سے نایاب کے اسکول
سے شکایت ملی تھی تب سے
وہ نایاب پر تھوڑی بہت توجہ
دے رہا تھا اور اسی دوران
اس نے ایک بات نوٹ کی تھی

کہ نایاب سوائے اس کے کسی
سے بھی بات نہیں کرتی یہاں
تک کہ گھر کی ملازمہ سے
بھی نہیں جبکہ وہ ننھی
پری اس سے زیادہ ملازمہ
کے ساتھ وقت گزارتی ہے
گھر میں۔۔۔

"سلام کا جواب دو جگنو"
وہ بڑی نرمی سے حاکمانہ
انداز میں بولا۔۔۔

مگر پھر بھی نایاب نہ کچھ

نہ کہا۔۔۔

میں پہلے کھانا بنانے کے " "
 لیے رکھ دیتی ہوں پھر
 "صفائی سٹارٹ کروں گی۔۔"
 ملازمہ مسکراتے ہوئے کہہ
 کر اندر کی جانب بڑھ گئی
 تھی۔۔۔

قیصر بڑے مزے سے اس کے
 بال بنا رہا تھا۔۔۔ اسے بہت
 پسند تھے نایاب کے خوبصورت
 گھنے سلکی بال۔۔۔۔

اس کی انگلیوں کو بھی
جیسے کوئی لطف و سرور
مل رہا ہو اس کی زلفوں
میں الجھے۔۔۔

اسے چوٹی بنانا نہیں آرہی
تھی۔۔۔ وہ چار سے پانچ بار
ٹرائی کر چکا تھا۔۔۔ مگر اس کے
باوجود اس صدا کے
جھنجھلائے و آدم بیزار بندے
میں مجال ہے ذرا بھی چڑچڑاہٹ
کا عنصر آیا ہو۔۔۔

چھوٹے ماسٹر۔۔۔ میری مائیں"
تو نایاب بی بی کے بال
کٹوا دیں۔۔۔ ورنہ ان کا قد نہیں
بڑھ سکے گا۔۔۔" ملازمہ کے
مشورے پر کہتے ہی۔۔۔ وہ اک
لمحے کی دیر کیے بغیر
تیزی سے سخت لہجے میں
"بولا۔۔۔" ہرگز نہیں۔۔۔

اس کی آنکھیں برہمی سے
باہر آنے کو ہوئیں۔۔۔

یہ مشورہ بھی اسے جیسے

زہر لگا تھا۔۔۔

اسے خود بھی احساس نہیں

تھا مگر نایاب کے بال بڑے

عزیز تھے اسے۔۔۔



ملازمہ کو اندازہ نہیں تھا

وہ اتنا سختی سے جواب دے گا۔۔

میں تو بس اس لیے کہہ "

رہی تھی کہ نشوونما رک

"جاتی ہے بچوں کی۔۔۔

وہ تیزی سے لچکدار لہجے
میں اپنی بات کی مراد کو
واضح کرنے لگی۔۔۔ جس
میں ظاہر تھا کہ وہ نایاب
کی بہتری کے لیے ہی یہ
مشورہ دے رہی تھی۔۔۔



"تم کام کرو جا کے۔۔۔"

وہ بے رخی سے کہتا۔۔۔ واپس
کا جل چوٹی بنانے میں
جت گیا تھا۔۔۔

قیصر۔۔۔ یہ بالکل بھی تصویر"

"جیسی نہیں ہے۔۔۔"

وہ اب کمرے میں سنگار دان

کے سامنے کھڑی۔۔۔

اپنے بالوں کو آئینے میں

دیکھتے ہوئے۔۔۔

منہ بسور کر بولی۔۔۔



ویسی ہی ہے۔۔۔ بلکہ اس"

سے بہتر ہے بہت پیاری

"بھی لگ رہی ہے تم پر۔۔۔"

اس حسین لڑکے نے بیڈ

پر تھک کر گرنے والے انداز

میں لیٹتے ہوئے۔۔۔ اپنی باتوں

سے قائل کرنے کی کوشش کی۔۔۔

نہیں ہے۔۔۔ ٹھیک کہتی ہیں"

شمیم انٹی مجھے اپنے

بال کٹوا لینے چاہیے۔۔۔

خوبصورت بال تو ویسے

"بھی نہیں بنانے آتے آپ کو۔۔۔

اپنی ناشکری ننھی بیوی

کی بات سنتے ہی وہ بے یقینی

سے اٹھ کر اسے دیکھنے لگا۔۔۔

پورے ایک گھنٹے کوشش

کی تھی اس نے بال بنانے کی۔۔۔

مگر مجال ہے اس ناشکری
لڑکی کو ذرا بھی اس
نظر آئی ہو۔۔۔ efforts کی

"سوچنا بھی مت بال کٹوانے کی۔۔۔"

وہ سختی سے آنکھیں

دکھاتے ہوئے گویا ہوا۔۔۔

مگر نایاب کہاں اس کے

غصے پر توجہ دے رہی تھی۔۔۔

کڑوا سہ منہ بناتی وہ

اپنے بال کھولنے لگی۔۔۔

پہلے جب کبھی اتوار آتا تو

اس کا دن بہت بوریٹ بھرا
گزرتا۔۔ وہ کبھی ادھر جاتا
کبھی ادھر جاتا بس وقت
گزاری کرتا۔۔ مگر اپنے جگنو
کے ساتھ اتوار کا دن کہاں
گزرتا پتہ ہی نہ چلتا۔۔

♥ *Husny Kanwal* ♥

Zubi Novels Zone

میں تھک گیا ہوں۔۔ بس"
سونا چاہتا ہوں اب۔۔۔" وہ
سات بجے کے قریب جب
گھر میں داخل ہوا تو نایاب
تیزی سے اس کے پاس سیل

لینے آئی۔۔۔۔ مگر بجائے اس کے
ہاتھ میں اپنا سیل دینے کے
۔۔ وہ الٹا اسے ہی گود میں
بھرتا۔۔ اوپر چل دیا تھا۔۔

تو مجھے کیوں لے کر جا رہے ہیں؟؟۔۔ مجھے نیند نہیں
آ رہی۔۔ "اس کی بھوری
چمکتی آنکھوں میں فل
بیٹری چارج کے سگنل
موجود تھے۔۔۔ جنہیں وہ
دیکھ کر بھی ان دیکھا
کرتا۔۔ اسے اپنے ساتھ بیڈ

پر لیٹا چکا تھا۔۔۔

تمہیں نیند نہیں آرہی "

تب ہی تو اپنے ساتھ لے

کر آیا ہوں۔۔۔ چلو۔۔۔ اب

اچھے بچوں کی طرح

میرے سر کی مالش کرو۔۔۔

"جب تک میں سونہ جاؤں۔۔۔

اس کا سر کافی بھاری

بھاری سہ ہو رہا تھا۔۔۔

اس کی ننھی سی باہیں

خود پھیلا کر۔۔۔ اس پر ہلکے

سہ اپنا سر ٹکایا۔۔۔ اور مالش
کا آرڈر جاری کیا۔۔۔

بہت بھاری سر ہے۔۔۔ تکیے "
پر رکھیں ناں۔۔۔" وہ
لچکدار لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

اس کی میٹھی سی آواز
و نہی سی جان پر ترس
کھاتے۔۔۔ سر اس کے ہاتھ
سے اٹھا کر تکیے پر رکھا۔۔۔

"اب مالش کرو۔۔۔"

"پہلے موبائل دیں۔۔۔"
فوری ڈیمانڈ رکھی۔۔۔

مقابل کا اس وقت بولنے
تک کی زحمت کرنے کا دل
نہیں تھا اس لیے فوراً ہی
اپنی پاکٹ سے سیل نکال
کر اس کے ہاتھ میں پکڑا یا۔۔۔

بس۔۔۔ اب کرو۔۔۔ اور ہاتھ
رکنا نہیں چاہیے اگر رکنا۔۔۔
تو چھین لوں گا۔۔۔ "وہ تڑی

لگاتا آنکھیں موند گیا تھا

اپنی۔۔۔

نایاب ایک ہاتھ سے اس

کے سر میں مالش کرتی

رہی اور اٹے ہاتھ سے

مسلسل موبائل چلاتی رہی۔۔۔

جبکہ وہ موبائل میں گیم

کھیل رہی تھی۔۔۔ لیکن اس

کے باوجود اس کا سیدھا

ہاتھ رک نہیں رہا تھا۔۔۔

اس کا سیدھا ہاتھ اسی

طرح کام کر رہا تھا جس

طرح جب وہ موبائل
یوزنہ کر رہی ہوتی تب
کرتا۔۔ جس سے ظاہر تھا
کے اس کے

corpus callosum دماغ کا

دیگر لوگوں کے مقابلے زیادہ ہے۔۔۔

یعنی اس کا سیدھے دماغ سے

اٹے دماغ کے حصے کا کنکشن

بہت سٹرانگ ہے۔۔۔

مگر وہ ایک غیر ارادی طور

پہ کیا گیا عمل تھا وہ خود

بھی نہیں جانتی تھی کہ

یہ کوئی کمال ہے کہ وہ
دونوں ہاتھوں سے الگ الگ
کام بیک وقت کر سکتی ہے
وہ بھی بغیر کسی
پریشانی کے۔۔۔

قیصر کی آنکھ کھلی۔۔۔
تو نایاب کو اپنے ہی تکیے
پر سر رکھ کر سوتا ہوا پایا۔۔۔

اس کا ننھا سا چہرہ بس
ذرا سے فاصلے پر تھا۔۔۔

وہ اسے یوں ہی دیکھنے لگا۔۔۔

بے وجہ یوں ہی اسے

تکتے رہنا جیسے اچھا لگتا

تھا۔۔۔ ایک عجیب سے کیف

تھا جسے شاید وہ لفظوں

میں بیاں بھی نہ کر سکے۔۔۔



اسے زید کے جملے اچانک

ہی یاد آئے جب اس نے

کہا تھا مال میں پیرا

کھاتے ہوئے۔۔۔ کہ دیکھنا

تو دو تین مہینے میں ہی

تھک جائے گا اس بچی سے

اور اس کی ذمہ داریوں سے۔۔۔

اور پھر خود ہی تھک کر

اسے چھوڑ کر آئے گا یتیم

خانے۔۔ اس نے تب کہا نہیں

زید سے مگر ڈرا سے بھی

یہی تھا کہ وہ چڑچڑا جائے

گا۔۔۔ جھنجھلا جائے گا۔۔۔

ذمہ داریوں سے بھاگنے کی

کوشش کرے گا وہ نہیں

اٹھاسکے گا ایک بچی کی

ذمہ داری۔۔۔ دو تین مہینے

تو کیا اسے تو لگ رہا تھا کہ

وہ ایک مہینے بھی نہیں

اٹھا سکے گا۔۔۔ پھر وہ کیا
کرے گا وہ یہ سوچنا بھی
نہیں چاہتا تھا مگر آج پورے
پانچ ماہ گزر گئے تھے۔۔۔ اور
وہ نہیں تھکا نہ ہی
جھنجھلا یا نہ ہی اسے
اکتاہٹ آئی نہ ہی وہ بیزار
ہوا۔۔۔ بلکہ پہلے جہاں وہ گھر
میں بالکل بھی نہیں آیا کرتا
تھا اس کے مقابلے اب وہ گھر
میں چھٹی والادن باسانی
گزار رہا تھا۔۔۔

"جلدی سے بڑے ہو جاؤ جگنو۔۔۔"

وہ اس کی ننھی کھڑی

ناک سے اپنی ناک مس کر

کر مسکراتے ہوئے بڑ بڑایا۔۔۔

اور پھر آنکھیں موند گیا۔۔۔

♥ *Husny Kanwal* ♥

بہت duffer ماما پتا ہے ڈفر

پیاری ہے۔۔۔" وہ سونے کے لیے

لیٹا ہوا تھا اپنی ماں کے

براہر میں۔۔۔ جب اس نے

یکدم کہا۔۔۔

ڈفر؟؟ کون؟؟۔۔ وہ پونی"
"والی قیصر کی بھانجی؟؟
میمونہ خاتون اندازہ لگاتے
ہوئے بولیں۔۔

ہاں۔۔ وہ ہی۔۔ قیصر انکل "
کی بھانجی۔۔ پتا ہے وہ روتے
ہوئے بھی بہت پیاری لگتی
ہے۔۔۔ اس کی ناک ناں بالکل
ٹماڑ کی طرح لال ہو جاتی
ہے۔۔۔ "زریاب جو نایاب کا
کلاس فیلو اور زید کا بھانجا

تھا۔۔۔ نایاب کے روتے ہوئے
سراپے کو اپنی آنکھوں میں
گھومتا ہوا بھی بھی دیکھ
رہا تھا۔۔۔

میمونہ خاتون ہمیشہ دیکھا
کرتیں۔۔۔ کے وہ جب بھی
اس بچی کا ذکر کرتا اس کی
آنکھوں میں ایک عجیب سی
چمک ابھر آتی۔۔۔

"اور وہ روکیوں رہی تھی؟؟؟"
میمونہ خاتون نے تجسس

بھرے لہجے میں پوچھا۔۔

کیونکے کلاس کی بچیاں اسے "ڈفرڈ فرکہ کر چڑا رہی تھیں۔۔۔ ایک نے ڈفر کہتے ہوئے اس کے "سرپر تھپڑ بھی مارا تھا۔۔ اس کی میٹھی نرم آواز میں اداسی الگ ہی جھلکی تھی یہ بتاتے ہوئے۔۔

تو آپ نے مدد نہیں کی " اس کی؟؟؟ "انہوں نے تیزی سے پوچھا۔۔

تو کیا مجھے کرنی چاہیے "
تھی؟؟؟ " وہ اپنی والدہ کی
جانب دیکھ۔۔ معصومیت
سے پوچھنے لگا۔۔

بالکل۔۔۔ "دوبدو جواب آیا۔۔۔"

مگر اسے اچھا نہیں لگتا۔۔۔ "
وہ ویسے بھی مجھے پسند
نہیں کرتی۔۔۔ میں نے اسے
کہا تھا کہ وہ میری دوست
بنے مگر اس نے ہینڈ شیک

نہیں کیا ماما "شدید
افسردگی و مایوسی تھی
زریاب کے معصوم لہجے میں۔۔۔

اوو۔۔۔ ہو سکتا ہے اسے نئے "

لوگوں کو دوست بنانا

اچھا نہ لگتا ہو۔۔۔ آپ

اس کی مدد کرو پڑھائی

میں وہ کمزور ہے ناں۔۔۔ اور

اسے پروٹیکٹ کروان لوگوں

سے جو اسے تنگ کرتے ہیں۔۔۔

ایسا کرنے سے وہ آپ کو

"اپنا دوست بنالے گی۔۔۔

واقعی ماما۔۔۔ اگر میں اسے "
پروٹیکٹ کروں گا اور اس
کی پڑھائی میں مدد کروں
گا تو وہ مجھے دوست بنالے
گی؟؟؟" ایک دم خوشی کی
لہر سی ابھری تھی زیریاب
کے اندر۔۔۔

بالکل۔۔۔ "اس کی معصومانہ"
خوشی دیکھ۔۔۔ مسکراتے
ہوئے بولیں۔۔۔

چلو اب باقی باتیں بعد "
میں کریں گے اب سو جاؤ
صبح اسکول بھی جانا ہے
ناں۔۔۔ ویسے بھی ماما تھک
گئی ہیں زریاب۔۔ سو جاؤں
اس سے پہلے ماما سو جائیں
"اور آپ کو پھر ڈر لگے۔۔۔
میمونہ کا یہ روز کا تکیہ
کلام تھا سونے سے پہلے۔۔۔

اس کے یہ کہتے ہی زریاب
نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔۔۔
مگر آنکھیں کھلی ہوں یا

بند کیا فرق پڑتا تھا۔۔۔ نظر
تو وہ اب بھی آرہی تھی
روتے ہوئے۔۔۔ اس کی بھوری
چمکتی آنکھیں جن میں
سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔
اور لال ٹماٹر ہوتی ناک۔۔۔
جو اسے بہت اچھی لگی
تھی۔۔۔ بہت پیاری۔۔۔

"چلو جگنوا ٹھو اسکول جانے کا وقت ہو گیا ہے۔۔۔
وہ روزانہ کی طرح اسے نرمی سے اٹھا رہا۔۔۔
مگر آج نایاب آنکھیں کھولنے کے لیے تیار نہ

ہوئی۔۔۔

کیا ہوا؟؟۔۔ اٹھو۔۔ "وہ مسلسل اسے ہلا رہا تھا"
نرمی سے۔۔ مگر مقابل نے آنکھ نے کھولی۔۔

جگنو۔۔۔ "وہ اسے گود میں اٹھا چکا تھا۔۔۔"
مگر وہ آنکھ کھولنے کے لیے آج کسی صورت
تیار نہ تھی۔۔۔

میں شاور کھولوں اس سے پہلے آنکھیں"
"کھول لو۔۔ مجھے پتہ ہے تم جاگ رہی ہو۔۔۔"
وہ واش روم کے دروازے تک لے آیا تھا اسے۔۔۔

"میں نہیں جاؤں گی اسکول۔۔"

وہ منمننائی۔۔

جگنو۔۔۔ پہلے ہی ٹیچرز بہت ناراض ہیں "

تمہاری ڈل پروگریس کو لے کر اور اب اس

پر تم چھٹیاں کرو گی تو وہ اسکول سے نکال

دیں گی تمہیں۔۔ پھر میں کہاں لگاتا

پھروں گا۔۔۔" اپنے باپ سے چھپ کر وہ

اسے ایک اچھے اسکول میں تعلیم دلارہا

تھا یہ پہلے ہی بہت جو کھم بھرا تھا

اس کے لیے۔۔۔ پھر وہ اسکول اس کے کالج

کے راستے میں پڑھتا تھا جس کی وجہ

سے اسے کافی آسانی تھی۔۔ وہ نہیں

چاہتا تھا وہ کسی اور اسکول میں اسے
لگائے اور پھر مزید مشکلات کا شکار ہو۔۔۔

وہ نہیں جانتا تھا کلاس میں ٹیچرز
نایاب کو اب بلا سنڈوڈم وڈ فر وائیڈیٹ
کہہ کر بلانے لگی تھیں۔۔ جس کی وجہ
سے بچوں نے بھی اسے ڈفر جیسے توہین
آمیز لفظوں سے پکارنا شروع کر دیا تھا۔۔۔
کچھ چھوٹی بچیوں کا گروپ تو اسے
الگ سے تنگ بھی کرتا تھا۔۔۔ مگر وہ
گھر آ کر کبھی بھی قیصر سے کوئی
شکایت نہیں کرتی تھی۔۔۔

ٹھیک ہے مت جاوا سکول۔۔۔"

پھر کیا؟؟۔۔۔ آنکھیں کھول کر

مجھے دیکھو نایاب۔۔۔" اس کے ننھے

سے وجود کو باہوں میں بھرے وہ

آنکھیں کھولنے کی ڈیمانڈ کر رہا تھا۔۔۔

گڈ۔۔۔" اس نے آہستگی سے آنکھیں کھولیں۔۔۔"

اسے لگا تھا قیصر غصہ ہو گا مگر اس

کی آنکھوں میں دور دور تک کہیں

بھی غصے کے آثار نہیں تھے۔۔۔

بتاؤ۔۔۔ پھر کیا کرو گی؟؟۔۔۔"

جاہل رہو گی؟؟؟۔۔۔" اب وہ سمجھانے

والے انداز میں استفسار کر رہا تھا۔

مجھے اچھا نہیں لگتا "وہ ان سیاہ"
آنکھوں میں دیکھتے ہلکے سے منمنائی۔۔۔

"کیا؟؟؟۔۔"

کچھ بھی۔۔۔ "نہیں بتا سکتی تھی۔۔۔"
کیسے بتاتی؟؟۔۔۔ جب اسے خود نہیں
پتہ کہ پر اہلم کیا ہے۔۔۔ کیوں ٹیچر اسے
ڈفر کہتی ہیں۔۔۔ کیوں بچے اس کا مذاق
اڑاتے ہیں۔۔۔ کیوں وہ نہیں لکھ پاتی
جیسے اور بچے لکھ پاتے ہیں۔۔۔ کیوں

اسے مشکل ہوتی ہے۔۔۔

سوائے میتھ کے مجھے سارے

"سجیکٹ بور لگتے ہیں۔۔"

ٹیچر نے قیصر کو نہیں بتایا اور

نہ ہی قیصر نے کبھی خود دیکھا کہ

نایاب کی میتھ کی کاپی کا کیا حال ہے۔۔۔

اگر وہ دیکھتا تو یقیناً شا کڈ ہو جاتا۔۔۔

جیسے ٹیچرز ہو گئی تھیں اور انہیں

لگا کہ اس کا ہوم ورک قیصر کر کے دیتا

ہے۔۔۔ جس وجہ سے وہ مزید نایاب کو

ڈانٹتیں۔۔۔ کہ اپنے مامو سے ہوم ورک

مت کروا کے لایا کرو۔۔۔

وہ نہایت معصومیت سے بتا
رہی تھی۔۔۔

ہمم۔۔۔ ٹھیک ہے تو اب تم اسکول مت جاؤ۔۔۔"

آرام سے گھر میں بیٹھو۔۔۔ اور تمہاری
ماما جن کا ٹریٹمنٹ چل رہا ہے جو انتظار
کر رہی ہیں کہ جب وہ آنکھیں کھولیں گی تو
ان کی بیٹی انہیں بہت کامیاب ملے گی۔۔۔

انہیں ناامید ہولینے دو۔۔۔ ویسے بھی تم نے
تھوڑی کہا تھا ان سے کہ امید رکھیں تم سے
کوئی۔۔۔ ساری غلطی انہی کی ہے۔۔۔

انہیں امید رکھنی ہی نہیں چاہیے۔۔۔

تو کیا ہوا انہوں نے اتنی قربانیاں دیں
اتنی تکلیفیں اٹھائیں۔۔۔ بھئی ان کی
تکلیفوں سے ہمیں کیا؟۔۔ ہمیں پڑھائی
"بور لگتی ہے ہم نہیں پڑھیں گے
وہ اسے صوفے پر بٹھا کر۔۔۔
اس کی چمکتی جگنو جیسی آنکھوں
میں دیکھتے۔۔ اپنے ہی انداز میں سمجھا
رہا تھا۔۔۔

اس نے نہایت ہی ویک پوائنٹ پر
ایموشنلی بلیک میل کیا تھا اسے۔۔۔

تم بھی میری جگہ ہوتے تو "

ایسا ہی کرتے نا؟؟؟" وہ جیسے تصدیق
چاہ رہی تھی۔۔۔ کہ جو وہ کر رہی
ہے وہ صحیح ہے۔۔۔

نہیں۔۔۔ بالکل بھی نہیں۔۔۔"
میں اتنا سیلفش نہیں ہوں کہ خود
سے وابستہ لوگوں کی امیدیں توڑوں۔۔۔
وہ بھی اپنی ماں کی جنہوں نے میرے
لیے اتنی قربانیاں دیں۔۔۔ بلکہ میں سوچتا
ہوں اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو میں پہلے
سے زیادہ پڑھائی پر توجہ دیتا۔۔۔
کیونکہ میری والدہ بیمار ہیں اور ان
کا ٹریٹمنٹ چل رہا ہے اور ان کے ٹریٹمنٹ

میں جو میڈلسن یوز ہو رہی ہیں وہ کہیں
ناں کہیں بہت ہارم فل ہیں ان کے دیگر
باڈی پارٹس کے لیے۔۔۔ تو میں سوچتا
کہ کیوں نا ایسی میڈلسن تیار کروں
جو ان کی باڈی کے لیے ہارم فل بھی نہ
ہو اور ان کے ذہن کو سکون بھی میسر کرے
تاکہ وہ جلد از جلد ٹھیک ہو جائیں۔۔۔
مگر ایسا میں کرتا۔۔۔ تم تھوڑی کرو گی۔۔۔
”تمہیں تو پڑھائی بور لگتی ہے ناں۔۔۔“
وہ آخری جملہ خاصہ چوٹ کرنے والے
انداز میں ادا کر رہا تھا۔۔۔
اور چوٹ لگی بھی تھی۔۔۔
وہ بھی ڈائریکٹ جا کے دل پر۔۔۔

تو میں ایسی کوئی میڈیسن بنا "

سکتی ہوں؟؟ جس سے میری امی جلد

سے جلد ٹھیک ہو جائیں؟؟ " ایک بچہ اپنی

نچھڑی ہوئی ماں سے کتنی محبت کرتا ہے

شاید اس کا بیان لفظوں میں ممکن ہی نہیں۔۔۔

وہ تو جیتی ہی اس امید پر تھی کہ اس

کی ماں جلدی سے ٹھیک ہو کر اسے مل جائے۔۔۔

اب جب اسے ایک رستہ نظر آیا تھا۔۔

مانا مشکل تھا بلکہ اس جیسی کے لیے تو

ناممکن سہ تھا مگر تھا اور جب وہ

تھا تو وہ اسے کیسے چھوڑ سکتی تھی؟۔۔۔

وہ پورے دن اپنی ماں کے بارے
میں ہی سوچتی رہی۔۔۔

قیصر کی واپسی رات کے دو بجے ہوئی
تھی۔۔۔ مگر اس نے ایک بار بھی اس
سے نہیں پوچھا کہ کل صبح اسکول
جائے گی یا نہیں۔۔۔ ساتھ ہی وہ جو
رات کو اس کا بیگ اور کپڑے وغیرہ
سب ہینگر کر کے سامنے ہی رکھ دیتا
تھا تاکہ اگر آنکھ دیر سے بھی کھلے
تو اسے دیر نہ ہو سکول پہنچنے میں
وہ پرپریشن بھی نہ کی۔۔۔

دوسرے دن وہ قیصر نہیں تھا جو
نایاب کو اٹھارہا تھا۔۔۔ وہ نایاب تھی
جو اسے اٹھارہی تھی کہ اٹھو مجھے
اسکول جانا ہے۔۔۔

"اٹھو قیصر۔۔۔ مجھے دیر ہو جائے گی۔۔۔"

وہ اس کے بازو کو ہلاتے ہوئے۔۔۔

تیزی سے بولی تھی۔۔۔

جسکے مقابل نے اٹھ کر گھڑی کی جانب
دیکھا بھی پورا آدھا گھنٹہ باقی تھا
یہ دیکھ اس نے فوراً ہی نایاب کو
اپنی باہوں کے حصار میں جکڑ کر

سینے سے لگاتے کہا۔۔ "ابھی پورا
"آدھا گھنٹہ ہے سو جاؤ۔۔۔"

وہ اسے یوں اپنی باہوں میں جکڑ
چکا تھا کہ وہ ہل تک نہ سکے۔۔

قیصر۔۔۔ چھوڑو۔۔۔ میری ہڈیاں ٹوٹ

"جائیں گی۔۔ تم یہی چاہتے ہو کیا؟؟۔۔"

وہ خود کو آزاد کرانے کی کوشش

کرتے ہوئے بولی۔۔ مگر وہ ننھی سی

جان کہاں اس بھاری بھر کم شخص

کو ہلا سکتی تھی۔۔۔

کچھ دیر کوشش کرنے کے بعد وہ ننھی
جان ہمت ہار گئی۔۔۔ چونکہ وہ چاہے
کتنا بھی زور لگالے مگر وہ ہل تک
نہیں رہا تھا۔۔۔

♥ *Husny Kanwal* ♥



Zubi Novels Zone

وہ اسمبلی میں کھڑی ہوئی تھی جب
کسی نے اس کی پونی پیچھے سے
کھینچی۔۔۔

اس نے فوراً ہی پلٹ کر پیچھے کی
جانب گھور کر دیکھا۔۔۔

وہ زریاب تھا۔۔۔ جو پونی کھینچنے کے
بعد ایسے انجان بن کے ادھر ادھر
دیکھنے لگا تھا جیسے اسے پتہ ہی
نہ ہو کے چل کیا رہا ہے۔۔۔

نایاب خفگی سے اسے گھورتی ہوئی
واپس آگے مڑ گئی۔۔۔

ابھی تین چار منٹ بھی نہ گزرے
تھے کہ پھر اس کی پونی زور سے
کھینچی گئی پیچھے سے۔۔۔

اھ "بال کھینچنے پر اسے تکلیف"
ہوئی تھی جس کے سبب ایک ہلکی
سی کراہ اس کے منہ سے بے ساختہ نکلی۔۔۔

اس نے پھر پیچھے پلٹ کر دیکھا۔۔۔ مقابل اب بھی ادھر ادھر دیکھ رہا
تھا۔۔۔ وہ اسے کھا جانے والی نگاہ سے گھورتی ہوئی واپس سیدھی ہو گئی۔۔۔

زریاب کو اس کی پونی بہت اچھی لگتی تھی۔۔۔ خاص طور پر تب جب نایاب
چل رہی ہوتی تھی اور وہ پیچھے مسلسل ہلتی۔۔۔

پوری کلاس میں سوائے اس کے کسی کے اتنے خوبصورت لمبے بال نہیں
تھے کہ بیک پونی بن سکے۔۔۔۔۔ قیصر اس کی پونی کافی اونچی باندھتا تھا اس
کے باوجود اس کے بال کمر کے نیچے تک آتے۔۔۔

♥ *Husny Kanwal* ♥

پتہ نہیں کیا وجہ تھی مگر اسے نہیں سمجھ آتے تھے بورڈ پر لکھے الفاظ چاہے وہ اردو میں ہوں یا انگلش میں۔۔۔ ایک الف بھی بڑی مشکل سے بنانا سیکھا تھا اس نے۔۔۔

وہ بہت دیر تک دیکھتی رہی۔۔۔ اسے آخر اپنی ماں کے لیے ایک ایسی دوائی بنانی تھی جو ان کو جسمانی اور ذہنی سکون دے اور ان کے جسم میں کسی بھی قسم کا سائٹڈ فیکٹ پیدا نہ کرے مگر کیسے؟؟۔۔۔

وہ کافی دیر تک دیکھتی رہی مگر الف کے بعد جتنے بھی لفظ لکھے گئے وہ اسے سمجھ نہیں آئے۔۔۔ نہ ہی اسے ان کی بناوٹ سمجھ آئی۔۔۔

ابھی ٹیچر پڑھا ہی رہی تھی کہ کلاس میں چوکیدار دو آدمیوں کے ساتھ پیانو لے کر کلاس روم میں داخل ہوا۔ ان آدمیوں کو دیکھتے ہی نایاب فوراً ہی ڈر کر روتے ہوئے ٹیبل کے نیچے چلی گئی۔۔۔

تم ڈر ومت۔۔۔ میں ہوں تمہارا دوست۔۔۔ تم چاہو تو میرا ہاتھ پکڑ سکتی " ہو۔۔۔ " اس کے پیچھے پیچھے زریاب بھی ٹیبل کے نیچے چلا آیا تھا۔۔۔

نہایت محبت سے اس کے آگے اپنا ہاتھ کیا۔۔۔

ناياب كچھ لمحے اسے یوں ہی دیکھتی رہی اور پھر اس کے اپنے آگے بڑھے ہاتھ کو۔۔۔

سچ کہتا ہوں مدد کروں گا میں تمہاری پڑھائی میں بھی "وہ سامنے بیٹھا ہم"
عمر لڑکا بڑی محبت سے مدد کی آفر کر رہا تھا۔۔۔

پڑھائی میں؟۔۔۔ "پانچ مہینے میں یہ پہلے دو لفظ تھے جو نایاب نے اسکول"
میں بولے۔۔۔

ہاں۔۔۔ "زریاب کو بہت خوشی ہوئی تھی یہ دیکھ کے وہ بول سکتی ہے ورنہ"
وہ تو اسے گونگی ہی گمان کر رہا تھا جیسے باقی سب کرتے تھے۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔ "ناياب نے یہ کہہ کر فوراً ہی اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ"
رکھا تھا۔۔۔

وہ دونوں ہی اپنے ملے ہوئے ہاتھوں کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

اور بس یہ وہ لمحہ تھا جب نایاب و زریاب کی دوستی کا آغاز ہوا۔۔ ایک ایسی دوستی کا جس نے نہ جانے کتنے رنگ بدلنے تھے۔ جس نے بہار و خزاں دونوں دیکھنی تھیں۔ جس نے ہر چیز کا مطلب بدل دینا تھا۔۔ جس نے قسموں کو تبدیل کرنا تھا۔۔ جس نے کچھ وعدوں کو وفا کرنا تھا اور کچھ وعدوں کو دغا کرنا تھا۔۔



♥ *Husny Kanwal* ♥

اسکول سے چھٹی پر ہر روز کی طرح قیصر ہی اسے لینے آیا تھا جب وہ لینے آیا تو وہ اسے بخوشی بتانا چاہتی تھی اپنی نئے دوست کے متعلق۔۔ مگر وہ بتا پاتی اس سے پہلے ہی۔۔ اس نے گاڑی کی فرنٹ پیسنجر سیٹ پر جو ہمیشہ سے اس کی جگہ رہی تھی ایک لڑکی کو بیٹھے دیکھا۔۔

اس لڑکی کو دیکھتے ہی وہ خاموش ہو گئی تھی۔۔۔ قیصر نے اسے پیچھے کی
پینجر سیٹ پر بٹھایا۔۔۔ وہ خاموشی سے بیٹھ گئی تھی کچھ نہ کہا۔۔۔

ہیلو۔۔۔ میرا نام حسنہ ہے۔۔۔ قیصر کی گرل فرینڈ۔۔۔ "نایاب کے"
بیٹھتے ہی حسنہ فوراً ہی پیچھے کی جانب مڑی اور اس کی جانب اپنا ہاتھ بڑھایا
تاکہ ہینڈ شیک کر سکے۔۔۔ مگر نایاب نے نہیں بڑھایا وہ اسے بس تنقیدی
نظروں سے تکتی رہی۔۔۔

جگنو ہاتھ ملاو۔۔۔ "قیصر نے نرمی سے کہا۔۔۔ مگر نایاب نے پھر بھی ہاتھ"
نہ ملا یا وہ بس اسے دیکھتی رہی۔۔۔

ہے "حسنہ نے برا نہیں مانا تھا اس کے ہاتھ نہ shy لگتا ہے شائے " ملائے پر۔۔۔

وہ بس مسکراتے ہوئے واپس آگے مڑ گئی تھی یہ سوچتی ہوئی کہ جیسا قیصر ویسے ہی اس کی بھانجی۔۔۔

اس کے لیے تو یہی خوشی بہت تھی کہ قیصر نے اسے آج پہلی بار اپنی بھانجی سے ملوایا۔۔۔ اپنے کسی فیملی ممبر سے۔۔۔ جس سے یہ صاف ظاہر تھا کہ اب وہ ان کے ریلیشن شپ کو تھوڑا سیریل سیلی لینے لگا ہے۔۔۔

کھانے کے لیے کچھ لوں؟؟؟ "آج نایاب نے کوئی فرمائش نہیں کی یہ " بات اسے عجیب لگی۔۔۔ وہ بیک ویو مرر میں اسے دیکھتے ہوئے استفسار کرنے لگا۔۔۔

مگر نایاب نے کچھ جواب نہ دیا وہ تھوڑی اسے خفا خفا سی محسوس ہوئی مگر یہ سوچ کے اس نے زیادہ توجہ نہ دی کہ بھلا وہ کیوں اس سے ناراض ہونے لگی۔۔۔ اس نے کیا کیا ہے؟؟۔۔۔ اس بات سے انجان کہ اس نے نایاب کی جگہ حسہ کو دی ہے آج۔۔۔۔۔ بچے اپنی چیزوں واپنی جگہوں کو لے کر بہت پوزیسو ہوتے ہیں۔۔۔ وہ برداشت نہیں کر پاتے اپنی چیز پر کسی اور کا حق۔۔۔

اس کے جواب نہ دینے کے باوجود بھی قیصر نے روزانہ کی طرح اس کے کھانے کے لیے پارسل لے لیا تھا ساتھ ساتھ آج حسہ کے لیے بھی لیا۔۔۔

تھینک یو۔۔ "حسنہ نے فوراً ہی مسکراتے ہوئے کھانے کا پیپر بیگ "
 لیا۔۔ لیکن جب اس حسین کم عمر لڑکے نے اپنے جگنو کی جانب بڑھایا تو
 اس نے نہ لیا۔۔

لینا تو دور۔۔ دیکھا تک نہیں۔۔ وہ دونوں ہاتھ سینے پر فولڈ کر۔۔ ونڈو
 سے باہر کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔

قیصر کو اب پورا یقین آ گیا تھا کہ وہ ناراض ہے۔۔ مگر کیوں؟؟؟

جگنو کیا ہوا ہے؟؟۔۔ "اب وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا مگر نایاب نے "
 کوئی جواب نہ دیا۔۔

شاید جگنو کو اپنی فیوچر مامی اچھی نہیں لگی۔۔۔ "حسنہ کو اندازہ ہو گیا تھا کہ "ناایاب اسے پسند نہیں کر رہی۔۔۔"

جبکہ قیصر اس کی بات سن دل ہی دل۔۔۔ "ہو نہہ۔۔۔ فیوچر مامی؟؟۔۔۔ ابھی پتہ لگ جائے میری بیوی ہے وہ۔۔۔ جس کی فیوچر مامی "بننے کا خواب دیکھ رہی ہے تو اتنی تھنک ہارٹ اٹیک تو پکا آ جانا ہے اسے۔۔۔"

اس نے سر جھٹک کر اپنی گاڑی ڈرائیو کرنا سٹارٹ کی۔۔۔

الہم کے پیسے جمع ہوئے؟؟؟ "حسنہ فکر مندی سے پوچھ رہی تھی۔۔۔"

نہیں۔۔۔ مگر اس کی فکر تم مت کرو۔۔ میں کر لوں گا رینج۔۔ "صدا کا"
لاپرواہ لہجہ۔۔۔ مگر ساتھ ہی اس نے بیک ویو مرر سے پیچھے بیٹھی ننھی پری
پر نگاہ ڈالی۔۔۔

اوکے مگر کسی بھی قسم کی مدد کی ضرورت ہو تو مجھے ضرور بتانا "

۔۔۔ میرے ڈیڈ کے ایک دوست ہیں وہ اسی فیلڈ میں ہیں تم کہو تو میں
انہیں تم سے مل واؤں؟؟؟ "وہ اس کی جانب دیکھتے ہوئے لچکدار لہجے میں
پوچھ رہی تھی۔۔۔

نہیں۔۔۔ "فقط ایک لفظی جواب وہ بھی نہایت سپاٹ سے لہجہ"
میں۔۔۔ اور پھر اس نے بیک ویو مرر سے پیچھے کی جانب دیکھا۔۔۔

ہر تھوڑی دیر بعد حسنہ کوئی ٹاپک چھیڑتی اور پھر وہ دونوں بات کرتے
لیکن اس دوران وہ مسلسل پیچھے بھی دیکھتا رہتا۔۔۔

اس کا جگنو پیچھے منہ پھولائے بیٹھا تھا اور وہ یہ دیکھ رہا تھا آئینے میں۔۔۔

گڈ بائے۔۔۔ "حسنہ کا گھر آ گیا تھا۔۔۔ گاڑی رکی تو مسکراتے ہوئے اس"
نے شکریہ کے طور پر قیصر کے گال کو نرمی سے چوما۔۔۔ اس لمحے نایاب
کی نگاہ ان دونوں پر ہی تھی۔۔۔

حسنہ کو اس کے گھر ڈراپ کرنے کے بعد اب وہ پیچھے کی جانب آیا تھا۔۔۔

اس نے گاڑی کا ڈور کھولا اور اسے اتارنے لگا تاکہ اسے آگے بیٹھائے اپنے
ساتھ۔۔۔

ابھی اس نے سیٹ بلیٹ کھولنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا ہی تھا کہ
نایاب نے فوراً ہی اسے کس کے پکڑ لیا۔۔۔

کیا؟؟؟۔۔۔ "وہ کم سن لڑکا الجھ کر۔۔۔"

نایاب نے کوئی جواب نہ دیا مگر اس نے اپنی بلیٹ سے ہاتھ بھی نہ ہٹایا۔۔۔

"نایاب ہاتھ ہٹاؤ۔۔۔"

کیوں؟؟؟ "ان ننھی آنکھوں میں غصہ خفگی ناراضگی ہر چیز جھلک رہی تھی"
۔۔۔ وہ کیسے نہ دیکھتا۔۔۔

کیا ہوا ہے؟؟۔۔۔ اچانک یہ ناراضگی کیوں؟؟ "وہ واقعی جاننا چاہتا تھا "
 آخر اس کی خطا کیا ہے؟۔۔ کیا کیا ہے اس نے جو وہ یوں ناراض ہو رہی ہے
 اس سے۔۔۔

مجھے پیچھے ہی اچھا لگ رہا ہے۔۔۔ "وہ بے رخی سے بولی۔۔۔ اس کی میٹھی "
 سی آواز میں بے رخی بھی پیاری تھی۔۔۔

نایاب دیر ہو رہی ہے۔۔۔ اگر کسی بات پر ناراض ہو بھی تو گھر جا کر "
 ہونا۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ یہاں تماشہ مت کرو۔۔۔ چلو اترو۔۔۔ "وہ
 کب کسی کے نخرے اٹھانے کا عادی تھا۔۔۔ فوراً ہی برہم ہوا تھا اس کے
 نخرے دیکھ۔۔۔

اگلے پل اسے احتجاج کرنے کا موقع دیے بغیر اس کی سیٹ بیلٹ کھولی اور
اسے گود میں اٹھا کر آگے کی جانب لایا اور اپنے ساتھ فرینڈ پیسنجر سیٹ پر بٹھا
لیا۔۔۔

وہ منہ بھولائے بیٹھی تھی مقابل دیکھ بھی رہا تھا کنکھیوں سے مگر منانے کی
کوشش نہ کی۔۔۔

گھر آیا تو وہ اپنے ننھے سے ہاتھوں سے غصے سے اپنی سیٹ بیلٹ کھول کر
گاڑی کا ڈور کھولنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔ جس پر مقابل کی آنکھیں
ٹوسٹ ہوئیں۔۔۔

گاڑی کا ڈور لاک تھا وہ تب تک نہیں کھلے گا جب تک قیصر خود نہ کھولے
مگر وہ صرف یہ دیکھ رہا تھا وہ چھوٹی سی پری اب اسے کتنا غصہ وایٹنیٹیو
دکھانے لگی ہے۔۔۔

کیا ہوا؟؟؟ نہیں کھل رہا؟؟۔۔۔ "وہ سیٹ سے آرام سے ٹیک لگا کر"
بیٹھ۔۔۔ مزے لے رہا تھا اس کی جہد و جہد میں لگے سراپے کی۔۔۔

وہ مسلسل لوک سے الجھ رہی تھی۔۔۔

ڈور کھولو قیصر۔۔۔ "بغیر اس کی جانب دیکھے۔۔۔ ڈور سے الجھتے ہوئے وہ"
غصے سے بول رہی تھی۔۔۔

اس ایٹیٹو سے بولو گی تو زندگی میں کبھی نہیں کھولوں گا۔۔۔ پہلے پیار "

سے بولو۔۔۔ "اس کی ڈیمانڈ سن۔۔۔ وہ جزبز ہوئی۔۔۔ اور منہ پھولا کر اس کی جانب دیکھا۔۔۔

پیار نہیں آرہا مجھے آپ پر؟؟۔۔۔ "وہ کیوٹ تھی یا اس لمحے اسے کچھ زیادہ "

ہی لگ رہی تھی۔۔۔ وہ نہیں جانتا۔۔۔ مگر بمشکل ہی اپنی مسکراہٹ ضبط کی تھی اس نے۔۔۔

"تو کرنا سیکھو۔۔۔ ہر چیز ویسے بھی سیکھنے سے آتی ہے۔۔۔۔۔"

آپ میری چیزیں دوسروں کو "

دیتے ہو۔۔۔ مجھے نہیں سیکھنا

آپ سے پیار کرنا۔۔۔ "وہ منہ پھولائے بولی

اور پھر اپنا ننھاسہ سر جھٹک گئی۔۔

او۔۔ تو سارا غصہ سیٹ کا ہے۔۔ "وہ"
انداز ابولا۔۔ وہ بھی مزے لیتے ہوئے۔۔

قیصر سمجھ ہی نہ سکا۔۔ غصہ اتنا
سیٹ کا نہیں تھا جتنا اس ایک کس
کا تھا۔۔ جو اس کے سامنے وہ لڑکی
اس کے فیس پر کر کے گئی۔۔۔

بچوں میں جیلیسی اور
پوزیسونس کا عنصر بہت زیادہ
ہوتا ہے لیکن یہ بات وہ کم عمر حسین

لڑکا کہاں جانتا تھا۔۔۔

اچھا آئندہ تمہاری جگہ "
نہیں دوں گا۔۔۔ اس سے کہوں
گا کہ وہ پیچھے بیٹھے۔۔۔ " قیصر دیکھ
سکتا تھا۔۔۔ غصے سے وہ لال ہو
رہی تھی بالکل۔۔۔ اس لیے مزید تنگ
کرنے کا ارادہ ترک کر۔۔۔ فوری معذرتی
لہجے میں کہا۔۔۔

کہاناں۔۔۔ آئندہ تمہیں ہی "
"بٹھاؤں گا اپنے ساتھ۔۔۔ بس اب اترو
وہ گاڑی سے اتر کر اس کی سائیڈ آیا۔۔۔

سیڈ بیلٹ تو وہ کھول ہی چکی
تھی۔۔۔ اسے نرمی سے مناتے گود
میں لینا چاہا تو اس نے فوراً ہی
اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ مارا۔۔۔
یہ دیکھ کے ناراضگی ابھی
بھی عروج پر ہے۔۔۔ وہ پھر نرمی سے
سمجھانے لگا۔۔۔

"نہیں۔۔۔ میں خود اتر جاؤں گی"
وہ برہمی سے بولی۔۔۔ تو مقابل کا
صبر اب جواب دینے لگا۔۔۔ اتنی دیر
سے تو منار ہاتھ واہ اسے۔۔۔ تو کیا

ہو گیا اگر اس نے حسنہ کو اس کی
سیٹ پہ بٹھا دیا۔۔۔ یہ کوئی اتنی
بڑی بات تو نہیں تھی۔۔۔ اور پھر صرف
منٹ کی تو بات تھی اس کے 10
بعد حسنہ کا گھر آگیا اور وہ اتر گئی
باقی راستے تو وہی بیٹھ کے آئی
واپس۔۔۔

ٹھیک ہے اتر و۔۔۔ اور جب گر جاؤ"
اور دانت ٹوٹ جائیں تو میرے
پاس مت انا روٹی ہوئی۔۔۔" اب
وہ اسے گھوری سے نوازتے ہوئے
وارن کر رہا تھا۔۔۔

نہیں آؤں گی۔۔۔ روتے ہوئے ویسے "
بھی انسان اس کے پاس کبھی نہیں
" جاتا جس کی وجہ سے وہ رو رہا ہو۔۔۔
وہ اپنی بھوری آنکھوں کو چھوٹا کر
اسے دیکھتے ہوئے گویا
ہوئی۔۔۔ تو مقابل ایک لمحے کے لیے
اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔

میری وجہ سے نہیں روگی تم کبھی۔۔۔ "
اپنی بے وقوفی و بات نہ ماننے کی
عادت کی وجہ سے روگی۔۔۔ " وہ
اب برہمی سے جتاتے ہوئے کہ

رہا تھا۔۔۔

اسے سخت زہر لگے
تھے نایاب کے جملے۔۔۔

مجھے بات ہی نہیں کرنی"
اپ سے۔۔۔ گندے قیصر "منہ پھولا کر
کہتی وہ خود اترنے لگی۔۔۔ مقابل
کو ڈر تھا کہ وہ نیچے نہیں اتر
سکے گی۔۔۔ یقیناً وہ گر جائے گی
اونچائی اس ننھی سی بچی کے
لیے بہت زیادہ ہے۔۔۔

اس لیے فوراً ہی قیصر نے اس کے ننھے
دونوں پاؤں پکڑے اور اسے
اس طرح کھینچا۔۔۔ کے اگلے پل۔۔۔
اس کا پورا وجود ہوا میں لٹکا
ہوا تھا۔۔۔ پاؤں قیصر کے ہاتھ میں
تھے اوپر کی جانب اس کے سینے سے
لگے۔۔۔ جبکہ سر نیچے زمین کی جانب
لٹک رہا تھا۔۔۔

اسے پوری دنیا لٹی نظر آرہی
تھی۔۔۔

قیصر مجھے سیدھا کرو۔۔۔ "قیصر"

اس کے پاؤں سینے سے لگائے۔۔۔
یوں ہی اسے چیتا ہوالے کر
مینشن میں داخل ہوا۔۔۔

گندہ قیصر۔۔۔ "وہ کڑتے ہوئے"
چیخ رہی تھی۔۔۔ مگر مقابل کب
سن رہا تھا۔۔۔

دوبارا کہو ذرا تم مجھے کچھ برا۔۔۔
پھر دیکھنا میں تمہارے پاؤں
چھوڑ دوں گا۔۔۔ ڈائریکٹ جا کر
زمین پر گرو گئی۔۔۔ اچھا ہے
سارا گند خون نکل آئے گا

سر کا تمھارے باپ کے
سائیڈ والا۔ "وہ اسے جب لاؤنچ میں لے
کر داخل ہوا تو بجائے اسے صوفے
پر بٹھانے کے الٹا اسے اسی حالت
میں لے کر کھڑا رہا تا کہ ایک بار
میں ہی اسے ٹھیک سبق مل جائے۔۔۔
پھر اس کی بات نہ ماننے سے
پہلے 10 بار سوچے۔۔۔

قیصر۔۔۔ گندہ ہے۔۔۔ گندہ ہے۔۔۔"
"گندہ ہے۔۔۔ میں تو یہی بولوں گی۔۔۔
وہ بھی اب ڈھیٹ بن گئی تھی۔۔۔ مانا
وجود الٹا لٹکا تھا۔۔۔ پھر بھی

غصہ سوانیزے پر تھا۔۔۔

تمھاری تو۔۔۔ "ابھی وہ کچھ"

اور بولتا اس سے پہلے ہی
گھر میں ملازمہ داخل ہوئی۔۔

نایاب کی چچنیں اس نے گھر میں
داخل ہوتے ہی سن لی تھیں۔۔

یہ کیا کر رہے ہیں چھوٹے ماسٹر"
آپ؟۔۔ نایاب بی بی کا سارا خون
سر میں چلا جائے گا۔۔ "شمیم فوراً
ہی ان دونوں میں صلح کرانے

کے لیے بیچ میں آئی تھی۔۔۔

نہیں۔۔۔ یہ میری چھوٹی "

"جان اسی قابل ہے۔۔۔

وہ جزبہ ہو کر بول رہا تھا۔۔۔

کتنا بڑا ہے وہ اس سے عمر میں۔۔۔

اور کتنے نخرے اٹھاتا ہے وہ اس کے

کتنا خیال رکھتا ہے اس کا۔۔۔

اگر اتنی پرواہ وہ کسی اور لڑکی کی

کرتا تو یقیناً اس لڑکی نے اس پہ فدا

ہو جانا تھا مگر اس کی ننھی

ناشکری بیوی کا تو الگ ہی لیول تھا۔۔۔

جب دیکھو منہ پھولا کر بیٹھ
جاتی ہے اسے برا بھلا کہتے ہوئے۔۔۔

ماسٹر کیا ہو گیا ہے آپ "
کو وہ چھوٹی سی بچی ہے "بس
شمیم خاتون کا جملہ سننا تھا۔۔۔ کے وہ
رکا۔۔۔

اگلے ہی پل جیسے خود پر حیران
ہوا وہ ایک چھ سالہ بچی سے لڑ رہا
تھا اس وقت۔۔۔ کیا ہو گیا ہے اسے؟؟۔۔۔

فورا ہی اسے صوفے پر گرایا۔۔۔

نایاب سیدھی ہوئی۔۔۔ تو اسے
چکر آرہے تھے۔۔۔ مگر اس کے
باوجود وہ قیصر کو گھورے
جارہی تھی۔۔۔

گندے قیصر "ناک منہ چڑھا کر"
کہتی۔۔۔ وہ صوفے سے
اٹھ کر اوپر کی جانب چل دی تھی۔۔۔

اے۔۔۔ ایک سیٹ کے لیے اتنا"
تماشہ۔۔۔ "قیصر کڑتے ہوئے
بے یقینی سے بول رہا تھا۔۔۔

♥ *Husny Kanwal* ♥

ڈارلنگ۔۔۔ یہاں پہ مووی نائٹ
اسٹارٹ ہونے لگی ہے تم کب
تک آرہے ہو؟؟۔۔ "حسنہ کی آواز
کال سپیکر پر ہونے کے سبب
اس کے خالی کمرے میں الگ
ہی گونجی تھی۔۔۔"

وہ شام سے بیٹھ کر اپنے
نیو سونگ کے نوٹس بنارہا تھا۔۔۔

میرا بھی مووی نائٹ کا کوئی " "
 موڈ نہیں ہے۔۔۔ "سپاٹ سے لہجے
 میں کہتا وہ کال ڈسکنیکٹ کر
 گیا تھا۔۔۔ بغیر یہ سوچے کہ
 حسنہ کو برا لگ سکتا ہے جو اسے
 لگا بھی تھا مگر وہ اگنور کر گئی۔۔۔

بہت اچھے سے جانتی تھی وہ
 کے بن ماں کے پلا ہوا بچہ ہے قیصر۔۔۔
 اس کے والد اتنے بڑے بزنس مین ہونے
 کے باوجود اسے ذرا سی بھی محبت و
 اپنا وقت نہیں دیتے۔۔۔ جس کی وجہ
 سے اس کی شخصیت میں

خاصہ چڑچڑاپن آگیا ہے۔۔۔
وہ اس سے محبت دینا چاہتی تھی
کیونکہ اسے یقین تھا
یہی وہ چیز ہے جو قیصر کو
ہمیشہ کے لیے اس کا کر
دے گی۔۔۔



قیصر عبدالرحمان یوسف کی
من پسند عورت بننے کے لیے
وہ اپنی شخصیت میں
جھکاؤ لانے کے لیے تیار تھی۔۔۔

کچھ دیر بعد۔۔۔

وہ نایاب کو آج جلدی سلارہا
تھا کیونکہ جب تک وہ جاگتی
رہتی ہے اس کے ارد گرد شور
مچاتی پھرتی ہے۔۔۔ جس کی وجہ
سے وہ بہت ڈسٹرب ہوتا
ہے نوٹس بنانے میں۔۔۔ جیسے
شام سے ہو رہا تھا۔۔۔

پتا ہے زریاب نے مس سے آج کہا۔۔۔"
کے مجھے نہ ڈانٹیں میں
ابھی چھوٹی ہوں۔۔۔ ان کا کام
ہے مجھے سکھانا ہے نہ کہ

ڈانٹنا "اور یہ صرف اس کی
سوچ ہی تھی کہ اسے جلدی
سلا دے گا۔۔ وہ جب سے لیٹی
تھی صرف زریاب کے متعلق
ہی اسے بتائے چلی جا رہی تھی۔۔۔

جگنو میں یہ چار بار سن "
چکا ہوں۔۔۔ اب سو جاو۔۔۔

صبح اسکول بھی

جانا ہے تم نے۔۔۔ "قیصر اسے
زبردستی سلانے کے چکر میں اس کی
کمر کو مسلسل تھپک
رہا تھا۔۔۔

اس کے لہجے میں جو چڑچڑاہٹ
تھی وہ نایاب کے لیے
کوئی نئی بات نہیں تھی۔۔۔

جی نہیں۔۔۔ میں نے پہلی بار "

بتایا یہ۔۔۔ تم سن ہی کب رہے ہو۔۔۔

"بلکہ تم سنتے ہی کب ہو۔۔۔

اسے بہت برا لگا تھا قیصر

کایوں کہنا۔۔۔ چونکہ پہلی بار

کسی نے اسکول میں اس کے لیے

سٹینڈ لیا تھا اور وہ بہت خوش

تھی۔۔۔ اس متعلق وہ بتانا چاہتی

تھی اسے۔۔۔ اپنی خوشی شیئر کرنا
چاہتی تھی اس سے۔۔۔ مگر وہ کب سن
رہا تھا؟ وہ سننا ہی کب چاہتا تھا۔۔۔

وہ روندو سہ منہ بنا کر بولی۔۔۔ اور
منہ بیڈ کی جانب کر۔۔۔ خفگی
سے آنکھیں موند گئی۔۔۔

مقابل اس کی خفگی کو
خاطر میں نہ لایا۔۔۔

بس اسے تھپکتا رہا۔۔۔ یہاں تک
کہ وہ ناراض ہوئے ہی سو گئی۔۔۔

اب جب وہ اپنے جگنو
کو سلا کر نیچے آیا تو
یہ دیکھ حیران ہو گیا کہ حسنہ
کالج کے تمام فرینڈز کو لے
کر اس کے گھر میں داخل ہو
رہی تھی۔۔۔ جن میں لڑکے لڑکیاں
سب ہی شامل تھے۔۔۔

اپنے سارے میل فرینڈز کو دیکھتے
ہی اسے سب سے پہلا خیال جو
آیا وہ جگنو کا تھا اسے پتہ ہے
اس کا جگنو ڈر جاتا ہے۔۔۔ یہی

وجہ ہے کہ وہ ڈرائیور ویاکک
کسی بھی میل کو گھر میں آنے
کی اجازت نہیں دیتا تھا جب
سے نایاب آئی تھی۔۔۔

فی الحال اب وہ لوگ گھر میں آ
ہی گئے تھے تو انہیں نکالنے
سے تورہا۔۔۔

سرپر انز۔۔ "حسنہ مسرت لہجے "
میں کہتے ہوئے۔۔۔ پر جوش انداز میں گلے لگی۔۔۔

قیصر اس کی خوشی

دیکھ تھوڑا جھم گیا تھا۔۔۔

ہم مووی نائٹ منانے آئیں ہیں۔۔۔"
اور تیری گرل فرینڈ لے کر آئی ہے ہمیں۔۔۔
اس لیے اب تو ہمیں یہ اینگری لک
نہیں دے سکتا۔۔۔" حمزہ نے اس کے
چہرے کے زاویے دیکھ کر ہی
پہچان لیا تھا کہ اسے کوئی خوشی
نہیں ہوئی انہیں دیکھ کر اس لیے
فورا ہی بتانے لگا کہ حسنہ انہیں
لے کر آئی ہے ورنہ ان کا کوئی
ارادہ نہیں تھا اس کے گھر آ کر
مووی نائٹ کرنے کا۔۔۔

قیصر نے جواب میں صرف حسنہ
کی جانب دیکھا۔ اس کا مسکراتا
ہوا مان سے اٹھا چہرہ دیکھ۔۔۔
وہ کچھ کہہ نہ سکا۔۔۔
اور صرف ہلکا سا مسکرا دیا۔۔۔



اس کے سارے دوستوں نے لاونچ
میں ہی ڈیرہ ڈال لیا تھا۔۔۔

کچھ صوفے پر بیٹھے تھے اور
کچھ کاؤچ پر۔۔۔

حسنہ قیصر سے بالکل چیک
کر بیٹھ گئی۔۔۔

مودی شروع ہو چکی تھی۔۔۔
ساری لائنس اف کر دی گئی
تھیں۔۔۔ اب صرف ایل سی ڈی سے
نکلنے والی روشنیاں تھیں۔۔۔
جو پورے لاؤنچ میں بکھر
رہی تھیں۔۔۔

آہستگی سے حسنہ نے اپنا
سر قیصر کے کندھے پر رکھ دیا۔۔۔

قیصر اب اپنی گرل فرینڈ کی کمپنی
انجوائے کر رہا تھا سووی دیکھتے
ہوئے۔۔۔ وہ بھول گیا تھا بالکل
نایاب کے متعلق۔۔۔

فلم کے دوران وقفے وقفے سے
حسنہ خود بھی پاپ کان کھا رہی
تھی اور اس کے منہ میں بھی
ڈال رہی تھی۔۔۔

میرے برابر میں بیٹھنا مشکل ہو رہا"
ہے جان من۔۔۔" رومانٹک سین آیا۔۔۔ تو
حسنہ از خود ہی ہلکا سا قیصر سے

دور ہو کر بیٹھی۔۔۔ مانا وہ صرف
ہلکاسہ ہٹی تھی مگر قیصر نے
فوراً محسوس کیا تھا۔۔۔ اگلے ہی
پل اس کی کمر کے گرد ہاتھ ڈال
کر۔۔۔ واپس اسے خود سے لگاتا۔۔۔
اس کے کان میں شرارت سے
سرگوشی کرنے لگا۔۔۔ جس پر وہ
سرخ ہوئی۔۔۔

بے فکر ہو جاؤ میں اتنا " "
بے باک آدمی نہیں ہوں مجھے
سب کچھ آہستہ آہستہ کرنا
پسند ہے۔۔۔" ذو معنی انداز میں

کہتا۔۔۔ وہ اپنا نچلا ہونٹ چبا کر۔۔۔
اسے مزید سرخ ہونے پر مجبور
کر گیا تھا۔۔۔

حسنہ جھپک کر اس کے کندھے
میں اپنا چہرہ چھپا کر مسکرا نے
لگی۔۔۔ حسنہ اسے اپنی باقی
دیگر گرل فرینڈز کے مقابلے
کافی اچھی لگنے لگی تھی
خاص طور پر اس کا یہ شرمانے
والا مزاج۔۔۔

وہ جتنا شرماتی تھی مقابلے

کو اتنا ہی مزہ آتا تھا اسے

چھیڑنے میں۔۔۔

فلم تو اب وہ دونوں کیا ہی دیکھ رہے

تھے ایک دوسرے سے باتیں

کرنے میں مگن تھے۔۔۔ کے یکدم

اچانک چیخ بلند ہوئی۔۔۔

فلم کا ماحول بنانے کے چکر میں

انہوں نے سیڑھیوں کی لائنٹس

بھی اف کر دی تھیں۔۔۔ جس کے

سبب مکمل اندھیرا چھا گیا تھا

۔۔۔ اسی وجہ سے نایاب کو نظر نہ

آیا۔۔ اور وہ سیڑھیوں سے پھسل کر۔۔۔
نیچے کی جانب لڑکتی ہوئی آئی۔۔۔

اس کے گرتے ہی۔۔۔ بلند ہونے والی
چیخ پر سب ہڑبڑا کر اٹھے۔۔۔ مگر
ان میں جو سب سے پہلے اٹھا
تھا وہ قیصر تھا۔۔۔

لائٹس ان کرو فوراً۔۔۔ "قیصر کی"
چیخ ہوا میں بلند ہوئی۔۔۔

حمزہ فوراً ہی لائٹس ان کرنے
کے لیے اٹھا۔۔۔ جب تک قیصر

بھاگتا ہوا نایاب کے قریب
پہنچا۔۔۔ جو آخری سیڑھی
پر منہ کے بل گرئی ہوئی تھی۔۔۔

اس نے نایاب کو پکڑ کر سیدھا
ہی کیا تھا کہ لائٹ اون ہوئیں۔۔۔



جگنو۔۔۔ "اس کی ٹھوڑی سے"

خون نکل رہا ہے۔ یہ دیکھ
قیصر کی جان نکلی۔۔۔

مگر نایاب اسے نہیں دیکھ
رہی تھی۔۔۔ نایاب تو اس کے

پیچھے جمگھٹا بنائے کھڑے لڑکوں
کو دیکھ رہی تھی۔۔ جو اسے ہی
دیکھ رہے تھے۔۔ اتنے سارے
لڑکوں کو اپنے گھر میں حتی
کے اپنے قریب کھڑا دیکھ۔۔
اسے سانس لینے میں دشواری
ہونے لگی۔۔۔

سانس نہ لے پانے کے سبب۔۔
اس کا منہ کھل گیا تھا۔۔

جگنو۔۔۔ مجھے دیکھو۔۔ "قیصر"
مسلسل آوازیں لگا رہا تھا اس

کانٹھاسہ چہرہ نرمی سے
تھپتھپاتے ہوئے۔ مگر وہ اسے
نہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔ نہ ہی
اس کی سن رہی تھی۔۔۔

وہ صرف ان لڑکوں کو دیکھ رہی
تھی جو اس کے کمفرٹ زون میں
آگئے تھے۔۔۔ ہاں کمفرٹ زون۔۔۔
نایاب کے لیے قیصر کا گھر اس
کا کمفرٹ زون تھا جہاں وہ اپنے
آپ کو سیو محسوس کرتی تھی۔

انہیں مت دیکھو۔۔۔ "قیصر نے

جب اس کی نظروں کا تعاقب کیا۔۔
تو اسے احساس ہوا کہ ارد گرد
اس کے دوست کھڑے ہیں اور
تب اسے یاد آیا کہ نایاب ڈرتی
ہے لڑکوں سے۔۔۔

تم لوگ ہٹو نہ یار۔۔ "وہ حلق کے"
بل چیخا۔۔ اپنے سارے دوستوں
کو دیکھ۔۔۔

اس کی سیاہ آنکھیں لہو
رنگ ہو چکی تھیں۔۔۔

وہ سب بھی فوراً ہی گھبرا کر

پیچھے ہٹے تھے۔۔

اس ننھی سی بچی کو سانس

نہ لیتا دیکھ۔۔۔ سب کی ہوائیاں

اڑ گئی تھیں۔۔۔۔



وہ کوئی عام بچی نہیں تھی

عبدالرحمان یوسف کی نواسی

تھی۔۔ قیصر کی بھانجی۔۔

سب جانتے تھے کتنا خطرناک

ہو سکتا ہے قیصران کے لیے۔۔

اگر اس بچی کو کچھ

ہو گیا ان کی لائٹس بند کر کر
فلم دیکھنے کی وجہ سے۔۔۔

جگنو۔۔۔ جگنو۔۔۔ مجھے دیکھو۔۔۔"

جگنو۔۔۔ میں قیصر۔۔۔ جگنو۔۔۔ سب

"ٹھیک ہے۔۔۔ سانس لو۔۔۔ جگنو۔۔۔"

وہ مسلسل آوازیں لگا رہا

تھا مگر اس کی آواز جیسے

کسی دور کھائی سے آتی

محسوس ہو رہی تھی اس

کے کانوں تک رسائی نہیں

حاصل کر پا رہی تھی۔۔۔

اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں یہ
دیکھ قیصر کی جان ہوا ہوئی۔۔۔

"اسے ہسپتال لے کر چلو قیصر۔۔۔"

وہ خود بھی کہاں کسی کی سن
رہا تھا اس کے ارد گرد لوگ کچھ
نہ کچھ کہہ ہی رہے تھے مگر
وہ نہیں سن رہا تھا۔۔۔

کچھ نہیں
سمجھ پا رہا تھا اس لمحے وہ۔۔۔

نایاب کی ٹھوڑی سے مسلسل خون بہہ

رہا تھا۔۔۔ جو اسے مزید خوفزدہ کرنے

لگا۔۔۔

وہ بس اپنی گود میں اپنے جگنو

کو دیکھ رہا تھا جو کچھ لمحے

پہلے اس سے صرف یہ کہہ کر

ناراض ہو کر سوئی تھی کہ وہ

اس کی سنتا نہیں ہے۔۔۔

قیصر۔۔۔ اٹھو۔۔۔ اسے ہسپتال

لے کر چلو۔۔۔ "وہ حمزہ تھا جس

نے اسے ٹرانس کی سی کیفیت

سے نکالا وہ بھی بازو جھنجھوڑ کر۔۔۔

اسے اب ہوش آیا تھا۔۔۔

حسنہ کی جان نکل گئی تھی
یہ پورا منظر دیکھ۔۔۔

اگر اسے ذرا بھی اندازہ ہوتا کہ

اتنا بڑا حادثہ پیش آ جائے گا تو

وہ کبھی سب کو لے کر یہاں نہ آتی

۔۔۔ وہ تو بس سب کو دکھانا چاہتی

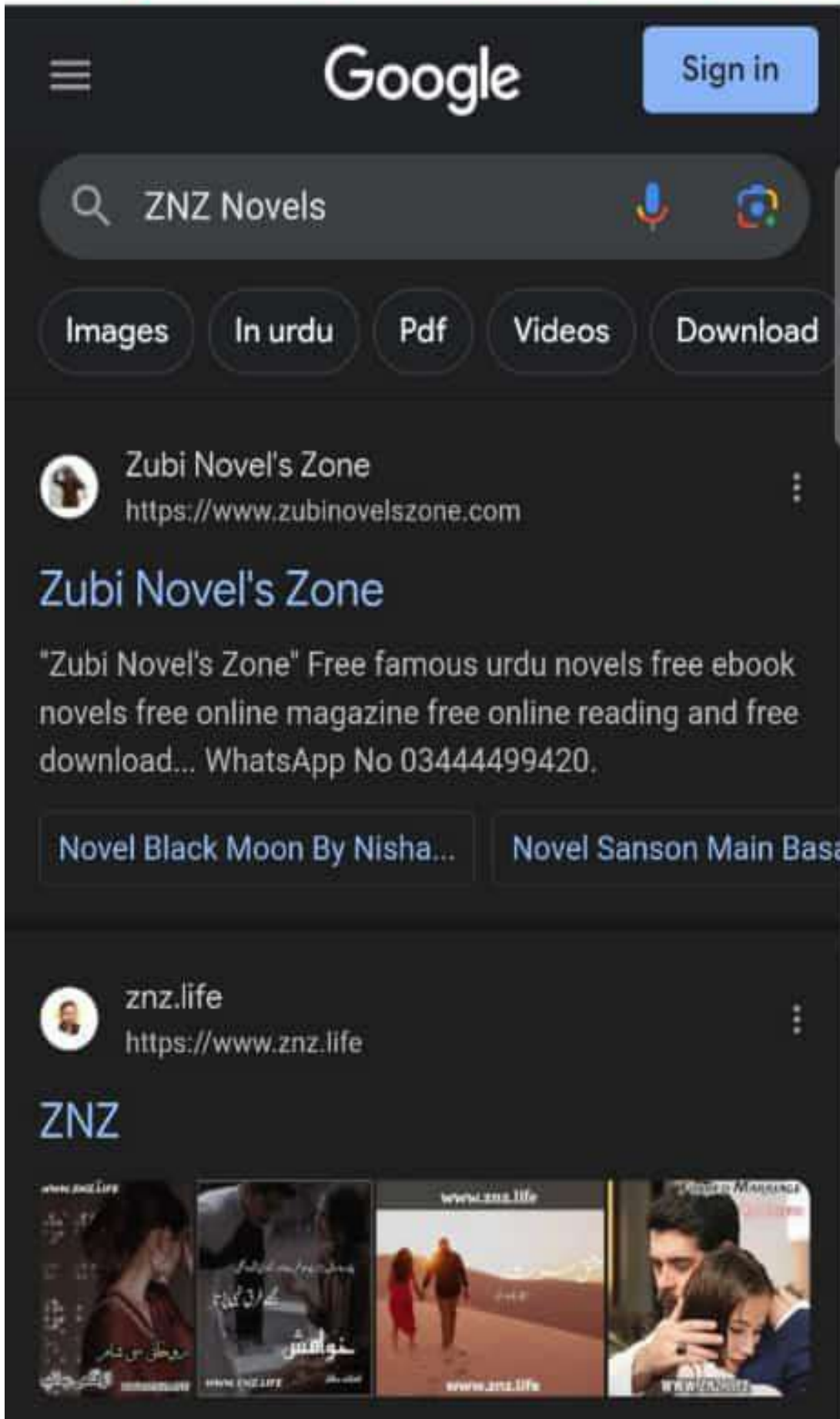
تھی کہ وہ قیصر کے لیے کتنی

اہم ہوتی جا رہی ہے۔۔۔

اسی نے سب کو بتایا تھا نایاب
کے متعلق کالج میں۔۔۔ کہ قیصر
نے اسے اپنی فیملی ممبر سے
ملوایا ہے۔۔۔ وہ اس کی باقی
دیگر گرل فرینڈز کی طرح نہیں
ہے وہ اس کے لیے خاص ہے
ورنہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ
قیصر نے کسی کو اپنی فیملی
ممبر سے ملوایا ہو۔۔۔ وہ اسی بات
پر سب کو اتر اتر کر دکھا رہی
تھی کالج میں۔۔۔
قیصر نایاب کو اپنی گود میں اٹھا
کر۔۔۔ تیزی سے باہر کی جانب دوڑا۔

اگر آپ ناول پڑھنے کے شوقین ہیں تو ہم آپ کے لئے لائے ہیں دنیا کا سب سے بڑا ناولز کا مشہور ویب سائٹ جہاں سے آپ دنیا جہاں کے مزے کے ناولز پڑھ اور ڈاؤنلوڈ کر سکتے ہیں جو ناولز آپ کو کبھی کسی اور ویب سائٹ سے نہیں ملے گے

ZUBINOVELSZONE.COM  **ZNZ.LIFE**



تو دیر کس بات کی ابھی گوگل پر
جائے اور ٹائپ کریں

ZNZ NOVELS

ٹوپ پر دو ویب سائٹ آجائے
گے جسکی سکرین شاٹ آپ
سامنے دیکھ سکتے ہیں کوئی بھی
ایک سائٹ وزٹ کریں اور
اپنے پسند کا ناول سرچ کر کے
باسانی ڈاؤنلوڈ کر کے پڑھ لیں
مزید کے لئے رابطہ کریں

0344 4499420

Click On The Link Above To Read More Novels /  /  [0344 4499420](https://www.zubinovelszone.com/)

<https://www.zubinovelszone.com/>

For Free Ebook Novels Link

https://heylink.me/ZUBI_NOVELS_ZONE

! اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا
تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

<https://www.zubinovelszone.com>

<https://www.zubinovelszone.in>

<https://www.znz.life>

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں
وہاں سب پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

[0344 4499420](https://www.facebook.com/zubairkhanafri2020)

<https://www.facebook.com/zubairkhanafri2020>

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

<https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone>

WhatsApp Channel Link

[Channel Join Now](#)

Click On The Link Above To Read More Novels / [🔗](#) / [✉](#) [0344 4499420](https://www.zubinovelszone.com/)

<https://www.zubinovelszone.com/>

وہ اسے گود میں لے کر بھاگا۔۔



زندگی میں کبھی اس کا دل کسی
کے لیے اس طرز میں نہیں دھڑکا
تھتا جیسے اس لمحے اس بے سستی
اپنی تنہی دو لہن کو۔۔ اپنی باہوں میں

اس کا دم خشک ہو گیا تھا۔۔

جب سے میرا دل تیرا ہوا۔۔

پوچھو نہ مجھ کو۔۔

مجھے کیا ہوا۔۔

اب تیری باہوں میں جینا مجھے۔۔

ورنہ یہ مہر حانا



وہ گاڑی میں اسے گود میں لے کر بیٹھا
بھتا۔۔۔ آگے ڈرائیور اور حمزہ تھے۔۔۔



"میں بھی چلوں گی۔۔۔" حمنہ فوراً ہی
آئی تھی۔۔۔ وہ بھی ساتھ چلنا
چاہتی تھی۔۔۔

میرا جگنو اس حال کو پہنچا ہے۔۔۔ دعا
کرو اسے کچھ نہ ہو ورنہ
میں خود بھی نہیں جانتا
میں تمہارے ساتھ کیا کر بیٹھوں گا۔۔۔"
اس کی سیاہ آنکھوں میں
اس لمحے جو الامکھی
پھوٹ پڑی تھی۔۔۔



وہ شدید غضب و غصے کے عالم
میں تھتا اور وہ غصہ سنہ سے
کہیں زیادہ خود پر تھتا کہ جب
وہ بانٹا تھتا کہ اس کا جگنو ڈرتا
ہے تو اس نے کیوں آنے دیا ان لوگوں
کو اپنے گھر میں۔۔۔ نہ وہ آنے
دیتا نہ یہ سب ہوتا۔۔۔



اس کی سیاہ آنکھوں سے حوصلہ
ہو کر حسہ فوراً ہی پیچھے
ہٹ گئی تھی



اس کی آنکھوں
میں آنسو بھر آئے تھے۔۔۔ اسے قیصر
کے اس وقار پر رنج و غضبناک لہجے
کی امید نہیں تھی۔۔۔

"چلو۔۔۔ شکل کیا دیکھ رہے ہو اب۔۔۔"
وہ ڈرائیور پر چیخا اٹھا۔۔۔



"جی نہیں۔۔۔ میں نے پہلی بار
بتایا یہ۔۔۔ تم سن ہی کب رہے ہو۔۔۔
بلکہ تم سنتے ہی کب ہو۔۔۔" نہ جانے
کیوں بار بار اس کے کان میں
ایسے جگمگے کہ خفگاہ سے کہے گئے۔

جانے والے آخری جملے گونج
رہے تھے۔۔۔

وہ بے اختیار ہی رونے لگا تھا۔۔۔



اسے یاد نہیں پڑتا وہ کبھی
رویہ ہو لیکن آج وہ رو رہا تھا
اور وہ بھی بے اختیار ہو کر

اس کی اہول سے
آنسو بہ رہے تھے۔۔ جو نایاب کے
نخنے رخسار پر گر کر۔۔ نیچے کی
جانب ڈھلتے۔۔



وہ کوئی عام لڑکا نہیں
تھا وہ قیصر تھا
قیصر عبدالرحمان یوسف۔۔۔ وہ

بھتا وہ تو رلانے والوں میں سے
رہا بھتا ہمیشہ۔۔۔ اس
لمحے لیکن وہ اپنی بیوی کے
لیے رو رہا بھتا۔۔۔ بغیر یہ پرواہ
کیے ایک کے اگے بیٹا حمزہ اور
ڈرائیور مسلسل اسے دیکھ رہے ہیں۔۔۔



قصہ کرنا غریب سے غریب

دنیا اس پل جیسے ہوا کی
طرح اڑ گئی تھی۔۔۔ اگر کوئی تھتا
تو بس چمکتی آنکھوں والا اس
کا بگنو۔۔۔ جو بے ست سے اس کی
باہوں میں لیٹا ہوا تھتا۔۔۔۔
جسے اس نے اپنے سینے
میں بھینچ لیا تھتا۔ بالکل اسی
طرح جیسے کوئی ماں اپنے



بچے کو چاہیے ہے۔۔۔

رو رو کر قیصر کی آنکھیں و
ناک و گال سب سرخ پڑ گئے تھے۔۔۔



♥ *Husny Kanwal* ♥

"یہ تو مجھے آپ بتائیں گے
کہ بچی کے ساتھ کیا پر اہلم ہے؟؟"
سیڈی ڈاکٹر نے دونوں ہاتھ ٹیبل پر
جما کر۔۔ آگے ہو کر بیٹھتے۔۔
اس کی جانب دیکھ۔۔
سنجیدگی سے استفسار کیا۔



"میں؟؟؟" قیصر الجھا۔۔۔

"جی بالکل۔۔۔ ونام میں آپ نے

لکھا کہ وہ آپ کی بہن کی بیٹی ہے۔۔۔

یعنی آپ اس کے ماموں ہوئے۔۔۔"

قیصر نے ونام میں یہ نہیں لکھا

کہ وہ بچی کا مامو ہے۔۔۔ بلکہ لکھا

کہ وہ اس کی بہن کی بیٹی ہے۔۔۔

اگے کے نکات کے



لوگوں کے نزدیک — دونوں ایک — ہی
 بات تھی۔۔۔ وہ مامو ہی بنتا ہے
 شتے سے لے کر وہ جاننا تھا کہ
 ایسا نہیں ہے۔۔۔۔



لفظوں میں ہیر پھیر کر کے
وہ اپنے رشتے کو لوگوں
کے سامنے ڈیفنس کرنا

سیکھ گیا تھا اب۔۔۔

ڈاکٹر کی بات سنجیدگی سے
سن رہا تھا مگر کوئی جواب
نہیں دیا۔۔۔ صرف اثبات میں
سر حنم کر دیا۔۔۔ تصدیق کے
طور پر۔۔۔



" تو پھر آپ مجھے بتائیں

چھ سالہ بچی کو پینک — اٹیک —

کسے آرہے ہیں؟؟؟ — کیا ہوا ہے اس

ساتھ؟؟؟ — اور اس وقت جو

پینک — اٹیک — آیا ہے یہ پہلی بار

آیا ہے یا پہلے بھی آتے رہے ہیں؟؟؟

مجھے ساری ڈیٹیل جاننی ہے تبھی

میں بچی کا ٹریٹمنٹ بالکل ٹھیک —



طرح کر سکوں گی۔۔۔ دیکھیں
میں اس کی ڈاکٹر ہوں۔۔
پلیز مجھ سے کچھ مت

چھپائیے گا" ڈاکٹر کی پوری بات
سن۔۔۔ وہ کچھ ثانیوں کے لیے منسلوج
ذہن کے ساتھ اپنا سر پکڑ کر
بیٹھ گیا اسے نہیں سمجھ آیا
کہ کیا جواب دے۔۔۔



"پینک — آٹیک —؟؟؟" کافی دیر کی
خاموشی کے بعد جا کر کمرے
میں اس کے آہستگی سے بولنے
کی آواز پیدا ہوئی۔۔۔ جس میں
بے یقینی کا عنصر خاص
نمایا ہوتا۔۔۔



"جی۔۔۔پینک۔۔۔آٹیک۔۔۔" ڈاکٹر نے
دوبارہ تصدیق کی۔۔۔

میں کچھ نہیں جانتا ڈاکٹر۔۔۔
وہ۔۔۔وہ ڈرتی ہے لڑکوں سے۔۔۔
بس مجھے اتنا پتہ ہے اور آج
میرے دوست گھر آگئے تھے۔۔۔
وہ۔۔۔وہ لڑکوں سے ڈر جاتی ہے۔۔۔



یہاں تک کہ میرے گھر کے
ڈرائیور تک سے۔۔ اس کی ٹچپر
نے بھی مجھے بتایا ہوتا کہ
اگر کوئی میل ٹچپر اسے



پڑھانے جاتا ہے یا ان کا واپس مین
آ جاتا ہے کلاس روم میں۔۔ تو بھی وہ
چینچین کر

رونا شروع کر دیتی ہے اسکول میں۔۔"

میں نے اسے بتایا کہ

شروع میں تو اسے لگا اس کی
آواز بھی نہیں نکل رہی ہے اور جب نکلی
تو بے ترتیب جملے بننے لگے۔۔
پھر آہستہ آہستہ اس کے جملوں میں
ترتیب آنے لگی۔۔ مگر زبان میں
لڑکھڑاہٹ ابھی بھی تھی۔۔



"وہ لڑکوں سے کیوں ڈرتی ہے

آج کل کچھ بچے اس کی

آپ نے کبھی جاننے کی
کوشش نہیں کی؟؟ " ڈاکٹر کے
کے سنجیدہ سوال نے اسے سوچ میں
ڈالا۔۔۔



ہاں۔۔۔ اس نے واقعی کبھی جاننے
کی کوشش نہیں کی۔۔۔ کے کیوں
نایاب لڑکوں سے ڈرتی ہے۔۔۔

"نہیں۔۔۔" فقط ایک لفظی جواب
مگر وہ جاننا ہے وہ اس لمحے
کس قدر شرمندگی کی اتھا گہرائیوں
میں اتر اٹھتا۔۔۔



"بچی آپ کے علاوہ کسی
اور سے کلوز ہے؟۔۔۔"

"نہیں۔۔۔" اس بات کا احساس
قیصر کو آج پہلی بار ہو رہا تھا۔
کہ نایاب اس کے علاوہ دنیا
کے ہر مرد سے ڈرتی ہے۔۔۔



"کیا وہ شروع سے ہی ایسی ہے؟؟۔۔۔
یا کسی حادثے کے بعد
اس نے ایسا بدل دیا؟"

اس نے لڑکوں سے ڈرنا
شروع کیا ہے؟؟"



وہ نایاب سے ایک ہی بار ملا ہوتا
اس کے یشیم خانے جانے سے پہلے۔۔۔
اور اس وقت اسے نہیں لگتا
وہ ڈرتی تھی۔۔

اس نے لڑکوں سے ڈرنا

اس نے بہت نارمل انداز میں
بات کی تھی اور اس کے پیچھے
قیصر کو اچھے سے یاد ہے
اس کا ڈرائیور کھڑا ہوتا چھتری لے کر
اور نایاب اس سے نہیں
ڈری تھی۔۔۔



لیکن یتیم خانے سے آنے
کے بعد

کے بعد۔۔۔ جب پہلی بار زید
ان کے گھر میں آیا تو وہ
بہت ڈر گئی تھی۔۔۔



اب جب کڑیاں جوڑی تھیں
تو اندازہ ہوا کہ بیچ میں
یتیم خانہ ہے۔۔۔ وہ واحد جگہ
جہاں سے آنے کے بعد نایاب کے

احاسات اور جذبات
بدلے ہیں۔۔۔

"وہ یتیم خانے میں رہی تھی
دو ہفتوں تک۔۔۔ شاید اس کے
بعد سے" اسے محسوس ہوا
کہ ڈاکٹر سے بات کرتے وقت
اس کے دونوں پاؤں لرز رہے ہیں
اس وقت کے کالے بچے



۔۔۔ وہ اس قدر کپکپا رہا تھا۔۔۔
کے دونوں پاؤں مسلسل ہل رہے تھے۔۔۔

ایتم خانے۔۔۔ ہم۔۔۔ پھر تو
مجھے لگتا ہے آپ کو بچی سے
الگ سے بہت نرمی و احتیاط
سے بات کرنے کی ضرورت ہے۔۔۔"
اس کا جواب سن۔۔۔ ڈاکٹر
کچھ۔۔۔



کچھ دیر تک خاموش رہیں۔۔۔
پھر نہایت سنجیدگی سے تاکید کی۔۔

کی۔۔ کیوں ڈاکٹر؟؟۔۔" یہ سوال
کرتے وقت اسے اپنی آواز کسی
دور کھائی سے آتی محسوس
ہوئی۔۔۔

پورے جسم میں جیسے گرمی
کے لہر تھیں۔۔۔



کی لہریں دوڑ رہی ہوں۔۔۔ اسے
انس لینے میں وقت ہونے
لگی تھی



وہ جانتا تھا جواب
لیکن بس وہ نہیں مانتا
چاہتا تھا۔۔۔

”جانتا تھا کہ“

"آپ جانتے ہیں کیوں۔۔ بلکہ
میں چاہوں گی کہ آپ اس
کے چند ٹیسٹ کروالیں
کہ اگر رپ و غیرہ ہوا ہے تو۔۔۔"
ابھی ڈاکٹر بول ہی رہی تھیں
کہ وہ چیختا ہوا فوراً ہی کھڑا ہو گیا



"ایسا کچھ نہیں ہوا ہے۔۔۔"

جس کا کچھ بھی نہ تھا

چھ سال کی بچی ہے وہ صرف۔۔۔
اگر آپ پیسہ بنانے کے لیے
یہ سب کر رہی ہیں نا تو میں
آپ کو ویسے ہی دے دوں گا۔۔۔"



اس کی سیاہ
آنکھیں لہو رنگ ہو چکی تھیں۔۔۔

اس کا پورا وجود لرز رہا تھا۔۔۔

بولتے ہوئے جہاں اس کی آواز
میں غصہ تھا وہیں کسکپاہٹ
بھی تھی۔۔۔



وہ نہیں ماننا چاہتا تھا
کے ایسا کچھ بھی ہو سکتا ہے۔۔۔
تصور بھی نہیں کرنا چاہتا تھا
گنہگار نہ

ہرگز نہیں۔۔

ماں کی طرح اس کے بال بنانا
۔۔ اس کے لیے ناشتہ بنانا۔۔
اس کے اٹھنے سے پہلے ہی اسکول
کا بیگ بنادینا۔۔



باپ کی طرح اسکول لے کر
جانا اس کے کلاس سے لے کر آنا

حبانا اسکول سے لے کر آنا۔۔
اس کے کھانے پینے پہننے
کا خیال رکھنا۔۔ اس کی ہر
چھوٹی سے چھوٹی ضرورت
کا خیال رکھنا۔۔



دوست کی طرح ہر وقت
اس سے لڑتے رہنا۔۔
اس سے ملنا آنا رہنا اس کے

اسے مناتے رہنا۔۔۔ اس کے
ساتھ کھیلنا۔۔۔

شوہر کی طرح اسے اپنے
حصار میں رکھنا۔۔۔ اس کی
بات کا مان رکھنا۔۔۔



لوگوں کے لیے شاید

میں ایک عرصہ سے رنج و کج رہا

وہ ایک عام سی بچی ہو۔۔
مگر قیصر کے لیے وہ
اس کا جگنو بھتا۔۔۔ جسے
وہ ماں باپ دوست شوہر
سب بن کر اکیلا پال رہا بھتا۔۔۔



"آرام سے۔۔۔ میں یہ
نہیں کہہ رہی ہوں کہ ریپ ہوا ہے۔۔

ہم حاکم ہیں گریگوری "ہوا ہے" ٹی

ہم چیک — کریں گے بس۔۔۔ " وہ لیڈی
ڈاکٹر تھی۔۔ اور سامنے اس کے
نزدیک — بچی کا مامو ہوتا۔۔ تو اس
س معاملے میں جذباتی ہو جانا
غصہ ہو جانا ایک فطری عمل ہوتا۔۔
اس لیے وہ نہایت ٹھنڈے مزاج
میں اپنی بات سمجھانے کی
کوشش کر رہی تھیں۔۔۔



"نہیں کروانا مجھے کوئی
تیسٹ۔۔۔ آپ مجھتی کیوں
نہیں ہیں وہ صرف چھ سال
کی بچی ہے۔۔۔" وہ غم و
غصے کی شدت کے سبب
چیخنے لگا ہوتا۔۔۔



"اگر آپ کوئی نہیں

"اور یہ بات آپ کیوں نہیں
سمجھ رہے کہ اگر بچی کو

پینک — اٹیک — آیا ہے وہ لڑکوں سے
رہتی ہے وہ یتیم خانے سے آئی ہے
اس کے بعد اس کا بیہوشی بدل رہا ہے
تو یہ ممکن ہے کہ اس کے ساتھ
زبردستی کی گئی ہو۔۔۔ کیا آپ
نہیں جانتے کہ پاکستان میں
اس طرح کے کسے ہیں



اس طرح کے لیسز بہت
عام ہوتے جا رہے ہیں۔۔۔ لوگ گھروں کے
دروازے پر کھڑی بچیوں کو
اٹھا کر لے جاتے ہیں یہ
تو پھر یتیم خانہ ہے۔۔۔"



ڈاکٹر کی بات سن۔۔۔ وہ ٹوٹ
کر جیسے نیچے گرنے والے انداز
میں بیٹھ گیا

میں سیٹ پر بیٹھا۔

مجھ نے آئی پھر ٹوٹ کے
ہراہٹایا بکھر کے ٹوٹا ہٹا۔



وہ پھوٹ پھوٹ کر
اس ڈاکٹر کے سامنے ہی رونے لگا۔

وہ اکھٹ منہ جی سے منہ سے منہ سے

وہ اھڑ مزاج سہ بندہ۔۔ وہ دنیا سے
لاپرواہ۔۔۔ وہ لوگوں کو جوتے کی نوک
پر رکھنے والا۔۔۔ وہ معرور و بے نیاز بندہ
اس ڈاکٹر کے سامنے بیٹھ کر بچوں
کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا
اپنے جگنو کے لیے۔۔



♥ *Husny Kanwal* ♥

چلے جاؤ۔۔۔ میرے ڈرائیور
کو اپنے ساتھ لے جانا۔۔۔ "اس کے
سنجیدگی سے کہتے ہی۔۔۔ حمزہ نے
اثبات میں سر ہلایا۔۔۔



پھر اس کے کندھے
کو ہلکا سا تھپتھپاتا آگے کی
جانب بڑھ گیا۔۔۔

وہ نایاب کے روم کے باہر کھڑا
تھتا ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی
اس کا روم کالا کھول کر اندر
جانے کی اور اسے دیکھنے کی
اس سے نظر ملا پانے کی
وہ ڈر گیا تھتا۔۔۔



نہیں تھی اس میں ہمت۔۔۔ فیر

کرنے کی۔۔ کے نایاب کے ساتھ واقعی
اگر زبردستی ہوئی ہے تو پھر وہ
کیا کرے گا؟؟۔۔ اور یہ سوچ کر ہی
جیسے اس کا دماغ فٹق سے
اڑ گیا تھا۔۔



وہ لڑکا لوک۔۔ پکڑے پکڑے۔۔ پھر سے
رونے لگا۔۔ بہت ہمت جمع کی تھی

اس کے۔۔ سرے میں جالے لے لے۔۔

ہاسپٹل کے اس پرائیویٹ روم
میں داخل ہوا۔۔ تو سامنے ہی اس
کا جگنو۔۔ بے ست سہ سوتا ہوا
نظر آیا۔۔



ڈاکٹرز نے اسے دوائی دے
کر ذہنی سکون میں رکھا تھا۔۔

جس کے وجہ سے وہ بہت گھری
نیںد میں سو رہی تھی۔۔۔

قیصر بہت آہستگی کے ساتھ۔۔
چیر کھسکا کر۔۔ اس کے پاس بیٹھا۔۔



اس کے ننھے ہاتھ کو اپنے بڑے
ہاتھوں میں قید کر۔۔ وہ بڑی

تکونہ گائی تھی۔۔۔

پھر اس کا ننھا ہاتھ اپنے دل
کے مقام پر لگا کر۔۔۔ اپنا سر
اس کے بیڈ پر لیٹا لیا۔۔



جب سے میرا دل تیرا ہوا
پوچھو نہ مجھ کو۔۔
مجھے کیا ہوا۔۔۔

اب تیری باہوں میں جینا مجھے۔۔
ورنہ ہے مر جانا۔۔

پوری رات جاگتا رہا وہ۔۔۔
اب نیند کہاں آئی تھی اسے۔۔۔



♥ *Husny Kanwal* ♥

"فیصل۔۔ کیا میں آج بھی
اسکول نہیں جاؤں گی؟؟۔۔"
وہ حین کم عمر لڑکا۔۔
اب کو گھر لے آیا تھا مگر اتنا
اوپر پروٹیکٹو ہو چکا تھا وہ اسے لے کر۔۔
کہ اس نے نایاب کو دو دنوں سے
اسکول نہیں بھیجا تھا۔۔



"نہیں۔۔۔ ابھی طبیعت

خواب ہے تمہاری۔۔۔" یہ کہتا۔۔۔ اس کے
نازک۔۔۔ کمر کے گرد ہاتھ حاصل کر۔۔۔ اسے
کینے سے لگا کر۔۔۔ زبردستی
سلانے لگا۔۔۔



"پر مجھے تو میں ٹھیک لگ رہی
ہوں۔۔۔" نایاب فوراً ہی بولی تھی
احتجاجاً۔۔۔

"اندرونی کمزوری ہے تمہیں
میں نہیں چاہتا تم اسکول
جاؤ اور وہاں جا کر بیہوش
ہو جاؤ۔۔۔" دو دن سے وہ
خود بھی گھر سے کہاں
نکلا ہوتا۔۔۔



"میں نہیں ہوں گی۔۔" وہ چمکتی
آنکھوں سے کہاں گڑا بھس بھس

وہ چھپٹی نہیں کرنا چاہتی
تھی اسکول کی۔۔۔



"جب دیکھو پٹر پٹر بولتی
رہتی ہو۔۔۔ چپ چاپ بات ماننا
سیکھو میری۔۔۔" وہ اچھے سے
واقف تھا جب تک وہ غصے
سے نہیں بول لگاتی تھی۔۔۔

چپ نہیں ہوگی۔۔

اس کے برہمی سے کہتے ہی۔۔
نایاب منہ بسور کر اسکا
چہرہ دیکھنے لگی۔۔



"کیا؟؟؟" متا بل نے
آنکھیں موند لی تھیں۔۔۔
مگر اس کے انچھٹا اس کی

حنا بھری نظروں کی تپش
وہ اپنے چہرے پر محسوس کر
سکتا تھا یہی وجہ تھی کہ
مجبور ہو کر اس نے
آنکھیں کھولیں۔۔۔



"قیصر کتنا ہینڈسم ہے۔۔"

وہ ننھی پری منہ پھولا کر۔۔

اس کے آنکھیں کھولیں۔۔۔

جھانکتے ہوئے بڑبڑائی۔۔۔ تو
مقابل بہت نرمی کے ساتھ اس
کے گرد اپنا حصار اور مضبوط
کر گیا۔۔۔



"اے۔۔۔ قیصر۔۔۔ میری ہڈیاں توڑنا
چاہتے ہو کیا تم؟؟۔۔۔ مجھے تو یہی
لگتا ہے۔۔۔" وہ مزید بھینچے جانے پر
اجتہاد سے اچھی تھ

"اب تم چپ ہو کر مجھے سو لینے
دو۔۔۔ ورنہ میں واقعی تمھاری
یہ نازک ہڈیاں نہ توڑ دوں۔۔"

اس کے جھنجھلا کر وارن کرتے ہی
نایاب ڈر کر فوری آنکھیں میچ گئی تھی۔۔



کچھ دیر ہی گزری تھی کے

کچھ دیر ہی گزری تھی کے

واقعی اس کے سینے سے
لگے سو گئی۔۔۔

آنکھ کھلی۔۔۔ تو اس ننھی
پری کو اپنے سینے سے لگے
سوتا دیکھ۔۔۔ ایک عجیب سی
اطمینانی ہوئی۔۔۔



سہ سہ سہ سہ سہ سہ سہ سہ

اٹھی۔۔۔ کے اسے یوں ہی سینے
سے لگا کر رکھے ہمیشہ۔۔۔

کافی دیر تک۔۔۔ وہ
بغیر کوئی حرکت کیے۔۔۔ اسے
یوں ہی تکتا رہا۔۔۔



بس اچھا لگتا تھا بلا وجہ

کچھ دیر بعد۔۔۔ اسے کسبل
اچھی طرح اڑا کر خود اٹھ کر
خروش ہونے چلا گیا تھا۔۔۔



کچھ دیر بعد وہ باہر آیا۔۔۔
تو ملازم نے اسے بتایا کہ
زید آیا ہوا ہے۔۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ آپ اسے گارڈن
میں بیٹھاؤ۔۔۔ میں آتا ہوں۔۔۔"

شیم خاتون بات ضرور
بصر سے کر رہی تھیں۔۔۔ مگر ان کی
تنقیدی نظریں قیصر کے کمرے میں
حتی کے اس کے بستر پر
سوئی نایاب پر چل رہی تھیں۔۔۔



او یارا۔۔۔ شکر ہے تم آگئے
ورنہ مجھے تو لگا تھا اس گرمی
میں میں نے سیخ کباب بن جانا ہے
ویسے تم کیا مجھے بتانا پسند کرو
گے کہ مجھے باہر کیوں نکالا؟؟؟۔۔۔
قصہ شکر ہے کہ

تھے کہ مجھے باہر کیوں نکالا؟؟؟۔۔۔"

قیصر ڈارک۔۔۔ براؤن رنگ۔۔۔ کی ٹی۔۔۔ شرٹ۔۔۔
جو گول گلے کی تھی اس کے ساتھ
بلیک۔۔۔ ڈھیلا ڈھیلا پچام۔۔۔ زیب۔۔۔ تن کیے
ہوئے کھتا۔۔۔

اس کے گارڈن میں آتے ہی زید
نے کھڑے ہو کر فوراً ہی شکوہ

اس کے گارڈن میں آتے ہی زید
نے کھڑے ہو کر فوراً ہی شکوہ
کرنا شروع کر دیا تھا کہ اسے
اندر لایج میں کیوں نہیں آنے دیا
گیا باہر گرمی میں کیوں بٹھا رکھا ہے؟؟؟

"بس تیرے اعمال کی سزا ہے۔۔"

مقابل نے فوراً ہی زچ کیا۔۔ جس

"بس سیرے اٹھناں فی سزا ہے۔۔۔"
مقابل نے فوراً ہی زچ کیا۔۔۔ جس
پر وہ منہ بسورتا اسے گھورنے لگا۔۔۔

"نایاب اسکول نہیں جا رہی
ہے آج کل؟؟؟۔۔۔" زید کے سوال
پر مقابل نظر چراتا ہوا
پچھے مڑ کر ملازمہ کو بلانے
لگا۔۔۔

پر سب سے پہلے پھرانا ہوا
پیچھے مڑ کر ملازم کو بلانے
لگا زید کے لیے چائے وغیرہ
منگانے کے لیے۔۔۔" دو چائے کے
کپ لے آؤ۔۔۔"

"صرف چائے۔۔۔ اب کنجوسی
کی کوئی حد ہوتی ہے یا۔۔۔ عنبریں
کے گھر بھی چائے تو دو بسکٹ۔۔۔"

کی کوئی حد ہوتی ہے یا۔۔۔ غریب
کے گھر بھی جاؤ تو دو بسکٹ
ساتھ رکھتے ہیں اور تجھ جیسا
امیر آدمی صرف چائے پر
ٹکا رہا ہے۔۔۔ "وہ قیصر کی
کنجوسی کا شکوہ
کیے بغیر رہ نہ سکا۔۔۔"

کیے بغیر رہ نہ سکا تھا۔۔۔

"پتہ نہیں ہے تجھے۔۔"

حالات بہت خراب چل رہے ہیں

میرے۔۔۔ چائے پلا رہا ہوں

نا یہی بہت ہے۔۔ بلکہ رک

اتنی سے کہہ دیتا ہوں تو پانی

والی بھی پی لیتا ہے زیادہ

کے ساتھ ساتھ کھاتا ہے

اسی سے کہہ دیتا ہوں لو پانی
والی بھی پی لیتا ہے زیادہ
دودھ کا استعمال نہ کریں۔۔۔
اور اس کا جملہ سن۔۔۔
بیچارہ زید لا جواب ہو کر۔۔۔
اپنے مہمان کنجو کس دوست
کو دیکھنے لگا۔۔۔ جو بسکٹ
مزگانا تو دور کی بات چائے
سے دوں تک۔۔۔ نکلاں اچھا

دو ریے رہا۔۔۔ بو بھاتا۔۔۔
منگانا تو دور کی بات۔۔۔ چائے
سے دودھ تک۔۔۔ نکلوا رہا تھا۔۔۔

وہ دونوں ادھر ادھر کی
باتیں کرتے رہے۔۔۔ قیصر
نے اس پر ایک بار بھی
اپنی پریشانی
آشکار نہیں کی۔۔۔

اپنی پریشانی
آشکار نہیں کی۔۔۔

"ویسے یاد ہے۔۔۔ تو نے مجھے
بتایا تھا کہ یتیم خانے کے
حالات بہت برے ہیں۔۔۔" قیصر
نے بہت لاپرواہی والے انداز
میں بات شروع کی تھی۔۔۔ تاکہ مقابل

نے بہت لاپرواہی والے انداز
میں بات شروع کی تھی۔۔۔ تاکہ مقابل
کو کوئی شک نہ ہو۔۔

"تو وہ سب یوں ہی بکواس کر رہا
تھنا ناں؟؟"

"نہیں یار۔۔۔ واقعی یتیم خانے

”نہیں یار۔۔۔ واقعی یتیم خانے
کے حالات اس وقت بہت
خراب ہیں۔۔۔ یہ تو، تو شکر ادا
کر کے تو نایاب کو صحیح سلامت
وہاں سے نکال کے لے آیا ورنہ
میں نے تو سنا ہے وہاں پ
چھوٹی چھوٹی بچیوں تک کے

$$| \begin{smallmatrix} \bullet & \bullet \\ \bullet & \bullet \end{smallmatrix} | \geq | \begin{smallmatrix} \bullet & \bullet \\ \bullet & \bullet \end{smallmatrix} | \geq | \begin{smallmatrix} \bullet & \bullet \\ \bullet & \bullet \end{smallmatrix} | \geq | \begin{smallmatrix} \bullet & \bullet \\ \bullet & \bullet \end{smallmatrix} |$$

چھوٹی چھوٹی بچیوں تک کے

ریپ ہوتے ہیں۔۔۔ تو شاید جاننا
نہیں لیکن ان کو ہلکا مت سمجھ۔۔

یہ پورا ایک سسٹم چل رہا ہے۔۔۔
بہت پاور فুল لوگ۔ شامل ہیں اس میں
۔۔ ایسے ہی تو یہ لوگ اٹھ کے امریکہ

جا کے بچے نہیں بچ دیتے ناں۔۔۔

مار ان کا پورا سسٹم ہے۔۔۔ پھر وہ

حبا کے بچے نہیں بیچ دیتے ناں۔۔۔
یار ان کا پورا قسم ہے۔۔۔ پھر وہ
بیچارے بچے دھتکارے ہوئے ہوتے
ہیں دنیا جہاں کے۔۔ یا تو پھر
وہ بچے ہوتے ہیں جن کے والدین
کھانا نہ کھلا پانے کے سبب انہیں
یتیم خانے چھوڑ جاتے ہیں
تاکہ وہ پیٹ بھر کے کھانا کھا

یسیم خانے چھوڑ جاتے ہیں
تاکہ وہ پیٹ بھر کے کھانا کھا
سکیں۔۔ مگر وہ کہاں جانتے ہیں
کہ ان کے بچوں کے ساتھ پیچھے
کیا کیا چل رہا ہے۔۔۔ چاہے وہ لڑکا
ہو یا لڑکی بلکہ آج کے دور میں
تو میں کہتا ہوں لڑکے زیادہ خطرے
میں ہیں بانسبت لڑکیوں کے۔۔۔ ان کے

لو کہیں لہتا ہوں کرے زیادہ کسرے
میں ہیں بانسبت لڑکیوں کے۔۔۔ ان کے
زیادہ ریپ ہو رہے ہیں۔۔۔ یونیورسٹی
کی پارٹی میں دو امیر لڑکوں نے
لوٹڈے بازی کی تو پورے جہاں
میں احتجاج شروع ہو گیا
شور مچ گیا جبکہ ان دونوں
لڑکوں کی سررضی شامل تھی
اس میں مگر کسی نے نہ

لڑکوں کی مرضی شامل تھی
اس میں۔۔۔ مگر کسی نے نہیں
دیکھا کہ احتجاج کے دوران
وہ ٹرکس جو روکے گئے تھے
ہائی وے پر۔۔۔ ان ٹرکس میں کئی بچوں
کے ساتھ زبردستی لونڈے بازی کی
جبار ہی تھی۔۔۔ چھ چھ سات سات
سال کے وہ عنریب و

حبار ہی کھٹی۔۔۔ چھ چھ سات سات
سال کے وہ عنبریب و
یتیم بچے ان رُک۔ ڈرائیوروں کے
ساتھ کیا کر رہے ہیں۔۔۔
کوئی کیوں نہیں پوچھتا؟؟۔۔
کیا لگتے ہیں وہ ان کے۔۔
جو ان کے ساتھ ہوتے ہیں
کوئی کیوں نہیں پوچھتا؟؟۔۔

جو ان کے ساتھ ہوتے ہیں
کوئی کیوں نہیں پوچھتا؟؟۔۔
تجھے پتہ ہے وہ ٹرک۔۔ رات کے
وقت ریڈ لائٹ ایریا کا منظر پیش
کرتے ہیں۔۔۔ ہزاروں بچوں کے
ریپ ہوتے ہیں۔۔ انہیں اس تکلیف
سے گزرنا پڑتا ہے مگر اس کے
خلاف کوئی آواز اٹھانے والا نہیں۔۔

کے سر پر رہتا ہے۔ سر اس کے
خلاف۔ کوئی آواز اٹھانے والا نہیں۔۔

ایسے ہی ہوٹلوں میں بچوں
کی سپلائی۔۔ پر گھنٹے کے حساب
سے۔۔۔ بچے نیچے جاتے ہیں۔۔۔
اب آپ کی مرضی
ہے۔۔ آپ لڑکا لینا چاہتے ہو یا لڑکی۔۔

بہت بڑا مافیا ہے یہ
ہر تین دنوں میں ایک لڑکا لے کر۔۔۔

بہت بڑا مافیا ہے یہ
بہت زیادہ پاور فسل لوگ۔ شامل
ہیں اس میں۔۔

میں تو کبھی کبھار سوچتا ہوں۔۔
کہ کاش جس جو لڑکے لڑکیاں اپنی
جوانی کی مستی میں غلط حرکتیں
کر بیٹھتے ہیں اور اس کی نشانیاں
یتیم خانوں کے جھولوں میں

کر بیٹھتے ہیں اور اس کی نشانیاں
یتیم خانوں کے جھولوں میں
پھینک آتے ہیں کاش وہ دوبارہ جا کر
دیکھیں کہ ان کے بچوں کے
ساتھ کیا ہو رہا ہے۔۔۔ کیسے ان
کے بچوں کو چھوٹی چھوٹی
عمروں میں ریپ کا نشانہ بنایا
جا رہا ہے۔۔۔ ان کے جسمانی اعضا

مسروں میں رپ کا نشان بنایا

حبار ہا ہے۔۔ ان کے جسمانی اعضا

تک۔ نیچے حبار ہے ہیں۔۔ انہیں باہر

ملک۔ بچا حبار ہا ہے۔۔ تو یہ سرکستیں

کرنے سے پہلے سو بار سوچیں"

زید کی باتیں سن۔۔ قیصر کچھ لمحے

تک۔ بول تک۔ نہ کا۔۔ جیسے

اسے سانپ سونگھ گیا ہو۔۔۔

میں بوں ملک سے سفارتیہ
اسے سانپ سو نگھ گیا ہوں۔۔۔

شمیم حنا تون چلے
لے کر آئیں۔۔ تو زید نے
فورا ہی منہ بسورتے ہوئے
انہیں دیکھا۔۔ "کیا انٹی۔۔
صرف۔۔ چلے۔۔ بسکٹ ہی لے آتیں تھوڑے
سے۔۔ آئے۔۔ کا مالک۔۔ تو ہے ہی کنجوس

صرف۔۔۔ چلے۔۔۔ بسکٹ۔۔۔ ہی لے آئیں تھوڑے
سے۔۔۔ آپ۔۔۔ کا مالک۔۔۔ تو ہے ہی کنجوس
صدا کا۔۔۔ آپ۔۔۔ ہی تھوڑے بڑے دل کا
منظاہرہ کر لیں۔۔۔"

"اوئے۔۔۔ کیا ہوا؟؟۔۔۔ اتنا
سنجیدہ کیوں بیٹھا ہے؟؟۔۔۔"
زید اسے مسلسل چھیڑ رہا تھا۔۔۔

سجیدہ کیوں بیٹھا ہے؟؟؟۔۔۔"
زید اے مسلسل چھیڑ رہا تھا۔۔۔
مگر وہ کھتا ہی کب۔۔۔ وہاں۔۔۔
جو اے جواب دیتا وہ
تو کسی اور ہی دنیا میں کھتا
کسی اور ہی فکر میں ملحق۔۔۔

"کچھ نہیں۔۔۔ بس آج کل

"کچھ نہیں۔۔۔ بس آج کل
تھوڑی طبیعت۔۔۔ ٹھیک۔۔۔ نہیں رہتی۔۔۔"
وہ بو جھل سے لہجے میں
جوابدہ ہوا۔۔۔

"طبیعت تیری شراب ہے
اور چھٹیاں تو نایاب
کہ کبھی نہ ملے۔۔۔"

بیٹے۔ یوں کہہ رہا ہے

اور چھٹیاں تو نایاب

کی کروا رہا ہے۔۔ عجیب۔۔۔

پتہ ہے میرا بھانجا کتنا

اوا اس بیٹھا ہے گھر میں۔۔

رو رو کے اس نے اپنی آنکھیں

سو جالی ہیں

۔۔ اسی نے مجھے بھیجا ہے۔۔

ورنہ میرا ابھی کوئی موڑ

-- اسی نے مجھے بھیجا ہے --
ورنہ میرا ابھی کوئی موڑ
نہیں بھتا اتنی پیاری صبح میں
تیری شکل دیکھنے کا --
زید کی بات سن -- وہ اچھپنے
سے اسے تگنے لگا --

"تیرا بھانجا میری جگنو کے لیے

"تیرا بھانجا میری جگنو کے لیے
کیوں رو رہا ہے بھلا؟؟؟" وہ خود
بھی نہیں جانتا۔۔۔ کتنا اکھڑتا اس
کا لہجہ۔۔۔

"دونوں دوست ہیں۔۔۔ وہ مس
کر رہا ہے اپنی فرینڈ کو۔۔۔
ٹھیک ہے۔۔۔"

دو دلوں دوست ہیں۔۔۔ وہ اس
کر رہا ہے اپنی فرینڈ کو۔۔۔
اس نارمل برو۔۔۔ ہر کوئی تیری
طرح تھوڑی ہوتا ہے سنگ۔۔۔
دوستوں کو ایک۔۔۔ بریانی کی پلیٹ۔
تک نہ کھلانے والا۔۔۔ ویسے اگر تجھے
یاد ہو۔۔۔ تو بریانی کی ایک۔
پلیٹ ابھی ابھی ادھار ہے
کچھ دیر کے بعد قصہ کہ

یا وہاں۔۔۔ در بڑیاں سے ایک۔۔۔

پلیٹ ابھی ابھی ادھار ہے
مجھ پر۔۔۔ "یہاں قیصر کی

پوری دنیا الٹ۔۔۔ پلیٹ۔۔۔ پڑئی تھی۔۔۔ اور
مقابل بیٹھا بریانی کی

ایک۔۔۔ پلیٹ۔۔۔ پر رو رہا تھا ابھی تک۔۔۔

"مجھ سے پوچھ

تو، تو بریانی لو رہے ہیں۔۔۔

"مجھ سے پوچھ
تو، تو بریانی اور نہیں۔۔۔
معزز اور ہے۔۔ وہ بھی
زندہ انسانوں کا۔۔ جب سے آیا ہے دماغ
کھائے جا رہا ہے" قیصر حنا
چڑتے ہوئے بولا ہٹا۔۔

"ہاں تو منہ میں کچھ ڈالے گا

جھ پڑ رہا تھا وہ سرور زیادہ ہوا
یا چپڑ زیادہ گیا تھا۔ یہ سوچ کر ---
کہ نایاب کو کوئی لڑکی نہیں
مملی دوست بنانے کے لیے۔۔۔ جو
ایک لڑکے کو بنا کر بیٹھ گئی۔۔۔

"اپنے بھانجے سے کہنا۔۔۔
ناایاب سے دوستی توڑ دے۔۔۔" بس
قصہ کا یہ کہنا تھا کہ نایاب نے

نایاب سے دوستی توڑ دے۔" بس
قیصر کا یہ کہنا تھا کہ زید نے
اسے یوں حنا کی نگاہ سے دیکھا۔۔۔
جیسے وہ اس کے منہ سے
بکرت چھین کے بیٹھ گیا ہو۔۔۔

"واٹ؟۔۔۔ کیوں بھی؟؟؟" اس کا
لہجہ احتجاجی تھا۔۔۔

"واٹ؟۔۔۔ کیوں بھی؟؟۔۔۔" اس کا
لہجہ احتجاجی تھا۔۔۔

اے سمجھ نہیں آئی تھی قیصر کی۔۔۔

"کیوں کیا؟؟۔۔۔ اسلام میں
لڑکا لڑکی کی دوستی حرام ہے۔۔۔"
وہ بھرم سے اکڑ کر بولا۔۔۔

لڑکا لڑلی لی دوستی حرام ہے۔۔۔"

وہ بھرم سے اکڑ کر بولا۔۔۔

تو زید نہ چاہتے

ہوئے بھی اسے تنقیدی نگاہوں

سے سر تا پاؤں گھورنے لگا۔۔۔

اگر کوئی شریفِ بندہ یہ بات

کہتا تو شاید اسے ایک وقت بھضم

بھی ہو جاتی مگر بات کہنے

پر قہر سے بڑھ کر کچھ نہیں

ہوتا تو شاید اسے ایک وقت
بھی ہو جاتی مگر بات کہنے
والا قیصر تھا۔۔ ایک نمبر کا
پلے بوائے۔۔۔

"ہو نہیں۔۔۔ بڑا اسلام یاد آ رہا ہے
تجھے لڑکا لڑکی کی دوستی کے
معاملے میں آج۔۔۔۔" اس نے کھلا
طنز کرنا تھا

معا ملے مسیں آج۔۔۔۔۔" اس نے کھلا
طنز کیا کھتا۔۔۔

"شاید تو بھول رہا ہے۔۔۔
جس کے بارے میں ہم بات
کر رہے ہیں وہ بیوی ہے میری۔۔۔" قیصر
اسے حنا۔۔۔ سیر اس دیکھائی دے رہا
کھتا۔۔۔

اسے حنا۔۔۔ سیرس دیکھائی دے رہا
تھا۔۔۔

" مگر وہ صرف۔۔۔ چھ سال
کی بچی ہے۔۔۔ اتنا پوزیسو
کیوں ہو رہا ہے بھائی؟؟۔۔۔ "زید
اچھنیے سے اسے تکتے ہوئے
سمجھانے لگا۔۔۔ چھ سال کی

اچھی سے اسے ملتے ہوئے
سمجھانے لگا۔۔۔ چھ سال کی
عمر پر اس نے خاصہ زور
دیا تھا۔۔۔

"پوزیسو؟؟۔۔ اور مسیں؟؟۔۔ نہیں تو"
زید کے ٹوکنے پر۔۔۔
وہ فوراً ہی نخنی کرنے لگا۔۔۔

ریدے بولے پر ---
وہ فوراً ہی نفی کرنے لگا۔۔۔

مگر دل میں اب وہ یہی سوچ رہا تھا
کہ کیا واقعی پوزیسو ہو رہا ہے
نایاب کو لے کر؟؟۔۔۔۔۔
اگلے ہی پل سر جھٹکا۔۔۔

"اور اگر تجھے اتنا ہی برا لگے۔۔۔"

” اور اگر تجھے اتنا ہی برا لگے —

رہا ہے ناں تو، تو نایاب سے خود

بول دے کہ وہ توڑ دے دوستی زریاب

سے۔۔۔ کیونکہ میں نہیں بولنے والا۔۔۔

اور پھر میں کیا بول کر دوستی توڑنے

کا کہوں گا۔۔۔ یہ کے زریاب بیٹا۔۔۔

جس چھ سال کی بچی سے

کا کہوں گا۔۔۔ یہ کے زریاب بیٹا۔۔

جس چھ سال کی بچی سے
تم نے دوستی کی

ہے ناں۔۔ وہ دراصل قیصر صاحب

کی محترم بیگم شریف ہیں۔۔۔

اور وہ نہیں چاہتے کہ تم ان کی

پاک بیگم سے

دوستی میں رہو۔۔ کیونکہ انہیں

پالے بیلم سے
 دوستی نہیں رہو۔۔۔ کیونکہ انہیں
 جیلز فیل ہو رہا ہے۔۔۔
 ہونہ۔۔۔ کیا اچھا لگوں گا میں
 یہ سب کہتا ہوا؟؟۔۔۔ "زید احسری
 جملے پر مانو پیچنے ہی لگا ہوتا
 پیچ بھلا کر۔۔۔

"ڈرامے باز کہیں کے۔۔
 اتنا فالتو کا لسیکچر کیوں
 دے رہا ہے۔۔ ڈائریکٹ
 بول دے۔۔ لڑکا لڑکی

دوست نہیں ہوتے۔۔۔" زید
 حیران تھتا یہ دیکھ کر۔۔۔ کہ
 قیصر اس بھی افسوس سے۔۔۔ کہ

حیران کھتا یہ دیکھ کر۔۔۔ کہ
قیصر اب بھی بضد ہے۔۔۔ کہ
وہ زریاب سے نایاب کی
دوستی ٹٹولے۔۔۔

اس نے نہایت جھنجھلاتے
ہوئے ایک گہرا سانس ہوا
میں خارج کیا۔۔۔ وہ واقعی

ہوئے ایک۔ کہرا سانس ہوا
میں خارج کیا۔۔۔ وہ واقعی
قیصر عبدالرحمان کو نہیں
سمجھ سکتا تھا۔۔۔ اب کیا
وہ اتنے اتنے سے بچوں سے
بھی جیلس ہوگا؟؟۔۔۔

"اچھا بیٹا۔۔۔ یہ رول کیا صرف۔۔۔ ننھی

"اچھا بیٹا۔۔۔ یہ رول کیا صرف نہی
بھسا بھی پر ہی اپلائی ہوتا ہے؟؟۔
تیرا کیا؟؟۔۔۔ ہونہ۔۔۔ شرم آرہی ہے
مجھے آج تجھے اپنا دوست کہتے
ہوئے۔۔۔ کتنا ڈبل سٹینڈرڈ بندہ نکلا
ہے تو۔۔۔۔۔" زید نے اسے اٹینس
دکھانے کی کوشش کی تھی۔۔۔

دکھانے کی کوشش کی تھی۔۔۔

"تو چپ چاپ بسکتا ٹھوس
بیٹھ کر۔۔۔" قیصر نے یہ کہتے ہوئے
جسبز ہو کر تین بسکٹ اٹھا کر۔۔۔
زبردستی اس کے منہ میں ٹھوسانے
والے انداز میں ڈالے۔۔۔

والے انداز میں ڈالے۔۔۔

حد سے زیادہ سچ۔۔۔
اسے کہاں ہضم ہونا پھتا۔۔۔

♥ *Husny Kanwal* ♥

"تکیہ لے کر کہاں جا رہی ہو؟؟۔۔"

وہ سونے لیٹنے لگے تو اس نے

دیکھا نایاب بجائے اس کے

ساتھ روزانہ کی طرح سونے

کے۔۔ تکیہ اٹھا کر پابر کی جانب

جانے لگی تھی۔۔۔

تیزی سے پوچھنے لگا۔۔۔

"دوسرے کمرے میں سونے۔۔۔

آج سے میں وہیں سویا

کروں گی۔۔۔" نایاب کی بات سن

اس کی آنکھیں حیرت

سے ٹوسٹ ہوئیں۔۔۔

"کیونکہ اچھی بات نہیں ہے"
وہ ننھی پری
معصومیت سے جوابدہ ہوئی۔۔۔

"کیا؟؟؟۔۔ کیا اچھی بات
نہیں ہے؟؟؟۔۔" وہ ابھی بھی
سمجھنے سے قاصر تھا۔۔۔

ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔۔۔

ہی قیصر جو پرسکون انداز
میں بیڈ کراؤن سے ٹیکے لگائے
بیٹھا تھا فوراً ہی سیدھا ہوا۔۔۔

"وائٹ؟؟؟۔۔۔" وہ چونکا کھتا۔۔۔

"ادھر آؤ" اس نے نرمی سے

کہا۔۔۔۔۔ اس نے اس کے پاس

"یہ ہیں سے بول دو" وہ کانپلی کا
اعلیٰ مظاہرہ کرتے ہوئے گویا
ہوئی۔۔۔

جسے دیکھ۔۔۔ متابل حبزبز ہو کر
تیزی سے اٹھ کر۔۔۔ اس کی جانب
خود چل کر آیا۔۔۔

اٹھالہ بیڈ کی جانب آیا۔۔۔

وہ بیڈ پر بیٹھا۔۔۔ تکبیر
اس کے ہاتھ سے لے کر۔۔
نہایت کوفت بھرے انداز
میں واپس بیڈ پر ڈال دیا۔۔۔

"کس نے کہا کہ ہمارا ساتھ

سے پر پھر رہا ہے۔۔۔

وہ اچھے سے واقف تھا
اس کے ننھے ذہن میں خود
تو یہ خیال کبھی نہیں آ
سکتا اس لیے کسی نے کہا
ہے تب ہی وہ اس طرح بول
رہی ہے۔۔۔

سکتی تمہیں قیصر۔۔۔

کچھ سیکرٹس بھی ہوتے ہیں۔۔۔"

وہ چمکتی معصوم آنکھوں سے

اس کی سیاہ گہری آنکھوں میں

جھانکتے ہوئے۔۔۔ بھولے پن سے

جواب۔ وہ ہوئی تو مستابل

ایک لمحے کے لیے اس کا

چہرہ دکھ کے رہ گیا۔۔۔

”رہو تم اپنے سیرس
اپنے پیٹ میں۔۔۔ مجھے نہیں
جاننے۔۔۔ مگر ایک بات تم
اتھ سے جان لو۔۔۔ ہمارا ساتھ
سونا گندی بات نہیں ہے۔۔۔ کیونکہ
ہم ساتھ رہنے والے ہیں ہمیشہ۔۔۔“
جتنی سادگی سے اسے سمجھا
سکتا تھا سمجھا دیا۔۔۔ اور یقیناً

اے اندر سا سا پیہ مارے مارے

"تو گندی بات تب ہوتی۔۔۔ جب ہم ساتھ رہنے والے نہ ہوتے۔۔۔ اور پھر ساتھ سوتے؟؟؟" ظاہر سی بات ہے بچہ ہو اور سوال نہ کرے۔۔۔ یہ کیسے ممکن۔۔۔

كذلك

رہنے والا ہوں تمھارے۔۔۔ اس
لیے میری طرف سے تو کوئی
گندی بات نہیں۔۔۔ ہمہم۔۔۔ کچھ
لمحے سوچتے ہوئے۔۔۔ لیکن
تمھارا مجھے پتا نہیں۔۔۔ تم
میرے ساتھ ہمیشہ رہنا چاہتی ہو
یا نہیں۔۔۔ پھر اس کی ناک کی
چونچ کو پکڑ کر

بڑی نرمی سے استفسار کرنے لگا۔۔
"کیا یہ چھوٹا سا جگنو۔۔ میرے
ساتھ رہنا چاہے گا ہمیشہ؟؟۔۔"

"ہاں۔۔ بالکل۔۔ میں ہمیشہ اپنی رحمت
کے فرشتے کی مانند شخص
کے ساتھ رہوں گی۔۔" وہ یہ مسرت
بھرے لہجے میں کہتی اس کے

دوس پر پورا نہ آتا۔۔۔

وہ اسے رحمت کے فرشتہ کی
مانند شخص کیوں بول رہی تھی؟؟۔۔۔

#حباری_ہے 

پلیز تھوڑی زحمت کر لیں

ایک چھوٹا سا کام

محسوس ہو۔۔۔۔۔

8 episode ap ko
asani sy mil jae is ky liye
mera channel zarror
subscribe kar lyn

Channel name :

#رائٹر : #حُسنِ کنول

#ناول : #جگنو

#episode :8

وہ اسے رحمت کے فرشتہ کی
مانند شخص کیوں بول رہی
تھی؟؟۔۔۔

"رحمت کے فرشتے کی مانند
شخص؟؟۔۔۔ یہ کیا ہوتا ہے؟؟۔۔۔"
ایسا نہیں ہے کہ وہ لفظوں کے

معنی نہیں جانتا تھا ۔۔وہ بس
یہ جاننا چاہتا تھا وہ اسے یہ
ٹائٹل کیوں دے رہی ہے؟۔۔

" ہاں تمہیں کیسے پتہ ہوگا ۔۔
تم میری چاچی کے ساتھ تھوڑی
رہے۔۔ دیکھو " وہ اتنی کیوٹ
لگی تھی اس لمحے جب اس نے
دیکھو کا لفظ ادا کیا ۔۔وہ بھی
اپنی بڑی سی آنکھیں ٹم ٹماتے ہوئے۔۔
اور ایسے سمجھانے لگی جیسے

معنی نہیں جانتا تھا ۔ وہ بس
یہ جاننا چاہتا تھا وہ اسے یہ
ٹائٹل کیوں دے رہی ہے؟۔۔۔

" ہاں تمہیں کیسے پتہ ہوگا ۔
تم میری چاچی کے ساتھ تھوڑی
رہے۔۔ دیکھو " وہ اتنی کیوٹ
لگی تھی اس لمحے جب اس نے
دیکھو کا لفظ ادا کیا ۔ وہ بھی
اپنی بڑی سی آنکھیں ٹم ٹماتے ہوئے۔۔
اور ایسے سمجھانے لگی جیسے

وہ پتہ نہیں
کتنی بڑی کوئی میڈم ہو اور
مقابل چھوٹا سے اس کا نالائق
اسٹوڈنٹ۔۔

"ہاں دیکھاؤ۔۔" قیصر کو خود
بھی خبر نہیں ہوئی تھی۔ وہ
اس کے بڑوں کی طرح سمجھانے
والے انداز پر مسکرانے لگا تھا۔۔

"میں جب چھوٹی تھی نا۔۔"

وہ ابھی بولنا ہی شروع ہوئی تھی
 کہ مقابل فوراً ہی بیچ میں
 ٹوکنے والے انداز میں بول اٹھا۔
 تو ابھی بہت بڑی ہو گئی ہو؟؟"

"ہونہ۔۔۔ قیصر گندے بچے بیچ
 میں بولتے ہیں۔۔۔" وہ ننھی سی
 پری دانت پیستے ہوئے بالکل
 ویسے ہی سخت لہجے میں بولی۔۔
 جیسے کلاس میں اس کی ٹیچر
 اسے ڈانٹتے ہوئے بولتی ہیں۔۔

بلاشبہ بچوں کی شخصیت
ان کے استادوں کا آئینہ ہوتی ہے۔۔۔
وہ جیسے بچے کو ٹریٹ کریں
گے بچہ ویسے ہی دوسروں کو ٹریٹ
کرنا شروع کر دے گا۔۔۔

اکثر والدین سمجھتے ہیں بچہ
بدتمیز ہو رہا ہے وہ دوسروں
کی نہیں سنتا وہ دوسروں سے
چیخ چیخ کے بات کرتا ہے وہ

بلاشبہ بچوں کی شخصیت
ان کے استادوں کا آئینہ ہوتی ہے۔۔۔
وہ جیسے بچے کو ٹریٹ کریں
گے بچہ ویسے ہی دوسروں کو ٹریٹ
کرنا شروع کر دے گا۔۔۔

اکثر والدین سمجھتے ہیں بچہ
بدتمیز ہو رہا ہے وہ دوسروں
کی نہیں سنتا وہ دوسروں سے
چیخ چیخ کے بات کرتا ہے وہ

دوسروں کو غصہ دکھاتا ہے وہ
ہر بات پہ چڑھ جاتا ہے لیکن وہ
یہ نہیں سمجھتے کہ یہ بچے کی
شخصیت نہیں ہے۔۔۔ یہ اس کے
استاد کی شخصیت ہے۔۔۔ اس کا
استاد اسے اسی طرح ٹریٹ کر رہا
ہے اسکول میں یا ٹیوشن میں یا
مدرسے میں۔۔۔

"اچھا سوری۔۔۔" مقابل فوراً ہی
معذرت کرنے لگا۔۔۔ مگر اس کی

مسکراہٹ چہرے کا ساتھ نہیں
چھوڑ رہی تھی۔۔۔

--- accepted " سوری ایکسیپٹڈ

مگر دوبارہ

مت بولنا۔۔۔ بیڈ مینرز ہوتے

ہیں قیصر یہ۔۔ اف ف۔۔ مجھے

سب کچھ سکھانا پڑے گا تمہیں۔۔۔"

دنیا جہاں کی ذمہ داری اس

کے نازک کندھوں پہ آگئی ہو۔۔۔

بالکل ایسا ظاہر کر رہی تھی وہ۔۔۔

مسکراہٹ چہرے کا ساتھ نہیں
چھوڑ رہی تھی۔۔۔

--- accepted " سوری ایکسیپٹڈ

مگر دوبارہ

مت بولنا۔۔۔ بیڈ مینرز ہوتے

ہیں قیصر یہ۔۔ اف ف۔۔ مجھے

سب کچھ سکھانا پڑے گا تمہیں۔۔۔"

دنیا جہاں کی ذمہ داری اس

کے نازک کندھوں پہ آگئی ہو۔۔۔

بالکل ایسا ظاہر کر رہی تھی وہ۔۔۔

اپنے ننھے ہاتھوں سے جب اس
نے اپنی پیشانی پہ ہاتھ مارا ۔
جیسے وہ کوئی بہت بڑی اماں
ہو تو مقابل کے لیے اپنی ہنسی
پر ضبط کرنا مشکل ہو گیا۔۔۔

"جی میم بالکل... قیصر عبدالرحمان
جو نہایت بے وقوف ہے اس نے
پورے 18 سال اسی دن کا تو
انتظار کیا ہے جب اس کی

زندگی میں چھوٹا سہ جگنو آنے
گا اور اسے تمیز سکھانے گا " قیصر
نے جل کر طنز کیا تھا۔۔۔

" شکرے خدا کا۔۔۔ کے قیصر تمہیں
سیلف اوپرنس تو ہے۔۔۔ " اور اس
لمحے قیصر بس اس کا ننھا
چہرہ منہ کھول کر تکتا رہ گیا۔۔۔

ٹکا کے ذلیل تھا اس نے۔۔۔
وہ بھی صرف ایک جملے میں۔۔۔

زندگی میں چھوٹا سہ جگنو آنے
گا اور اسے تمیز سکھانے گا " قیصر
نے جل کر طنز کیا تھا۔۔

" شکرے خدا کا۔۔ کے قیصر تمہیں
سیلف اوپرنس تو ہے۔۔ " اور اس
لمحے قیصر بس اس کا ننھا
چہرہ منہ کھول کر تکتا رہ گیا۔۔

ٹکا کے ذلیل تھا اس نے۔۔۔
وہ بھی صرف ایک جملے میں۔۔

سیدھا اٹھا کے آسمان سے
زمین پہ پھینکا تھا۔۔

یہ پہلی بار تھا جب قیصر
کو احساس ہوا کہ نایاب کا
سینس اف بیومر بہت زبردست
ہے۔۔ وہ اڑا کے رکھ دیتی ہے
ایک ہی جملے میں۔۔ اور پھر
ٹیچر کہتی ہیں کہ وہ ایک
کمزور دماغ بچی ہے۔۔

"تو کیا ہوتا ہے فرشتے کی
مانند شخص؟؟۔" وہ اسے
دوبارہ موضوع کی جانب
کھینچ کر لایا۔

"وہ اللہ کی جانب سے بھیجا
ہوا انسان ہوتا ہے۔ جو خاص
مدد کے لیے آتا ہے۔ میری
چاچی کہتی تھیں کہ میں
ان کے لیے اللہ کی رحمت کی

مانند بھیجی ہوئی بندی ہوں۔۔
 جو خاص ان کی دعاؤں کے
 جواب میں اللہ نے بھیجی۔۔۔"
 وہ اب معصومیت سے بتا رہی
 تھی۔۔۔

"تم اپنی چاچی کے لیے اللہ کی
 رحمت کی مانند شخص ہوئی۔۔
 سمجھ آتا ہے کیونکہ تم نے انہیں
 آزاد کروایا تھا۔۔۔ میں کیسے؟؟۔۔۔"
 یہ سوال کرتے وقت وہ اس سوال

کی نوعیت کو باخوبی جانتا تھا --

وہ جانتا تھا وہ اسے یتیم
خانے سے لے کر آیا ہے تو اسی
لیے وہ اللہ کی رحمت کی
مانند شخص ٹھہرا لیکن بس
اب وہ یہ جاننا چاہتا تھا۔
کیا وہ صحیح وقت پر لایا ہے؟؟؟
یا اسے دیر ہو چکی تھی
اور یہی وہ پوائنٹ تھا جو
اس کی ساتسیں روک رہا

کی نوعیت کو باخوبی جانتا تھا --

وہ جانتا تھا وہ اسے یتیم
خانے سے لے کر آیا ہے تو اسی
لیے وہ اللہ کی رحمت کی
مانند شخص ٹھہرا لیکن بس
اب وہ یہ جاننا چاہتا تھا۔
کیا وہ صحیح وقت پر لایا ہے؟؟؟
یا اسے دیر ہو چکی تھی
اور یہی وہ پوائنٹ تھا جو
اس کی سانسیں روک رہا

تھا لیکن وہ بہت تحمل
کا مظاہرہ کرتے۔ اپنے
نہے سے جگنو کا جواب
سننے کے لیے اپنے اندر ہمت
جوٹا رہا تھا۔۔۔

اندر سے وہ بہت زیادہ
خوفزدہ تھا کہ کہیں اس
کا ڈر سامنے نہ آ جائے۔۔
کہیں ڈاکٹر کی کہی بات
سچ نہ ہو جائے۔۔۔

ایک لمحے دل میں خیال آیا
یہ سب چھوڑ دے۔ نہ پوچھے
اس سے۔۔ نہ جاننے کی کوشش
کرے چونکہ ہو سکتا ہے سچ
کی تلخی وہ برداشت نہ
کر سکے۔۔ مگر نایاب کو بھی
تو زندگی کی طرح واپس
لانا ضروری تھا وہ کب تک
لوگوں سے ڈرتی رہے گی۔

اسے ایک نارمل اور اچھی
 زندگی دینے کے لیے سچ
 جاننا بہت ضروری تھا تبھی
 اس کا ٹریٹمنٹ ہو سکتا تھا۔۔

کہنے کو ان دونوں کے درمیان
 جو اصل بنیادی رشتہ تھا وہ
 اس کے شوہر ہونے کا تھا۔۔
 یہی وہ رشتہ تھا جس کے
 سبب وہ یتیم خانے سے نایاب
 کو واپس لایا کے وہ اس کی

اسے ایک نارمل اور اچھی
زندگی دینے کے لیے سچ
جاننا بہت ضروری تھا تبھی
اس کا ٹریٹمنٹ ہو سکتا تھا۔۔

کہنے کو ان دونوں کے درمیان
جو اصل بنیادی رشتہ تھا وہ
اس کے شوہر ہونے کا تھا۔۔
یہی وہ رشتہ تھا جس کے
سبب وہ یتیم خانے سے نایاب
کو واپس لایا کے وہ اس کی

عزت ہے۔۔۔ وہ اپنی عزت یتیم
 خانے میں نہیں چھوڑ سکتا تھا۔۔۔
 مگر اس پورے پروسس میں
 اس نے ایک بار بھی شوہر بن
 کے نہیں سوچا۔۔۔ ایک لمحے
 کے کروڑوے حصے میں بھی
 اس کے ذہن میں یہ خیال نہیں
 آیا کہ اگر نایاب کی عزت واقعی
 پامال ہو چکی ہے تو اسے
 طلاق دے دے گا۔ نایاب بچی تھی
 وہ بچہ نہیں تھا۔ لیکن اس کے

باوجود اس لمحے وہ صرف
ایک ماں بن کر سوچ رہا تھا۔
ایک ایسی ماں جس کا بچہ
بیمار ہے اور وہ اسے کسی
طرح صحت یابی کی طرف
لانا چاہتی ہے۔۔۔

"قیصر اگر میں تمہیں اپنا سیکرٹ
بتاؤں گی تو تم مجھے گندا تو
نہیں کہو گے نا؟؟" اس کے کان
کے پاس اپنا ننھا سہ منہ لا

باوجود اس لمحے وہ صرف
ایک ماں بن کر سوچ رہا تھا۔
ایک ایسی ماں جس کا بچہ
بیمار ہے اور وہ اسے کسی
طرح صحت یابی کی طرف
لانا چاہتی ہے۔۔۔

"قیصر اگر میں تمہیں اپنا سیکرٹ
بتاؤں گی تو تم مجھے گندا تو
نہیں کہو گے نا؟؟" اس کے کان
کے پاس اپنا ننھا سہ منہ لا

کر سرگوشی کرنے والے انداز
میں استفسار کرنے لگی۔

اور بس اس کا یہ سوال
کرنا تھا کہ قیصر اپنے الٹے
باتھ کی مٹھی میں اپنے
پینٹ کا کپڑا مضبوطی سے
بھینچ گیا۔

وہ لرزنے لگا تھا۔

"نہ۔۔نہیں۔۔بالکل بھی نہیں۔۔۔"

وہ جانتا تھا یہ وقت گھبرانے
 کا نہیں ہے۔۔ اسے اعتماد میں
 لینے کا ہے کیونکہ اگر وہ
 اس وقت اسے اعتماد میں
 نہ لے سکا تو شاید پھر کبھی
 نہ لے سکے۔۔ بچہ اتنی آسانی
 سے کسی کے سامنے اپنے
 سیکرٹس۔۔ خاص طور پر وہ
 سیکرٹس جو اس کے چھوٹے
 سے ذہن پہ اپنا خاصہ گہرا

اثر چھوڑ گئے ہیں کبھی بھی
 نہیں بتاتا جب تک وہ پورا
 اعتماد نہ کرتا ہو سامنے والے پر۔۔
 اگر وہ اسے بتانے کے لیے راضی
 تھی تو اسکا مطلب صاف تھا
 کہ وہ اعتبار کرتی ہے مگر
 ڈری ہوئی بھی ہے۔۔ کے کہیں
 وہ اسے گندہ نہ سمجھے۔۔
 اور یہ ڈر ہی تو قیصر کو
 نکالنا تھا۔۔

اثر چھوڑ گئے ہیں کبھی بھی
 نہیں بتاتا جب تک وہ پورا
 اعتماد نہ کرتا ہو سامنے والے پر۔۔
 اگر وہ اسے بتانے کے لیے راضی
 تھی تو اسکا مطلب صاف تھا
 کہ وہ اعتبار کرتی ہے مگر
 ڈری ہوئی بھی ہے۔۔۔ کے کہیں
 وہ اسے گندہ نہ سمجھے۔۔
 اور یہ ڈر ہی تو قیصر کو
 نکالنا تھا۔۔

"بھلا قیصر کیوں اپنے جگنو
کو گندہ کہنے لگا۔۔" وہ جھوٹ
نہیں کہ رہا تھا۔۔ چاہے کچھ
بھی ہو جائے۔۔ رہے گا وہ اس
کا چھوٹا سہ جگنو ہی۔۔ اور
جگنو چمکتا ہے گندہ نہیں ہوتا۔۔

"وہاں یتیم خانے میں۔۔ اکثر
انکل آیا کرتے تھے"

"انکل؟۔۔ وہ یتیم خانے میں

کام کرنے والے؟؟"

"ہاں۔۔۔وہ بھی اور دوسرے بھی۔۔۔"
 اتنا کہتے ہوئے اس کی آنکھوں
 میں نمی اتر آئی۔۔۔

قیصر نے نہیں روکا اس کے بہتے
 ہوئے آنسوؤں کو۔۔۔وہ چاہتا تھا
 وہ رولے اپنا ڈر اسے بیان کر
 دے تاکہ جو کچھ دل میں ہے
 وہ باہر نکلے تاکہ وہ نارملٹی

کی طرف ائے۔۔۔

"دوسرے؟؟۔۔وہ کیا کرتے تھے
آکر؟؟"

اور بس اس کا یہ سوال کرنا
تھا کہ اس نے محسوس کیا
نایاب کے چہرے کے رنگ اڑ گئے۔۔۔

"وہ۔۔وہ۔۔۔" اس کے آنسوؤں
میں مزید روانگی آئی۔۔

قیصر نے فوراً ہی اسے ہمت دینے
 کے لیے اس کے ننھے ہاتھ کو
 اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑا۔۔۔

"کوئی بات نہیں تم مجھے
 بتا سکتی ہو۔۔ میں کسی کو
 نہیں بتاؤں گا۔ ہمارے درمیان
 سیکرٹ رہے گا یہ۔۔۔" وہ بہت
 پیار سے اسے سمجھانے کی
 کوشش کر رہا تھا۔ اسے بھرپور

قیصر نے فوراً ہی اسے ہمت دینے
 کے لیے اس کے ننھے ہاتھ کو
 اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑا۔۔۔

"کوئی بات نہیں تم مجھے
 بتا سکتی ہو۔۔ میں کسی کو
 نہیں بتاؤں گا۔ ہمارے درمیان
 سیکرٹ رہے گا یہ۔۔۔" وہ بہت
 پیار سے اسے سمجھانے کی
 کوشش کر رہا تھا۔ اسے بھرپور

اعتماد میں لے رہا تھا۔۔۔

"وہ۔۔۔" بہت خوفزدہ دکھائی
دے رہی تھی وہ۔۔۔

"ہاں بتاؤ۔۔۔ مجھے سب کچھ
بتا سکتی ہو تم۔۔۔ میں تو
دوست ہوں نا۔۔۔"

"وہ۔۔۔ انکل۔۔۔ میرے دوستوں
کو دوسرے کمرے میں لے

جاتے تھے۔۔۔جب وہ واپس
 آئیں تو وہ بہت رو رہی ہوتی
 تھیں۔۔۔ان کی پاجامے سے
 خون بھی نکل رہا ہوتا تھا۔۔
 پھر بیلا انٹی آکر اس کا
 پاجامہ بدلواتیں اور اسے
 چپ کراتیں۔۔۔کہتی تھی
 جو دیکھا وہ۔۔ وہ کسی
 کو مت بتانا ورنہ لوگ تمہیں
 گندا کہیں گے۔۔ سمجھیں
 گے تم گندی بچی ہو۔۔پھر

کوئی بھی تمہیں لے جانے
 نہیں آئے گا یہاں سے۔۔۔"
 قیصر سمجھ چکا تھا یتیم
 خانوں کی اڑ میں فحاشی
 کے اڈے چل رہے ہیں۔۔
 جہاں ننھی ننھی کلیوں کو
 روندنا جا رہا ہے۔۔ مگر کوئی
 اس کے خلاف آواز اٹھانے
 والی نہیں۔۔۔ آواز اٹھانا تو
 دور کی بات کوئی اس کی
 جانب توجہ دینے والا بھی

نہیں۔۔۔

آج کے دور میں جہاں بھائی
 بھائی کا نہیں ہے۔۔۔ ہر کوئی
 پیسے کی ریس میں بھاگ
 رہا ہے بس پیسہ کمانا چاہتا ہے
 بس نام بنانا چاہتا ہے جس
 کے لیے جائز اور ناجائز کی
 کوئی تمیز نہیں باقی بچی۔۔۔
 اس دور میں ہم چاہتے ہیں
 کہ فرشتے دنیا میں آئیں

نہیں۔۔۔

آج کے دور میں جہاں بھائی
 بھائی کا نہیں ہے۔۔۔ ہر کوئی
 پیسے کی ریس میں بھاگ
 رہا ہے بس پیسہ کماتا چاہتا ہے
 بس نام بنانا چاہتا ہے جس
 کے لیے جائز اور ناجائز کی
 کوئی تمیز نہیں باقی بچی۔۔۔
 اس دور میں ہم چاہتے ہیں
 کہ فرشتے دنیا میں آئیں

اور حراموں کی اولادوں
 کو یا غریبوں و مسکینوں
 کے بچوں کو ایک محفوظ
 مقام دے دیں انہیں کھلائیں
 پلائیں اور نہ صرف یہ سب
 بلکہ ان کی شادیاں بھی
 کریں اور بدلے میں کچھ
 بھی نہ مانگیں معاشرے سے۔۔۔
 کیا ایسا ممکن ہے؟؟؟ کیا
 ہم خواب دیکھ رہے ہیں؟؟۔۔۔

جہاں آج کے مہنگائی کے دور
 میں دو ماں باپ کے لیے ایک
 بچے کو پالنا اتنا مشکل
 ہو رہا ہے۔۔ وہیں آپ چاہتے
 ہیں کہ چھ سو سو
 بچوں کو پالنے والا اکیلا مرد
 اور اس کے ساتھ چند عورتیں
 مل کر آپ کے دیے چند پیسوں
 کے فنڈز میں بچوں کا پیٹ
 بھی بھریں۔۔ انہیں کھلانے
 بھی پلائیں بھی۔۔ انہیں کپڑے

جہاں آج کے مہنگائی کے دور
 میں دو ماں باپ کے لیے ایک
 بچے کو پالنا اتنا مشکل
 ہو رہا ہے۔۔ وہیں آپ چاہتے
 ہیں کہ چھ سو سو
 بچوں کو پالنے والا اکیلا مرد
 اور اس کے ساتھ چند عورتیں
 مل کر آپ کے دیے چند پیسوں
 کے فنڈز میں بچوں کا پیٹ
 بھی بھریں۔۔ انہیں کھلانے
 بھی پلائیں بھی۔۔ انہیں کپڑے

بھی پہنائیں انہیں معاشرے کا
 ایک اچھا فرد بھی بنائیں
 ساتھ ان کی شادی بھی
 کروائیں۔ ذرا موازنہ تو کریں۔
 کیا ایسا ممکن ہے؟؟۔۔

آپ کہیں کے انہیں کروڑوں
 کا فنڈ ملتا ہے امیروں سے۔۔
 تو جی نہیں۔۔۔ اج کل کے لوگوں
 کو اپنی تجوریاں بھرنے سے
 وار نہیں۔۔۔ وہ یتیموں کو پیسے

بھی پہنائیں انہیں معاشرے کا
ایک اچھا فرد بھی بنائیں
ساتھ ان کی شادی بھی
کروائیں۔ ذرا موازنہ تو کریں۔
کیا ایسا ممکن ہے؟؟۔۔

آپ کہیں کے انہیں کروڑوں
کا فنڈ ملتا ہے امیروں سے۔۔
تو جی نہیں۔۔۔ اج کل کے لوگوں
کو اپنی تجوریاں بھرنے سے
وار نہیں۔۔۔ وہ یتیموں کو پیسے

دیں گے؟؟۔۔۔ سب ایگریمنٹ ہوتا ہے۔۔
 سب مل کر کھا رہے ہوتے ہیں
 پیچھے۔۔یتیم خانوں کے
 بچوں کے ریپ ہو رہے ہوتے ہیں
 انہیں ہوٹلوں میں بیچا جا رہا
 ہوتا ہے انہیں بابر ملک بیچا جا
 رہا ہوتا ہے۔۔ یہ سب چل رہا ہے
 پیچھے۔۔۔

مانا نیک لوگ ابھی بھی
 دنیا میں موجود ہیں۔۔۔ مگر آٹے

میں نمک کے برابر
اور یہاں بحث آٹے کی بے نمک
کی نہیں۔۔۔

"پتا ہے۔۔۔ ان۔۔۔ ان میں سے ایک
انکل نے مجھے پسند کیا تھا۔۔۔"
نایاب کے اس جملے کا قیصر
کے کانوں کی سماعت سے
ٹکرانا تھا کہ پورے جسم میں
کپکپاہٹ آگئی۔۔۔

"کچھ کچھ کیا تھا انہوں نے؟؟"

بس وہی جانتا ہے کس قدر ہمت
جمع کی تھی اس نے یہ سوال
کرنے کے لیے۔۔۔ اس کی آواز
لرز رہی تھی۔۔۔ زبان لڑکھڑا
گئی تھی۔۔۔

"ہاں۔۔۔" اتنا کہتے ہی نایاب نے
اس کا ہاتھ جو پہلے سے ہی
اس کے ہاتھ میں تھا وہ اپنے
دونوں ٹانگوں کے درمیانی

حصے میں لگایا ۔۔

" وہ ایسے ایسے کرتے تھے۔۔ اور
انگلیاں

بھی مارتے تھے۔"

اپنی بات کہتے ہوئے اس نے
قیصر کے ہاتھ کو اپنے اس
مقام پہ رگڑنا چاہا۔۔ جیسے
اس آدمی نے رگڑا تھا۔۔ لیکن
قیصر نے فوراً ہی کرنٹ کھا کے
بٹا لیا تھا۔۔ مگر وہ سمجھ

حصے میں لگایا ۔۔

" وہ ایسے ایسے کرتے تھے۔۔ اور
انگلیاں

بھی مارتے تھے۔"

اپنی بات کہتے ہوئے اس نے
قیصر کے ہاتھ کو اپنے اس
مقام پہ رگڑنا چاہا۔۔ جیسے
اس آدمی نے رگڑا تھا۔۔ لیکن
قیصر نے فوراً ہی کرنٹ کھا کے
بٹا لیا تھا۔۔ مگر وہ سمجھ

چکا تھا اس ننھی کلی کی
مراد کیا ہے۔۔

"وہ کہ رہے تھے پہلے حریم کو
پیار کروں گا پھر کل تمہیں۔۔
قیصر وہ اچھے نہیں تھے۔۔
مجھے بالکل اچھے نہیں لگتے
تھے۔۔ بہت گندے تھے وہ انکل۔۔
بالکل خرم انکل جیسے۔۔ حریم
جب دوسرے کمرے سے واپس
آئی تو وہ بہت چیخ چیخ

کر رو رہی تھی۔۔۔مجھے بہت
 ڈر لگ رہا تھا۔۔۔" آپ جانتے
 ہیں وہ ننھی سے بچی کیا
 دیکھ آئی تھی۔۔۔وہ ریپ
 دیکھ کر آئی تھی۔۔۔ایک یا
 دو نہیں۔۔۔ان گنت۔۔۔وہ بھی
 اپنے ساتھ رہنے والی بچیوں کے۔۔۔
 جو چیخ رہی ہوتی تھیں تڑپ
 رہی ہوتی تھیں اور انہیں
 ڈرا دھمکا کے چپ کرا دیا
 جاتا تھا۔۔۔

کر رو رہی تھی۔۔۔مجھے بہت
 ڈر لگ رہا تھا۔۔۔" آپ جانتے
 ہیں وہ ننھی سے بچی کیا
 دیکھ آئی تھی۔۔۔وہ ریپ
 دیکھ کر آئی تھی۔۔۔ایک یا
 دو نہیں۔۔۔ان گنت۔۔۔وہ بھی
 اپنے ساتھ رہنے والی بچیوں کے۔۔۔
 جو چیخ رہی ہوتی تھیں تڑپ
 رہی ہوتی تھیں اور انہیں
 ڈرا دھمکا کے چپ کرا دیا
 جاتا تھا۔۔۔

وہ ننھی سی جگنو تو صرف
آنسوؤں سے رو رہی تھی
مگر وہ نہیں جانتی جس
کی وہ گود میں بیٹھی ہوئی
ہے وہ نوجوان خون کے
انسو رو رہا ہے اس وقت ۔۔

کوس رہا تھا اس لمحے کو جب
اس نے نایاب کو خاموشی سے
یتیم خانے جانے دیا تھا ۔۔ کاش

اس پل اس نے انسانیت ہی
 دکھا لی ہوتی۔۔ انسانیت کی
 خاطر اپنے باپ کو منایا ہوتا
 کہ رہنے دو اس بچی کو یہاں۔۔

"اس رات میں بہت رونی تھی۔۔
 میں نے اپنے اللہ سے دعا کی۔۔
 کہ جیسے چاچی کے لیے مجھے
 بھیجا ویسے میری دعاؤں کے
 بدلے بھی تو کسی کو بھیج۔۔
 مجھے نہیں رہنا یہاں۔۔ تو میرے

لیے بھی اپنی رحمت کے
 فرشتے کی مانند شخص
 کو بھیج۔ اور پھر میں سو
 گئی۔۔۔ صبح اٹھی تو۔۔۔ تو
 تم میرے پاس تھے قیصر۔۔۔
 تم مجھے اس گندی جگہ سے
 سے لے آئے تھے۔۔۔ تو بوئے ناں
 تم میرے لیے رحمت کے فرشتے
 کی مانند شخص۔۔۔ " آخری جملہ
 ادا کرتے وقت اس کی آنکھوں
 میں اس قدر جگمگاہٹ ابھر

لیے بھی اپنی رحمت کے
 فرشتے کی مانند شخص
 کو بھیج۔ اور پھر میں سو
 گئی۔۔۔ صبح اٹھی تو۔۔۔ تو
 تم میرے پاس تھے قیصر۔۔۔
 تم مجھے اس گندی جگہ سے
 سے لے آئے تھے۔۔۔ تو بوئے ناں
 تم میرے لیے رحمت کے فرشتے
 کی مانند شخص۔۔۔ " آخری جملہ
 ادا کرتے وقت اس کی آنکھوں
 میں اس قدر جگمگاہٹ ابھر

انی تھی اور لہجے میں اس
قدر مسرت کے مقابل روتے ہوئے
مسکرا دیا۔

ایک بہت بڑا بوجھ اترا تھا
اس کے سینے سے۔ وہ کافی
راحت محسوس کر رہا تھا۔

دیر نہیں ہوئی تھی اسے۔
وہ بچا چکا تھا۔ انجانے
میں ہی صحیح۔ لیکن وہ اپنے

جگنو کو بچا چکا تھا۔۔۔
 او کیونکر نہ بچائے پہنچتا
 ۔۔۔ وہ کوئی عام بچی نہیں
 تھی وہ ایک ایسی بچی تھی
 جس کی ماں حالت بیماری
 میں بھی صرف اسی کے لیے
 دعائیں کرتی ہے۔۔۔
 اور تم نے کیا جانا کہ ماں
 کی دعا کیا ہے۔۔۔

قیصر کی آنکھوں سے

تشکر کے سجدے بہ رہے تھے۔۔

"شکر ہے خدا کا۔۔" فقط اتنا کہہ
 کر۔۔ اپنے دونوں ہاتھوں کے
 پیالے میں اس کا ننھا سہ
 چہرہ قید کر۔۔ اس کی
 پیشانی کو نرمی و آبستگی
 و گرم جوشی و الفت محبت
 سے چوما۔۔



وہ صرف ایک بوسہ نہیں تھا

وہ ان گنت جذبات و احساسات
 تھے جو اس لمحے قیصر فقط
 اسی ایک عمل سے پہنچا سکتا
 تھا جس میں تحفظ کا وعدہ
 تھا جس میں ساتھ نبھانے کا
 وعدہ تھا جس میں ہمیشگی
 کے ساتھ محبت کا وعدہ تھا۔۔۔

" اب تم اپنے قیصر کے پاس
 ہو۔۔۔ اب تمہیں کسی سے
 ڈرنے کی ضرورت نہیں

وہ ان گنت جذبات و احساسات
 تھے جو اس لمحے قیصر فقط
 اسی ایک عمل سے پہنچا سکتا
 تھا جس میں تحفظ کا وعدہ
 تھا جس میں ساتھ نبھانے کا
 وعدہ تھا جس میں ہمیشگی
 کے ساتھ محبت کا وعدہ تھا۔۔۔

" اب تم اپنے قیصر کے پاس
 ہو۔۔۔ اب تمہیں کسی سے
 ڈرنے کی ضرورت نہیں

ہے۔۔۔ کسی بھی شخص سے
 نہیں چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔۔
 تمہارا قیصر ہے تمہارے ساتھ
 اور ہمیشہ رہے گا۔۔۔ میں
 کسی کو کبھی بھی تمہیں
 نقصان نہیں پہنچانے دوں
 گا خود کو بھی نہیں۔۔۔۔۔
 کبھی بھی نہیں۔۔۔ اور رہی
 بات ان گندے انکلوں کی تو
 اب انہیں تم بھول جاو۔۔
 وہ ڈراونے خواب کی طرح

تھے اور اب صبح ہو گئی ہے۔۔۔"
ان چمکتی بھوری آنکھوں میں
تکتے۔۔ وہ نہایت محبت سے
سمجھا رہا تھا۔۔۔

پھر اسے اپنے سینے سے
لگا لیا۔۔۔

وہ کتنی دیر اس کے سینے
سے لگی رہی۔۔ وہ نہیں جانتا۔۔۔
وقت گزر رہا تھا۔۔ بابر بارش

ہونے لگی تھی۔۔۔ بارش کی
 ہونددیں کھڑکیوں سے ٹکرا کر۔۔۔
 پھسلتی ہوئی نیچے کی
 جانب ڈھلک رہی تھیں۔۔۔

شدید گرمی میں ہوئی وہ
 بارش جہاں گرمی کا زور
 توڑ رہی تھی۔۔۔ وہیں ٹھنڈک
 کا احساس بھی پیدا کر رہی
 تھی۔۔۔

وہ قیصر کے حصار میں ہی
 بیٹھے بیٹھے سو گئی تھی۔۔
 جبکہ مقابل پر جیسے نیند
 اب پہلے سے زیادہ حرام
 ہو گئی ہو۔۔۔

وہ سیاہ آنکھیں جو اپنے جگنو
 کے سامنے محبت و تحفظ
 جھلکا رہی تھیں۔۔ انہی
 میں اب آگ لگی ہوئی تھی۔۔
 جس سے بھیانک شعلے اٹھ

رہے تھے -- ایسے شعلے جو
سب کچھ جلا کے خاک کر دیں---

♥*Husny Kanwal*♥

"انٹی۔۔" وہ سوئمنگ پول کے
پاس بیٹھا ہوا تھا جب اس
نے شمیم خاتون کو گھر میں
داخل ہوتے دیکھا لیکن اس نے
آج انہیں باہر ہی روک لیا تھا۔

رہے تھے -- ایسے شعلے جو
سب کچھ جلا کے خاک کر دیں---

♥*Husny Kanwal*♥

"انٹی۔۔" وہ سونمنگ پول کے
پاس بیٹھا ہوا تھا جب اس
نے شمیم خاتون کو گھر میں
داخل ہوتے دیکھا لیکن اس نے
آج انہیں باہر ہی روک لیا تھا۔

"جی؟؟ چھوٹے ماسٹر" اپنی بیسٹ
مسکراہٹ چہرے پر سجائے۔۔
وہ خاصہ لچکدار لہجے میں
پوچھنے لگیں۔۔

" کل آپ نے نایاب سے کچھ
کہا تھا؟؟" اس نے ابرو اچکا کر۔۔
کسی تفتیشی افسران کی طرح
استفسار کیا۔۔ جبکہ جواب
معلوم تھا اسے۔۔



"می میں نے؟؟۔۔نہ نہیں تو۔"

قیصر کی سیاہ آنکھیں ہی
بتانے کے لیے کافی تھیں کے
اسے پسند نہیں آیا ان کا
نایاب سے بات کرنا۔۔

"آپ کو پتہ ہے میں کتنے بھی
جھوٹ بول لوں۔۔ مجھے
پتہ ہے میرا باپ پیچھے
موجود ہے انہیں سنبھالنے
کے لیے۔۔ لیکن آپ کے ساتھ

ایسا معاملہ نہیں ہے۔۔۔ تو
 اس لیے جھوٹ نہ بولیں یہی
 بہتر رہے گا آپ کے لیے۔۔۔"
 وہ پول کے سائیڈ سے
 کھڑا ہو کر اب انہی کی
 جانب چلتا ہوا آیا تھا۔۔

وہ براون کلر کی پینٹ زیب
 تن کیے ہوئے تھا جس کے
 پانچے گھٹنوں سے بلکے
 سے اونچے تھے۔۔۔ شٹ لیس

ہونے کے سبب اس کی
چاکیلٹی باڈی دھوپ میں
الگ ہی چمک رہی تھی۔۔

بال ابھی بھی گیلے تھے
جس سے محسوس ہو رہا تھا
کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے
بی نہا کے نکلا ہے سونمنگ
پول سے۔۔۔

"وہ۔۔ وہ دراصل۔۔ نایاب بی بی

آپ کی بھانجی ہیں اور اچھی
 بات نہیں ہے مامو بھانجی
 کا ساتھ سونا۔۔ تو اس لیے
 میں نے انہیں سمجھایا تھا۔۔
 یقین کریں میری نیت بری
 نہیں تھی۔۔ آپ لڑکے ہیں
 کم عمر بچے۔۔ آپ کو کیا
 پتہ بچیوں کی پرورش کیسے
 کی جاتی ہے۔۔ اس لیے میں
 نے وہی سمجھایا جو اگر
 میری بیٹی ہوتی تو میں

آپ کی بھانجی ہیں اور اچھی
 بات نہیں ہے مامو بھانجی
 کا ساتھ سونا۔۔ تو اس لیے
 میں نے انہیں سمجھایا تھا۔۔
 یقین کریں میری نیت بری
 نہیں تھی۔۔ آپ لڑکے ہیں
 کم عمر بچے۔۔ آپ کو کیا
 پتہ بچیوں کی پرورش کیسے
 کی جاتی ہے۔۔ اس لیے میں
 نے وہی سمجھایا جو اگر
 میری بیٹی ہوتی تو میں

اسے سمجھاتی۔۔۔ ہم آج
 جس سوسائٹی میں جی
 رہے ہیں وہاں بچیوں کو
 ان کے سگے رشتہ داروں
 سے بھی فاصلہ رکھوانے
 کی ضرورت ہے۔۔" قیصر
 نے سوچ رکھا تھا وہ انہیں
 جاب سے نکال دے گا۔۔۔
 مگر ان کے جملے جو ممتا
 بھرے انچل میں لپٹے تھے
 اسے سمجھانے کے لیے

کافی تھے کہ نایاب کے لیے
جو انہوں نے بات کہی اس
کی بہتری کے لیے ہی کہی۔۔

کچھ لمحوں پہلے تک جو اس
کا غصہ آسمانوں سے باتیں
کر رہا تھا۔۔ کے انہوں نے
اس کے جگنو کو اس سے
دور کرنے کی کوشش کی۔۔
وہ بہت حد تک ٹھنڈا پڑ گیا
تھا اب۔۔

کافی تھے کہ نایاب کے لیے
جو انہوں نے بات کہی اس
کی بہتری کے لیے ہی کہی۔۔

کچھ لمحوں پہلے تک جو اس
کا غصہ آسمانوں سے باتیں
کر رہا تھا۔۔ کے انہوں نے
اس کے جگنو کو اس سے
دور کرنے کی کوشش کی۔۔
وہ بہت حد تک ٹھنڈا پڑ گیا
تھا اب۔۔

"ہممم۔۔۔ مگر اندہ ایسی کوئی
 بات مت سمجھائیے گا
 جو اسے مجھ سے دور کرے
 کیونکہ میں اس کا شوہر ہوں
 نہ کہ مامو۔۔۔" اور بس قیصر
 کا انکشاف کرنا تھا کہ سامنے
 کھڑی شمیم خاتون کے ہوش
 اڑے۔۔۔ اب وہ اسے ہکا بکا
 بو کر دنیا کے اٹھوئے عجوبے
 کی طرح دیکھ رہی تھیں۔۔۔

ساتھ ہی یقین کرنے کی کوشش
کر رہی تھیں کہ جو انہوں نے
سنا۔ وہ آیا سچ ہے بھی یا نہیں۔۔

قیصر و جگنو کی شادی کیسے
ہو سکتی ہے؟؟ وہ تو اس کی
بہن کی بیٹی ہے۔۔ اور یہیں
آکر ان کا ذہن بری طرح
اٹک چکا تھا۔

مگر اپنی نوکری بڑی پیاری
 تھی انہیں۔۔ اور وہ اچھے
 سے واقفیت رکھتی تھیں کہ
 قیصر سے اس متعلق سوال
 کرنا اپنی نوکری کھونا ہے۔۔۔
 اس لیے خاموشی کو ترجیح دی۔۔۔
 وہ الگ بات ہے ذہن میں انہوں
 نے سوچ لیا تھا کہ کسی دن
 نایاب سے معلوم کریں گی
 کہ ماجرہ کیا ہے۔۔

" اگر اپنی نوکری پیاری ہے تو
 میرے اور میری بیوی کے
 معاملات میں بولنے کی اندہ
 جرات بھی مت کیجئے گا۔۔
 اب اندر جائیں اور کام شروع
 کریں۔" وہ انہیں الجھا ہوا
 چھوڑ کر۔۔ حاکمانہ انداز میں
 کہتا پلٹا۔۔ پھر جیسے اچانک
 ذہن میں کچھ یاد آیا ہو۔۔



وہ پھر دوبارہ ان کی جانب
متوجہ ہوا ۔

وہ اب بھی ویسے ہی سن
سی حالت میں کھڑی تھیں۔۔
اور پہلے والے شاگڈ
کو بضم کرنے کی کوشش
کر رہی تھیں۔۔

"ہاں۔۔ اسے یہ ضرور سمجھائیں
کہ اسکول یا کالج یا یونیورسٹی
میں کسی لڑکے سے دوستی

وہ پھر دوبارہ ان کی جانب
متوجہ ہوا ۔

وہ اب بھی ویسے ہی سن
سی حالت میں کھڑی تھیں۔۔
اور پہلے والے شاگڈ
کو بضم کرنے کی کوشش
کر رہی تھیں۔۔

"ہاں۔۔ اسے یہ ضرور سمجھائیں
کہ اسکول یا کالج یا یونیورسٹی
میں کسی لڑکے سے دوستی

نہ کرے۔۔ غیر اجنبیہ لڑکا لڑکی
 کی دوستی حرام ہے۔۔" پہلے
 زید اور اب شمیم خاتون۔۔
 دونوں کے ذریعے وہ نایاب
 سے زریاب کی دوستی ختم
 کروا رہا تھا مگر خود سامنے
 سے جا کے نہیں کہہ رہا تھا۔۔
 کیونکہ وہ نایاب کے سامنے
 برا نہیں بننا چاہتا تھا۔۔۔

عبدالرحمان صاحب سے

اس نے کچھ سیکھا یا نہ
 سیکھا مگر یہ ضرور سیکھا
 تھا کہ کبھی بھی اپنے بچے
 پر پابندیاں نہ لگاف سامنے
 سے جا کر اور یہی وجہ تھی
 کہ وہ نایاب پر سامنے سے جا
 کے پابندی نہیں لگا رہا تھا۔
 ہاں پیچھے سے لوگوں کو ضرور
 چھوڑ رہا تھا اپنے مقصد کے
 حصول کے لیے۔۔۔

"جی ماسٹر۔ میں سمجھا
دوں گی۔"

"گڈ۔ اب جاو۔ اور اچھے سے
سمجھانا۔" نہایت تاکید
لہجے میں کہتا۔ وہ پلٹ کر
واپس سوئمنگ پول کی
جانب بڑھ گیا تھا۔

شمیم خاتون کافی وقت سے
اس کے پاس کام کر رہی تھیں۔

کام کرتے وقت انسان کے
 کانوں میں آوازیں پڑ ہی
 جاتی ہیں جب وہ فون پر بات
 کرتا تو ہر بار سویٹ
 بارٹ کے آگے ایک نئی لڑکی
 کا نام ہوتا تھا اس نوجوان
 کے لبوں پر۔۔۔ یہی وجہ تھی
 کہ وہ خاصہ حیرت سے اس
 کی پشت تک رہی تھیں۔۔۔
 کہ بیوی پر اُنی تو مرد اور
 عورت کی دوستی حرام قرار

کام کرتے وقت انسان کے
 کانوں میں آوازیں پڑ ہی
 جاتی ہیں جب وہ فون پر بات
 کرتا تو ہر بار سویٹ
 بارٹ کے آگے ایک نئی لڑکی
 کا نام ہوتا تھا اس نوجوان
 کے لبوں پر۔۔۔ یہی وجہ تھی
 کہ وہ خاصہ حیرت سے اس
 کی پشت تک رہی تھیں۔۔۔
 کہ بیوی پر آئی تو مرد اور
 عورت کی دوستی حرام قرار

دے دی اور اپنے لیے کیا؟؟۔۔

ابھی وہ انہی سوچو میں
 مگن تھی کہ سامنے سے
 اسے بڑی مسرت بھرے چہرے
 کے ساتھ ایک لڑکی آتی
 ہوئی نظر آئی۔۔ جس کے
 ہاتھوں میں پھولوں کا گلدستہ
 تھا۔۔

"قیصر۔۔" وہ سونمنگ پول کے

پاس دوبارہ جا کر بیٹھ گیا تھا۔
 اپنے پاؤں اس نے دوبارہ
 پول میں ڈال لیے۔۔۔ اور شدید
 گرمی میں پانی کی ٹھنڈک کو
 محسوس کرنے لگا۔ ابھی
 وہ اپنے ہی خیالات میں
 ڈوبا ہوا تھا جب اپنا نام
 پکارے جانے پر نگاہ اٹھا
 کر دیکھا۔۔۔

سامنے سے حسنہ چلی

آرہی تھی بلیک رنگ کے
 کپڑوں میں ملبوس۔۔۔ اس کی
 اندرونی شرٹ اتنی اونچی تھی
 کہ پیٹ کا مقام دور سے ہی
 نظر آ رہا تھا جس پر وہ اوپر
 سے بلیک رنگ کا لونگ کوٹ
 پہنے ہوئی تھی۔۔۔

گولڈن بال کھلے ہوئے الگ ہی
 چمک رہے تھے دھوپ میں۔۔۔

وہ خوبصورت تھی اور اس
لمحے تو کچھ زیادہ ہی
لگ رہی تھی۔۔۔

دیکھ چکی تھی قیصر کو
پول کے پاس بیٹھا ہوا۔۔۔
وہ ڈائریکٹ اسی کی جانب
انی۔۔۔

اپنی سینڈل اتار دی تھی
اس نے۔۔۔

"قیصر۔۔" مقابل کے لیے
مشکل ہوا تھا اس کے
خوبصورت سراپے سے
نگاہ ہٹانا۔ مگر ناراضگی
بھی تو قائم رکھنی تھی نا۔۔

" ابھی تک ناراض ہو مجھ سے۔۔"
وہ پھولوں کا گلدستہ ہاتھ
میں لیے ہی اس کے برابر
میں آ کر بیٹھ گئی تھی

بالکل اس سے لگ کر۔۔

اور یہ وہ لمحہ تھا جب
شمیم خاتون نے ان دونوں
کو چپک کر بیٹھا دیکھ سر
جھٹکا اور کڑکڑاتی ہوئی
اندر کی جانب بڑھ گئیں۔۔

"تو کیا نہیں ہونا چاہیے؟"
اکھڑ سے لہجے میں جواب دیا۔۔

"سوری۔۔ مجھے نہیں اندازہ
 تھا کہ وہ سب ہو جائے گا ورنہ
 میں کبھی بھی ان سب کو لے
 کر نہیں آتی۔ میں تو بس
 تمہارے ساتھ ٹائم سپینڈ
 کرنا چاہتی تھی" حسنہ نے
 دنیا جہاں کی مظلومیت
 چہرے پر سجانے نہایت
 بھولے پن سے کہا۔

"نایاب۔۔ نایاب۔۔" شمیم خاتون

کے بلاتے ہی وہ جو موبائل
پر نظریں گڑھائے اے بی سی
ڈی پڑھنے میں مگن تھی۔۔
فورا نظر اٹھا کر دیکھا۔۔

"باہر چھوٹے ماسٹر بلا رہے ہیں
تمہیں۔۔" جب بیوی وہ تھی
تو پھر شمیم خاتون کے
نزدیک قیصر کو کوئی حق
نہیں پہنچتا تھا کسی دوسری
عورت کے ساتھ ایسے چپک

کے بلاتے ہی وہ جو موبائل
پر نظریں گڑھائے اے بی سی
ڈی پڑھنے میں مگن تھی۔۔
فورا نظر اٹھا کر دیکھا۔۔

"باہر چھوٹے ماسٹر بلا رہے ہیں
تمہیں۔۔" جب بیوی وہ تھی
تو پھر شمیم خاتون کے
نزدیک قیصر کو کوئی حق
نہیں پہنچتا تھا کسی دوسری
عورت کے ساتھ ایسے چپک

کر بیٹھنے کا یہی وجہ تھی
کہ انہوں نے جگنو کو بھی
بھیج دیا۔

ان کے کہتے ہی۔۔ وہ کہاں
ایک لفظ بھی بولنے والی تھی۔۔
بس فقط موبائل لے کر فوراً
ہی باہر کی جانب دوڑی۔۔

"پلیز یار۔۔ اب معاف کر بھی دو۔۔"

حسنہ نے یہ کہتے ہوئے

اس کے کندھے پر نرمی سے
 اپنا سر رکھا تھا۔۔۔ مقابل مزید
 ناراضگی قائم نہ رکھ سکا۔۔
 ویسے بھی وہ جانتا تھا حسنہ
 کی کوئی غلطی نہیں ہے۔۔
 بلکہ اگر اس دن وہ لڑکوں
 کو لے کر نہ آتی تو وہ کبھی
 نہیں جان پاتا کہ نایاب کے
 ساتھ مسئلہ کیا ہے۔۔

ناياب جب باہر آئی تو اس

کی آنکھوں کے سامنے حسنہ
قیصر کے کندھے پر سر رکھے
بیٹھی ہوئی تھی۔۔

کیا اس نے نہیں کہا تھا کل
رات۔۔۔ کہ وہ اس کا قیصر ہے۔۔

وہ کچھ لمحے یوں بی کھڑی
انہیں دیکھتی رہی۔۔ اور
پھر منہ بسور کر خاموشی
سے واپس اندر کی جانب

چل دی۔۔

کبھی کبھار ہم اپنے غلط
 اعمال کو اہمیت نہیں دے
 رہے ہوتے لیکن ہمیں نہیں
 پتہ وہ اعمال اپنا اثر چھوڑ رہے
 ہوتے ہیں سامنے والے پر۔ اور
 وہ اثر جب بعد میں ظاہر
 ہوتا ہے تو ہماری ہی روح
 کانپ جاتی ہے۔۔

"یہ پھول کس کے لیے؟؟" وہ
حسنہ کے ہاتھ میں پھولوں
کا گلدستہ دیکھ استفسار کرنے لگا۔

"جگنو کے لیے۔۔ اور کس کے لیے۔۔
ویسے تو میں پہلے ہی آجاتی
لیکن میں تمہارا غصہ ٹھنڈا
ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔۔"
اس کے کہتے ہی مقابل نے
اسے اعتراضی نگاہ سے دیکھا۔

"یہ پھول کس کے لیے؟؟" وہ
حسنہ کے ہاتھ میں پھولوں
کا گلدستہ دیکھ استفسار کرنے لگا۔

"جگنو کے لیے۔۔ اور کس کے لیے۔۔
ویسے تو میں پہلے ہی آجاتی
لیکن میں تمہارا غصہ ٹھنڈا
ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔"
اس کے کہتے ہی مقابل نے
اسے اعتراضی نگاہ سے دیکھا۔

" وہ بچی ہے اس کے لیے
چاکلیٹس یا کھانے پینے
کی کچھ چیز لے آئیں تو
خوش ہو جاتی تمہارے ان
پھولوں کا وہ کیا کرے گی۔۔۔"
مقابل کے مطابق پھول بیکار
تھے۔۔ اور خود تو وہ ویسے
بھی پسند نہیں کرتا تھا۔۔

رومانٹک بندہ نہیں تھا وہ۔۔
ذرا سہ بھی نہیں۔۔

"اچھا۔ چلو آئندہ کبھی آؤں
 گی تو لے آؤں گی۔" حسنہ
 یہ کہتے ہوئے کھڑی ہو گئی
 تاکہ نایاب کو پھول دے کر
 آئے۔ اور اس سے اچھی
 طرح بات کرے اور دوستی
 کرنے کی کوشش کرے۔

اتنا تو وہ سمجھ ہی گئی
 تھی اس دن کے حادثے کے

بعد سے۔۔۔ کے قیصر کے دل
کا راستہ جگنو سے ہو کر
گزرتا ہے۔۔۔

وہ اسی کے سامنے اب سینٹل
پہننے لگی تھی واپس ۔۔۔
قیصر دیکھ بھی رہا تھا کہ
اسے مشکل ہو رہی ہے سینٹل
پہننے میں لیکن اس نے زحمت
نہیں کی مدد کرنے کی۔۔۔

حسنہ اچھے سے واقف تھی
وہ کتنا مغرور مزاج شخص ہے۔۔
اس لیے اسے امید بھی نہیں
تھی کہ وہ اس کی مدد کرے گا۔۔

وہ اندر پھولوں کا گلدستہ
لے کر پہنچی تو نایاب اپنے
کمرے میں جا چکی تھی۔۔

اس نے دروازہ نوک بھی کیا
مگر دروازہ اندر سے لوک تھا

حسنہ اچھے سے واقف تھی
وہ کتنا مغرور مزاج شخص ہے۔۔
اس لیے اسے امید بھی نہیں
تھی کہ وہ اس کی مدد کرے گا۔۔

وہ اندر پھولوں کا گلدستہ
لے کر پہنچی تو نایاب اپنے
کمرے میں جا چکی تھی۔۔

اس نے دروازہ نوک بھی کیا
مگر دروازہ اندر سے لوک تھا

اور اس کے بار بار نوک کرنے
 کے باوجود بھی نایاب نے
 دروازہ نہ کھولا جس کی
 وجہ سے اس نے پھولوں کا
 گلدستہ شمیم خاتون کو دے
 دیا یہ کہہ کر کہ وہ نایاب
 کو اس کی طرف سے دے
 دیں۔۔۔

اسے اپنی بہن کے ساتھ
 شاپنگ پر جانا تھا اس لیے

وہ زیادہ دیر وہاں نہ رکی۔۔۔

♥*Husny Kanwal*♥

وہ گھر لوٹا تو کافی غصے
میں دکھائی دے رہا تھا۔۔
رستے میں آنے والے صوفے
کو غصے سے لات مار کر دور
دھکیلتا وہ اوپر کمرے کی
جانب بڑھا۔۔۔

کچھ دنوں سے اس کا غصہ
 آسمانوں سے باتیں کر رہا تھا۔۔۔
 نایاب کمرے میں اپنی کتابیں بیڈ
 پر بکھیر کر بیٹھی بوم ورک کرنے
 کی کوشش کر رہی تھی جب وہ
 کمرے میں آ کر ڈریسنگ ٹیبل
 کا سارا سامان پھینکنے لگا۔۔۔

اس کے اچانک عمل پر نایاب بری
 طرح ڈر گئی تھی۔۔۔

کچھ دنوں سے اس کا غصہ
 آسمانوں سے باتیں کر رہا تھا۔۔۔
 نایاب کمرے میں اپنی کتابیں بیڈ
 پر بکھیر کر بیٹھی بوم ورک کرنے
 کی کوشش کر رہی تھی جب وہ
 کمرے میں آ کر ڈریسنگ ٹیبل
 کا سارا سامان پھینکنے لگا۔۔۔

اس کے اچانک عمل پر نایاب بری
 طرح ڈر گئی تھی۔۔۔

اس کا چہرہ سرخ انگارے کی
 مانند لال ہو رہا تھا۔۔۔ اسے
 سکون نہ ملا ڈریسنگ کا سامان
 پھینک کر۔۔۔ تو اس نے کمرے
 میں دیواروں پر سجے کانچ کی
 شوپیز کو اٹھا اٹھا کر زمین پر
 مارنا شروع کر دیا۔۔۔

صرف دو سے تین منٹ لگے تھے
 اسے پورا کمرہ تہس نہس کرنے
 میں۔۔۔

نایاب اپنے سامنے ایک نیا ہی
قیصر دیکھنے لگی تھی کچھ
دنوں سے۔۔

کچھ دنوں سے وہ غصے میں ہی
گھر لوٹ رہا تھا لیکن آج تو
جیسے اس کے غصے کی بھی
حد ہوئی تھی۔۔

چیزوں کا زمین پر گرنا۔ کانچ
 کے ٹوٹنے کی آوازیں۔۔۔ اس کا
 غصہ۔۔۔ ہر چیز نایاب کو حراسہ
 کر رہی تھی۔۔۔ وہ فوراً ہی بیڈ
 کراؤن سے جا لگی مارے خوف کے۔۔۔

"سب ملے ہوئے ہیں"

سب کچھ توڑنے کے بعد وہ وہیں
 زمین پر بیٹھ گیا تھا اپنا سر
 پکڑ کر۔۔۔ اس نے اپنے غصے
 میں نایاب کو نہیں دیکھا۔۔۔

"یہ یہ کیا کر رہے ہیں چھوٹے
ماسٹر؟؟۔۔۔ نایاب بی بی کتنا
ڈر گئی ہیں دیکھیں تو صحیح۔۔۔"
شمیم خاتون کچن میں کام
کر رہی تھیں جب انہیں توڑ
پھوڑ کرنے کی آوازیں آنے لگیں۔۔

وہ فوراً ہی کام چھوڑ کر
اوپر کی جانب بھاگتے ہوئے
آئی تھیں۔۔ جب وہ کمرے

"یہ یہ کیا کر رہے ہیں چھوٹے
ماسٹر؟؟۔۔۔ نایاب بی بی کتنا
ڈر گئی ہیں دیکھیں تو صحیح۔۔۔"
شمیم خاتون کچن میں کام
کر رہی تھیں جب انہیں توڑ
پھوڑ کرنے کی آوازیں آنے لگیں۔

وہ فوراً ہی کام چھوڑ کر
اوپر کی جانب بھاگتے ہوئے
آئی تھیں۔ جب وہ کمرے

میں پہنچیں تو پورا کمر
تہس نہس ہوا پڑا تھا۔

سامان ادھر ادھر گرا پڑا تھا۔
زمین پر شیشے کے ٹکڑے پڑے تھے
اور نایاب انہیں بیڈ کراؤن سے بالکل
چکی ہوئی ڈری سہمی سی نظر آرہی
تھی۔ اس کی انکھوں میں آنسو تھے
اس کا وجود پسینہ پسینہ ہو
رہا تھا اور قیصر۔۔۔ قیصر اسی
بکھرے ہوئے

سامانوں میں کانچ کے ٹکڑوں کے
پاس سفید فرش پر بیٹھا ہوا تھا۔۔

شمیم خاتون کی آواز جب کانوں کی
سماعت سے ٹکرائی۔۔

تب جا کے وہ ہواسوں میں لوٹا
اور اس نے فوراً ہی پیچھے پلٹ
کر بیڈ کراؤن سے لگی ڈری
سہمی بچی کی جانب دیکھا۔۔

"جگنو۔۔" اس کے اعصاب

سامانوں میں کانچ کے ٹکڑوں کے
پاس سفید فرش پر بیٹھا ہوا تھا۔

شمیم خاتون کی آواز جب کانوں کی
سماعت سے ٹکرائی۔

تب جا کے وہ ہواسوں میں لوٹا
اور اس نے فوراً ہی پیچھے پلٹ
کر بیڈ کراؤن سے لگی ڈری
سہمی بچی کی جانب دیکھا۔

"جگنو۔۔۔" اس کے اعصاب

اب ڈھیلے پڑے تھے۔

غصے کی جگہ آنکھوں میں
اب شرمندگی نے لی تھی۔۔

وہ اسے ڈرانا نہیں چاہتا تھا۔
اسے تو علم ہی نہیں تھا کہ نایاب
کمرے میں بے اپنے غضب و
غصے میں اس نے دیکھا ہی کب تھا۔۔

"سوری۔۔" وہ نایاب کے پاس جانے
 کے
 لیے تیزی سے اٹھا۔۔

اسے اپنے قریب آتا دیکھ
 نایاب نے مارے خوف کے
 دھاڑے مار کر رونا شروع کر دیا۔۔

"جگنو۔۔ ڈرنے کی ضرورت نہیں
 ہے۔۔ میں بس تھوڑا غصہ
 ہو گیا تھا۔۔ میں۔۔" وہ قریب پہنچا

تو نایاب نے پہلے سے زیادہ
چبھنا شروع کر دیا۔ وہ خوف
کے مارے اسے اپنے قریب نہیں
آنے دینا چاہتی تھی۔

" چھوٹے ماسٹر آپ رک
جائیں۔۔۔ بی بی کے پاس مت
آئیں ابھی۔ ورنہ کہیں خوف
سے ان کا دل نہ بند ہو جائے۔۔"
شمیم خاتون ایک ذہین عورت
تھیں۔۔۔ اور وہ دیکھ چکی تھیں۔

کہ نایاب بہت زیادہ خوفزدہ ہو
گئی ہے قیصر سے اور کوئی بھی
بچہ ہو جائے گا اگر اس طرح
کا عمل اپنے کمرے میں یا اپنے
کمفرٹ زون میں ہوتا دیکھے گا۔

شمیم خاتون فوراً ہی نایاب کے
پاس تیز قدم لیتی پہنچیں۔

انہوں نے ڈری سہمی نایاب
کو فوراً ہی اپنی ممتا کے آنچل میں

چھپا لیا۔۔۔

وہ محسوس کر سکتی تھیں
نایاب پوری کپکپا رہی تھی۔۔۔

"جگنو سوری۔۔۔" اپنے ہی جگنو
کو خود سے ڈرتا دیکھ۔ نہ جانے
کتنا کچھ ضبط کیا تھا اس نے
اپنے اندر۔۔۔

دونوں مٹھیاں مضبوطی سے

بھینچ کر۔۔ وہ آخری بار اسے
دیکھ کر معذرت کرتا ہوا
کمرے سے نکل گیا۔۔

کچھ دنوں سے شمیم خاتون
بھی محسوس کر رہی تھیں کہ
قیصر کا رویہ بہت عجیب ہے
مانا اکھڑا ہوا وہ پہلے بھی تھا
لیکن اب بہت زیادہ غصے میں
رہنے لگا تھا۔۔ وہ چاہتی تھی
کے وجہ معلوم کریں لیکن

بھینچ کر۔۔ وہ آخری بار اسے
دیکھ کر معذرت کرتا ہوا
کمرے سے نکل گیا۔۔

کچھ دنوں سے شمیم خاتون
بھی محسوس کر رہی تھیں کہ
قیصر کا رویہ بہت عجیب ہے
مانا اکھڑا ہوا وہ پہلے بھی تھا
لیکن اب بہت زیادہ غصے میں
رہنے لگا تھا۔۔ وہ چاہتی تھی
کے وجہ معلوم کریں لیکن

پوچھنے کی ہمت نہیں تھی
ان میں۔۔

قیصر جب نارمل ہوتا ہے نا تب
بھی لوگ اس کے سامنے آنے
سے ڈرتے ہیں اب تو وہ غصے میں
تھا کس کی مجال تھی اس میں
اس کے سامنے آکر سوال کرے۔۔

#جاری_ہے

پوچھنے کی ہمت نہیں تھی
ان میں۔۔

قیصر جب نارمل ہوتا ہے نا تب
بھی لوگ اس کے سامنے آنے
سے ڈرتے ہیں اب تو وہ غصے میں
تھا کس کی مجال تھی اس میں
اس کے سامنے آکر سوال کرے۔۔

#جاری_ہے

پلیز تھوڑی زحمت کر لیں
اچھے ریویوز دینے کی۔۔
تاکے محنت وصول ہوتی
محسوس ہو۔۔۔

9 episode ap ko
asani sy mil jae is ky liye
mera channel zarror
subscribe kar lyn

Channel name :

پلیز تھوڑی زحمت کر لیں
اچھے ریویوز دینے کی۔۔
تاکے محنت وصول ہوتی
محسوس ہو۔۔۔

9 episode ap ko
asani sy mil jae is ky liye
mera channel zarror
subscribe kar lyn

Channel name :

پلیز تھوڑی زحمت کر لیں
اچھے ریویوز دینے کی۔۔
تاکے محنت وصول ہوتی
محسوس ہو۔۔۔

9 episode ap ko
asani sy mil jae is ky liye
mera channel zarror
subscribe kar lyn

Channel name :

پلیز تھوڑی زحمت کر لیں
اچھے ریویوز دینے کی۔۔
تاکے محنت وصول ہوتی
محسوس ہو۔۔۔

9 episode ap ko
asani sy mil jae is ky liye
mera channel zarror
subscribe kar lyn

Channel name :

#رائٹر : #حسن_کنول

#ناول : #جگنو

#episode :9

وہ کمرے میں داخل ہوا تو
اسے سامنے ہی نایاب سوتی
ہونی نظر آئی۔۔ اس کی ننھی
بابوں کے حصار میں ایک چھوٹا
سہ ٹیڈی بینر تھا لال کلر کا۔۔

اسے اپنے سینے سے لگانے
اس قدر مضبوطی سے بھینچ
کر سو رہی تھی کہ مقابل کو
محسوس ہوا کہ وہ ڈر گئی ہے ۔۔

اسے خود پر شدید غصہ آیا تھا ۔
آج کل وہ اپنا غصہ خود بھی
کنٹرول نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔

وہ بیڈ کراؤں سے ٹیک لگا کر
بیٹھ گیا

اب وہ کم عمر لڑکا فرصت سے
اپنے سوتے ہوئے جگنو
کو تک رہا تھا۔۔۔

وہ ٹیڈی بینر اس کی
بابوں کے حصار میں

اسے خود پر شدید غصہ آیا تھا ۔
آج کل وہ اپنا غصہ خود بھی
کنٹرول نہیں کر پا رہا تھا۔۔

وہ بیڈ کراؤں سے ٹیک لگا کر
بیٹھ گیا

اب وہ کم عمر لڑکا فرصت سے
اپنے سوتے ہوئے جگنو
کو تک رہا تھا۔۔

وہ ٹیڈی بینر اس کی
بابوں کے حصار میں

اسے خود پر شدید غصہ آیا تھا ۔
آج کل وہ اپنا غصہ خود بھی
کنٹرول نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔

وہ بیڈ کراؤں سے ٹیک لگا کر
بیٹھ گیا

اب وہ کم عمر لڑکا فرصت سے
اپنے سوتے ہوئے جگنو
کو تک رہا تھا۔۔۔

وہ ٹیڈی بینر اس کی
بابوں کے حصار میں

قیصر کو ذرا اچھا نہ لگا۔۔۔ بلکہ

یوں محسوس ہوا

جیسے نایاب اس سے

بہت دور ہو گئی ہو۔

اور بس اس دوری کے

احساس کا جاگنا تھا کے

اگلے ہی پل

اس ٹیڈی بینر کو بہت

آہستگی کے ساتھ اس

کی ننھی بابیں کھول کر۔

الگ کیا۔۔ پھر خود اس کا

ننھا سہ ہاتھ اپنے رخسار پر

رکھ کر اس کی ناک سے

قیصر کو ذرا اچھا نہ لگا۔۔۔ بلکہ
یوں محسوس ہوا
جیسے نایاب اس سے
بہت دور ہو گئی ہو۔

اور بس اس دوری کے
احساس کا جاگنا تھا کے
اگلے ہی پل
اس ٹیڈی بینر کو بہت
آہستگی کے ساتھ اس
کی ننھی باہیں کھول کر۔۔
الگ کیا۔۔ پھر خود اس کا
ننھا سہ ہاتھ اپنے رخسار پر
رکھ کر اس کی ناک سے

اپنی ناک میں کرے۔۔ اسی کے تکیے
پر آرام سے لیٹ گیا۔۔

اب اس کی گرم سانسیں
وہ اپنے چہرے پر محسوس
کر رہا تھا۔۔

"سوری جگنو۔۔" بہت
ابستگی سے لبوں کو جمش
دی ۔۔ جو خاموش کمرے
میں لمحہ بھر بعد
غائب بھی ہو گئی۔۔

"قیصر مجھے سونے

دو۔۔" قیصر باربار
اپنی ناک و گال اس کے نرم و
سرخ رخسار سے رگڑ رہا تھا۔
یہی وجہ تھی کے اس کی
نیند خراب ہوئی۔۔

وہ نیند میں ہی
چڑچڑی آواز میں بولی۔۔

"پہلے اٹھو۔ مجھے بات
کرنی ہے تم سے۔۔" مقابل
تیزی سے گویا ہوا۔۔

یقیناً وہ اسے تنگ کر ہی

دو۔" قیصر باربار
اپنی ناک و گال اس کے نرم و
سرخ رخسار سے رگڑ رہا تھا۔
یہی وجہ تھی کے اس کی
نیند خراب ہوئی۔

وہ نیند میں ہی
چڑچڑی آواز میں بولی۔

"پہلے اٹھو۔ مجھے بات
کرنی ہے تم سے۔" مقابل
تیزی سے گویا ہوا۔

یقیناً وہ اسے تنگ کر ہی

اسی لیے رہا تھا تاکہ اس
کی آنکھ کھلے۔۔

"ہمم۔۔" وہ نیند میں ہی
جھنجھلا کر
کروٹ لینا چاہتی تھی
مگر مقابل نے اس کی کمر
کے گرد اپنا مضبوط حصار باندھ
کر روک لیا۔۔

جس پر
وہ مزید جھنجھلا کر
قیصر کے سینے پر اپنے
ہاتھ جما کر اسے خود

سے دور کرنے لگی۔۔

آنکھ کھول کر قیصر کو
دیکھنے کی زحمت تک نہ
کی اس نے۔۔۔ ویسے بھی
اس کی آنکھ کہاں کھل
رہی تھی۔۔

"قیصر چھوٹے بچوں کو
سوئے ہوئے تنگ نہیں کرے
بیڈ مینرز ہوتے ہیں۔۔"

وہ نیند میں
جھنجھلاتے ہوئے بڑبڑانی۔۔

سے دور کرنے لگی۔۔

آنکھ کھول کر قیصر کو
دیکھنے کی زحمت تک نہ
کی اس نے۔۔۔ ویسے بھی
اس کی آنکھ کہاں کھل
رہی تھی۔۔

"قیصر چھوٹے بچوں کو
سوئے ہوئے تنگ نہیں کرتے
بیڈ مینرز ہوتے ہیں۔۔"

وہ نیند میں
جھنجھلاتے ہوئے بڑبڑانی۔۔

" میں ویسے بھی بیڈ بوائے ہوں "
وہ فخرانہ کہتا... اٹھ کر بیٹھا۔
ساتھ ہی اس سوئی ہوئی بچی
کو بھی گود میں بھرا۔۔

نایاب نے
آنکھ پھر بھی نہ کھولی وہ یوں
بی اس کے کندھے پر اپنا
سر ٹکا کر سو گئی۔۔

وہ اسے اٹھا کر نیچے کمرے
میں لے آیا نایاب کے لیے
یہ اس کا فیورٹ کمرہ تھا
کیونکہ یہاں قیصر کے سارے

میوزیکل انسٹرومنٹس رکھے
ہوتے تھے جنہیں وہ چھیڑنا
اور ان سے کھیلنا اپنا خاندانی حق
سمجھتی تھی۔۔۔ قیصر
کتنا بھی اسے منع کر لے
کہ اس کے چیزوں کو نہ
چھیڑے لیکن اس نے
کہاں سننا ہوتا تھا۔۔۔ اس کی تو
جیسے عید ہو جاتی تھی
جب اس کم عمر
لڑکے کا انسٹرومنٹ سے
بھرا روم کھلتا تھا۔۔۔

قیصر کو گاتا

میوزیکل انسٹرومنٹس رکھے
ہوتے تھے جنہیں وہ چھیڑنا
اور ان سے کھیلنا اپنا خاندانی حق
سمجھتی تھی۔۔۔ فیصر
کتنا بھی اسے منع کر لے
کہ اس کے چیزوں کو نہ
چھیڑے لیکن اس نے
کہاں سننا ہوتا تھا۔۔۔ اس کی تو
جیسے عید ہو جاتی تھی
جب اس کم عمر
لڑکے کا انسٹرومنٹ سے
بھرا روم کھلتا تھا۔۔۔
فیصر کو گاتا

اور نوٹس بناتا دیکھ۔ نایاب
کو بھی ان چیزوں سے
لگاؤ ہو گیا تھا اس کے
اندر بھی انٹرسٹ ڈیولپ
ہو گیا تھا میوزک کو لے
کر۔۔۔

وہ سوتی ہونی نایاب کو
صوفے سے ٹیک لگا کر
بیٹھا کر۔ اپنا گٹار لے آیا تھا۔۔



اس کے سامنے چیر لگا
کر بیٹھا۔۔

"چلو آنکھیں کھولو۔"

میں بہت اکیلا محسوس

کر رہا ہوں۔ مجھے ساتھ

چاہیے تمہارا۔" اس کے

ننھے سے چہرے کو

تھپتھپاتے ہوئے۔ وہ

زبردستی اسے اٹھاتے

پر تلا تھا۔

"با۔ قیصر کیا

بے؟؟۔ سونے دو ناں۔"

وہ روندی سی آواز میں

زبردستی آنکھیں کھول کر

مقابل کو دیکھتے ہوئے

"چلو آنکھیں کھولو۔"

میں بہت اکیلا محسوس

کر رہا ہوں۔ مجھے ساتھ

چاہیے تمہارا۔" اس کے

ننھے سے چہرے کو

تھپتھپاتے ہوئے۔ وہ

زبردستی اسے اٹھانے

پر تلا تھا۔

"با۔ قیصر کیا

ہے؟؟ سونے دو ناں۔"

وہ روندی سی آواز میں

زبردستی آنکھیں کھول کر

مقابل کو دیکھتے ہوئے

کڑکڑائی۔

قیصر نہیں جانتا تھا

جب بچے کچی

نیند سے اٹھتے ہیں تو بہت

چڑچڑے ہو جاتے ہیں۔ وہ

ننھی پری

بھی ہو گئی تھی۔

مقابل چاہتا تھا کہ

وہ اسے سمجھے۔

اس بات کو سمجھے کہ وہ

بہت اکیلا محسوس کر

رہا ہے وہ کسی کا ساتھ

چاہتا ہے۔۔۔ وہ اس کا ساتھ
چاہتا ہے مگر قیصر یہ بات
بھول گیا۔۔۔ سنا یہ بہت چھوٹی
بے اس کی فیلنگس کو
سمجھنے کے لیے۔۔۔
اس کے اکیلے پن کو دور
کرنے کے لیے۔۔۔
اس کے ساتھ ہونے والے
حادثات کو سمجھنے کے لیے۔۔۔ اس
کی زندگی میں جو
طوفان برپا ہے ان سے نمٹنے
کی طاقت دینے کے لیے۔۔۔
"جگنو پلیر اٹھ جاو

چاہتا ہے۔۔۔ وہ اس کا ساتھ
چاہتا ہے مگر قیصر یہ بات
بھول گیا۔۔۔ سنا یہ بہت چھوٹی
بے اس کی فیننگس کو
سمجھنے کے لیے۔۔۔
اس کے اکیلے پن کو دور
کرنے کے لیے۔۔۔
اس کے ساتھ ہونے والے
حادثات کو سمجھنے کے لیے۔۔۔ اس
کی زندگی میں جو
طوفان برپا ہے ان سے نمٹنے
کی طاقت دینے کے لیے۔۔۔
"جگنو۔۔۔ پلیر اٹھ جاو

ناں۔۔" وہ منت کرنے پر اتر۔۔

"بمم۔۔" بجائے اٹھنے کے
وہ صوفے پر پھیل کر لیٹ گئی۔۔

"میں نے نیا گانا لکھا ہے۔۔
میں چاہتا ہوں سب سے
پہلے تمہیں سناؤں۔۔ اٹھو
ناں یار۔۔" وہ حسین
لاؤبالی لڑکا اپنا لکھا
سونگ سب سے پہلے اپنے
جگنو کو سناتا چاہتا تھا۔۔
مگر اسے تو نیند پیاری تھی۔۔

"جگنو۔۔" اب اس کی آواز
میں ہلکی سی خفگی جھلکنے لگی۔

"قیصر۔۔ سونے دو۔۔" وہ منمنائی چڑتے
ہوئے۔

"ٹھیک ہے۔۔ سوتی رہو تم۔۔
اب نہیں سناؤں گا میں تمہیں۔۔
جب میرا البم ریلیز ہو جائے گا۔ تو
پیسے دے کر خرید کر سننا تم۔۔
ہونہ۔۔ فری میں مل رہا ہوں
ناں۔۔ اس لیے قدر نہیں ہے تمہیں
میری۔۔" وہ انیس سالہ لڑکا
اس لمحے کوئی بچہ ہی لگ

"جگنو۔" اب اس کی آواز
میں ہلکی سی خفگی جھلکنے لگی۔

"قصر۔ سونے دو۔" وہ منمنائی چڑتے
ہوئے۔

"ٹھیک ہے۔ سوتی رہو تم۔۔۔
اب نہیں سناؤں گا میں تمہیں۔۔۔
جب میرا البم ریلیز ہو جائے گا۔ تو
پیسے دے کر خرید کر سننا تم۔۔۔
ہونہ۔۔۔ فری میں مل رہا ہوں
ناں۔۔۔ اس لیے قدر نہیں ہے تمہیں
میری۔" وہ انیس سالہ لڑکا
اس لمحے کوئی بچہ ہی لگ

رہا تھا۔

وہ چڑ کر اٹھا۔ اور واپس
گیٹار اس کی جگہ پر رکھ کر آگیا۔

"سوئی رہو تم اکیلے یہاں۔"
میں کمرے میں جا رہا ہوں۔"
قیصر دانت پیستے ہوئے
کہتا۔ اسے وہیں صوفے
پر سوتا ہوا چھوڑ کر چل دیا
تھا۔

وہ کمرے کے دروازے سے باہر ہی
نکلا تھا کہ اس نے کمال ضبط

رہا تھا۔

وہ چڑ کر اٹھا۔ اور واپس
گیٹار اس کی جگہ پر رکھ کر آگیا۔

"سوئی رہو تم اکیلے یہاں۔"
میں کمرے میں جا رہا ہوں۔"
قیصر دانت پیستے ہوئے
کہتا۔ اسے وہیں صوفے
پر سوتا ہوا چھوڑ کر چل دیا
تھا۔

وہ کمرے کے دروازے سے باہر ہی
نکلا تھا کہ اس نے کمال ضبط

سے آنکھیں بند کیں۔۔

"یہ کیا کرتا پھر رہا ہوں میں؟؟"

وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے

چہرے کو رگڑتے ہوئے خود

بی سے پوچھنے لگا۔۔

ایک گہرا سانس ہوا

میں خارج کرنے کے بعد

وہ واپس اندر کی جانب مڑا۔۔

اس ننھی پری کو تو

خبر تک نہیں تھی کہ اس کے

ارد گرد کیا چل رہا ہے۔۔ پھر وہ

اس پر کیسے اپنی
فرسٹریشن نکال سکتا تھا۔۔

"جگنو۔۔ جلدی سے بڑی ہو
جاو یار۔۔ مجھے بہت ساری
باتیں کرنی ہیں تم سے۔۔ وہ
باتیں جو میں کسی سے بھی
نہیں کر پاتا۔۔ یہ اکیلا پن بانٹنا
چاہتا ہوں تمہارے ساتھ جو
آہستہ آہستہ کھانے لگا ہے
مجھے۔۔" لوگ اپنا اکیلا پن
بانٹنے کے لیے۔۔ اپنی خواہشات
کو ظاہر کرنے و تمناؤں کو
پورا کرنے کے لیے۔۔ ہمیشہ

اس پر کیسے اپنی
فرسٹریشن نکال سکتا تھا۔۔

"جگنو۔۔ جلدی سے بڑی ہو
جاو یار۔۔ مجھے بہت ساری
باتیں کرنی ہیں تم سے۔۔ وہ
باتیں جو میں کسی سے بھی
نہیں کر پاتا۔۔ یہ اکیلا پن بائٹنا
چاہتا ہوں تمہارے ساتھ جو
آہستہ آہستہ کھانے لگا ہے
مجھے۔۔" لوگ اپنا اکیلا پن
بائٹنے کے لیے۔۔ اپنی خواہشات
کو ظاہر کرنے و تمنائوں کو
پورا کرنے کے لیے۔۔ ہمیشہ

ایک ساتھی کی چاہت رکھتے ہیں
اور انہیں اس ساتھی کو
ڈھونڈنا پڑتا ہے۔ لیکن قیصر
کا معاملہ یہ نہیں تھا۔
اسے ڈھونڈنا نہیں تھا
اسے صرف انتظار کرنا تھا
اپنے جگنو کے بڑے ہونے کا۔
اور اب وہ بے صبری سے انتظار
کرنے لگا تھا۔

اس کی پیشانی کو چوم کر۔
اسے گود میں لیا۔

" تم تو چھوڑ کے چلے

گئے تھے نا؟؟؟ اس پیارے
سے لڑکے کے کندھے
پر اپنی ٹھوڑی ٹکاتے۔۔۔ وہ
بھرائی آواز میں استفسار
کرنے لگی۔

قیصر حیران ہوا۔۔
اسے تو لگا تھا اس نے سنا ہی نہیں
تبھی وہ اتنے آرام سے اکیلے
سوئی رہی مگر اس نے سنا تھا
اور نہ صرف سنا تھا وہ بہت
اطمینان سے پھر بھی سوئی
رہی کیونکہ اسے یقین تھا
کہ وہ اسے چھوڑ کر نہیں

گئے تھے نا؟؟؟ اس پیارے
سے لڑکے کے کندھے
پر اپنی ٹھوڑی ٹکاتے۔۔۔ وہ
بھرائی آواز میں استفسار
کرنے لگی۔

قیصر حیران ہوا ۔
اسے تو لگا تھا اس نے سنا ہی نہیں
تبھی وہ اتنے آرام سے اکیلے
سوئی رہی مگر اس نے سنا تھا
اور نہ صرف سنا تھا وہ بہت
اطمینان سے پھر بھی سوئی
رہی کیونکہ اسے یقین تھا
کہ وہ اسے چھوڑ کر نہیں

جائے گا سوہ واپس آئے گا۔۔
اور وہ آیا۔۔

بچہ جس طرح آنکھیں بند کر
کے اپنی ماں پہ اعتبار کرتا
ہے نا۔۔ کہ اسے پتہ ہوتا ہے
اس کی ماں اسے گرنے نہیں
دے گی اسے تکلیف نہیں
پہنچنے دے گی اسے اکیلا
چھوڑ کر نہیں جائے گی۔۔
بالکل اسی طرح نایاب کو
قیصر پہ اعتبار تھا۔۔

ایک وقت ماں بھی

جائے گا۔ وہ واپس آئے گا۔۔۔
اور وہ آیا۔۔۔

بچہ جس طرح آنکھیں بند کر
کے اپنی ماں پہ اعتبار کرتا
ہے نا۔۔ کہ اسے پتہ ہوتا ہے
اس کی ماں اسے گرنے نہیں
دے گی اسے تکلیف نہیں
پہنچنے دے گی اسے اکیلا
چھوڑ کر نہیں جائے گی۔۔
بالکل اسی طرح نایاب کو
قیصر پہ اعتبار تھا۔۔۔

ایک وقت ماں بھی

غصہ کرتی ہے۔۔ بچے کو مارتی
ہے بچہ ڈر بھی جاتا ہے اپنی ماں
سے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں
کہ اس کی محبت کم ہو جاتی
ہے یا اس کا اعتبار کم ہو جاتا ہے
بلکہ جیسے ہی تھوڑا سا وقت
گزرتا ہے۔۔ بچہ خود ہی اپنی
ماں کے پاس آجاتا ہے۔۔
بالکل یہی حال تھا نایاب
کا مانا قیصر نے غصہ کیا۔
وہ ڈری بھی۔۔ سہمی بھی۔۔
لیکن اس کے باوجود
قیصر سے محبت و اعتبار
اپنی جگہ قائم تھا۔۔

غصہ کرتی ہے۔۔ بچے کو مارتی
ہے بچہ ڈر بھی جاتا ہے اپنی ماں
سے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں
کہ اس کی محبت کم ہو جاتی
ہے یا اس کا اعتبار کم ہو جاتا ہے
بلکہ جیسے ہی تھوڑا سا وقت
گزرتا ہے۔۔ بچہ خود ہی اپنی
ماں کے پاس آجاتا ہے۔۔
بالکل یہی حال تھا نایاب
کا مانا قیصر نے غصہ کیا۔
وہ ڈری بھی۔۔ سہمی بھی۔۔
لیکن اس کے باوجود
قیصر سے محبت و اعتبار
اپنی جگہ قائم تھا۔۔

"جیسے میں جاسکتا تھا۔"

وہ منہ بسور کر۔ بے بسی سے ایک گہرا
سانس ہوا میں خارج کرتے
ہونے بولا۔

جیسے نایاب کو بھروسہ تھا
کہ وہ نہیں جا سکتا ۔۔
ویسے اسے بھی علم تھا کہ
وہ جا ہی نہیں سکتا ۔۔
اسے لے کر ۔۔ وہ اپنے بیڈ روم
میں پہنچا۔

غصہ و ناراضگی سب اپنی

جگہ۔۔ اور اس کا خیال رکھنا
اپنی جگہ۔۔

اس پر کمبل اچھی طرح اڑا کر۔۔
تکیہ عادت کے مطابق دونوں کے بیچ
میں رکھ کر۔۔ وہ لیٹ گیا۔۔

قیصر اپنے دونوں ہاتھ
سر کے نیچے لگائے۔۔ اب چہت کو
تکتے۔۔ اپنی آگے کی منصوبہ
بندی سوچ رہا تھا۔۔

♥ *Husny Kanwal* ♥

عبدالرحمان صاحب کے
اچانک اسے ڈنر پہ بلانے پر
اس کا دماغ کھٹکا ضرور تھا
لیکن یہ سوچ کر اس نے زیادہ
توجہ نہ دی کہ ایسا کیسے
ممکن ہے کہ انہیں اس کی
چھوٹی سے چھوٹی ڈیٹیل
پہنچ جائے۔۔

بڑی سی ڈائننگ ٹیبل پر
وہ دونوں باپ بیٹے بیٹھ
کر خاموشی سے کھانا کھا
رہے تھے۔۔

عبدالرحمان صاحب کے
اچانک اسے ڈنر پہ بلانے پر
اس کا دماغ کھٹکا ضرور تھا
لیکن یہ سوچ کر اس نے زیادہ
توجہ نہ دی کہ ایسا کیسے
ممکن ہے کہ انہیں اس کی
چھوٹی سے چھوٹی ڈیٹیل
پہنچ جائے۔۔

بڑی سی ڈائننگ ٹیبل پر
وہ دونوں باپ بیٹے بیٹھ
کر خاموشی سے کھانا کھا
رہے تھے۔۔

"تم نے اپنی گاڑی بیچی ہے؟"

ان کے اچانک سوال پر
قیصر کے حلق میں لقمہ اٹکا۔

اگلے ہی پل فوراً ہی اس
نے پاتی سے بھرا
گلاس منہ سے لگایا۔

تو وہ ٹھیک تھا۔۔
انہیں خبر پہنچ گئی تھی۔۔

اسے پیسوں کی اشد ضرورت
تھی۔ اسے لگا اگر وہ اپنے والد
کے سامنے لچک دیکھائے

"تم نے اپنی گاڑی بیچی ہے؟"

ان کے اچانک سوال پر
قصر کے حلق میں لقمہ اٹکا۔۔

اگلے ہی پل فوراً ہی اس
نے پانی سے بھرا
گلاس منہ سے لگایا۔۔

تو وہ ٹھیک تھا۔۔
انہیں خبر پہنچ گئی تھی۔۔

اسے پیسوں کی اشد ضرورت
تھی۔ اسے لگا اگر وہ اپنے والد
کے سامنے لچک دیکھائے

گا تو یقیناً وہ اس سے
پیسے چھین لیں گے۔۔
یہی وجہ تھی کہ اپنے پیسے
بچانے کے لیے اس نے
اکڑ کا استعمال کیا۔۔

"آپ مجھ پر نظر رکھوا رہے ہیں؟؟"

قیصر کا برہمی سے کیا گیا
سوال۔۔ عبدالرحمان صاحب کی
آنکھیں ٹوسٹ کر گیا تھا۔۔

ایک تو چوری اوپر سے سینہ زوری۔۔

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔"

گا تو یقیناً وہ اس سے
پیسے چھین لیں گے۔
یہی وجہ تھی کہ اپنے پیسے
بچانے کے لیے اس نے
اکڑ کا استعمال کیا۔

"آپ مجھ پر نظر رکھوا رہے ہیں؟؟"

قیصر کا ہریمی سے کیا گیا
سوال۔ عبدالرحمان صاحب کی
آنکھیں ٹوسٹ کر گیا تھا۔

ایک تو چوری اوپر سے سینہ زوری۔

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔"

عبدالرحمان صاحب شروع سے
بی قیصر کو پیسوں کے معاملے
میں بہت تنگ ہاتھ رکھا کرتے تھے۔۔
اس کی ہر ایکٹیوٹی پر نظر رکھتے۔۔
وہ اسے اور امیر بچوں کی
طرح بگاڑنا نہیں چاہتے تھے۔۔

کہنے کو وہ اپنے پورے کالج
کا سب سے امیر لڑکا تھا مگر
زندگی وہ بالکل مڈل کلاس
لڑکوں کی طرح جیتا تھا۔

حالت تو یہ تھی کہ اگر
اسے چھوٹی چھوٹی پارٹیز

میں گاتے کی آفر ملتی پیسوں
کے عوض۔۔۔ تو وہ اس کے لیے
بھی فوراً راضی ہو جاتا تھا۔۔

" یعنی آپ نظر رکھتے ہیں۔۔"

وہ دانت پیستے ہوئے کھڑا ہوا۔۔

ارادہ وہاں سے بھاگنے کا
تھا یوں ہی برہمی دکھا کر۔۔
تاکہ پیسے واپس نہ دینے پڑ جائیں۔۔

"بیٹھ جاو۔۔۔ بات کر رہے ہیں ہم"

عبدالرحمان صاحب نے اس کی جانب دیکھتے
۔۔ غرا کر حاکماتہ انداز میں کہا۔۔

میں گاتے کی آفر ملتی پیسوں
کے عوض۔۔۔ تو وہ اس کے لیے
بھی فوراً راضی ہو جاتا تھا۔۔

" یعنی آپ نظر رکھتے ہیں۔۔"

وہ دانت پیستے ہوئے کھڑا ہوا۔۔

ارادہ وہاں سے بھاگنے کا
تھا یوں ہی برہمی دکھا کر۔
تاکہ پیسے واپس نہ دینے پڑ جائیں۔۔

"بیٹھ جاو۔۔۔ بات کر رہے ہیں ہم"

عبدالرحمان صاحب نے اس کی جانب دیکھتے
۔۔ غرا کر حاکماتہ انداز میں کہا۔۔

" مجھے کوئی بات نہیں
کرنی آپ سے۔ آپ مجھے ابھی
تک بچہ سمجھ رہے ہیں۔
میں 19 سال کا ہوں۔
ایک گرل فرینڈ ہے میری۔
مجھے ضرورت ہوتی ہے پیسوں
کی۔ میں اس کے سامنے یوں
بھکاری بن کے نہیں پھر سکتا۔"
وہ دنیا جہاں کی بیزاری
اپنے لہجے میں سمونے۔
جھنجھلا کر بولا۔

" کتے کی بیچی؟؟ "

" مجھے کوئی بات نہیں
کرنی آپ سے۔ آپ مجھے ابھی
تک بچہ سمجھ رہے ہیں۔
میں 19 سال کا ہوں۔
ایک گرل فرینڈ ہے میری۔
مجھے ضرورت ہوتی ہے پیسوں
کی۔ میں اس کے سامنے یوں
بھکاری بن کے نہیں پھر سکتا۔"
وہ دنیا جہاں کی بیزاری
اپنے لہجے میں سمونے۔
جھنجھلا کر بولا۔

" کتے کی بیچی؟؟ "

اور یہ وہ سوال تھا جس سے
قیصر بھاگ رہا تھا۔۔

گویا انہوں نے اس کی کوئی
بات سنی ہی نہ ہو۔۔
وہ ڈائریکٹ اسے موضوع
پر واپس لے آئے تھے۔۔

قیصر سمجھ گیا تھا۔ بات بڑھاتا
بیکار ہے۔ نہ اس کے غصے کا
ان پہ کوئی اثر تھا۔ اور نہ ہی
جھنجھلانے یا اپنی ہی بستی
کا رونا رونے کا۔۔

وہ خاموشی سے اپنی
سیٹ پر دوبارہ بیٹھ گیا۔۔

"قیصر میں نے پوچھا -
کتنے کی بیچی تم نے گاڑی؟؟"
اس بار ان کی آواز میں۔۔
ہلکی سی برہمی جھلکی۔۔

"جب آپ کو پتہ چل گیا ہے
کہ میں نے بیچی ہے تو یہ
بھی پتہ چل گیا ہوگا
کتنے کی بیچی ہے۔۔
پھر مجھ سے کیوں
پوچھ رہے ہیں۔۔"

وہ عبدالرحمان صاحب
سے نظر نہیں ملا رہا تھا۔
ادھر ادھر نظر دوڑاتے ہوئے
خاصہ لاپرواہی و جل کر بولا۔

" ہم تمہارے منہ سے سننا
چاہتے ہیں۔" ان کی رعب
دار آواز پورے ڈائننگ روم
میں گونجی۔

" ساڑھے سات کروڑ۔" منمناتی
آواز میں جواب دیا۔ کہ عبدالرحمان
صاحب کے کانوں تک
آواز پہنچ تک نہ سکی۔

وہ عبدالرحمان صاحب
سے نظر نہیں ملا رہا تھا۔
ادھر ادھر نظر دوڑاتے ہوئے
خاصہ لاپرواہی و جل کر بولا۔

" ہم تمہارے منہ سے سننا
چاہتے ہیں۔" ان کی رعب
دار آواز پورے ڈائننگ روم
میں گونجی۔۔

" ساڑھے سات کروڑ۔" منمناتی
آواز میں جواب دیا۔ کہ عبدالرحمان
صاحب کے کانوں تک
آواز پہنچ تک نہ سکی۔۔

"زور سے بولو۔" بغور اس کا
چہرہ دیکھتے۔ وہ غرا کر
حکم صادر کرنے لگے۔۔

" ساڑھے سات کروڑ" بمشکل
ہی اس کی آواز حلق سے
نکلی تھی۔ ساتھ ہی اس نے
اپنا خشک گلا گھیرا کرنے کے
لیے پانی کا گلاس اٹھا کر
ایک ہی سانس میں سارا
پی لیا تھا۔۔

کہاں اسے 50 لاکھ میسر

"زور سے بولو۔" بغور اس کا
چہرہ دیکھتے۔ وہ غرا کر
حکم صادر کرنے لگے۔

" ساڑھے سات کروڑ" بمشکل
ہی اس کی آواز حلق سے
نکلی تھی۔ ساتھ ہی اس نے
اپنا خشک گلا گھٹا کرنے کے
لیے پانی کا گلاس اٹھا کر
ایک ہی سانس میں سارا
پی لیا تھا۔

کہاں اسے 50 لاکھ میسر

نہیں تھے اور کہاں وہ ساڑھے سات
کروڑ روپے چھپانے بیٹھا تھا۔

" اور کیا کیا بیج چکے ہو تم؟؟۔"

چوٹ کرنے کے لیے مارا گیا طنز کا
تیر تھا وہ۔ مگر مقابل ٹھہرا
ڈھیٹ بڈی۔ اس پر کہاں
اثر ہونا تھا۔



" ڈیڈ وہ گاڑی ویسے بھی میں
استعمال نہیں کر رہا تھا۔
کب سے یوں ہی کھڑی تھی۔"

اپنے کیے عمل کو ڈیفنانس
کرنے کے لیے اس نے وضاحت دی۔

نہیں تھے اور کہاں وہ ساڑھے سات
کروڑ روپے چھپانے بیٹھا تھا۔

" اور کیا کیا بیچ چکے ہو تم؟؟۔۔ "
چوٹ کرنے کے لیے مارا گیا طنز کا
تیر تھا وہ ۔۔ مگر مقابل ٹھہرا
ڈھیٹ بڈی۔۔ اس پر کہاں
اثر ہونا تھا۔۔

" ڈیڈ وہ گاڑی ویسے بھی میں
استعمال نہیں کر رہا تھا۔۔
کب سے یوں ہی کھڑی تھی۔۔ "
اپنے کیے عمل کو ڈیفانن
کرنے کے لیے اس نے وضاحت دی۔۔

" کیا ہم جان سکتے ہیں
ایسی کیا ضرورت آگنی
تمہیں۔۔ جو تمہیں گھر کا
سامان بیچنا پڑ گیا؟؟۔۔" وہ
نیپکن سے بڑے
مہذب انداز میں اپنے ہونٹوں کو
صاف کرتے۔۔ اس کی جانب
دیکھ۔۔ برہمی سے استفسار
کر رہے تھے۔۔

ماتا ان کی آواز بہت دھیمی تھی
مگر لہجہ برف کی طرح سرد۔۔

"مجھے کبھی نہ کرنا پڑتا یہ۔"

اگر آپ مجھے میری عمر

کے بچوں کے طرح ٹریٹ

کرنا شروع کر دیں"

اس نے سارا اپنے

عمل کا غبار انہی کے سر پہ ڈالا۔

اور خود بری و ذمہ ہو کر

دونوں ہاتھ سینے پر

فولڈ کر بھرم سے بیٹھ گیا۔

"قصر۔" اپنے ہاتھ کی مٹھی

ضبط سے بھیجتے ہوئے ۔

وہ غرائے ۔

" مجھے کبھی نہ کرنا پڑتا یہ۔

اگر آپ مجھے میری عمر

کے بچوں کے طرح ٹریٹ

کرنا شروع کر دیں"

اس نے سارا اپنے

عمل کا غبار انہی کے سر پہ ڈالا۔

اور خود بری و ذمہ ہو کر

دونوں ہاتھ سینے پر

فولڈ کر بھرم سے بیٹھ گیا۔

"قیصر۔" اپنے ہاتھ کی مٹھی

ضبط سے بھیجتے ہوئے --

وہ غرائے --

پورے ماحول پر گرما گرمی
چھا گئی تھی۔۔

" اگر آپ نے یہی پوچھنے کے لیے
مجھے بلایا تھا تو میں آپ
کو بتا چکا ہوں۔۔ ہاں میں نے
v8 بیچی ہے اپنی لینڈ کروزر
وہ بھی پورے ساڑھے سات
کروڑ روپے میں۔۔ اب میں گھر
جانا چاہتا ہوں۔۔ تھک گیا ہوں بہت۔۔"
آنکھوں میں بیزاریت۔۔
لہجے میں کڑواہٹ۔۔ جسم پر
جھنجھلاہٹ طاری کیے۔۔
جب وہ یہ کہتا ہوا اٹھا

تو عبدالرحمان صاحب نے
مایوسی سے سر جھٹکا۔

وہ دونوں ہی دنیا کے
نرالے باپ بیٹے تھے۔ دونوں کی
ہی صرف تب تک بنتی تھی
جب تک وہ خاموش رہتے تھے
جہاں ان کے منہ سے لفظ
نکلے وہیں لڑائی شروع۔

نہ تو عبدالرحمن صاحب
قیصر کو یہ سمجھا پاتے
تھے کہ وہ اسی کے اچھے
کے لیے یہ سختیاں کر رہے ہیں

تو عبدالرحمان صاحب نے
مایوسی سے سر جھٹکا۔

وہ دونوں ہی دنیا کے
نرالے باپ بیٹے تھے۔ دونوں کی
ہی صرف تب تک بنتی تھی
جب تک وہ خاموش رہتے تھے
جہاں ان کے منہ سے لفظ
نکلے وہیں لڑائی شروع۔

نہ تو عبدالرحمن صاحب
قیصر کو یہ سمجھا پاتے
تھے کہ وہ اسی کے اچھے
کے لیے یہ سختیاں کر رہے ہیں

وہ نہیں چاہتے اپنے بیٹے کو
دوسرے امیر لڑکوں کی طرح
ڈرگ ایسڈ یا دیگر برائیوں میں
ملمبوٹ دیکھنا۔۔

اور نہ ہی قیصر انہیں
یہ بات سمجھا پاتا تھا
کہ ان کی بے جا سختیاں
اسے انہی سے دور کر رہی ہیں۔
اور اب وہ اتنا بڑا ہے کہ
اپنا اچھا برا خود سمجھ
سکتا ہے۔ آخر وہ کب تک
اسے یوں بچوں کی طرح
ثریث کرتے رہیں گے۔۔

وہ نہیں چاہتے اپنے بیٹے کو
دوسرے امیر لڑکوں کی طرح
ڈرگ ایسٹ یا دیگر برانیوں میں
ملبوٹ دیکھنا۔۔

اور نہ ہی قیصر انہیں
یہ بات سمجھا پاتا تھا
کہ ان کی بے جا سختیاں
اسے انہی سے دور کر رہی ہیں۔
اور اب وہ اتنا بڑا ہے کہ
اپنا اچھا برا خود سمجھ
سکتا ہے۔ آخر وہ کب تک
اسے یوں بچوں کی طرح
ثریث کرتے رہیں گے۔

لڑکا اور لڑکی میں بہت
فرق ہوتا ہے۔ لڑکی کبھی بھی
اپنے والد سے پیسے مانگتے
ہوئے نہیں شرماتی۔ اسے لگتا
ہے یہ اس کا حق ہے۔ جب کہ
لڑکے کا معاملہ ایسا نہیں ہوتا۔
وہ فطری طور پر اپنے والد
سے پیسے مانگنے پر شرمندہ
ہو جاتا ہے۔ اور یہی بات
عبدالرحمان صاحب نہیں
سمجھ پا رہے تھے۔ کہ قیصر
اب بڑا ہو گیا ہے۔ وہ اپنی ہر
چھوٹی چھوٹی ضرورت کے
لیے ان سے پیسے مانگنے

لڑکا اور لڑکی میں بہت
فرق ہوتا ہے۔ لڑکی کبھی بھی
اپنے والد سے پیسے مانگتے
ہوئے نہیں شرماتی۔ اسے لگتا
ہے یہ اس کا حق ہے۔ جب کہ
لڑکے کا معاملہ ایسا نہیں ہوتا۔
وہ فطری طور پر اپنے والد
سے پیسے مانگنے پر شرمندہ
ہو جاتا ہے۔ اور یہی بات
عبدالرحمان صاحب نہیں
سمجھ پا رہے تھے۔ کہ قیصر
اب بڑا ہو گیا ہے۔ وہ اپنی ہر
چھوٹی چھوٹی ضرورت کے
لیے ان سے پیسے مانگنے

لڑکا اور لڑکی میں بہت
فرق ہوتا ہے۔ لڑکی کبھی بھی
اپنے والد سے پیسے مانگتے
ہوئے نہیں شرماتی۔ اسے لگتا
ہے یہ اس کا حق ہے۔ جب کہ
لڑکے کا معاملہ ایسا نہیں ہوتا۔
وہ فطری طور پر اپنے والد
سے پیسے مانگنے پر شرمندہ
ہو جاتا ہے۔ اور یہی بات
عبدالرحمان صاحب نہیں
سمجھ پا رہے تھے۔ کہ قیصر
اب بڑا ہو گیا ہے۔ وہ اپنی ہر
چھوٹی چھوٹی ضرورت کے
لیے ان سے پیسے مانگنے

نہیں آسکتا ... اور نہ ہی
وہ پیسے نہ دے کر قیصر
کو روک سکتے ہیں ان کاموں
سے جو وہ کرنا چاہتا ہے۔

"جاو۔" انہیں علم تھا
وہ لاکھ پوچھیں گے کیوں بیچی
مگر مقابل نہیں بتائے گا۔
ویسے بھی مقصود جاننا تھا
بھی نہیں۔ مقصود تو اسے بتانا تھا
کے وہ اس کے ہر چھوٹے
سے چھوٹے عمل پر
نظر رکھتے ہیں۔

اس کے وہاں سے جاتے ہی
انہوں نے اپنے خاص بندے
التمش کو بلایا۔۔

"جی سر آپ نے بلایا"
وہ نظریں جھکائے۔۔
نہایت مہذب انداز میں
استفسار کرنے لگا۔۔

وہ سائولی سی رنگت
کا مالک تھا۔ جسمات
میں بالکل پہلوان جیسا۔۔
بروان آنکھیں جو عقاب کی
طرح کام کرتیں۔۔

subscribe



اس کے وہاں سے جاتے ہی
انہوں نے اپنے خاص بندے
التمش کو بلایا۔

"جی سر آپ نے بلایا"
وہ نظریں جھکائے۔
نہایت مہذب انداز میں
استفسار کرنے لگا۔

وہ سائولی سی رنگت
کا مالک تھا۔ جسامت
میں بالکل پہلوان جیسا۔
بروان آنکھیں جو عقاب کی
طرح کام کرتیں۔

"نظر رکھو قیصر پر

کڑی۔" انہوں

نے رعبدار انداز میں حکم صادر کیا۔

قیصر نہیں جانتا وہ اس کے

بر چھوٹے سے چھوٹے عمل

پر نظر رکھواتے ہیں شروع

سے۔۔

"مجھے لگتا ہے سر۔۔

چھوٹے ماسٹر کی گاڑی

بیچنے کا تعلق نایاب بی بی

سے ہے۔۔" التمش نے اپنی رائے

دی۔۔۔

"ہمم۔۔۔" عبدالرحمان صاحب
کو خبر لگ گئی تھی کہ قیصر نایاب
کو یتیم خانے سے نکال لایا ہے۔۔
مگر اس معاملے میں انہوں
نے خاموشی اختیار کی۔۔

ان کے نزدیک اگر
قیصر اپنی بھانجی سے
اتنی محبت کرتا ہے کہ اسے
یتیم خانے میں رہنے نہ دیا۔۔
اور اس کی ذمہ داری خود
لے کر بیٹھ گیا تو یقیناً وہ

دی۔۔۔

"بمم۔۔۔" عبدالرحمان صاحب
کو خبر لگ گئی تھی کہ قیصر نایاب
کو یتیم خانے سے نکال لایا ہے۔۔
مگر اس معاملے میں انہوں
نے خاموشی اختیار کی۔۔

ان کے نزدیک اگر
قیصر اپنی بھانجی سے
اتنی محبت کرتا ہے کہ اسے
یتیم خانے میں رہنے نہ دیا۔۔
اور اس کی ذمہ داری خود
لے کر بیٹھ گیا تو یقیناً وہ

اپنی بہن عشاؑ سے بھی
بہت محبت کرتا ہوگا۔۔ اور
عبدالرحمان صاحب کو صرف
اپنی بیٹی محبوب تھی۔۔ اب
کبھی موت آئی تو بے فکر ہو کر
مر سکتے ہیں وہ۔۔ کیونکہ ان
کے پیچھے قیصر موجود ہے
اپنی بہن کا خیال رکھنے کے لیے۔۔

وہ دیکھتا نہیں ہے تو کیا۔۔
مگر وہ

بہت محبت کرتا ہے اپنی
بہن عشاؑ سے۔۔ تب ہی تو اس
کی بیٹی کو اتنی محبت سے

پال رہا ہے۔۔

"چھوٹے ماسٹر دو تین بار
پولیس اسٹیشن کے چکر
لگا چکے ہیں اور کچھ دنوں
سے وہ پولیٹیشن سے بھی
مل رہے ہیں
۔۔ ان کی ملاقاتیں مجھے
مشکوک کر
رہی ہیں ۔۔ اچانک انھیں ایسا
کیا کام پڑ گیا ان لوگوں
سے مننے کا۔
اور پھر اب ان کا اپنی گاڑی
بیچنا۔"

پال رہا ہے۔

"چھوٹے ماسٹر دو تین بار
پولیس اسٹیشن کے چکر
لگا چکے ہیں اور کچھ دنوں
سے وہ پولیٹیشن سے بھی
مل رہے ہیں
۔۔ ان کی ملاقاتیں مجھے
مشکوک کر
رہی ہیں ۔۔ اچانک انہیں ایسا
کیا کام پڑ گیا ان لوگوں
سے مننے کا۔
اور پھر اب ان کا اپنی گاڑی
بیچنا۔"

التمش نے پوری صورت حال
عبدالرحمان کے سامنے رکھی۔

"الیم کے لیے نہیں ہو سکتا یہ سب۔۔
ضرور وجہ کچھ اور ہے ۔
ورنہ چھوٹے ماسٹر کو
اتنے پیسوں کی کیا ضرورت
آن پڑی۔۔" التمش خاصہ
گمبھیر لہجے میں گویا
ہوا تھا۔۔

"تب ہی تو کہ
رہا ہوں۔ نظر کڑی رکھو
اس پر۔۔۔ مجھے یہ لڑکا

باتھوں سے نکلتا ہوا
نظر آ رہا ہے۔" عبدالرحمان
صاحب اپنی چیئر سے کھڑے
ہو کر ..التمش کو دیکھتے۔
دانت پیستے ہوئے گویا ہوئے۔

وہ بہت دور اندیش آدمی تھے
کہیں نہ کہیں انہیں اندازہ
ہو گیا تھا کہ قیصر کوئی
نہ کوئی کارنامہ انجام دیتا
پھر رہا ہے۔

♥ *Husny Kanwal* ♥

" تجھے میرے چاچا سے
ملنے کی اتنی جلدی کیوں
ہو گئی اچانک " حمزہ اسے
دیکھ۔ ایک ابرو اچکا کر۔
کسی تفتیشی افسران کی
طرح استفسار کرنے لگا۔

" میرے باپ کو خبر ہو گئی
بے میری گاڑی بیچنے کی۔
مجھے یقین ہے کل سے
مجھ پر سخت نظر رکھی
جائے گی۔ اس لیے تجھے
بلایا۔ میں آج ہی بات کرنا
چاہتا ہوں۔ "

" تجھے میرے چاچا سے
ملنے کی اتنی جلدی کیوں
ہو گئی اچانک " حمزہ اسے
دیکھ۔ ایک ابرو اچکا کر۔
کسی تفتیشی افسران کی
طرح استفسار کرنے لگا۔۔۔

" میرے باپ کو خبر ہو گئی
بے میری گاڑی بیچنے کی۔۔
مجھے یقین ہے کل سے
مجھ پر سخت نظر رکھی
جانے گی۔۔ اس لیے تجھے
بلایا۔۔ میں آج ہی بات کرنا
چاہتا ہوں۔۔ "

قیصر کی سیاہ آنکھوں سے
آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔
وہ کسی صورت اب پیچھے
بٹنے والا نہیں تھا۔۔
اتنا آگے آنے کے بعد تو
بالکل بھی نہیں۔۔

قیصر نے اپنے والد کے گھر
سے نکلتے ہی فوراً حمزہ کو
کال کر کے بلا لیا تھا۔۔

اب ان کی گاڑی
انٹر گراؤنڈ کلب کی
جانب بڑھ رہی تھی۔۔۔

قیصر نے شمیم خاتون کو
کال کر کے کہہ دیا تھا
کہ آج رات شاید وہ گھر
نہ آ سکے اس لیے وہ نایاب
کو اکیلا چھوڑ کر مت
جائیں اس کے ساتھ ہی
رکیں۔

جب نایاب اس کی زندگی
میں شروع شروع میں آئی
تھی تب وہ اسے اکیلا
گھر میں چھوڑ دیا کرتا تھا ..
شمیم خاتون بھی چلی جاتی

قیصر نے شمیم خاتون کو
کال کر کے کہہ دیا تھا
کہ آج رات شاید وہ گھر
نہ آ سکے اس لیے وہ نایاب
کو اکیلا چھوڑ کر مت
جائیں اس کے ساتھ ہی
رکیں۔۔

جب نایاب اس کی زندگی
میں شروع شروع میں آئی
تھی تب وہ اسے اکیلا
گھر میں چھوڑ دیا کرتا تھا ..
شمیم خاتون بھی چلی جاتی

تھیں کام کرنے کے بعد
اور وہ ان سے کبھی نہیں
کہتا تھا کہ جب تک میں نہ آ
جاؤں آپ نایاب کے ساتھ رکھیں۔
اس کے لیے یہ بات اہمیت
کی حامل ہی نہیں تھی
کہ وہ بچی اکیلے رہ رہی ہے
لیکن اب۔۔۔ اب معاملات الگ
تھے۔۔۔ اب وہ بہت فکر مند تھا کہ
ناياب اکیلی ہوگی
اور ٹر جائے گی۔۔۔

ان کی گاڑی ایک خوبصورت
سے کیفے کے آگے آکر رکی۔۔۔

"یہاں؟؟" قیصر کیفے کو
دیکھ الجھا۔

"ہاں برو۔۔۔ چل آجا۔۔۔ تجھے
ایک نئی دنیا سے ملواؤں۔۔۔"
حمزہ مسکراتے ہوئے کہہ کر
گاڑی سے اتر۔۔۔

حمزہ آگے آگے چل رہا تھا
اور قیصر پورے اعتماد و
بھرم کے ساتھ اس
کے پیچھے پیچھے۔۔۔

"یہاں؟؟" قیصر کیفے کو
دیکھ الجھا۔

"ہاں برو۔۔۔ چل آجا۔۔۔ تجھے
ایک نئی دنیا سے ملواؤں۔۔۔"
حمزہ مسکراتے ہوئے کہہ کر
گاڑی سے اتر۔۔۔

حمزہ آگے آگے چل رہا تھا
اور قیصر پورے اعتماد و
بھرم کے ساتھ اس
کے پیچھے پیچھے۔۔۔

کیفے کے اندر داخل ہونے
کے بعد وہ اندر کی جانب
بڑھ رہے تھے۔ انہوں نے سب
سے آخر والا کمرے کا دروازہ
کھولا۔ اور اندر داخل ہوئے۔

اس بال کمرے میں کافی
چینرز لگی ہوئی تھیں
مگر کوئی بیٹھا ہوا نظر
نہیں آ رہا تھا حمزہ اندر کی
جانب چلتا جا رہا تھا۔

اس نے بالکل کارنر میں
پہنچنے کے بعد ایک اور

دروازہ کھولا۔۔

وہاں پر لفٹ لگی تھی۔۔

وہ دونوں لفٹ میں داخل
ہوئے۔۔

لفٹ انٹر گراؤنڈ جا رہی تھی۔

لیفٹ کھلی تو باہر مکمل
اندھیرا چھایا ہوا تھا۔

"چل"۔۔ حمزہ کہہ کر
اگے کی جانب بڑھا۔۔ قیصر

بھی اس کے پیچھے چل دیا تھا۔۔

وہ بالکل کسی غار کی طرح
سرنگ تھی۔ وہ دونوں
اس میں خاموشی سے
چلتے چلے جا رہے تھے۔۔

پھر اچانک ہی انہیں کان پھاڑ
میوزک کی آوازیں
سنائی دینے لگیں۔

کچھ دیر چلتے کے بعد
جا کر اب قیصر کو ایک
دروازہ نظر آیا تھا ساتھ

بھی اس کے پیچھے چل دیا تھا۔۔

وہ بالکل کسی غار کی طرح
سرنگ تھی۔ وہ دونوں
اس میں خاموشی سے
چلتے چلے جا رہے تھے۔۔

پھر اچانک ہی انہیں کان پھاڑ
میوزک کی آوازیں
سنائی دینے لگیں۔

کچھ دیر چلتے کے بعد
جا کر اب قیصر کو ایک
دروازہ نظر آیا تھا ساتھ

بی کھڑے ہوئے بوڈی گارٹز بھی۔

انہوں نے قیصر اور حمزہ

دونوں سے ہی ان کے

موبائلز لے لیے تھے۔۔۔ساتھ

بی آئی ڈی کارڈ مانگا۔۔۔

جو حمزہ نے فوراً ہی اپنا شو

کیا۔۔

اس کے بعد جب

دروازہ کھلا تو ایک الگ

کی دنیا اس کے روبرو تھی۔۔

ایک الگ ہی جہاں آباد تھا وہ۔۔

وہاں سے آنے والی شراب و پسینوں
و سیکس کی بو نے قیصر کی ناک
کو جکڑا۔۔۔ وہ اتنی سٹرانگ
سمیل تھی کہ قیصر کو
لگا اسے الٹی آ جائے گی۔۔

وہ انڈر گراؤنڈ کلب تھا۔۔
وہاں رنگین روشنیاں میں
بدمست ناچتے ہوئے لوگ
اس کی توجہ اتنی اپنی
جانب مبذول نہیں کر سکے تھے
جتنی ان سانیٹوں میں
بیٹھے ہوئے لوگوں نے کی تھی۔۔

وہاں سے آنے والی شراب و پسینوں
و سیکس کی بو نے قیصر کی ناک
کو جکڑا۔ وہ اتنی سٹرانگ
سمیل تھی کہ قیصر کو
لگا اسے الٹی آ جانے لگی۔

وہ انڈر گراؤنڈ کلب تھا۔
وہاں رنگین روشنیاں میں
بدمست ناچتے ہوئے لوگ
اس کی توجہ اتنی اپنی
جانب مبذول نہیں کر سکے تھے
جتنی ان سائیڈوں میں
بیٹھے ہوئے لوگوں نے کی تھی۔

وہاں کھلے عام زنا ہو رہا تھا۔۔
کچھ مردوں سے کر رہے تھے
تو کچھ عورتوں سے۔۔

(بی ایل کپل جی ایل کپل)
بھی اس کی نظروں کے
سامنے تھے۔۔

لونڈے بازی تو اس نے پہلے بھی
دیکھی ہونی تھی لیکن جی ایل کپل
کو وہ پہلی بار دیکھ رہا تھا
اتنے قریب سے ۔

وہاں کھلے عام زنا ہو رہا تھا۔۔
کچھ مردوں سے کر رہے تھے
تو کچھ عورتوں سے۔۔

(بی ایل کیل جی ایل کیل)
بھی اس کی نظروں کے
سامنے تھے۔۔

لونڈے بازی تو اس نے پہلے بھی
دیکھی ہونی تھی لیکن جی ایل کیل
کو وہ پہلی بار دیکھ رہا تھا
اتنے قریب سے ۔

اسے شدت سے گھن
آئی تھی۔۔اور مرد
ذات پہ ترس بھی۔

BL couple بی ایل کیل
GL couple اور جی ایل کیل
جیسی خرافات یہ اب
میڈیا پر لے آئے ہیں۔
یہ ہمارے بچوں کے ذہنوں
میں ڈال رہے ہیں تاکہ جو کام
یہ انڈر گراؤنڈ کلبز میں
کرتے تھے وہ کام اب یہ کھلے
عام کر سکیں
اور انہیں کوئی برا کہنے

والا نہ ہو۔۔

اور برا کہے گا بھی کون؟؟۔
آج کی بچیوں کو ہی کل کی
ماتیں بنتا ہے اور ان بچیوں
کے ذہن میں ہی ایل کپل
سٹوریز ڈالی جا رہی ہیں۔
وہ ہی ایل کپل کو فینٹیسائز
کر رہی ہیں۔۔

بی ایل کپل ناولز انہیں اب عام
ناولوں سے زیادہ پسند آنے
لگے ہیں۔ بلکہ وہ تو کہتی ہی
یہی ہیں کہ جو ایک بار ہی

والا نہ ہو۔۔

اور برا کہے گا بھی کون؟؟۔۔
آج کی بچیوں کو ہی کل کی
ماتیں بنتا ہے اور ان بچیوں
کے ذہن میں ہی ایل کپل
سٹوریز ڈالی جا رہی ہیں۔۔
وہ ہی ایل کپل کو فینٹیسائز
کر رہی ہیں۔۔

ہی ایل کپل ناولز انہیں اب عام
ناولوں سے زیادہ پسند آنے
لگے ہیں۔۔ بلکہ وہ تو کہتی ہی
یہی ہیں کہ جو ایک بار ہی

ایل ناول پڑھ لے۔۔ پھر ان
عام ناولوں میں اسے مزہ
نہیں آتا۔۔

بہت سے ایجنڈوں کے تحت
ہمارے ملک میں وہ برائیاں
لائی جا رہی ہیں۔۔ جو قوم لوط
کی ہلاکت کا سبب بنی
اور وہ بھی اتنی فینٹیسائز
کر کے اتنی گلیمرس کر کے ۔
کہ ہمیں وہ پسند آنے لگ
جائیں ۔۔

اور اسے پھیلانے کا طریقہ

ایل ناول پڑھ لے۔۔ پھر ان
عام ناولوں میں اسے مزہ
نہیں آتا۔۔

بہت سے ایجنٹوں کے تحت
ہمارے ملک میں وہ برائیاں
لائی جا رہی ہیں۔۔ جو قوم لوط
کی ہلاکت کا سبب بنی
اور وہ بھی اتنی فینٹیسائز
کر کے اتنی گلیمرس کر کے ۔
کہ ہمیں وہ پسند آنے لگ
جائیں ۔۔

اور اسے پھیلانے کا طریقہ

اتنا ماڈینائز ہے کہ
جو اس کے خلاف بات
کرنے اسے جاہل یا
ان ایجوکیٹڈ پرسن
یا دقیانوسی سوچ کے مالک
کہ کر سائیڈ میں کر رہے ہیں۔۔

اپنی بات کو صحیح
ثابت کرنے کے لیے
یہ لوگ ہمارے ہی پسند
کیے ہوئے فی میل ایکٹرس
اور میل ایکٹر کو ان ڈراموں میں
شامل کر رہے ہیں
جو اس چیز کی ترغیب دلائیں

اتنا ماڈینائز ہے کہ
جو اس کے خلاف بات
کرنے اسے جاہل یا
ان ایجوکیٹڈ پرسن
یا دقیانوسی سوچ کے مالک
کہ کر سائیڈ میں کر رہے ہیں۔۔

اپنی بات کو صحیح
ثابت کرنے کے لیے
یہ لوگ ہمارے ہی پسند
کیے ہوئے فی میل ایکٹرس
اور میل ایکٹر کو ان ڈراموں میں
شامل کر رہے ہیں
جو اس چیز کی ترغیب دلائیں

اور دلیل کیا دیتے ہیں کہ
ویسے بھی بچوں کو پتہ
چلنا ہے کیونکہ کارٹونز
میں اُربا ہے ۔

ہم کہاں تک بچائیں گے بچوں
کو ۔۔ آج نہیں تو کل
انہیں پتہ چلنا ہی ہے ۔۔

اسکیوزمی۔۔ کیا بول رہے ہیں آپ؟؟۔
ہم کیوں اپنے بچوں کو یہ
بات دکھاتے لگے؟؟۔۔ ہم کیوں
اپنے بچوں کو دانستہ طور
پر آگ میں دھکیلتے لگے؟؟۔۔

ہم انہیں یہی بتائیں گے
کہ یہ حرام ہے۔۔۔ ہم انہیں
یہی بتائیں گے کہ اس کے سبب
قوم لوط پہ عذاب آیا۔۔۔

جسے آپ فینٹیسائز کر رہے
ہیں اور گلیمرس کے ساتھ
اسے خوبصورت طریقے سے
پیش کرنے کی کوشش کر رہے
بچوں کے سامنے۔۔۔ تو ہم
بتا دیں یہ کوئی نئی چیز
میں یہ KPK نہیں ہے۔۔۔ کے پی کے
ناجانے کب سے چلتا ہوا آ رہا ہے۔۔
جسے لونڈے بازی کہتے ہیں

ہم انہیں یہی بتائیں گے
کہ یہ حرام ہے۔۔۔ ہم انہیں
یہی بتائیں گے کہ اس کے سبب
قوم لوط پہ عذاب آیا۔۔۔

جسے آپ فینٹیسائز کر رہے
ہیں اور گلیمرس کے ساتھ
اسے خوبصورت طریقے سے
پیش کرنے کی کوشش کر رہے
بچوں کے سامنے۔۔۔ تو ہم
بتا دیں یہ کوئی نئی چیز
میں یہ KPK نہیں ہے۔۔۔ کے پی کے
ناجانے کب سے چلتا ہوا آ رہا ہے۔۔
جسے لونڈے بازی کہتے ہیں

کھلے الفاظوں میں -- جس کی
بھیڑ بزاروں بچے چڑھتے ہیں۔
معصوم بچے۔۔ اسے ختم کرنے
کے لیے کتنے ہی قانون بنائے
گئے مگر کیا؟؟۔ کچھ بھی نہیں
کر سکے۔ کیونکہ ایک بار
ایک برائی جڑ پکڑ لے --
تو اسے نکالنا ناممکن سم
ہو جاتا ہے۔۔ اور اب اسی
برائی کو یہ لوگ پورے
پاکستان میں پھیلانے
پر تل گئے ہیں۔۔ ہمیں واقعی
ڈرنا چاہیے۔۔ ڈرنا چاہیے
اس وقت سے جب ہم اپنے



کھلے الفاظوں میں ... جس کی
بھیڑ بزاروں بچے چڑھتے ہیں۔
معصوم بچے۔۔ اسے ختم کرنے
کے لیے کتنے ہی قانون بنائے
گئے مگر کیا؟؟۔ کچھ بھی نہیں
کر سکے۔ کیونکہ ایک بار
ایک برائی جڑ پکڑ لے۔۔
تو اسے نکالنا ناممکن سم
ہو جاتا ہے۔۔ اور اب اسی
برائی کو یہ لوگ پورے
پاکستان میں پھیلانے
پر تل گئے ہیں۔۔ ہمیں واقعی
ڈرنا چاہیے۔۔ ڈرنا چاہیے
اس وقت سے جب ہم اپنے

ہی گھر میں دو بیٹوں
کو اکیلا چھوڑ کر جانے
میں ڈریں سیا دو بیٹیوں کو۔۔

تیز چلتا میوزک۔۔
اس کے دماغ پہ جا کے
لگ رہا تھا۔

یہ امیروں کی دنیا تھی۔
جہاں سیاستدان۔ ایکٹر
ایکٹریس۔ اور ہر شعبے سے
تعلق رکھنے والے امیر لوگ
اور ان کے بچے وہاں موجود تھے
یہ وہ دنیا تھی جس

ہی گھر میں دو بیٹوں
کو اکیلا چھوڑ کر جانے
میں ڈریں کیا دو بیٹیوں کو۔۔

تیز چلتا میوزک۔۔
اس کے دماغ پہ جا کے
لگ رہا تھا۔

یہ امیروں کی دنیا تھی۔
جہاں سیاستدان۔۔ ایکٹر
ایکٹریس۔۔ اور ہر شعبے سے
تعلق رکھنے والے امیر لوگ
اور ان کے بچے وہاں موجود تھے
یہ وہ دنیا تھی جس

سے عبدالرحمان صاحب
نے ہمیشہ قیصر کو دور رکھا۔۔

حمزہ ان نیم ہر بنہ ناچتی
ہوئی عورتوں و مردوں کے درمیان
سے راستہ بناتا
اگے کی جانب بڑھ رہا تھا
ساتھ قیصر بھی۔۔

کچھ کمروں کے آگے
سے گزرتے ہوئے۔۔ انہیں زور زور
سے چیخوں کی آوازیں آرہی تھیں۔۔

وہ ایک پرانیویٹ

کمرے میں داخل ہوئے۔۔

اس کمرے میں لال بتیاں
جل رہی تھیں۔۔

ہر چیز سرخ نظر آتی۔۔

subscribe

سامنے صوفے پر ایک
وانٹ پینٹ کوٹ میں ملبوس
شخص بیٹھا ہوا تھا۔۔

وہ حمزہ کا چاچا تھا۔۔
قیصر نے دیکھ کر ہی اندازہ
لگا لیا تھا۔۔

کمرے میں داخل ہوئے۔۔

اس کمرے میں لال بتیاں
جل رہی تھیں۔۔

ہر چیز سرخ نظر آتی۔۔

سامنے صوفے پر ایک
وانٹ پینٹ کوٹ میں ملبوس
شخص بیٹھا ہوا تھا ۔۔

وہ حمزہ کا چاچا تھا ۔۔
قیصر نے دیکھ کر ہی اندازہ
لگا لیا تھا۔۔

اس شخص کے پیچھے
تین ہاڈی گارڈ الگ ہی
کھڑے نظر آرہے تھے
بلیک پینٹ کوٹ میں ملبوس۔۔

"چاچا جان۔۔ کیسے ہیں آپ؟؟"
حمزہ مسرت بھرے لہجے میں
کہتا ان کے گلے ملا جبکہ
قیصر نے صرف ہاتھ ملانے
پر اکتفا کیا۔۔

ہاتھ ملاتے وقت
قیصر ہاتھ اوپر سے لے کر

آیا ان سے ملانے کے لیے۔
نہ کہ نیچے یا برابر سے۔
جو مقابل کو یہ بتانے کے
لیے کافی تھا کہ اس
وقت وہ کسی عام لڑکے سے
باتھ نہیں ملا رہے۔ وہ
قیصر عبدالرحمان یوسف
سے باتھ ملا رہے ہیں۔۔۔

اور یہ فرسٹ امپریشن
ہی اس کا خاصہ جاتدار تھا۔۔

ماتا وہ انٹر گراؤنڈ کلب
پہلی بار آیا تھا اپنی پوری

آیا ان سے ملانے کے لیے۔
نہ کہ نیچے یا برابر سے۔
جو مقابل کو یہ بتانے کے
لیے کافی تھا کہ اس
وقت وہ کسی عام لڑکے سے
باتھ نہیں ملا رہے۔۔۔ وہ
قیصر عبدالرحمان یوسف
سے باتھ ملا رہے ہیں۔۔۔

اور یہ فرسٹ امپریشن
بی اس کا خاصہ جاندار تھا۔۔

ماتا وہ انٹر گراؤنڈ کلب
پہلی بار آیا تھا اپنی پوری

زندگی میں۔۔ مگر اس نے
اپنی باڈی لینگویج سے
اس بات کو ذرا بھی
ظاہر نہ ہونے دیا۔۔

"قیصر یہ میرے چاچا ہیں
فیضان جٹ۔۔" حمزہ
ان دونوں کا تعارف کرانے لگا۔۔

سیکس کی کمرے میں اتنی بدبو
تھی کہ قیصر کے لیے
سانس لینا بھی محال ہو رہا تھا۔۔

قیصر رائٹ سائیڈ پر رکھے

زندگی میں۔۔ مگر اس نے
اپنی باڈی لینگویج سے
اس بات کو ذرا بھی
ظاہر نہ ہونے دیا۔۔

"قیصر یہ میرے چاچا ہیں
فیضان جٹ۔۔" حمزہ
ان دونوں کا تعارف کرانے لگا۔۔

سیکس کی کمرے میں اتنی بدبو
تھی کہ قیصر کے لیے
سانس لینا بھی محال ہو رہا تھا۔۔

قیصر رائٹ سائیڈ پر رکھے

صوفے پر بیٹھا اور حمزہ لیفت۔۔

حمزہ نارمل انداز میں

بیٹھا تھا جبکہ قیصر

صوفے سے ٹیک لگا کر

ایک پاؤں پر دوسرا پاؤں رکھے۔۔

سیدھے ہاتھ کو صوفے کے

اوپری حصے پر ٹکا کر

نہایت شہانہ انداز میں بیٹھا۔۔

وہ بالکل ایسے بیٹھا تھا

جیسے کوئی بادشاہ اپنی

سلطنت کے سامنے بیٹھتا ہے۔۔

اس کے پروقاریت



صوفے پر بیٹھا اور حمزہ لیفت۔۔

حمزہ نارمل انداز میں

بیٹھا تھا جبکہ قیصر

صوفے سے ٹیک لگا کر

ایک پاؤں پر دوسرا پاؤں رکھے۔۔

سیدھے ہاتھ کو صوفے کے

اوپری حصے پر ٹکا کر

نہایت شہانہ انداز میں بیٹھا۔۔

وہ بالکل ایسے بیٹھا تھا

جیسے کوئی بادشاہ اپنی

سلطنت کے سامنے بیٹھتا ہے۔۔

اس کے پروقاریت

بیٹھنے کے انداز سے ہی
جھلک رہی تھی۔

قیصر عبدالرحمان
مقابل کو کوئی عام سہ
19 سالہ لڑکا نہیں معلوم ہوا۔

"حمزہ نے بتایا تم
ملنا چاہتے ہو مجھ سے؟"
فیضان جٹ نہایت تحمل
سے اسے تکتے ہوئے استفسار
کرنے لگے۔

"جی۔" فقط ایک لفظی

بیٹھنے کے انداز سے ہی
جھلک رہی تھی۔

قیصر عبدالرحمان
مقابل کو کوئی عام سہ
19 سالہ لڑکا نہیں معلوم ہوا۔

"حمزہ نے بتایا تم
ملنا چاہتے ہو مجھ سے؟"
فیضان جٹ نہایت تحمل
سے اسے تکتے ہوئے استفسار
کرنے لگے۔

"جی۔۔" فقط ایک لفظی

جواب۔۔

"کیوں؟؟" سامنے بیٹھا لڑکا

کوئی لچک نہیں دکھا رہا

تھا ان کے آگے اور یہ

بہت بڑی بات تھی ان کے لیے۔۔

ورنہ جس مقام پر وہ فائز

تھے لوگ ان کے آگے جھک جھک

جاتے ہیں۔۔

"اپنی طاقت بڑھاتے کے لیے۔۔"

"جہاں تک مجھے پتہ ہے

جواب۔۔

"کیوں؟؟" سامنے بیٹھا لڑکا

کوئی لچک نہیں دکھا رہا

تھا ان کے آگے اور یہ

بہت بڑی بات تھی ان کے لیے۔۔

ورنہ جس مقام پر وہ فائز

تھے لوگ ان کے آگے جھک جھک

جاتے ہیں۔۔

"اپنی طاقت بڑھاتے کے لیے۔۔"

"جہاں تک مجھے پتہ ہے

تم عبدالرحمان یوسف کے
بیٹے ہو تمہارے پاس تو
الریڈی بہت طاقت ہے۔۔" فیضان
جٹ فوراً ہی بول پڑے تھے۔۔

" کریکٹ کریں۔۔ وہ میرے
ڈیڈ کی طاقت ہے۔۔ میں یہاں
اپنی طاقت بڑھانے کے لیے
آیا ہوں۔۔" وہ ایک ایک
لفظ پر خاصہ جماو دے کر
گویا ہوا تھا۔۔

اس کے لہجے میں
اتھارٹی تھی۔ پاور۔۔

تم عبدالرحمان يوسف کے
بیٹے ہو تمہارے پاس تو
الریڈی بہت طاقت ہے۔ "فیضان
جٹ فوراً ہی بول پڑے تھے۔

"کریکٹ کریں۔۔۔ وہ میرے
ڈیڈ کی طاقت ہے۔۔۔ میں یہاں
اپنی طاقت بڑھانے کے لیے
آیا ہوں۔" وہ ایک ایک
لفظ پر خاصہ جماو دے کر
گویا ہوا تھا۔

اس کے لہجے میں
اتھارٹی تھی۔ پاور۔

اس کم عمر نوجوان کی
سیاہ آنکھوں میں سپارک تھا ۔
پاور کی چمک۔۔
جو وہ دیکھ سکتے تھے۔۔

" کوئی چیز فری نہیں ہوتی
یہاں سب چیز کی قیمت ہوتی ہے۔۔
میں تمہاری کنکشنز بڑھاتے
میں مدد کر سکتا ہوں۔۔
مگر مجھے بدلے میں کیا
ملے گا ؟؟۔۔" وہ ہلکا سا معنی
خیزی سے مسکرا کر پیچھے
ہو کر بیٹھتے۔۔ ایک ابرو

اس کم عمر نوجوان کی
سیاہ آنکھوں میں سپارک تھا ۔
پاور کی چمک۔۔
جو وہ دیکھ سکتے تھے۔۔

" کوئی چیز فری نہیں ہوتی
یہاں سب چیز کی قیمت ہوتی ہے۔۔
میں تمہاری کنکشنز بڑھاتے
میں مدد کر سکتا ہوں۔۔
مگر مجھے بدلے میں کیا
ملے گا؟؟۔۔" وہ ہلکا سا معنی
خیزی سے مسکرا کر پیچھے
ہو کر بیٹھتے۔۔ ایک ابرو

اچکا کر پوچھ رہے تھے۔۔

" کتنا چاہیے آپ کو۔۔"

نہایت بے نیازی کے ساتھ
استفسار کیا۔۔ جیسے پتہ نہیں
کتنا خزانہ لیے بیٹھا ہو۔۔

جبکہ وہ اور حمزہ دونوں ہی
جانتے تھے

کہ صرف ان کے پاس ساڑھے
سات کروڑ روپے ہیں۔

اس سے زیادہ کی اگر انہوں نے
مانگ کی تو وہ نہیں دے
سکے گا۔۔ لیکن اس کا

باوجود وہ اپنا جھوٹا
بہرم قائم رکھے ہوئے تھا۔

وہ ہمیشہ سے ہی سوسائٹی
میں بہت امیر لڑکے کے طور
پر دیکھا گیا لیکن وہ جانتا
تھا کہ اس کی پاکٹ منی کتنی
نہی تلی ہے۔ وہ جانتا تھا کہ
کالج لائف میں ہونے کے باوجود
اس کا بینک اکاؤنٹ عبدالرحمان
صاحب کے بینک اکاؤنٹ سے
جواننٹ ہے جس کی وجہ
سے وہ کبھی بھی بغیر ان
کی اجازت کے زیادہ پیسے

باوجود وہ اپنا جھوٹا
بہرم قائم رکھے ہوئے تھا۔

وہ ہمیشہ سے ہی سوسائٹی
میں بہت امیر لڑکے کے طور
پر دیکھا گیا لیکن وہ جانتا
تھا کہ اس کی پاکٹ منی کتنی
نہی تلی ہے۔ وہ جانتا تھا کہ
کالج لائف میں ہونے کے باوجود
اس کا بینک اکاؤنٹ عبدالرحمان
صاحب کے بینک اکاؤنٹ سے
جوائنٹ ہے جس کی وجہ
سے وہ کبھی بھی بغیر ان
کی اجازت کے زیادہ پیسے

باوجود وہ اپنا جھوٹا
بہرم قائم رکھے ہوئے تھا۔

وہ ہمیشہ سے ہی سوسائٹی
میں بہت امیر لڑکے کے طور
پر دیکھا گیا لیکن وہ جانتا
تھا کہ اس کی پاکٹ منی کتنی
نہی تلی ہے۔ وہ جانتا تھا کہ
کالج لائف میں ہونے کے باوجود
اس کا بینک اکاؤنٹ عبدالرحمان
صاحب کے بینک اکاؤنٹ سے
جوائنٹ ہے جس کی وجہ
سے وہ کبھی بھی بغیر ان
کی اجازت کے زیادہ پیسے

باوجود وہ اپنا جھوٹا
بہرم قائم رکھے ہوئے تھا۔

وہ ہمیشہ سے ہی سوسائٹی
میں بہت امیر لڑکے کے طور
پر دیکھا گیا لیکن وہ جانتا
تھا کہ اس کی پاکٹ منی کتنی
نہی تلی ہے۔ وہ جانتا تھا کہ
کالج لائف میں ہونے کے باوجود
اس کا بینک اکاؤنٹ عبدالرحمان
صاحب کے بینک اکاؤنٹ سے
جوائنٹ ہے جس کی وجہ
سے وہ کبھی بھی بغیر ان
کی اجازت کے زیادہ پیسے

نہیں نکال پاتا تھا۔ ان سب
کے باوجود وہ ہمیشہ اپنے
کالج میں اپنی امیری
کا بھرم رکھنے میں کامیاب
رہا۔

جب اس کی پاکٹ میں
ایک روپیہ بھی نہیں ہوتا تھا نا۔
تب بھی وہ بڑے
بھرم سے بیٹھتا تھا لوگوں کے
سامنے۔ اب تو پھر اس کے پاس
ساڑھے سات کروڑ روپے تھے۔
اس کے تو ایٹھیوڈ کا
لیول ہی الگ تھا۔ ایسے

جیسے پوری دنیا ہی اس
کی جیب میں ہو۔۔

"پانچ کروڑ۔"

قیصر نے دل ہی دل سکھ کا
سائنس لیا ان کی ڈیمانڈ سن۔۔

"حمزہ۔۔" اس نے بس حمزہ کو
آنکھوں سے ہلکا سا اشارہ کیا
اور حمزہ نے فوراً ہی اپنا
سیل نکال کر۔۔ اپنے بینک
اکاؤنٹ سے پیسے اپنے
چاچا کے اکاؤنٹ میں

ٹرانسفر کیے۔۔

قیصر نہ تو اپنا الگ
اکاؤنٹ کھلوا سکتا
تھا اور نہ ہی اپنے اکاؤنٹ
میں پیسے رکھ سکتا تھا کیونکہ
عبدالرحمان صاحب کا
اور اس کا جوائنٹ اکاؤنٹ
تھا یہی وجہ تھی کہ
اس نے اپنے پیسے حمزہ
کے اکاؤنٹ میں رکھوائے۔۔

صرف تین چار لمحے لگے۔۔ اور
فیضان جٹ کے بینک میں

ٹرانسفر کیے۔۔

قیصر نہ تو اپنا الگ
اکاؤنٹ کھلوا سکتا
تھا اور نہ ہی اپنے اکاؤنٹ
میں پیسے رکھ سکتا تھا کیونکہ
عبدالرحمان صاحب کا
اور اس کا جوائنٹ اکاؤنٹ
تھا یہی وجہ تھی کہ
اس نے اپنے پیسے حمزہ
کے اکاؤنٹ میں رکھوائے۔۔

صرف تین چار لمحے لگے۔ اور
فیضان جٹ کے بینک میں

پیسے ٹرانسفر ہو گئے۔۔

ان کے پیچھے کھڑا ایک
حبشی گارڈ اثبات میں سر ہلا
کر انہیں اشارہ دینے لگا
کہ پیسے ٹرانسفر ہو گئے ہیں۔۔
جس کے بعد وہ ہلکا سا مسکرائے۔۔

سامنے بیٹھا وانٹ ٹی شرٹ
اور بلیک جینز میں ملبوس
وہ نوجوان انہیں ایک
بہت ڈارک پرسنلٹی کی
یاد دلا رہا تھا۔ لیکن وہ فوراً ہی
اپنا سر جھٹک گئے۔۔

پیسے ٹرانسفر ہو گئے۔۔

ان کے پیچھے کھڑا ایک
حبشی گارڈ اثبات میں سر ہلا
کر انہیں اشارہ دینے لگا
کہ پیسے ٹرانسفر ہو گئے ہیں۔۔
جس کے بعد وہ ہلکا سا مسکرائے۔۔

سامنے بیٹھا وانٹ ٹی شرٹ
اور بلیک جینز میں ملبوس
وہ نوجوان انہیں ایک
بہت ڈارک پرسنلٹی کی
یاد دلا رہا تھا۔ لیکن وہ فوراً ہی
اپنا سر جھٹک گئے۔۔

ایسا کیسے ممکن تھا؟؟۔۔
دنیا جانتی تھی کہ
وہ عبدالرحمان صاحب
کا بیٹا ہے۔۔

"میں ذرا جلدی چاہتا ہوں۔۔"

قیصر نے خاصہ بھرم سے کہا۔۔

" اتنی کم عمری میں
طاقت کی اتنی بھوک۔۔"

فیضان جٹ رہ نہ سکے تھے
بولے بغیر۔۔

جس پر وہ فقط مسکرا دیا۔۔

"یہ لسٹ ہے 42 بندوں کی۔۔
جن سے میں مل کر تعلقات
بڑھاتا چاہتا ہوں اس وقت۔۔"
قیصر نے اپنی جیب سے
لسٹ نکال کر ان کے
اگے بڑھائی۔۔

"ان لوگوں سے؟؟۔۔" انہوں نے
لسٹ کھول کر دیکھی۔۔

subscribe



اس لسٹ میں کچھ سیاست
دانوں کے نام تھے۔۔ تو کچھ
این جی اوز اور ویلفیئررز

"یہ لسٹ بے 42 بندوں کی۔۔
جن سے میں مل کر تعلقات
بڑھاتا چاہتا ہوں اس وقت۔۔"
قیصر نے اپنی جیب سے
لسٹ نکال کر ان کے
اگے بڑھائی۔۔

"ان لوگوں سے؟؟۔۔" انہوں نے
لسٹ کھول کر دیکھی۔۔

اس لسٹ میں کچھ سیاست
دانوں کے نام تھے ستو کچھ
این جی اوز اور ویلفیئررز

چلاتے والوں کے
اور کچھ پولیس آفیسرز کے۔
اور کچھ ایسے لوگوں کے
بھی جنہیں وہ پرسنلی جانتے تک
نہیں تھے۔۔۔ مگر نام سن رکھا
تھا ان کا۔۔۔

#جاری_ہے 

پلیز تھوڑی زحمت کر لیں
اچھے ریویوز دینے کی۔۔
تا کہ محنت وصول ہوتی
محسوس ہو۔۔۔

اپنا نام بھی بتا دے
دیکھ --- فیضانِ جہٹ
ہلکا سہ مکر اے ---

"کام ہو جائے گا تمہارا
میں پارٹی رکھوں گا
خاص اپنے فنارم ہاؤس پر ---
اس لسٹ کا ہر ممبر
وہاں موجود ہو اس
بات کو یقینی بنانے کی
میں ہر ممکنہ کوشش



میں ہر لمحہ بوسوں
کروں گا۔۔"

ان کے اطمینان بخش
انداز میں کہتے ہی قیصر
نے فقط اثبات میں
سر ہلایا۔۔۔

"ٹھیک ہے بوائے۔۔ تم فن کرو
اب میں چلتا ہوں۔۔۔
تمہاری حاجی میرا



بہاروں کی پٹی یہ راز
انتظار کر رہی ہوگی کھانے پر۔۔"

فن کے لفظ پر وہ زور دے
کر۔۔ معنی خیزی سے مسکراتے ہوئے
بولے۔۔۔



اور پھر کھڑے ہو کر
اپنے گارڈز کے ساتھ
پرائیویٹ روم سے نکل گئے۔۔۔

اور بس ان کا کمرے سے

نکلنا ہوتا کہ دو نہایت ہی
خوبصورت لڑکیاں کمرے
میں داخل ہوئیں۔۔۔



وہ دونوں ہی نیم برہنہ تھیں۔۔
جو تھوڑا بہت جسم کو
چھپا رکھا ہوتا وہ کالے
رنگ کے لباس سے ہوتا۔۔۔

ایک قیصر سے آکر چیک

یہ کر بیٹھی تو دوسری
حمزہ سے۔۔۔

ان کے ہونٹوں پر لگی
سرخ لال لپٹک کسی
کو بھی اپنی جانب
اٹریکٹ کرنے کے لیے
کافی تھی۔۔۔

”ہمیں گھر چلنا چاہیے



جنگلو انتظار کر رہی ہوگی
میرا۔۔ "وہ سرد لہجے میں حمزہ
کو دیکھ بولا۔۔۔

"جہاں اتنا انتظار کیا ہے
وہاں تھوڑا اور کر لے گی
ویسے بھی ملازمہ سے
کہہ دیا نا تو نے
پھر کیوں فنکر کر رہا ہے
اب اتنی دور آئے ہیں تھوڑا



فن کر کے ہی جائیں گے
یار۔۔۔۔" وہ معنی خیزی
سے ایک آنکھ ونگ کرتے ہوئے
کہتا کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔



اس لڑکی کے ساتھ
دوسرے کمرے میں جانے کے لیے۔۔۔

قیصر بخوبی واقف تھا
اس لمحے وہ حمزہ کو

نہیں روک سکتا۔۔۔ اس لیے
اس نے دوبارہ کہنے کی
زحمت بھی نہیں کی۔۔۔



سب کے جانے کے بعد
اب صرف وہ ڈارک لال رنگ
بالوں والی خوبصورت لڑکی
اور قیصر بچے تھے کمرے میں۔۔۔

قیصر سچ نہیں سکا

اس کے بال واقعی اتنے ڈارک
لال ہیں یا لال روشنی کی
وجہ سے ایسے دیکھ رہے ہیں۔۔

وہ لڑکی لہکتے ہوئے انداز
میں قیصر کے سینے پر
اپنی انگلیاں پھیرنے لگی۔۔۔

"تم مجھے چھوڑ کے
جانے کی بات کر رہے تھے۔۔



یقین نہیں آیا مجھے۔۔ "وہ
لڑکی اس کے کان کے پاس
منہ لا کر۔۔ سرگوشی کرنے والے
انداز میں بولی۔۔

اس کی گرم سانسیں
قیصر کے کانوں کی لو کو
جھلسا گئی تھیں۔۔۔

وہ لڑکی جیسے برا مان
گئے



گئی تھی۔۔۔ کہ اسے دیکھنے
کے باوجود قیصر اسے
چھوڑ کر جانے کی بات
کر رہا تھا۔۔۔ یہ اس کے
نزدیک۔۔۔ اس کی خوبصورتی
کی توہین تھی۔۔۔ سخت
توہین۔۔۔



"میں اس کلب کی
سب سے خوبصورت لڑکی ہوں۔۔۔
تم مجھے دیکھو۔"

اور تم مجھے چھوڑ کر
جبار ہے تھے۔۔ "قیصر
صرف اے دیکھ رہا تھا
کوئی جواب نہ دیا
تو وہ پھر بولی۔۔۔



اگر وہ کہہ رہی تھی
کہ وہ اس کلب کی سب
سے خوبصورت لڑکی ہے
تو قیصر ماننے کے لیے
تو قیصر ماننے کے لیے

اس کا کوئی موڈ نہیں ہوتا
کسی لڑکی کے ساتھ فلرٹ
کرنے کا اس وقت --
یہی وجہ تھی کہ
سامنے بیٹھی اتنی خوبصورت
لڑکی بھی اس کے لیے بے معنی
سی تھی ---



کالج میں انگنت لڑکیاں
تھیں جو اس پر اپنا آپ
گاتے تھے

لڑائی میں
اس کی امیری اور
خوبصورت چاکلیٹی لکس
سے متاثر ہو کر۔۔
وہ بھی اسے انہی لڑکیوں
جیسی لگی۔۔۔
کوئی نئی بات نہیں تھی
اس کے لیے۔۔۔

”تمہیں میری آنکھیں
نہیں لگتے



خوبصورت ہمیں ملیں۔۔۔
لوگ کہتے ہیں میری آنکھیں
اتنی خوبصورت ہیں
کہ ان کا ڈوب جانے کا
دل کرتا ہے ان میں۔۔۔ "اس لڑکی نے
قیصر کی بے رخی دیکھ۔۔۔
اس کے رخسار پر اپنا ہاتھ رکھ
کر اس کی توجہ مکمل
اپنی جانب مبذول کی تھی
خاص طور پر اپنی
آنکھوں کی طرح۔۔۔"



آنکھوں کی جانب۔۔۔

اے بڑا عنبرور ہوتا ان
حسین آنکھوں کے حوام
سے نہیں بچ پائے گا وہ۔۔۔

مرد اکثر دو ہی چیز پر
دل ہارتا ہے یا تو لڑکی کا
فیکر یا تو آنکھیں۔۔۔

اگر وہ انہی آنکھوں پر



اگر وہ اپنی اٹھوں پر
عنبرور کر رہی تھی تو
عناب نہ بھتا یقیناً وہ سیاہ
نشیلی آنکھیں کسی کو
بھی اپنے اندر ڈبو لینے
کا ہنر لیے ہوئے تھیں
مگر نہ جانے کیوں مقابل
کو اس کی آنکھیں سنی
لگیں۔۔۔



وہ اڑ کر نہ ہنسی ہو گا

وہ اریڈ نہیں ہو سکا۔۔
نہیں جاننا کیوں۔۔۔
مگر بس نہیں ہو سکا۔۔

اے اچھے سے علم ہوتا
حمزہ اچھا خاصہ وقت لگانے
والا ہے۔۔۔ اتنا وقت وہ محبوبور
ہے اے یہی گزارنا ہے۔۔۔ ایسے
میں برابر میں بیٹھی لڑکی
ٹائم پاس کے لیے اچھی تھی۔۔۔
مگر یہاں مسئلہ ہے۔۔۔



کمر سارا سدا یہ ہوا ہے
دل اپنے جگنو میں پڑا ہوا
اس کا۔۔۔ پتہ نہیں اس
نے کھانا کھایا ہو گا یا نہیں



سونے سے پہلے
رات کو دودھ پیا ہو گا یا نہیں۔۔۔

کہیں وہ ڈر تو نہیں رہی ہو گی۔۔۔

شیم حنا تون

سیم سائون
سے تو ویسے بھی وہ بات نہیں
کرتی تھی۔۔۔ اس لیے وہ
انہیں کبھی نہیں بتائی گی
کہ اگر وہ ڈر بھی رہی ہوگی تو۔۔۔



وہ بالکل اس لمحے
ایسے فکر مند بھتا اپنے حُگنو
کے لیے۔۔۔ جیسے کوئی چھوٹے سے بچے
کی ماں ہوتی ہے۔۔۔ کہ وہ
چلی تو جاتی ہے اپنے

بچے کو سب ہی ہے اپنے
بچے کو کسی کام سے
چھوڑ کر گھر میں
مگر اس کا دل اپنے
بچے میں ہی پڑا رہتا ہے۔۔۔



"تم کچھ بولتے نہیں ہو
کیا؟؟" وہ لڑکی اب
جھنجھلا رہی تھی۔۔۔ اتنا
حاکمیٹی سے لڑکا اور
ذرا بھی سچ نہیں کر رہا تھا۔۔۔

وہ جس عمر میں
بھتا اس میں تو لڑکے بھوکے
شیروں کی طرح گرتے
ہیں۔۔۔



"اچھا نام کیا ہے
تمہارا؟؟؟۔۔" وہ دانستہ
طور پر اپنے آگے کے جسم کو
اس کے بازو سے چیکا کے

بھرائی آواز میں پوچھنے لگی۔۔۔

"قیصر۔۔" بے رخی کی انتہا
کو چھوتے۔۔۔ دنیا جہاں کی
بیزاریت اپنے لہجے میں
سموئے۔۔۔ فقط اس نے
ایک لفظ ادا کیا۔۔۔

"او۔۔۔۔۔ قیصر۔۔۔" متابل
نے اپنے



ہو نٹوں کو ایک ادا سے
گول کرتے ہوئے حنا ص
لہکتے ہوئے اس کا نام
دوہرایا۔۔۔۔۔



"تو کیا وہ اتنی خوبصورت
ہے کہ مجھے لمحہ بھر کے
لیے دیکھنے کی اجازت بھی
نہیں دیتی تمہیں۔۔"

قیصر اس کے سوال پر
الجبھا۔۔۔

"کون؟؟۔۔"

"وہ ہی۔۔۔ جس کی فکر
میں گھل رہے ہو۔۔" وہ
تجسس سے پوچھ رہی
تھی اب۔۔۔



"وہ۔۔ میرا جگنو ہے۔۔" بے دھڑک
منہ سے نکلا۔۔

"جگنو؟؟؟۔۔" مقابل الجھ کر۔۔

"میری بیوی ہے۔۔ میں اسے
جگنو بلاتا ہوں۔۔" قیصر نے
شاید نوٹ نہیں کیا تھا
لیکن جب ٹاپک جگنو پر
ایا تو اس کے لہجے میں



رچی بسی صدا کی بینزاریت
غائب ہوگی تھی۔۔۔

قیصر عبدالرحمن یوسف کا
پسندیدہ ٹاپک۔۔۔ ہتا حبگنو۔۔۔

"اوو۔۔۔ شٹی مسٹ بی
لکی۔۔۔" وہ لڑکی مسکراتے
ہوئے بولی۔۔۔



"کیا بہت خوبصورت
ہے تمہاری بیوی؟؟" وہ
تجسس رکھتی تھی
حبانے میں۔۔ کوئی بھی رکھے
گا کیونکہ وہ لڑکا ایسی
جگہ بیٹھ کر اس لڑکی کو
ریجیکٹ کر رہا تھا جہاں
ریجیکٹ نہیں کیا جاتا۔۔

"پتہ نہیں۔۔۔"



میں نے ابھی اتنا غور نہیں کیا"
وہ لڑکی نہ جانے کیا کیا
سوچے بیٹھی تھی۔۔

کہ وہ تعریف میں نہ جانے
کون کون سے قصیدے پڑنے
والا ہے اپنی بیوی کے
لیکن جواب جو ملا
بالکل توقع کے برعکس تھا۔۔

"غور نہیں کیا؟؟۔۔ کیوں؟؟۔۔"



اب اس کا اشتیاق مزید بڑھ
گیا تھا

"پتا نہیں۔۔۔" کندھے لا علمی
میں اچکائے۔۔۔

"اچھا چلو یہ بتاؤ
جب تم اسے دیکھتے
ہو تو کیا سوچتے ہو؟؟۔۔"

وہ مسکراتے ہوئے پوچھ



رہی تھی۔۔

اس کا کام دل لگانا تھا
اپنے کسٹمر کا۔۔ اب مفتاب
باتیں کر کے لگا رہا تھا
تو باتیں کر کے ہی صحیح۔۔

مزا اسے بھی آرہا تھا
جاننے میں۔۔ پہلی بار
ایسا اجنبی جو ٹکرایا تھا۔۔



"یہ۔۔۔ کے۔۔۔" حنا ص سوچتے ہوئے
"کے وہ کب بڑی ہوگی۔۔۔"
اور بس قیصر کی بات
سننا تھا کہ مقابل بے اختیار
ہی قہقہہ لگا بیٹھی۔۔۔



وہ مراد متکلم نہیں
سمجھ سکی تھی۔۔۔
اور سمجھتی بھی کسے
تھا۔۔۔

وہ بھوڑی جانتی تھی
کے اس لڑکے کی بیوی چھ
سال کی بچی ہے۔۔۔
اس کے تو خیالوں میں بھی
نہیں گزر سکتی تھی یہ بات۔۔۔



"بہت بچوں جیسی
حرکتیں کرتی ہے وہ؟؟"

"حرکتوں کی کیا بات کہی؟؟"

ہے کچھ "نہایت اہم" باتیں

وہ ہے ہی بچی۔۔ "مقابل فوراً
ہی ٹوکتے ہوئے بولا ہوتا۔۔۔

"بچی ہے؟؟۔۔ مت کتنی عمر کی"

"چھ سال۔۔۔"

"واٹ؟؟۔۔" مقابل کا حیرت
سے منہ کھلا ہوتا۔۔۔

"میں ابھی"



"ہاں۔۔۔ میں بس یہی
سوچتا رہتا ہوں کہیں
میں بڑھانہ ہو جاؤں
اس کا انتظار کرتے کرتے۔۔۔"
اس 19 سالہ لڑکے کی
فکر مندی بھری بات سن۔۔
برابر بیٹھی لڑکی بے اختیار
ہی قہقہہ لگا بیٹھی تھی۔۔۔
وہ دونوں مزید باتیں کرتے۔۔۔



اس لال بال والی لڑکی کو
مہزہ آرہا ہوتا۔۔۔
مگر حمزہ آدھمکا۔۔ اپنی
شرٹ کو صحیح کرتے ہوئے۔۔۔



"لے تو نے تو شروع بھی نہیں کیا۔۔"
حمزہ منہ بسور کر بول اٹھا۔۔۔

"تیرا ہو گیا نا؟" قیصر
زرگر دادا ٹھٹھہر کر

لے لرون سیڑ سی لرون
خاصہ بے زاری سے پوچھا۔

"ہاں" حمزہ فوراً ہی فخرانہ
انداز میں اثبات میں سر ہلانے لگا۔
جیسے نہ جانے کون
سہ مہمان کام کر کے آیا ہو۔۔۔



سارا مسئلہ یہ ہیں تو
آ کے شروع ہوتا ہے
گھر : اوع : ام : نکاح : نہیں

لنہاہ عمام ہہ ننگاں ہیں۔۔۔

"بس ٹھیک۔۔۔ چل۔۔۔" وہ یہ
کہتے فوراً ہی کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔



ابھی وہ باہر کی جانب
ایک۔ دو قدم ہی چلا تھا
کہ پھر کچھ یاد آنے پر
اس لڑکی کی جانب مڑا۔۔۔

"وہے اگر مڑا اگلی بار ہاں

ویسے اگر سیرا اسی بار یہاں
آنا ہوا تو میں اپنے جگنو
کی تصویر ضرور لاؤں گا
تمہیں دکھانے کے لیے۔۔۔
تاکہ تمہیں پتہ چلے
دنیا کی سب سے خوبصورت
آنکھیں دکھتی کیسی ہیں۔۔۔"
اتنا کہہ کر وہ مسکراتے
ہوئے اگے چل دیا ہوتا۔۔۔



کا کمرے میں داخل ہونا ہوتا
کہ وہ مسرت بھرے لہجے میں
کہتی خوشی سے سرشار
ہو کر بیڈ سے اتر کے
اس کی جانب بھاگتے ہوئے
یوں آئی۔۔ کہ جیسے دنیا
کی ساری خوشیاں بس اس
ایک شخص سے وابستہ ہوں



دیدار سے ہی مل گئی ہوں۔۔۔

وہ بھاگتے ہوئے آ کے
اس کے پاؤں سے لپٹ گئی تھی۔۔



جسے جھک کر۔۔۔
اس نے گود میں اٹھایا
بھتا۔۔۔

"سوئی، ہائیں، م، ابی، تہ۔۔۔"
اس کے پیشانی کو نرمی سے
چومتے۔۔۔ ہلکی سی برہمی
کے ساتھ استفسار کیا۔۔۔



"نہیں۔۔۔ میں نے سوچا
اگر میں سو گئی اور تم
ڈر گئے تو۔۔۔ اس لیے میں جاگتی
رہی۔۔۔" اس کی بات سن

بڑی سی مکر اہٹ بکھرتی۔۔۔

"تمہیں کیسے پتا
میں ڈر جاتا ہوں؟؟۔۔"



"کیونکہ تم میرا ہاتھ پکڑے لیتے
ہو سوتے وقت۔۔ ڈرتے ہو ناں تم؟"
اب وہ جیسے تصدیق چاہ

کیا کہتا۔۔۔ اچھا لگتا ہے
اس کا ننھا ہاتھ اپنے ہاتھوں
میں دیکھنا۔۔۔



اس کا نرم و ملائم لمس بڑا
سرور دیتا تھا۔۔۔ مگر یہ بات
وہ اسے نہیں بتا سکتا تھا

انہی باتوں نے اسے

بھائی کی۔۔۔

"ہاں۔۔" مسکراتے

ہوئے اثبات میں سر ہلا کر
اس کی بات کی تصدیق کی۔۔



" دیکھو قیصر۔۔۔ چھوٹے بیبیز babies

کی طرح بڑے بیبیز
بھی ڈر جاتے ہیں۔۔۔ تم فنکر

میں تمہارا ہاتھ پکڑ کے
سویا کروں گی تاکہ تمہیں
ڈر نہ لگے



"شکر یہ پر نس۔۔۔ اپنا ہاتھ
مجھے پکڑنے کا شرف
دینے کے لیے۔۔" یہ کہتے
اس نے مسکرا کر نایاب کے

لگائی۔۔۔

"لیپیو۔۔۔ قیصر۔۔۔ تم میں سے
بدبو آرہی ہے۔۔۔" نایاب نے
جیسے ہی اپنا سر اس
کے کندھے پر رکھا۔۔۔
اگلے ہی لمحے اس کی ناک کو
سٹرانگل۔۔۔ پر فسیوم کی
خوشبو نے۔۔۔



وہ نورانی سر اسے برا
سہ منہ بناتے ہوئے بول
اٹھی۔۔۔

"واقعی؟؟؟۔" نایاب کے کہتے
ہی اس نے
محسوس کیا اور اپنی
شرٹ کو سونگھا۔۔
اس میں سے



شاید اس لڑکی کے پر فنیوم کی۔۔



"تم حنہ مامی کے پاس
سے آرہے ہو؟؟؟۔۔" اس کی
شرٹ سے آنے والی خوشبو
بہت حد تک حنہ کے پر فنیوم
جیسی تھی۔۔ ملتی جھلتی
سی۔۔ بہت سٹرانگ۔۔

مگر ناپاب حوشتبوی وحب
سے نہیں پوچھ رہی تھی۔۔۔
اس نے بس ایسے ہی
پوچھ لیا تھا۔۔۔



"نہیں۔۔۔ اور حسنہ مامی نہیں
ہے کمھاری۔۔۔ صرف ممیری
گرل فرینڈ ہے۔۔۔"

یہ لڑکا لڑکی کی دوستی
سرام ہوتی ہے قیصر۔۔۔"

وہ چھوٹی سی پری۔۔۔
چھوٹی آنکھیں کر
بغور اسے گھورتے ہوئے۔۔۔
بتا رہی تھی۔۔۔



بتا تو کیا ہی رہی تھی

جیسے ڈرا رہی ہو۔۔۔

" مگر اب مجھے لگتا ہے
شیمپانزی جھوٹ بول
رہی تھی مجھ سے۔۔۔
ایسا نہیں ہو سکتا
کیونکہ اگر لڑکا لڑکی کی دوستی
گندی بات
آتے آتے تو کب تک "



بچے آپ کی بالوں سے
کہیں زیادہ آپ کے اعمال
کو سچ کرتے ہیں۔۔
اور یہی ناپاب کر رہی
کھی۔۔۔



بچہ جس پر آنکھیں
بند کر کے اعتبار کرتا ہو
اس کے نزدیک وہ شخص

البتہ۔۔۔ باقی
پوری دنیا جھوٹی ہو سکتی
ہے۔۔



اگر آپ کو بچے سے کوئی
اپنی بات منوانی ہے
تو پہلے اس پر خود عمل
کرنا پڑے گا پھر بچے سے

اس پر عمل نہیں کرے گا۔۔

کوئی اور کہتا تو اس
ڈھیٹے لڑکے پر ذرا مشرق
نہیں پڑنا ہوتا۔۔ مگر سامنے
اس کا جگنو ہوتا۔۔



شرمندہ نہیں ہوا ہوتا وہ

کہتے ہیں کہ

سرور ہٹا۔۔۔

وہ بس سمجھ نہیں پایا
ایسی کیا دلیل دے کہ
اس کا دوستی کرنا حبانِ فترار
پائے اور مقابل کا حرام
کیونکہ وہ بالکل نہیں چاہتا
بھتا کہ نایاب اسکول کالج
یونیورسٹی میں لڑکوں



"شمیم انٹی نے جھوٹ
نہیں کہا آپ سے۔۔۔
ہم بڑوں کے ساتھ
مسئلے ہوتے ہیں۔۔ ہم سے
برائیاں چھوڑی نہیں جباتیں۔۔
جبکہ ہمیں پتہ ہوتا ہے
وہ برائی ہے۔۔"



اور عبادت اتنی اسالی سے
نہیں چھوڑتی کیونکہ
جب ہم چھوڑتے تھے ہمیں
تو کسی نے سمجھا ہی
نہیں اچھے اور برے کا۔۔
مگر آپ کے ساتھ ایسا
معاملہ نہیں ہے۔۔۔
انٹی آپ کو پہلے سے ہی
سمجھا رہی ہیں کہ آپ



وہ عداوت نہ پرے نہ ہی بعد
میں آپ کو برائیوں کی
لے لگے اور پھر مشکل
ہو چھوڑنے میں۔۔۔"
اپنی طرف سے اس نے
سو فیصد تائل کرنے کی
کوشش کی۔۔۔



وہ سب برا ہی ہے
جو آپ سے چھوڑی نہیں
جبار ہی؟؟؟۔۔ "دنیا جہاں کی
معصومیت چہرے پر سجائے
وہ استفسار کرنے لگی۔۔



قیصر اس کا سوال
سن ایک دو لمحوں کے لیے
الحوالہ ہوا اور پھر

مانا بات کانوں کو سننے
میں اچھی نہیں لگ رہی
تھی مگر حقیقت یہی تھی۔۔۔



"پہلے میں نہالوں۔۔
پھر آرام سے باتیں کریں گے۔۔"
اسے اس ٹاپک سے
مجھ جھٹکنا ہی تھا۔

"او کے۔۔" نایاب کے مسکرا
کر کہتے ہی۔۔۔ اس نے ننھی
پری کو فوراً ہی گود سے اتار
کر بیڈ پر بٹھایا اور خود کپڑے
الماری سے نکال کر ڈریسنگ کی
جانب بڑھا تا کہ وہاں
پر اپنی پاکٹ سے نکال کر



"جب تک موبائل ہی دے دو
اپنا۔۔۔" وہ ننھی کلی فوراً ہی مستی
لہجے میں بولی تھی۔۔۔



"لو۔۔ مگر صرف پانچ منٹ
کے لیے جب تک میں نہا کر
نہیں آجاتا۔۔ جب میں نہا کر
اؤں گا تو سوئیں گے ہم۔۔۔"

تمہیں اسکول بھی لے کے

جنانا ہے"

اس نے آنکھیں دکھا کر

ایک ایک لفظ جتا کر ادا کیا

تاکہ اسے پہلے سے ہی پتہ

ہو کہ صرف پانچ منٹ ہیں

اس کے پاس۔۔۔ بعد میں وہ

رو دھو کر نہ دیکھائے۔۔۔



کو ان سنی کرتی وہ سیل
لے کر فوراً ہی کمبل کے اندر
دپک گئی تھی۔۔۔



صبح ایک گھنٹے بعد۔۔۔
جب قیصر نہا کر نکلا۔۔۔

تو ناما فوراً ہی کمبل سے من

بولتا تھا ماں بھڑے!!
تم گندے بچے ہو قیصر"
وہ کسی اماں کی
طرح ڈپٹ بھرے لہجے
میں گھورتے ہوئے بول
رہی تھی۔۔۔



"بیڈ بوائے تو میں ہوں۔۔"

حنانہ

ٹاول سے اپنے بال سکھا
رہا تھا۔۔ "مگر جھوٹ کیا
بولا میں نے؟؟" ایک ابرو
اچکا کر تجسس سے
پوچھا۔۔



"کے تم حسنہ سے نہیں ملے۔۔"

"میں نے تجھے نہیں کیا"

واقعہ ہائیں ملا۔۔۔" ایک لمحے
کے لیے اسے محسوس ہوا
جیسے اس کی بیوی
بڑی ہو گئی ہو اور اسے
صفائیاں دینی پڑ رہی
ہیں اپنی۔۔۔



"قیصر تم ملے ہو۔۔۔ ورنہ

کا جملہ سنا ہوتا کہ
قیصر کے ہاتھ
(جو گھنے سلکی بالوں میں
ٹاول کو رگڑ رہے تھے) اپنی
جگہ منجمد ہوئے
مارے شا کڈ کے۔۔۔



"کی۔۔ کیا مطلب اتنی دیر۔۔

جبکہ جاننا تھا جھوٹ ہے۔۔۔

وہ سرد تھا کلب میں
ٹینشن میں تھا اس لیے
کوئی خاص اہمیت نہ دی
اس لڑکی کو۔۔ مگر گھر آ کر
کولڈ شاور کا لمبا ہاتھ لینے
پر محبور ہو گیا تھا وہ۔۔۔



بند ہو جا رہا ہے۔۔۔

"نہیں۔۔۔ جب تم حسنہ سے
مل کر آتے ہو صرف تب اتنا
لمبا نہاتے ہو" اور اس لمحے
قیصر ششدر رہ گیا۔۔۔



اس نے کبھی نہیں
سوچا تھا کہ ایک

بات کو جی ٹوٹ کر رہی
ہے کہ وہ عام دنوں میں
کتنی ٹائمنگ لیتا ہے
نہانے میں اور اپنی گرل
فرینڈ سے مل کر آنے
کے بعد کتنی لیتا ہے۔۔۔



وہ جب بھی واپس

آتا ہے تو اس کے

لے لیا لڑکی سہی کے وہ حسنہ
سے مل کر آیا ہے

اور وہ ہاں

کر دیتا تھا جب بھی مل
کر آتا تھا۔۔ وہ کبھی چھپانے
کا عادی نہیں تھا۔۔ لیکن
آج اسے پہلی بار احساس



قیصر انیس سال کا ایک جوان
لڑکا تھا۔۔۔ جوانی سے بھرپور۔۔۔
ایسے میں اس طرح کے
معاملات ہونا یہ بالکل
عام سی بات ہے۔۔ مگر عجیب
بات یہاں شروع ہوئی کہ
اس کی چھ سالہ بیوی



کیسے؟؟۔۔۔



ایک چھ سال کا بچہ
بھی یہ بات نوٹ نہیں
کر سکتا۔۔۔ کبھی بھی نہیں۔۔۔
اگر اس نے یہ بات نوٹ
کی تھی تو اس کا مطلب
صاف ہوتا کہ وہ بھلے ہی

کا نہیں ہے اس کے دماغ
کی عمر زیادہ ہے۔۔ اس کا
ائی کیو لیول زیادہ ہے۔۔۔



" اس دن وہ میرے
گیم کا راؤنڈ تم نے پار کیا
ھٹا نا؟؟؟ " قیصر
ا۔۔ اس کے ننھے سے وجود

پوچھ رہا تھا۔۔۔

"ہاں۔۔۔ تم نے ہی کہا تھا
تم میری چوٹی تب باندھو
گے جب وہ پار ہوگا
تبھی میں نے پار کیا۔۔۔"
جواب توقع کے عین
مطابق آیا تھا لیکن اس



لہ عام سکیں ہا۔۔۔

"وہ بھی صرف پانچ منٹ میں؟؟؟"

وہ بھولا نہیں تھا صرف

پانچ منٹ ہی تو لگے تھے

اسے واش روم سے آنا جانا

کرنے میں اور اتنی دیر میں

گیم پار ہو چکا تھا۔۔۔



دو منٹ اور 42 سیکنڈ لے تھے۔۔
ٹائم شو ہو رہا تھا اسکرین پر۔۔۔"
قیصر کی آنکھیں مارے شاکڈ
و حیرت و بے یقینی سے
پھٹنے کو تھیں۔۔۔



وہ ہائی لیول جو کوئی پار
نہیں کر پاتا تھا۔۔۔ اسے

پار کیا ہتا یہ ہائی ریکارڈ ہتا۔۔۔
ورلڈ ہائی ریکارڈ۔۔۔

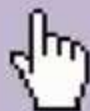


"تم تو جیننٹس ہو یا۔۔۔" یہ
تعریفی جملا اس کے منہ سے
بے ساختہ ہی نکل گیا ہتا۔۔

"اور تم جھوٹے۔۔۔" ننھا سہ



subscribe



ہسٹری پر پڑ کر پیچھے کی
جانب ڈھل رہی تھیں۔۔۔

نایاب نے جیسے ہی بارش
دیکھی وہ فوراً ہی
ایک اسٹڈ ہو کر بیڈ
سے اترنے لگی۔۔۔

ابھی وہ اتر پاتی



سہا ہاھ بھڑا لیا سبھوٹ
پکڑ میں۔۔۔

"قیصر۔۔۔ چھوڑو۔۔۔ مجھے بارش
میں نہانے جانا ہے۔۔۔" ایک ماں
بہت چوکنا ہو کر سوتی ہے۔۔
ذرا سی آہٹ ہوئی اور اس کی
آنکھ کھلی کہ کہیں اس کے
بچے کو تو کچھ نہیں ہو گیا



وہ مٹی بہت چولہہ ہو کر
سونے لگا ہتا اب۔۔

وہ غفلت بھری نیندیں
تو اب جیسے ختم ہی گئی تھیں
اس کی۔۔۔

وہ ایک فکر مندی والی
زندگی جیتا ہتا نایاب



بات یہ کی پسر بنی
خوش رہتا تھا۔۔۔۔

"چپ چاپ سو واپس۔۔۔
جب میں نیچے جاؤں
گاناتب جانا۔۔۔" یہ کہ کر
اس نے ہاتھ تیزی سے
کھینچا۔۔۔ جس کے سبب
وہ ننھی پری از خود ہی
کھینچ



پی ای۔۔۔

اس نے نایاب کو سینے سے لگانا
چاہا۔۔ مگر مقابل پھرتی سے
اپنی کمر موڑ گئی ناراضگی
ظاہر کرنے کی نیت سے۔۔۔
مگر کسے پرواہ تھی
وہ تو نیند میں ہوتا۔۔۔



اسکو دے بار بار اس کا نام ہو
جائے گی پلیز مجھے
نہانا ہے۔۔ "وہ روندی آواز
میں بولی۔۔۔



مگر مقابل اس کی بات
کو مکمل ان سنا کر
اس کے ننھے وجود
پر اچھی طرح کسبل

اے اے اے اے اے اے اے

کو باہوں کے حصار
میں جکڑ کر آنکھیں
موند چکا تھا۔۔۔



"مجھے واش روم جانا
ہے۔۔۔" اس نے اعلان کیا
کہ مگر مقابل نے پھر
بھی نہ سنا۔۔۔

جس روم
حبانا ہے قیصر۔۔ تم کیا چاہتے
ہو کیا میں یہیں کر دوں گندے
بچوں کی طرح۔۔۔ ہاں تم یہی
چاہتے ہو۔۔۔ ہے ناں"



واش روم کا سن
قیصر کو نہ چاہتے ہوئے
بھی زبردستی اپنی
نکھڑی آنکھوں سے

"حباو۔۔" مقابل نے اسے
اپنے باہوں کے حصار
سے آزاد کیا تو فوراً ہی
خوش ہو کر۔۔ مسکراتی
ہوئی بیڈ سے اتر کر
واش روم کی جانب بھاگی۔۔



ننھی سی چالاکی یہی
تھ کہ بیش چھ ک

بھاگ۔۔۔ حباے۔۔۔ قیصر تو سو رہا ہے
اسے تو پتہ بھی نہیں چلے گا۔۔۔
مگر سارے ارمان ٹھنڈے
ہوئے جب واش روم سے
باہر نکلتے ہی قیصر کو
دروازے پہ کھڑا پایا۔۔۔



"قیصر" قیصر کو دیکھتے

ہیں کہ اس کا خوش حال ہے

جگمگاتی آنکھیں بالکل ماند پڑ
گئیں تھیں۔۔۔

"چھوٹی چپلا کو ماسی۔۔"
وہ اس کی بھوری آنکھوں کے
اندر جھلکتی ہوئی
شرارتوں کے رنگ کو بغور
دیکھ رہا تھا۔۔۔ ساتھ ہی
نچوڑ کے اس کے ناک



گویا ہوا۔۔۔

"چلو۔۔" اگلے ہی پل
اس نے اپنے چھوٹے سے
جگنو کو گود میں اٹھالیا
تھا۔۔۔

"قیصر۔۔۔ مجھے نہانا ہے۔۔"



لاڈلی ماں باپ — بھائی بہن یا
دادا دادی کی نہیں اپنے قیصر کی ---
وہ تو اتنی لاڈلی تھی کہ
اسے ضرورت نہیں تھی دو تین
آنسو بہا کر دکھانے کی اپنی بات
منوانے کے لیے --- اس کا تو
صرف منہ لٹکا لینا ہی
کافی تھا اپنے شوہر کے سامنے ---



میں سوئی ہو اور اب تم
صبح صبح بارش میں نہاؤ گی
تو تمہیں تو ٹھنڈ لگے گی ہی
لگے گی پھر میں کیا کروں گا
اگر تم بیمار پڑ گئیں تو۔۔۔"
قیصر اپنی طرف سے
اسے سمجھانے کی کوشش
کر رہا تھا کہ وہ نہ نہائے



اور بچے کب کسی کی
سنا کرتے ہیں۔۔۔



" اگر تم بیمار پڑی ناں
تو دیکھ لینا نایاب۔۔۔ سب سے
زیادہ کڑی والی دوائیاں کھلاؤں
گا تمہیں میں اور ساتھ
ساتھ ڈاکٹر سے بھی

اے بسن لگائیں۔۔۔
وہ کوئی بات نہیں کر
رہی تھی۔۔ وہ صرف۔۔ منہ
لٹکا کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔ متا بل
آہنری کوشش کر رہا تھا
اسے دھمکا کر نہانے کے
ارادے سے پیچھے ہٹانے
کی مگر وہ پھر بھی نہ مانی۔۔۔



باہر گارڈن میں لے جانے پر۔۔۔

"قیصر نیچے تو اتارو۔۔"

سر پہ پیلے رنگ کی چھتری
اور گود میں

نایاب کو لیے وہ ایک
سائیڈ میں کھڑا ہو گیا ہتا
اور بارش کو مسلسل گرتے



کافی تیز بارش ہو رہی تھی
دھواں دار۔

گارڈن کی ہریالی پر گرتی ہوئی
وہ کافی خوبصورت ^{منظر}
پیش کر رہی تھی۔۔۔

جب وہ نہانے ہی نہیں



بارش میں تو پھر کیا
فائدہ رہ گیا اتنی ضد کر
کے نیچے آنے کا۔۔



نایاب فوراً ہی منہ
بسور کر بولی۔۔۔

”نہیں۔۔ بس یہیں سے

اب تم میری ایک — مانو"

"پر میں نہانے کے لیے
اُنی تھی" وہ تیزی سے
احتجاجاً بولی۔۔۔

"اتنا ہی نہانے کا شوق
سے نا تو ماتھ روم میں



"وہ تو میں ہوں۔۔۔" اسے
کڑتا دیکھ۔۔۔ متابل
مکراتے ہوئے کہتا۔۔
اس کی پیشانی کو
نرمی سے چوم گیا
تھا۔۔۔



♥ *Husny Kanwal* ♥

بات ہے۔۔۔ میں زیادہ ٹام
نہیں لوں گی۔۔۔ آپ نہیں
ہیں ورنہ میں ان کے
ساتھ چلی جاتی۔۔۔ پلینز
قیصر ڈارلنگ۔۔۔ بس تھوڑا
سہ سامان لینا ہے۔۔۔ پلینز۔۔۔"
قیصر نایاب کو اسکول
چھوڑنے کے بعد کالج جانے



لیتا پھر رہا تھا پارٹی کے حوالے
سے۔۔۔ ابھی اس کی شاپنگ
پوری نہیں ہوئی تھی
کہ حسنه کا کال آگیا۔۔۔



حسنة کا کال دیکھ۔۔۔
اس نے شاپ سے باہر نکل
کہ اس نے شاپ سے باہر نکل

وہ تو سپاٹ سے لہجے
میں انکار کر چکا تھا
مگر حسہ منتیں کرنے
پر اتر آئی تو وہ مجبور ہوا
اس کے ساتھ تھوڑی دیر
شاپنگ پر جانے کے لیے۔۔۔



اور گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔

تیزی سے بھگاتا وہ حسنه
کے گھر پہنچا ہوتا۔۔۔



دروازہ حسنه کے چوکیدار
نے کھولا اور ویلکم کرنے حسنه
کے والدین کو۔۔۔

اسر وہ بیسرا عبد الرحمن
یوسف ہتا کوئی عام لڑکا تھوڑی
مگر ان کے لاکھ کہنے پر بھی
وہ اندر نہیں گیا۔۔۔



"حنہ میں بتا دوں۔۔۔
صرف ایک گھنٹہ ہے تمہارے
پاس اگر ایک گھنٹے سے

تو میں وہی مال میں تمہیں
چھوڑ کر آ جاؤں گا۔۔۔" قیصر
نے اسے گھر سے باہر نکلتا دیکھتے
ہی۔۔۔ وارن کیا۔۔۔ جس پر وہ
مکراتی ہوئی اثبات میں
سر ہلانے لگی۔۔۔



گاڑی میں بیٹھتی ہی

اس کی نظاہ اساندا۔ ہی پیچھے
کی جانب گئی۔۔۔ پیچھے لال
و پیلے رنگ۔ کے تار
بھڑے ہوئے تھے۔۔ وہ ابھی۔۔



"یہ تار کیسے؟؟"

"زید کے ہیں۔۔ وہ نیا گھر

کرا نے کے لیے منگائیں اس نے۔۔"
قیصر لا پرواہی سے جواب دہ ہوا۔۔



جس پر حسد نے
زیادہ سوچا بھی نہیں۔۔۔

وہ مال پہنچے تو حسد نے
ریشہ انگ شروع کر دی حصار کی

بندی یوں کہ وہ سبائی
اگر قیصر کہہ رہا ہے کہ
وہ ایک گھنٹے بعد اسے

چھوڑ کر چلا جائے گا
تو وہ واقعی چھوڑ کر چلا

جائے گا۔۔۔ وہ کتنا اکھڑ مزاج بندہ
ہے۔۔۔ وہ باخوبی جانتی تھی۔۔۔



لیے کریم اور پاؤڈر وغیرہ لیے۔۔
تو قیصر ان پروڈکٹس کو
بغور دیکھنے لگا۔۔۔



"وہ بچی ہے ناں۔۔۔ پھر اس
کے لیے یہ کریم وغیرہ۔۔
اس کی جلد خراب نہیں
ہو جائے گی" بوری شانگ

کے دوران میں یہ بھی ہو گیا
تھی جس میں قیصر
نے اپنا انٹرسٹ شو کیا
ہتا اور حنہ جانتی تھی
وہ جب جگنو تھی وہ نہ وہ
کنہی اس میں بھی
انٹرسٹ نہ لیتا۔۔۔



نہ لیتا۔۔۔

جبلد بہت نازک — ہونی ہے
دھوپ — مٹی پولیوشن
بہت جبلدی ایفیکٹ کر جباتا
ہے ان کی اسکن پر۔۔۔
گھر سے باہر نکلنے
سے پہلے انہیں کریم پاؤڈر
لگا دیا جائے تو ان کی جبلد ان
سس چیزوں سے بچ جاتی



شروع ہو جاتی ہے۔۔۔ اور تم
تو جانتے ہو آج کل کی
لڑکیوں کو تو وائٹنس کا



کریز ہے۔۔۔ اس لیے میں تو
اپنی بھانجی کی جلد کا شروع
سے ہی خیال رکھ رہی ہوں۔۔۔"
حنہ کی بات سن۔۔۔ قیصر

اور پھر اس نے بھی
اسی پروڈکٹ کی کریم اور
پاؤڈر اٹھا کر ٹرائی میں
ڈال لیا۔۔۔



"یہ جگنو کے لیے ہے ناں؟؟؟"
حنہ نے فوراً ہی سوال کیا۔۔۔
جبکہ جواب علم ہوتا۔۔۔

"ظاہر سی بات ہے۔۔"

وہ یہ کہتا ہوا مزید
وہاں پر رکھے پروڈکٹس
دیکھنے لگا تھا نایاب کے لیے۔۔۔



"تم جگنو سے بہت محبت
کرتے ہو ناں؟؟؟" حسنہ نے اس
کے پاس سے گزرتے ہوئے کہا۔

پوچھا۔۔۔

"بالکل۔۔۔ وہ میرا جگنو ہے
میں اس سے محبت
نہیں کروں گا تو کون
کرے گا۔۔۔" چاہتا تو
صرف یہ کہتا کہ ہاں
محبت ہے اور بات ختم



اس نے پہلے کہا کہ
وہ میرا جگنو ہے۔۔
یعنی اھتارٹی
ظاہر کی۔۔۔ کے اسی کی ہے۔۔۔



آپ نے اکثر ماؤں کو دیکھا
ہوگا وہ یہی کہتی نظر آتی ہیں
میں نے کتنے

تکلیف سیں ہوں خود اور بچہ رو
رہا ہے اس کو فیڈ کرانا ہے
یا اس کا کوئی اور کام کرنا
ہے تو وہ اپنی تکلیف کو
سائیڈ میں رکھ کر فوراً
اٹھ کر کہتی ہے میرا ہی بچہ ہے
میں نہیں کروں گی تو
کون کرے گا۔۔ وہ جو اہتارٹی



وہ جو محبت ہوتی ہے
کہ * میرا ہے * مجھے ہی کرنا ہے
بالکل ایسی ہی فیلنگس
اور اہتارٹی قیصر کے
جملوں میں تھی۔۔۔



پوری دنیا جانتی ہے
اک بچہ کہ اس کی

ماں سے زیادہ لولی
نہیں چاہ سکتا۔۔۔
مگر قیصر اکیلا ماں
تو نہیں ہتا وہ تو بیک وقت
باپ بھی ہتا بیک وقت
بھائی بھی ہتا بیک وقت
دوست بھی ہتا اور بیک وقت
شوہر بھی ہتا اور جب وہ اتنے



نبھا رہا تھا تو اس کی
محبت کا عالم نایاب کے لیے
ایک۔ الگ۔ ہی لیول پر پہنچ چکا
تھا۔۔۔ مگر اسے خود کب خبر
تھی۔۔۔



اگر کہاں جائے اپنی
فیملنگس کی گھر اسٹول

مے احبان هـ
وهـ۔۔۔ تو عنلط نه هوگ۔۔۔

اگر اس نے كهسا هتا كه
وه نهیں حبان تا كه نایاب
خوبصورت هے تو وه

عنلط نهیں هتا۔۔۔ جب هم كسى
سے حد سے زیاده محبت



کا چہرہ ہماری
آنکھوں میں نہیں سماتا۔۔۔
ہم چاہے کتنی ہی کوشش
کرتے رہیں اس کا چہرہ
دیکھ کر ہماری آنکھیں
نہیں بھرتیں۔۔۔
وہ مسکراتا بھی ہے تو ہمیں
لگتا ہے کہ کچھ نہ ہوا ہو گہرا



جواب میں حسنہ پھر
مسکرا دی۔۔۔



"قیصر وہاں بھی چلتے ہیں
وہاں بھی کچھ کسپڑے ہیں
مجھے ذرا بارہ سال کی
بچی کے لیے کسپڑے لینے ہیں۔۔"

"کیوں؟؟؟۔۔۔ تمہارے لھر
میں کون آگیا 12 سال کا؟؟؟"
قیصر فوراً ہی پوچھ اٹھا۔۔۔



"اے۔۔۔ مت پوچھو یا۔۔۔" اس کا
سوال سننے ہی حسہ
نے فوراً ہی سر نفی میں
جھٹکتے ہوئے گہرا سانس لیا

یہ وہ بابت ہے جس سے
کرنا چاہتی ہو۔۔۔

"تم یقین نہیں کرو گے۔۔

ہمارا ڈرائیور اپنے جوان بیٹے
کے لیے جو 20 سال کا ہوگا
12 سال کی لڑکی شادی کرا کے
لے آیا ہے گاؤں سے۔



جہاں ہسین کے۔۔۔ اتنا غصہ
آ رہا ہے مجھے ان پر۔۔۔"
حسہ فوراً ہی کڑوے سے
منہ بناتے ہوئے بتانے لگی۔۔۔



جسکے قیصر کو ایک لمحے
نے لیے چپ لگی تھی۔۔۔

جہاں یہ بات ہے۔۔۔
اسلام میں احبازت ہے
بڑی عمر کا لڑکا چھوٹی
عمر کی لڑکی سے شادی
کر سکتا ہے۔۔۔ "قیصر کچھ لمحے
کی حنا موشی کے بعد
گمبھیر لہجے میں بولا۔۔۔



"مفتی صاحب سے کیوں؟؟۔

جب شادی ہو گئی تو

مفتی صاحب کیا کریں گے؟؟۔"

قیصر تیزی سے بول پڑا۔۔

"پتہ نہیں یہ تو مفتی

صاحب سے بات کر کے



طریقہ ڈھونڈ رہی
ہوں جس سے ان کے
درمیان کا نکاح منسوخ ہو جائے
اور میں اس بچی کو
آزاد کرا سکوں۔۔۔ یار وہ
بہت چھوٹی ہے قیصر۔۔۔"



حنہ کی بات سن۔۔ وہ لمحہ بھر

" تم ہوتی کون ہو ان دونوں
کے درمیان کا نکاح منسوخ
کرانے کا طریقہ ڈھونڈنے والی؟؟۔۔۔"
قیصر کو خود بھی اندازہ
نہیں ہوا تھا کہ کس قدر
بلند ہو گئی تھی اس کی
آواز یہ جملے ادا کرتے ہوئے۔۔۔



"قیصر آواز اہستہ کرو
لوگ دیکھ رہے ہیں ہمیں۔۔
تم تو مجھ سے ایسے لڑ رہے
ہو جیسے میں تمہارا نکاح
منسوخ کرانے کی بات
کر رہی ہوں۔۔۔" حسہ کے
ٹوکتے ہی قیصر نے ڈھیروں
ڈھیر غصہ اپنے اندر



بھینچتے ہوئے۔۔۔

"کہاں حبارے ہو؟؟۔۔۔ قیصر۔۔
رکو۔۔ میں تجھی آرہی ہوں۔۔
قیصر۔۔" وہ غصے میں
اسے وہیں چھوڑ کے چل
دیا ہوتا۔۔۔ حسنہ پیچھے سے
آوازیں دیتی۔۔۔ تیزی



آ رہی تھی۔۔ مگر وہ نہ رکا۔۔

"حد ہو گئی یہ تو۔۔"

حسنہ کو یقین نہ آیا

وہ واقعی اسے چھوڑ کر

چلا گیا ہے۔۔ مگر کیوں؟؟۔۔



قیصر کو لگا اس کا سر

تو قیصر نے لگا دیا



ہونے کی صورت میں ہو
سکتی ہیں؟؟؟
کیا واقعی ایسا ممکن ہوتا
کہ نایاب بڑے ہونے کے بعد
یا ابھی چاہے تو نکاح
منسوخ کروا سکتی ہے؟؟؟



لیکن پھر اگلے ہی لمحے

یہ منسوخ ہو کر

لہ وہ صرف حسنہ بول رہی
تھی وہ بیوقوف لڑکی کیا
جانے کہ واقعی ایسا کچھ
ہے بھی یا نہیں۔۔۔ اس کے بولنے
سے تھوڑی نکاح منسوخ
ہونے لگے۔۔۔



مگر دماغ نے فوراً کہا۔۔۔
حالا بھی یہ نہ کہ نکاح

ہوا لو؟؟؟۔۔۔

بالغ ہونے کے بعد نایاب
کو اگر شریعت کی جانب
سے یہ اختیار ملا کہ وہ
چاہے تو قیصر کے ساتھ رہے
اور چاہے تو نہ رہے۔۔
تو پھر وہ کیا کر لے گا؟؟؟۔۔۔



اپنے گھر میں سے
آدمی کے ساتھ کیوں
رہنا چاہے گی بھلا؟؟؟
وہ بھی تب۔۔۔ جب وہ ایک
اربوں پتی نانا کی
نواسی ہے۔۔۔



مانا آج عبدالرحمان
صاحب اسے اسنا نہیں

میں پھانسا ہوا ہے
تو ساری حنائیداد نے
اٹو میٹھکی نایاب کی
جھولی میں ہی
آکر گرنا ہے۔۔۔



قیصر کو اپنے ارد گرد ہوا
تنگ ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔ جبکہ
گاڑی میں فل اے۔۔۔ سی چل رہا

لیکن شیشہ کھلنے کے
باوجود بھی اسے ہوا
محسوس نہیں ہوئی۔۔۔



اس کا وجود پسینہ
پسینہ ہونے لگا تھا۔۔۔

ہاتھوں میں بھی

وہ نہیں سمجھ پایا
اس کی یہ حالت کیوں
کھی غم سے غصے سے
یا اسے کھو دینے کے ڈر سے۔۔۔

قصہ کو محسوس ہوا
وہ مزید اب گاڑی ڈرائیو



کا شکار ہو جائے گا۔۔
اس لیے اس نے گاڑی
فورا ہی سائیڈ میں روکی۔۔



قیصر نے ٹیشو پاکس سے
ٹیشو نکال کر فورا ہی
اپنے پسینے صاف کیے
اور پھر پینٹ کی جیب سے

کال ریسیو ہوتے ہی
"ہیلو۔۔۔"



جیکے قیصر کی جانب سے
(گالی۔۔۔) پھر (گالی)۔۔۔ پھر (موٹی
گالی)۔۔۔ پھر (گالی)

"کیا ہو گیا؟؟۔۔۔ اب اتنی

ہی گندی گندی گالیوں سے
نوازنا شروع کر دے۔۔۔۔۔ "زید
اس لمحے اپنے آفس میں
بیٹھا ہوا تھا فائل کھولے۔۔



چائے کا کپ مزے سے اٹھاتے
ہوئے ابھی اس نے لبوں سے
لگایا ہی تھا کہ قیصر کی

کہ چپائے کا ایک کھونٹ بھی
نہ پی سکے گا کہ ایک
کے بعد ایک موٹی گالی کھانے کو
مل جائے گی۔۔



"زید کے بچے
اگر تو نہیں چاہتا نا کہ میں
تیرا بھری جوائی میں قتل کروں

بیوہ ہو جائے تو ابھی کے ابھی حبا
اور کسی مفتی صاحب

سے میرے اور نایاب کے
نکاح کے متعلق فتویٰ لے۔۔۔

وہ بھی پوری صورت حال

بتا کے ڈیٹیل کے ساتھ۔۔۔ بلکہ

میں تیری طرف ہی آ رہا ہوں

تو آفس سے نکل۔۔

ہے یہ جلد گئے



ہی الہ ایل۔ بی
صورت۔ نکلی ناں نایاب۔ اور
میرے نکاح کے منسوخ ہونے
کی تو۔۔ "اور وہ
یہ کہ کر رکا۔۔



"تو کیا؟؟۔۔" متابل ڈر کر۔۔
گلے میں تھوک۔۔۔

رہے وقت بھی بہت
افسوس ہوگا کہ تجھے تو
نکاح بھی نصیب نہ ہوا"
میر نے نرم مگر سخت وارننگ
آمیز لہجے کہتے ہوئے کال
ڈس کنیکٹ کی۔۔۔ جبکہ ذید
نے اپنی پیشانی پر آتا
پسینہ صاف کیا تھا۔۔



سمٹا سکا اے ایسی نئی
صورت نہ نکالے ورنہ
قیصر نے اسے بھری
جوانی میں دنیا سے
اٹھا دینا ہے۔۔۔



#حبّاری_ہے ❤️

پلینز تھوڑی زحمت کر لیں

ماتے جلتے دھوئیں ہوں
محسوس ہو۔۔۔۔۔

11 episode ap ko
asani sy mil jae is ky liye
mera channel zarror
subscribe kar lyn

Channel name :



وہ زید کے آفس کے باہر پہنچا
ہی ہٹا کہ اس کا سیل رنگ ہوا۔۔۔



کال حمزہ کی تھی اس
لیے اس نے فوراً ہی ریسیو کی۔۔۔

وہ الگ بات ہے دماغ ابھی

تھتا اس کا۔۔۔

"ہیلو۔۔۔" اسے پہلے ہی
بہت شدید گرمی لگ رہی
تھی اور اس کے بعد
جب وہ اے سی والی
گاڑی سے باہر نکلا تو
مزید گرمی کا احساس
بڑھا۔۔۔ لگا جیسے تندور



"ہیلو۔۔ کیا ہے؟؟۔۔"
حمزہ نے حنا ص
مہر ت بھرے لہجے میں
استفسار کیا۔۔



"کیوں؟۔۔ دو دن میں
کیا سنگ نکل آئیں گے میرے
سر پر۔۔ ظاہر سی بات ہے

یہی ہوں گانا کام کی بات بول۔۔"
ایک۔ تو گرمی اوپر سے
دماغ میں برپا طوفان۔۔۔
وہ تو پہلے ہی آدم بیزار
بندہ تھا۔۔ اب تو حالت
یہ تھی کہ بات بھی کرو
تو کاٹے۔۔۔



"اچھا اچھا اچھا اچھا"

داد پر پڑے سنا سنہ
کی جو تجھ جیسے
ٹمپر یچر والے آدمی کو
سنجھالتی ہے ور نہ
مجھ سے تو، تو ایک
منٹ بھی ہینڈل نہ ہو"
حمزہ اس کے چھپڑے
لہجے پر حسہ کو داد
دیے بغیر نہ رہ سکا تھا۔۔۔



سنہ۔۔ یہ وہ اسری نام تھا
جو اس وقت وہ سننا
چاہتا تھا۔۔

وہ سنہ ہی تھی
جس نے اس کے بلڈ پریشر
کو اس مقام پہ پہنچایا تھا
کہ لگ رہا تھا کسی تبھی
لمحے سر پھٹ جائے گا۔۔



بھی لبھار سی
کو پانے کی حیاہ اتنی
نہیں ہوتی جتنا کھونے کا
خوف ہوتا ہے۔۔۔



" تجھے اگر یہ فالتو کے
چٹ چٹ کرنی ہے نا
تو اپنی بندی سے حبا کے
کر۔۔ فالتو نہیں ہوں میں۔۔۔ "

ڈسکنیکٹ کرنے لگا ہوتا۔۔۔

"او۔۔۔ ہو۔۔۔ کام کے لیے ہی فون
کیا ہے۔۔۔"



"تو بھوک۔۔۔ بھی دے۔۔۔" وہ چپڑ کر
دھاڑنے کو ہوا۔۔۔

"حیا حیا حیا یو چھ"

ڈیکوریشن کیستی کروانا
چاہتا ہے۔۔۔ تھیم بتا دے۔۔۔"
حمزہ کی بات سنتے ہی
اس نے فوراً ہی اپنی گاڑی
میں رکھے تاروں کی
جانب دیکھا اور پھر
الٹے ہاتھ سے اپنی پیشانی
ملنے لگا۔۔۔



میرے لیے بہت خاص ہے
کیونکہ میری پاور کے لیے
دی جانے والی
پہلی پارٹی ہونے
والی ہے۔۔۔ اس لیے
ڈیکوریشن میں خود
کرواؤں گا۔۔ وہ اس کی
ٹینشن نہ لیں مجھے
بس اسے زور دے دوں



کا ایدریاں سیند رو دیں۔۔۔
گمبھیر لہجے میں کہتا
وہ اپنی پیشانی
مزید سختی سے ملنے لگا۔۔۔



"او کے۔۔۔ او۔۔۔" ابھی وہ بول
ہی رہا تھا کہ مفتابل نے
کال ڈسکنیکٹ کر کے
سیل پوکٹ میں ڈالا۔۔۔

لی جانب بڑھا۔۔۔

ایک گھنٹے کے بعد۔۔۔

قیصر اور مفتی صاحب کمرے
میں اکیلے تھے زید ان کا باہر
مسجد کے صحن میں
انتظار کر رہا تھا بیٹھ کر۔۔۔



اس کی سولی پہ اٹھی تھی۔۔
اور کیوں کر نہ ہوتی
نکاح اسی نے تو کرایا تھا۔۔



زید صاحب مارے
خوف کے مسجد
کے صحن میں بیٹھ کر
تمیز سے ٹوپی سر پر لگائے
جل تو جلال تو آئی بلا

تھے۔۔۔

وہ قیصر کی پوزیسونس
نایاب کے لیے اسی دن
دیکھ چکا تھا جب اس نے
کہا تھا کہ ذریاب کی
اس سے دوستی توڑوا دے۔۔۔



بہت اچھے سے واقف تھا

نکلی نکاح منسوخ ہونے
کی تو اس کے چنے اسی مسجد
میں قیصر جلد پڑھوائے گا۔۔۔

قیصر مفتی صاحب
کے ساتھ آفس سے نکل
کر باہر آتا دکھائی دیا
تو وہ فوراً ہی کھڑا ہوا تھا۔۔۔



یہ سِر کا پے ہوئے
اس کے قریب آنا۔۔
نہ جانے کیوں اسے اپنی
موت کا قریب آنا دکھائی
دے رہا تھا۔۔



وہ حین کم عمر
لڑکا تیزی سے اس کی
جانب چلتا ہوا آیا تھا۔۔

اسے اتنا دلچھ زید لے
گلے میں اگلی ابھر کر
معدوم ہوئی۔۔۔

ابھی وہ یہ سوچ ہی
رہا تھا کہ بھاگ لے۔۔ کہ
قیصر آکر بڑی گرم جوشی
سے اس کے گلے لگا۔۔۔



ہمیں ہو سکتا۔۔ وہ بالغ ہونے
کے بعد بھی نہیں کر سکتی۔۔"
زید نے پہلی بار اس
آدم بیزار لڑکے کے لہجے میں
اتنی خوشی و اتنی گرم جوشی
دیکھی تھی۔۔



کیا یہ وہی تھا جو
اسی نکاح پر کچھ ماہ

اپنی خوشی
کے اندر اسے احساس ہی
نہیں ہوا کہ دوسرے کا
دم گھٹ سکتا ہے۔۔



زید کے لیے سانس لینا
محال ہو گیا تھا۔۔

چھ وقت پہلے
مفتی صاحب اور قیصر
آمنے سامنے روم میں بیٹھے
ہوئے تھے۔۔



"اگر لڑکا 19 سال کا ہو
یعنی بالغ ہو اور لڑکی نابالغہ
چھ سات سال کی اور ولی
کے ساتھ ساتھ چھ سال کی

ایسی لولی صورت سہلی
ہے کہ نکاح منسوخ ہو سکتا
ہو لڑکی کے بالغ ہونے کے
بعد اگر لڑکی چاہے تو۔۔۔"



"نابالغہ لڑکی کا نکاح ولی
کروا سکتا ہے ولایت دو
طرح کہ ہوتی ہے ایک۔۔۔"

ولایت الزام۔۔

ولایت اجبار یہ ہے کہ
مجبور کر کے فی الوقت
فیصلہ نافذ کرنے کی

ولایت اور احبازت ہے۔
ولایت الزام یہ ہے کہ
مجبور کر کے جو فیصلہ

فی الوقت کیا جائے بعد



بعد بھی وہ فیصلہ بدلہ
نہ جاسکے بل کہ قطعی
اور اسی پر عمل کیا جائے۔۔
احناف کے نزدیک ولایت
کا سبب فترابت داری اور
رشتہ داری ہے اور رشتہ
و فترابت جہاں بھی ہوں
وہاں محبت و شفقت ہوگی



لم۔ اسی وجہ سے باپ
دادا کو ولایت اجبار بھی
حاصل ہوتی ہے اور ولایت
الزام بھی یعنی ان کا
کیا ہوا نکاح قطعی ہوگا
بعد میں رد نہیں ہو سکے
گا۔ جب کہ باپ دادا کے
علاوہ کے لیے ولایت اجبار



نہیں یعنی بلوغت کے بعد
صغیر و صغیرہ ان کے
فیصلہ کو رد کر کے نکاح
کو فسخ اور ختم کر
سکتے ہیں۔۔۔"



"یعنی میرا نکاح قطعی
ہے۔۔۔ کیونکہ میرا نکاح اس

جسے ولایت اجبار بھی
حاصل ہے اور ولایت الزام
بھی۔۔۔" مفتی صاحب کے
بیان دیتے وقت اس
کے ہاتھ و پاؤں مکمل ٹھنڈے
پر چکے تھے



ایسا زندگی میں پہلی بار

ایسا لگا
جیسے وہ کوئی امتحان دینے
بیٹھا ہوا ہو۔۔ یا اس کا رزلٹ
نکلنے والا ہے۔۔۔



کہا جائے تو غلط نہ
ہوگا کے زندگی میں پہلی

ایک ایک جملے کو حتی
کہ ایک ایک لفظ کو بغور
سن رہا تھا اور اس دعا
کے ساتھ سن رہا تھا کہ
وہ اس کے حق میں بہتر
ہی ثابت ہوں کوئی
منفی بات نہ بول دیں
جو وہ ہینڈل نہ کر



اور بس مفتی صاحب
کا بیان پورا ہونا ہوتا کہ
اس کا دل خوشی سے
سرشار ہو گیا۔۔ ایسا مسرور
کے جیسے جنت میں آگیا ہو
یا ہواؤں میں ہو۔۔



اپنے پاؤں اسے ہواؤں میں
محسوس ہو رہے تھے
اتنی خوشی اتنی خوشی
جیسے کوئی جیک — پورٹ ہاتھ
لگ گیا ہو یا کوئی حزن انہ —



مگر ایک سوال اور ہوتا
جو ذہن میں گر دشت میں

ہی ہے تو کیوں نہ وہ بھی
پوچھ لے پتہ تو چلے
انتظار کب تک کا ہے۔۔۔



" اس کے والد جیل میں
تھے کوئی نہیں ہٹا اس کا
اس لیے میرا اس سے نکاح
ہوا اور خستہ بھی

وہ چھ سال کا ہے اور

میرے ساتھ ہی رہتی ہے۔۔۔ جاننا
یہ ہٹا کے ملن کی صورت
کیا ہے؟؟۔۔ کیا مجھے اس
کے بالغ ہونے کا انتظار کرنا
پڑے گا۔۔ "قیصر نے لگے
ہاتھوں یہ سوال بھی کر ڈالا۔۔



اس کے سوال کا سننا

کے بعد پھلے
مفتی صاحب نے توقف کیا۔۔۔ پھر
وہ گمبھیر لہجے میں گویا ہوئے۔۔۔



"اس بات کو سمجھیے گا۔۔
کے صرف عمر کا اعتبار نہیں
بلکہ جسمانی صحت و تندرستی
کا بھی اعتبار کیا جائے گا۔۔"

اس کے ساتھ ساتھ یہ سب کچھ اس
باب میں سن کا کچھ اختیار نہیں
ہے بلکہ طاقت کا اعتبار ہے۔۔۔ پس
گر بھاری بھر کم موٹی تازہ ہو کے
مرد کی ہمبستری کی طاقت
رکھتی ہو۔۔۔ اور اس فعل سے
اس کے مریض ہو جانے کا خوف
نہ ہو تو شوہر اس کے ساتھ دخول
کے کئے گئے۔



بر کس کی جانی نہ ہو۔۔۔ اور
اگر پستلی دہلی ہو کے جماع
کی طاقت نہ رکھتی ہو۔۔ اس
فعل سے اس کے بیمار
پڑ جانے کا خوف ہو۔۔ تو
شوہر کو اس کے ساتھ دخول
کرنا حلال نہیں ہے اگرچہ وہ
نویں برس سے زیادہ ہو۔۔۔ اور



(یاد رکھیں ہر کسی کا مسئلہ
الگ ہوتا ہے تو اس کا
جواب بھی اسی کے اعتبار
سے دیا جاتا ہے۔۔۔

اگر آپ کو مزید کوئی معلومات
چاہیے ہو تو اپنے مفتی صاحب
سے خود رابطہ کریں۔۔۔



ویو بیان لیا لیا ہے
متانوی پوائنٹ اف ویو نہیں
(ہے)



"شکر یہ مفتی صاحب۔۔۔"

قیصر مکرراتے ہوئے

کہ کر ان سے ہاتھ ملا کر

کھڑا ہو گیا تھا۔

دل سے

جیسے منو بوجھ اتر اھتا

اس کے۔۔ وہ بہت ہلکا ہلکا

محسوس کر رہا ھتا اور

بہت خوش بھی۔۔۔

حال۔۔۔



زید کی دبی دبی آواز
پر قیصر حواسوں میں
لوٹا ہوتا اور فوراً ہی
اسے اپنی جکڑ سے آزاد کیا۔۔



"سوری۔۔" قیصر نادانی
سے مکراتے۔۔ اپنے گردن کی
پشت پر ہاتھ رگڑتے

مفتی صاحب سے الوداع
لے کر اب وہ دونوں ہی
جبانے کے لیے تیار کھڑے
تھے کہ مفتی صاحب نے
یہ کہہ کر روکا کہ عصر
کی نماز قریب ہے نماز پڑھ
کے چلے جائیں۔۔۔



اور اس لڑکے نے کب
کوئی نماز ادا کی تھی۔۔۔
اسے تو وضو کرنا بھی
نہیں آتا تھا۔۔۔



"پہلے تو وضو کر
پھر میں کرتا ہوں۔۔۔"
اس نے وضو خانے میں

حائب دیکھ۔۔
آہستگی سے کہا۔۔

"نہیں پہلے آپ کریں
آپ بڑے ہیں۔۔"
زید فوراً ہی عزت دیتے ہوئے
بولے۔۔



فورا ہی الجھ کر۔۔۔

"جب نکاح ہو جاتا ہے
نا تو لڑکے بڑے ہو جاتے ہیں۔۔
ہم بچپن تو انہیں اپنا
رہنما بنا کر ان کے آگے
پیچھے گھومتے ہیں ٹپس
کے لئے۔۔۔"



" مگر ہمارے سین میں
سب الٹا ہے۔۔ میرا رہنما
تو، تو ہے کیونکہ نکاح
تو نے ہی کرایا ہے ناں۔۔
اب چل آگے بڑھ۔۔ "قیصر
منہ بسور کرتیزی سے بولا۔۔



" بٹا حـ عزت دیتا ہے

کر لیتے ہیں۔۔۔ مانا تمہارا
پیٹ کا ہاضمہ عزت قبول
کرنے والا نہیں ہے۔۔ "زید
نے ٹکا کے ذلیل کیا ہتا



" اصل میں نامیرا
تو بے عزتی کا منتقلی
پیکچر ہے وہ بھی احمق

یہ سب زیادہ سچے ہیں
-- تو روز کے پیچ والا ہے
تو تجھے زیادہ پتہ ہوگا۔"

اگر زید سیر ہتا تو
قیصر عبدالرحمان
سوا سیر ہتا۔۔

زید ہوا قیصر دونوں رہے



پر ٹوپی ڈالنے کے لیے۔۔۔
مگر ڈھیٹ اتنے تھے
کہ دونوں میں سے ایک بھی
یہ ماننے کے لیے تیار
نہیں ہوتا کہ اسے
وضو نہیں آتا۔۔۔



اللہ کا مسلسل بحال کرنا

اور دروازے کو دیکھ

رہے تھے۔۔۔

"بیٹا۔۔۔ جماعت نکل
جائے گی تم دونوں کی
بحث میں۔۔۔ جگہ موجود

ہے دونوں بیٹھ جاؤ
ہم تینوں ساتھ ہی کر

لے رہے ہیں۔۔۔"



مستند میڈیا

لوگوں کی سب سے
اچھی عادت کیا ہوتی ہے
وہ کبھی شرمندہ نہیں

کرتے وہ ایسے بات بناتے ہیں
کہ بات بھی ہو جائے

اور کام بھی اور کسی کی

عزت نفس محروح بھی نہ ہو۔۔۔



ان کی بات سننے کے
بعد قیصر و زید
حنا موٹی سے ان کے ساتھ
بیٹھ گئے اور جیسے جیسے
وہ کرتے جا رہے تھے
ویسے ویسے وہ دونوں
اس عمل کو دہراتے جا رہے
تھے۔۔۔



مزار بنی ان دونوں کے
اسی طرح ادا کی گئی۔۔



"یا اللہ۔۔ مجھے دعا
مانگنا نہیں آتا۔۔ اور تو
یہ جانتا ہے۔۔ آخری بار
جب میں نے دعا مانگی
تھی تو وہ عشاں اپنی
کے لئے دعا مانگ رہی تھی۔۔"

کی سی۔۔۔ جسے ماننے

بھی 10 سال گزر گئے۔۔۔

آج پھر سے مانگنا چاہتا

ہوں۔۔۔ تو جگنو کو ہمیشہ

خوش رکھ۔۔۔ اس کی چمکتی

آنکھیں کبھی ماند نہ

پڑنے دینا۔۔۔ میری وجہ سے

تو بالکل بھی نہیں۔۔۔۔۔ "ہونٹوں



بسمِ رقصا ہوئی سی
اور وہ تبسمِ کیتھی
زخمی سی تھی۔۔
جیسے واقعی ڈرتا ہو
کہ کہیں ان آنکھوں کی
چمک۔ ایک۔ دن اسی کے
سبب ماند نہ پڑ جائے۔۔



تو بہن کے لیے مانگا ہوتا
اس بار مانگا تو نایاب
کے لیے مانگا۔۔۔ خود کو
تو کہیں رکھا ہی نہیں۔۔۔



اگر عبدالرحمان صاحب
یہ سمجھتے تھے کہ وہ
اپنوں پر حبان لٹانے والا بندہ

وہ دونوں مسجد سے
نکل کر گاڑی کی
جانب آرہے تھے زید
دیکھ سکتا تھا قیصر
آتے وقت جتنا برہم تھا
جباتے وقت اتنا ہی خوش
مزاج۔۔۔



"چل آج تجھے بریانی کھلاتا
ہوں۔۔" قیصر نے گاڑی کا ڈور
کھولتے ہوئے۔۔ مسکرا کر کہا۔۔



زید پہلی بار اس چاکلی
بوائے کے چہرے پر اتنی
پرکشش مسکراہٹ دیکھ رہا تھا۔۔



"بریانی تو میں کھلا رہا

ہوں نا"

قیصر فوراً ہی جتاتے

ہوئے بولا۔۔

ساتھ ہی گاڑی کی چابی

پاکٹ سے نکالی۔۔۔

"مگر کھلا تو انہی کی وح



جیسا جو کس ہلا ہی
نہ دے "مقابل نے بھی
اتنا ہی جتا کر جواب
دیا ہتا۔۔۔



"کیوں نہیں کھلاؤں گا۔
دیکھنا دنیا کا سب سے
بڑا ولیمہ کروں گا میں۔۔۔"
فخرانہ انداز میں مکرارتے

" تو پھل سامنے رکھ کر
دنیا کا سب سے بڑا
انتظار بھی تو تیرے ہی
حصے میں آیا ہے۔۔"
زید کی بات میں
پوائنٹ تو ہوتا۔۔
یہی وجہ تھی کہ
وہ مسکرا دیا فقط۔۔



الگ ہوتے ہیں ان کے
میں پھل سامنے نہیں
ہوتا اور صرف انتظار
ہوتا ہے ملنے کا
مگر قیصر کے
کیس میں معاملہ
بالکل برعکس ہوتا
پھل بالکل سامنے ہوتا
ہوتا ہے



اور پھل سامنے رکھ
کر انتظار کرنا انتظار
کو مزید کڑا بنا
دیتا ہے۔۔۔



"یہ تار کیسے؟؟"
زید کی نظر اچانک ہی
پچھم کی جانب گئی

دیکھے۔۔ یہ وہی تار تھے
جو حسنہ نے دیکھے تھے۔۔۔

"حسزہ نے نیا گھر خریدا ہے
وہاں وارننگ کے لیے منگوائے
ہیں۔۔۔" جواب وہی ہوتا
جو حسنہ کو دیا گیا ہوتا
بس ابتدائے نام
میں تبدیلی آگئی تھی۔۔۔



رید کے ریادہ سے سوچے ہوئے
اشبات میں سر ہلا دیا۔۔

ان کی گاڑی ریٹورنیٹ
کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔

واپسی پر اس نے ناپاب
کے لیے بھی بریانی
کی اوپری سطح سے





subscribed



گھر میں دوڑائی۔۔

نایاب کہیں نظر نہیں آئی
تھی اس لیے وہ سیدھا
اوپر کے جانب بڑھا۔۔



"جگنو۔۔ او۔۔۔ مجھے
تو پتہ ہی نہیں تھا
میں۔۔۔ جگنو بڑھائی بھی

روا ہے۔۔۔ وہ رات کے
داخل ہوا تو سامنے ہی
بیڈ پر نایاب کی کاپیاں
بٹھری ہوئی نظر آئیں
اور وہ ایک کابی میں
جھک کر پینٹل سے
کام کرنے میں مگن تھی۔۔۔



وہ مسرت سے کہتا
اس کے قریب چلا آیا تھا۔۔۔

پارسل سائیڈ میبل پر
رکھ کر۔۔۔ وہ خود
بیڈ پر بیٹھا۔۔۔

"جگنو۔۔" نایاب نے
ابھی تک۔۔ اسے دیکھنے
کی زحمت نہیں کی
تھی وہ اپنے ہی کام
میں مگن تھی۔۔۔



پر بھی نایاب نے نگاہ نہ
اٹھائی تو قیصر نے اس
کی کاپی پر نگاہ ڈالی۔۔۔

وہ میتھ کا کام کر رہی
تھی۔۔۔ اور مسلسل لکھے
چلی جا رہی تھی۔۔۔

"کیا میں دیکھ لوں؟"
اس نے کہتے ہوئے کاپی



اب حبا کے نایاب نے اے
دیکھا تھا۔۔۔

ایسا نہیں ہے کہ
وہ حبانہ نہیں تھی
کہ قیصر ہے اس کے برابر
میں۔۔۔ بس وہ توحب نہیں
دے رہی تھی۔۔۔



اس م سر یین
لڑکے نے کاپی چیک کرنا
شروع کی۔۔ اس کی پوری کاپی
میں ہر تیج پر ہوم ورک
کے اندر نیچر کے
ریڈ پین سے ریسرکس
موجود تھے۔۔۔ اور شکایت
ایک ہی تھی کہ اپنے مامو
سے ہوم ورک کروا کر نہ
لایا کریں۔۔۔



اگر فیصلہ کرنے ابھی کچھ
لمحوں پہلے خود نہ دیکھا
ہوتا اسے لکھتے ہوئے
تو شاید وہ بھی یہی سمجھتا
کہ وہ کسی اور سے
لکھواتی ہے۔۔۔



پر یہ کیسی عجیب
بات تھی اردو انگلش
اور دیگر سبجیکٹس

وہیں میتھ میں اس کا
حساب بالکل الگ تھا۔۔۔

"تمہیں میتھ اچھی
لگتی ہے؟؟۔۔"

"تھوڑی۔۔۔" وہ تیزی سے
چمکتی آنکھوں کے
ساتھ بولی۔۔۔



بہت پسند تھی۔۔۔"
پہلی بار ہوتا
جب قیصر نے اس کے
سامنے اس کی ماں کا
ذکر کیا ہو۔۔

"میری امی کو؟"
وہ کافی ایکسٹڈ
ہوئی تھی



"ہاں۔۔۔" قیصر
کو شک ہو گیا تھا وہ
اپنی ماں جیسی ہی ہے۔۔۔

"ایک سے 50 کے
درمیان کتنی بار پانچ آتا ہے
جگنو؟؟؟"

قیصر نے کافی نیچے
رکھ کر اس کی



میں دیکھتے ہوئے
سوال کیا۔۔۔ وہ بھی
نہایت سرسری سے انداز میں۔۔



"چھ بار" دو بدو
کسی کمپیوٹر کی
طرح جواب دیا۔۔

"اچھا یہ دیکھو۔۔

یہ ایک مشکل تھا
کافی مشکل تھا
ایک چھ سالہ بچی کے
اعتبار سے لیکن اس نے
دانتہ طور پر (کاپی
پر لکھ کر) یہ سوال
کیا تھا۔۔۔



"22" اس نے کوئی
کیلکولیٹ نہیں کیا پینسل

جواب دے دیا۔۔

اور قیصر اگلے پل
منہ کھولے اسے دیکھ
رہا تھا۔۔ اپنے حباب سے
اس نے بڑا مشکل سوال
کیا تھا۔۔

"تم تو کمپیوٹر ہو جگنو۔۔"
کچھ لمحے اسے دیکھنے



اور وہ مسکراہٹ بہت پیاری سی
تھی۔۔۔ دل کو چھو لینے
والی۔۔

نایاب ایک گاڈ گفٹڈ
بچی تھی۔۔ جس کا
انی کیولیول دنیا کے
اسمارٹسٹ چھ سالہ
کٹس کے انی کیولیول
میں سے اگر بائیسٹ



لیکن ابھی وہ ایک
چھپا ہوا ہیرا تھی۔۔۔

اور مزید ار بات پتہ
ہے کیا تھی۔۔ وہ اپنا یہ
سارا انی کیو
صرف ایک قیصر کی
ذات پر غور و فکر
کے زمانہ میں آتے تھے



اگر قیصر کا پسندیدہ
ٹاپک۔ اس کا جگنو ہوتا
تو نایاب کے لیے اس کا
پسندیدہ سبجیکٹ
صرف۔ قیصر عبدالرحمان
یوسف کی شخصیت تھی۔۔۔
میتھ کو
تو وہ کبھی کبھی منہ
لگایا کرتی تھی۔۔۔۔



"لین الی ہک یو؟؟؟"

"can i hug you"

نہایت محبت سے
پوچھا۔۔۔



"شور sure" اس نے بھولے پن
سے کہا۔۔ اور کھڑی ہوئی۔۔

اگلے ہی پل۔۔ قیصر
نے اسے اپنی ماہوں میں

اس کے ننھے کندھے پر
اپنی ٹھوڑی رکھ کر۔۔۔
پر سکون انداز میں آنکھیں
موند لیں۔۔۔



"قیصر۔۔۔ بگ۔ کرنا ہوتا۔۔
ہڈیاں نہیں توڑنی۔۔"
قیصر تو جیسے اس
کے ننھے کندھے پر

چاہتا ہو۔۔۔

وہ خود کے دبے پر
ٹوکنے لگی۔۔۔

"بس کچھ لمحے ایسے
ہی رہو۔۔۔" مقابل چھوڑنے
کے لیے تیار نہیں بھتا۔۔۔
اور نہ ہی اپنی جگہ



آج قیصر عبدالرحمان
یوسف نے زندگی میں پہلی
بار جاننا ہوتا کسی کو کھونے
کا خوف کیا ہوتا ہے۔۔۔



مگر وہ کہاں جاننا ہوتا۔۔۔ کچھ
چیزیں طے ہوتی ہیں۔۔۔ انہیں
بدلا نہیں جاسکتا۔۔۔

یہ سب پر رسی سر رے
ہوئے تھے۔۔

انہوں نے صبح کے
وقت شمیم حنا تون کے
ساتھ ایک برقعے والی عورت
کو گھر میں داخل ہوتے
دیکھا اور 15 منٹ کے
بعد وہی عورت گھر
سے باہر نکلی اور اس
کو اتھواں مس سنا



کے ہاؤس میں سبزیوں
پھسل وغیرہ کی پلاسٹک کی
تھیلیاں تھیں۔۔۔

پلاسٹک بھی سفید
تھی اس لیے پھسل وغیرہ
صاف نظر آ رہے تھے۔۔

وہ پورے دن انتظار کرتے
رہے مگر قیصر آج پورے
دن گھر سے باہر نہ نکلا۔۔۔



وہیں دوسری جانب۔۔۔

وہ سیاہ برقعے والی عورت
چلتی چلی جا رہی تھی
چلتی چلی جا رہی تھی۔۔۔

پھر ایک — انسان گلی میں آ کر
وہ رکی۔۔۔



اس نے تیزی سے ادھر
ادھر نظر گھمائی۔۔
وہاں کوئی موجود نہیں تھا۔۔

پھر وہ پھرتی سے
سامنے کی جانب بڑی۔۔
جہاں بلیک لائبریری
پہلے سے ہی کھڑی تھی۔۔

اس نے فنروٹ کی تھیلیاں



میں ہاتھ ڈال کر
اس میں سے چابی نکالی
پھر ریموٹ سے
پینکسر سیٹ کا ڈور کھولا۔۔
ادھر ادھر اچھی
طرح دیکھتے ہوئے کہ
کوئی اس کا تعاقب تو
نہیں کر رہا۔۔۔

کسی کو سنہ



دیکھتا ہوا پالروہ
تیری سے گاڑی میں داخل
ہو گئی۔۔۔

بس گاڑی میں داخل ہونا
ہتا کہ پھرتی سے برقعہ
اترا اور برقعہ اترتے ہی
ایک خوبصورت حسین
کم عمر لڑکا نمودار ہوا۔۔۔



تنگ و تنگ

اسی لڑکی سسکیں بنی
وہ وائٹ ہوڈی زیب تن
کیے ہوئے تھتا۔۔

سر کو ہوڈ سے کور کر
اس نے بلیک ماسک چہرے
پر لگایا اور پیچھے سے آگے
کی جانب کود کر
گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ
پر بیٹھا۔۔۔



اپنے بندوں کے ساتھ
وہ ڈیکوریشن کروانے
منارم ہاؤس آن پہنچا
تھا۔۔۔



پورا دن اس کا ڈیکوریشن
میں ہی گزرا۔۔۔

وہ منارم ہاؤس
آبادی سے بالکل الگ

تھلگ بھتا۔۔ اور نہایت ہی
خوبصورت و وسیع۔۔

"اچھا حنان بابا۔۔
میرے سارے بندے نکل رہے
ہیں آپ بھی نکلیں۔۔
رات کافی ہو چکی ہے۔۔
اور چابی مجھے دے دیں۔۔"
یہ کہتے ہوئے قیصر
نے منارم ہاؤس کے



چوکیدار کے کندھے پر
تھپتھپایا۔۔

اور احسری جملہ
نہایت ہی سرسری سے
انداز میں ادا کیا۔۔

چوکیدار نے فوراً ہی
حیاتی نکال کر اس کے
آگے کر دی تھی۔۔



"اور ہاں کل پارٹی ہے۔۔۔
کل آپ کو آنے کی ضرورت
نہیں ہے۔۔۔ میں نے فیضان جٹ
سے بات کر لی ہے۔۔۔ کل میرے
بندے کھڑے ہوں گے یہاں۔۔۔" چابی
چوکیدار کے ہاتھ سے لیتے ہوئے



"ٹھیک ہے بابا۔۔۔ بابا۔۔۔
اگر کچھ خنرچہ پانی مل جاتا"
وہ سفید رنگ کی دھوتی

اور بسکٹی رنگ کی کرتی
میں ملبوس سفید داڑھی والا
چوکیدار ذرا لچکدار
لہجے میں بولا۔۔۔



"کل بڑے لوگ آتے
تو میں ان کی خدمت کرتا
تو مجھے پیسے ملتے۔۔
اب آپ اپنے بندے رکھنے والے ہیں
تو مجھ غنیمت کی

دیکھا تو سر گئی ناں۔۔"
قیصر ان کی بات سن۔۔
بے اختیار ہی مسکرا دیا تھا۔۔

وہ بوڑھا تھوڑا
افردہ دکھائی دے
رہا تھا۔۔

"صدقت لیتے ہو؟؟"
قیصر وہ سن رہا ہی نہیں



یہ سروہ بندہ بنی ہیں
ھتا جس کی
جیب آپ دیگر امیر لڑکوں
کی طرح عنربت
کا رونا رو کر یا اپنے
اپ کو بچارہ ظاہر کر کے
حنالی کروا سکو۔۔۔



"بابا متائد اعظم کسی
بھی صورت میں ملے
عنبتا ہوں۔۔۔"

سریب لے یما ہے۔۔
وہ بوڑھے بابا تیزی سے
بولے تھے۔۔

"یہ لو میری بیوی کا صدقہ۔۔
اور دعا کرنا وہ کچھ کھانا
پینا شروع کر دے اور
تھوڑی جان بنالے۔۔
بہت دہلی پتلی ہے وہ۔۔"
قیصر نے اپنی پوکٹ



سے جب والٹ نہ نکلا
تو بابا صاحب کے آنکھیں
چمکنے لگیں۔۔

وہ سوچنے لگے نہ جانے
کتنے دے گا۔۔

دکھنے سے ہی امیر
گھر کا لڑکا معلوم ہو رہا
بھتا اور پھر جو لامبورگینی
اے کہ سہا سہا کی تھی



لے کر آیا تھا وہ مسمی
اس کی حیثیت بتانے کے لیے۔۔۔

لیکن جب قیصر نے 100
روپے کا نوٹ نکال کر
اس کے آگے کیا۔۔۔ تو وہ
بھیارہ منہ لڑکا کر
بے یقینی سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

وہ قیصر عبدالرحمان



جو کسی کو ایک روپیہ
نہ دے وہ 100 روپے دے
رہا ہوتا اس کے نزدیک
یہی بہت بڑی بات تھی۔۔
اور وہ بھی صرف اس لیے
کیونکہ وہ اپنی جگہ
کا صدقہ دے رہا ہوتا۔۔



"چھوڑیں صاحب
آپ یہ باہر کسی عنریب کو

ہی دے دیجئے گا۔۔
اچھا ہے بھلا ہو جائے گا اس
بیچارے کا۔۔ آپ کے سو روپے
سے۔۔ "آخری جملہ وہ
خاصہ جتاتے ہوئے کہتا۔۔
منہ بسور کر چیل دیا تھا۔۔



"ہو نہ۔۔۔ پیٹ بھرا کہیں گا۔۔"
قیصر نے سر جھٹک کر۔۔۔
پیسے واپس والٹ میں

رکھ لیے تھے۔۔۔

سب کے جانے کے بعد۔۔
اس نے دروازہ بند کیا۔۔

اب وہ تار اپنی لامبورگینی
سے نکال رہا تھا۔۔۔

وہ چلتا ہوا اندر کی
فناں ہاؤس میں



داحسل ہونے لگا۔۔۔

وہ۔۔ انکل۔۔ میرے دوستوں
کو دوسرے کمرے میں لے
جاتے تھے۔۔۔ جب وہ واپس
آتیں تو وہ بہت رو رہی ہوتی
تھیں۔۔۔ ان کی پاجامے سے
خون بھی نکل رہا ہوتا تھا۔۔



اس نے پورے فنارم ہاؤس

پر جگہ جگہ مشہور
پینٹنگز لگوائی تھیں
اور اب وہ انہیں ایک
ایک کر کے اتار کر
ان کے پیچھے تاروں کا
کام کرنا شروع کر چکا تھا۔۔۔



"تمہارے یہاں لڑکیوں
کے ریپ ہوتے ہیں۔۔
چھوٹی چھوٹی بچیوں

کے۔۔۔۔"وہ چیخ رہا تھا
اس یتیم خانے کے
اونر کے روم میں کھڑا۔۔۔

"آ۔۔ کو عنلط فہمی
ہوئی ہے قیصر صاحب
ایسا کچھ نہیں ہے۔۔"
وہ ڈھیٹ ادنی
مکراتے ہوئے بولا۔۔۔



" اچھا۔۔ مجھے عنایت فہمی
ہوئی ہے تو پھر تمہیں
کوئی ٹینشن تو نہیں
ہوگی نا اگر میں یہاں کی
بچیوں کے ٹیسٹ کروالوں۔۔"
بس اس کم عمر لڑکے کا
چنگھاڑتے ہوئے کہنا ہوتا
کہ مقابل کی ہوا نکلی۔۔



ہم کیوں اپنی بچیوں کے
ساتھ اس طرح کرنے لگے
یہ پورا ایک ادارہ چل رہا ہے
اپ کو سمجھنا چاہیے اس
بات کو۔۔۔ ہم عنریب مسکین
اور یتیم بچیوں کی مدد
کرتے ہیں۔۔۔ لوگوں کا کیا ہے
وہ تو اپنے لاوارث بچوں
کو جھولوں میں پھینک



بنا رہے ہیں وہ ہم ہو گے ہیں
جو انہیں سنبھالتے ہیں
انہیں دو وقت کا کھانا
دیتے ہیں انہیں اچھی
تعلیم دلانے کی
کوشش کرتے ہیں انہیں
معاشرے کا ایک اچھا
نمونہ بنانے کی کوشش
کرتے ہیں آپ کو ہماری
نیتیں اور نیک نیتی



لرنا چاہیے۔۔ یہ بہت عنلط
بات کر رہے ہیں آپ۔۔"
شرافت اور دنیا داری
اور حناص طور پر مظلوم و
یتیم بچیوں کی خدمت
کرنے کا لبادہ اوڑھ۔۔۔
اب وہ بھی دھاڑنے لگا ہوتا۔



چیٹنا صرف تب نہیں جاتا

چینا تب بھی جاتا ہے
جب اپنے آپ کو غلط
ثابت کرنے سے بچانا ہو۔۔۔

اور وہ شخص اپنے
آپ کو غلط ثابت کرنے
سے بچانے کے لیے چیخ
رہا تھا۔۔۔



ی دیر راہی ہوئی
رہی مگر وہ شخص نہ
مانا یہاں تک کہ قیصر
نے مکے ہی مکے اس کے منہ
پہ جھڑنے شروع کر دیے۔۔۔



وہ کہ رہے تھے پہلے حریم کو
پیار کروں گا پھر کل تمہیں۔۔۔
قیصر وہ اچھے نہیں تھے۔۔۔
مجھ کو اکل جائے گا۔۔۔

تھے۔۔۔۔۔ بہت کندے تھے وہ انکل۔۔۔
بالکل حنرم انکل جیسے

"مجھے حنرم صاحب اور
ان کے ساتھ کام کرنے والے
ویلفیئر کے لوگوں کے
خلاف کام شکایت درج
کرائی ہے" وہ پولیس
اسٹیشن میں بیٹھا ہوا تھا۔۔۔



سامنے موٹا سہ پولیس
والا پان چباتے ہوئے
اس سامنے بیٹھے
کم عمر لڑکے کی
جانب دیکھنے لگا۔۔۔



"کیا شکایت درج کرانی
ہے تمہیں بچے؟؟" اس نے
نہایت لا پرواہی سے لوجھا۔۔۔

"وہ ویلفیئر کی اڑ میں
فحاشی کا اڈا چلا رہے ہیں
چھوٹی چھوٹی بچیوں کے
ساتھ ریپ کر رہے ہیں۔۔۔ انہیں
ہوٹلوں میں بیچ رہے ہیں۔۔۔"
وہ کم عمر لڑکا سرخ ہوتے
چہرے کے ساتھ فوراً ہی
بولا ہوتا۔۔۔



اس کی آواز میں
جو غم و غصہ جھلک
رہا تھا ایسا نہیں ہے
سامنے والے نے اسے
محسوس نہیں کیا تھا
بس چھوٹا اور کم عمر
دیکھ کر توجہ نہ دی۔۔۔



"بیٹا یہ تمہارے پڑھنے

ان کیس وغیرہ کے چکروں
میں پڑھ رہے ہو۔۔۔"
وہ پولیس والا نہایت
لا پرواہی سے بولا تو
قیصر کا خون جل گیا۔۔۔



"میں آپ سے کہہ رہا ہوں
کہ وہاں بچیوں کے
رہے ہو رے ہیں اور آ

کرتے ہیں ایسے
مجھے پڑھائی کا سنجیشن
دے رہا ہے۔۔"

اس کی سیاہ آنکھیں
سرخ پڑ چکی تھی۔۔
ایسے جیسے لہو نکلنے
لگے گا۔۔۔



وہ۔۔ گندلی۔۔ آج کل کی نئی
نسل کی گندگی ہیں وہ۔۔ تم
کیوں انھیں انصاف دلانے کے
چکر میں اپنا فیوچر
برباد کرنے آگئے ہوں یہاں
جاؤ جا کے پڑھو۔۔۔۔۔
اگر وہ یہ شکایت
قیصر عبدالرحمان بن کر درج
کراتا تو یقیناً سنوائی ہو



کر گبھی بھی نہیں۔۔۔

حریم جب دوسرے کمرے
سے واپس آئی تو وہ
بہت چسچ چسچ
کر رہی تھی۔۔۔ مجھے بہت
ڈر لگ رہا تھا۔۔۔



اس نے ملا اس سے تار کو

پھلا سلا۔۔۔ پھر دوزخوں کو
جوائنٹ کر کے سیٹ کیا۔۔۔

" سر میں بہت امید لے
کر آپ کے پاس آیا ہوں۔۔۔
میں اپنے علاقے
کی پولیس کے پاس بھی
گیا تھا لیکن کوئی میری
نہیں سن رہا انہوں نے
تمہیں کچھ نہ کہہ سکا۔۔۔



درج ہمیں کیا۔۔۔" وہ اپنے
علاقے کے ڈی ایس پی
کے پاس پہنچا ہوا تھا۔۔۔



وہ یہ کام اپنے والد کے
نام سے نہیں کروا سکتا تھا
ورنہ یقیناً عبدالرحمان صاحب
کو نایاب کاپتہ چل جاتا۔۔۔
اور یہ وہ آخری چیز تھی

جب باپ کا پیچھے نام
نہیں ہتا تو وہ ایک عام
سہ لڑکا ہتا جس کی کوئی
سننے والا نہیں ہتا۔
جو درد درد بھٹکتا
پھر رہا ہتا
صرف انصاف کے لیے۔۔۔



ان لوگوں کو سرائیں
دلانے کے لیے جو ان سب میں
شامل ہیں۔۔۔

"آپ کہیں گے تو میں
پروف تک لے آؤں گا۔
آپ بس میرا ساتھ دیں"
وہ ڈی ایس پی کے سامنے
کرسی پر بیٹھا۔ انصاف کی



"قیصر۔۔ اگر میں غلط نہیں
ہوں تو عبدالرحمان صاحب
کے بیٹے ہو۔۔ رائٹ؟؟"



"جی" جب وہ جانتے ہی
تھے تو پھر پہچان چھپانے
کا کیا فائدہ رہ گیا تھا۔۔

ہو یہ سب؟؟۔۔ میں جانتا ہوں
جوانی کے جوش میں تمہیں
بھی شوق چڑھا ہوگا سوشل
ورک۔ کرنے کا۔۔ مگر بچے۔۔
عنریبوں کو کھانا کھلاؤ۔۔
کپڑے دان کرو۔۔ اور ان
کی ویڈیوز بناؤ۔۔ اور ڈال
دو سوشل میڈیا پر
اور انکس سمیٹو۔۔ تم



ہاں مندری بڑی بڑی
شارک کے حلق میں ہاتھ
ڈالنے پہنچ گئے۔۔"

ان کی بات سنتے ہی
قیصر سمجھ گیا تھا
اس آدمی نے کچھ نہیں کرنا
بلکہ اگر اس نے زیادہ فورس
کیا تو وہ اس کے والد تک
یہ بات ضرور پہنچا



"او کے --- آپ صحیح کہہ
رہے ہیں میں ابھی بہت
چھوٹا ہوں مجھے ابھی
ان مچھلیوں کے حلق
میں ہاتھ نہیں ڈالنا چاہیے ---
پر پلیسز انہیں شارک کہہ کر
شارکو کی توہین نہ کریں ---"
وہ جہل بھن کر



اپنا کام مکمل کرنے کے بعد
پینٹنگ — دوبارہ لگا دی
جیسے پہلے لگی ہوئی تھی۔۔۔



وہ تار اب بالکل چھپ گئے
تھے۔۔۔

اسٹوار سے اتر کر

اب دوسری جانب بڑھا ہوا
اسٹول کو اپنے ساتھ کھسکاتے
ہوئے۔۔۔



وہ ایسے ایسے کرتے تھے۔۔
اور انگلیاں بھی مارتے تھے۔۔۔

"سر پلینز۔۔۔ مجھ سے بات کر لیں
میں دو گھنٹے سے آپ کے
فریڈم کے بارے میں

اور تین دن سے مسلسل
یہاں آرہا ہوں۔۔"
قیصر اپنے علاقے کے انچارج
سے ملنے کی اپوائسٹمنٹ لے
کر دو گھنٹے سے ان کے
آفس کے باہر بیٹھا
ویننگ روم میں انتظار
کر رہا تھا۔۔۔



مگر پچھلے تین دنوں کی
طرح آج بھی وہ بغیر ملے
ہی جا رہے تھے۔۔۔ تو اس نے
فورا ہی ان کی گاڑی کا ڈور
پکڑ کر روکتے ہوئے۔۔۔
ان سے بات کرنا چاہی۔۔۔



قیصر نے اب
حبانا ہتا انصاف۔ پانا تو
دور کی بات یہاں تو
انصاف۔ پانے کی بات
کرنے کے لیے بھی در در کی
ٹھو کریں کھانی پڑتی ہیں۔۔

گارڈز فوراً ہی قیصر



کا بازو پٹر کر ہٹانا چاہتا
ھتا۔۔ اس سے پہلے وہ ہٹا
پاتا قیصر نے پوری فورس
کے ساتھ اس گارڈ کے
سینے پہ ہاتھ مارا
" ہاتھ مت لگا۔۔ " کہتے ہوئے۔۔



گارڈ جوابی حملہ کرتا

اے پھلے ہی اہوں نے
ہاتھ دکھا کے روکا۔۔

" گاڑی میں بیٹھو۔۔ "

ان کے کہتے ہی قیصر
ان کے ساتھ گاڑی میں
بیٹھا۔۔۔



" سر ویلفیئر کے نام پہ
اڈے چلا رہے ہیں یہ لوگ۔۔۔
چھوٹی چھوٹی بچیوں
کو بچتے ہیں ان کا ریپ کرتے
ہیں باقاعدہ ویلفیئر میں
آتے ہیں لڑکے۔۔۔ آپ کہیں
گے تو میں پروف بھی لے
آؤں گا۔۔۔ اس وقت



اسے روکنا بہت ضروری
ہے۔۔ اگر یہ اس طرح چلتا
رہا تو پتہ نہیں کتنی کلیاں
روندی جائیں گی۔۔ اتنا ہی
نہیں وہ لڑکوں کو بھی



بچتے ہیں۔۔۔ نہ صرف
ملک۔۔ میں بلکہ بیرون
ملک۔۔ میں بھی۔۔ چھوٹے چھوٹے

بچوں کو لونڈے بازی
کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔۔
میں صرف اتنا چاہتا ہوں
کہ آ۔ اس کے خلاف
ایکشن لیں۔۔ " وہ کافی
دیر تک اس کی بات
حنا موشی سے سنتے رہے۔۔
ان کی حنا موشی نے



فیصلہ کو حوصلہ دیا ہوتا
کہ وہ مزید باتیں بول سکے
اور اس نے بولیں۔۔۔ اسے لگا
یہاں کام بن گیا۔۔۔ شاید
اس کی مہینوں کی محنت
رنگ لے آئی۔۔۔

مگر اگلے ہی لمحے



اس کی ساری امیدیں
ٹوٹ گئیں جب وہ قہقہہ
لگا کر ہنستے۔۔۔



قیصر ان کا
ہنستا ہوا چہرہ
دیکھ کر رہ گیا تھا۔۔۔

تو

”بھسنے والی لسیا بات کی؟؟؟“
اپنے ہاتھ کی مٹھیاں
بھینچتے وہ نہایت برہمی
سے استفسار کر رہا تھا۔۔۔



دنیا میں کسی کی
ہنسی اتنی ذہر نہیں لگی تھی
جتنی اس ایک شخص
کے لگے تھے۔

جائے جس کا گھر
سرام خون ہیں۔۔۔ پھر
انہیں گھر ملا ہوا ہے
رہنے کے لیے کھانا ملتا
ہے دو وقت کا
پہننے کے لیے کپڑا ملتا ہے
اور تم کیا چاہتے ہو
ویلفیئر والوں سے۔۔"



" وہ کھانا کپڑے سب
جسم فنروشی کے ہیں۔۔۔۔۔"
قیصر مزید خود کو
روک۔ نہیں پارہا تھا۔
اسے لگا اگر اس خبیث
شخص نے ایک۔ جملہ
اور کہا تو وہ اپنا آپا
کھودے گا۔۔۔۔۔



" اور غلط بیانی نہ کریں
ویلفیئر والے بچوں
کو نہیں پال رہے۔۔۔
وہ بچے ویلفیئر والوں
اور آپ جیسے ملک کے
معزز کتوں کو پال رہے ہیں۔۔۔"
قیصر کی سیاہ آنکھیں



لہو رنگ ہوئیں۔۔۔ اس نے
ایک ایک لفظ چبا چبا کر
جتاتے ہوئے ادا کیا وہ بھی
خاصہ چوٹ کرنے والے
انداز میں تاکہ مقابل کی
شرم حباگے جو یہ بیچ
کھائے ہیں۔۔۔



"معزز لتوں؟؟؟"
جہانتے بھی ہونے
کس سے بات کر رہے ہو؟؟؟"
اپنی سخت تذلیل پر
وہ دھاڑے۔۔۔



"انہی معزز کتوں میں
سے ایک کتے سے۔۔۔"منہ

پر لہتا وہ بے خوف کاری سے
نکلا۔۔۔

اسے سمجھ آ گیا ہتا
سب ملے ہوئے ہیں
کوئی آواز نہیں اٹھائے گا
اس کے خلاف۔۔

سب مل کر جو کھا رہے
تک بھوک بھوک



ہیں۔۔۔ یہ نیا پتھر کی آواز ہے
امید قائم رکھتے ہوئے
آخری بار میڈیا کا دروازہ
کھٹکھٹایا۔۔



#حباری_ہے
پلیز تھوڑی زحمت کر لیں
اچھے ریویوز دینے کی۔۔۔
تا کہ مجھے یہ سہولت ملے

محسوس ہو۔۔۔۔

12 episode ap ko
asani sy mil jae is ky liye
mera channel zarror
subscribe kar lyn

Channel name :



Novel's By Husny Kanwal

Don't forget to
like comment and
share ❤️

#HK ❤️



#رائٹر : #حسن_کنول

#ناول : #جگنو

#episode :12

"دیکھیں بشیر صاحب

آپ کا چینل ٹاپ ریٹنگ پر

چل رہا ہے۔۔۔ایسے میں آپ

اگر یتیم خانوں میں ہونے والے

جرائم کو دنیا کے سامنے

بے نقاب کرتے ہیں تو مجھے یقین

ہے نہ صرف پولیس مجبور

ہوگی ایکشن لینے پر بلکے بڑے

بڑے ادارے حرکت میں آجائیں
گے۔ جس سے ہم اس برائی
کا جڑ سے خاتمہ کر سکتے ہیں۔
یتیم مسکین بچوں کے پاس
ایک یتیم خانہ ہی تو
پناہ گاہ ہوتی
ہے۔۔۔ ورنہ وہ بے آسرا بچے کہاں
جائیں گے۔۔۔" قیصر
ان کے سامنے بیٹھا۔ انہیں کنونس
کرنے کی سعی میں لگا تھا۔۔۔

بڑے ادارے حرکت میں آجائیں
گے۔ جس سے ہم اس برائی
کا جڑ سے خاتمہ کر سکتے ہیں۔
یتیم مسکین بچوں کے پاس
ایک یتیم خانہ ہی تو
پناہ گاہ ہوتی
ہے۔۔۔ ورنہ وہ بے آسرا بچے کہاں
جائیں گے۔۔۔" قیصر
ان کے سامنے بیٹھا۔ انہیں کنونس
کرنے کی سعی میں لگا تھا۔۔

"ان یتیم بچوں کے پیچھے
آپ چاہتے ہیں کہ ہم بڑے
بڑے لوگوں کو ناراض کر دیں؟"
ان کا پلٹ سوال۔ قیصر
کے لبوں پر طنزیہ مسکان بکھیر
لایا تھا۔۔۔

پتا ہے امیروں میں سب سے
بیسٹ چیز کیا ہوتی ہے۔ ان
کا بھائی چارہ خود بھی کھاو
اور دوسرے کو بھی کھانے دو

کا نعرہ۔۔ یہ لوگ بظاہر لڑتے
اور ایک دوسرے کی
ٹانگ کھینچتے
نظر آتے ہیں مگر درحقیقت
یہ پیٹی بھائی ہوتے ہیں
ایک دوسرے کے عیبوں کو
جانتے ہوئے بھی پردہ رکھنے
والے۔۔

"ہونہ۔۔ ناراض؟؟۔۔ صرف
یہ بڑے لوگ ناراض نہ ہوں اس لیے

آپ اتنے بڑے سچ سے منہ
موڑ لیں گے۔ جیسے کچھ ہوا ہی
نہیں کیا واقعی آپ ایسا
کر سکتے ہیں؟؟ "قیصر
کو لمحہ بھر کے لیے جیسے
یقین نہیں آ رہا تھا۔ اتنے بھی
بے ضمیر ہوتے ہیں لوگ۔

"بیٹا۔ ان جذباتی باتوں سے
چینل نہیں چلا کرتے۔۔"
وہ گمبھیر لہجے میں بولے۔

آپ اتنے بڑے سچ سے منہ
موڑ لیں گے۔ جیسے کچھ ہوا ہی
نہیں۔ کیا واقعی آپ ایسا
کر سکتے ہیں؟؟ "قیصر
کو لمحہ بھر کے لیے جیسے
یقین نہیں آ رہا تھا۔ اتنے بھی
بے ضمیر ہوتے ہیں لوگ۔

"بیٹا۔ ان جذباتی باتوں سے
چینل نہیں چلا کرتے۔۔"
وہ گمبھیر لہجے میں بولے۔

جیسے ناجانے کتنا گہرا
فلسفہ بیان کر رہے ہوں اسے
کامیاب زندگی جینے کی۔۔

قیصر سمجھ گیا تھا ایک
لمحہ بھی وہ وہاں رکا ناں
تو اس گنجے کو دانتوں سے
محروم ضرور کر دے گا۔۔ اور
وہ نہیں چاہتا تھا ایسا
ہو کیونکے
دماغ میں دوسرا آئیڈیا تیار

تھا اس کے --

اس کا کام مکمل
ہو چکا تھا۔۔

تھک بار کر ون سٹ صوفے
پر بیٹھتے -- ایک ٹانگ پر
دوسری ٹانگ جما کر۔۔
شہانہ انداز میں بیٹھا
معنی خیزی سے مسکرا
رہا تھا۔۔

بلیک صوفے پر۔
وانٹ بوڈی میں ملبوس
بیٹھا وہ کم عمر لڑکا
پہلی ہی نظر میں کسی کو
بھی مبہوت کر دے۔۔

اس انیس سالہ چہرے پر
بھولے پن کے آثار دور دور
تک نہ تھے۔۔ وہ تو کوئی
ڈارک پرسنلٹی کا مالک
معلوم ہو رہا تھا۔۔

ابھی وہ اپنی ہی سوچوں میں
مگن تھا۔۔۔ کے سیل رنگ ہوا۔
جس کی آواز
خاموش کمرے میں الگ
ہی گونجی۔۔۔

کال شمیم خاتون کی تھی
یہ دیکھ اس نے فوراً
ریسیو کی۔۔۔

"آپ کب تک آرہے ہیں
چھوٹے ماسٹر؟؟۔۔میری
بہن اور میں گھر جانے کے
لیے بیٹھے ہیں۔۔" وہ
تیزی سے بولی تھیں۔۔

"بس میں نکل رہا ہوں
یہاں سے۔۔جگنو نے
کھانا کھایا؟؟۔۔"
جب نایاب ننی ننی اس کی
زندگی میں آئی تھی تو

وہ پورا دن بھوکی رہی تھی
مگر قیصر کو ذرا فرق نہ
پڑا تھا اور آج وہ ہی قیصر
تھا جو اس کے کھانے
کو لے کر سب سے زیادہ فکرمند
تھا۔۔

"جی نہیں۔۔ وہ کھا ہی
نہیں رہی۔۔" شمیم خاتون
نے بے بسی سے جواب دیا۔۔

"یہ بچے کھانا کھانے میں
اتنے نخرے کیوں دیکھاتے
ہیں؟" وہ سر جھٹک کر کھڑا
ہوتے۔ پریشان ہو کر گویا ہوا۔

نایاب اس کے میوزک
کے نوٹس
خراب کر دے۔ کوئی مسئلہ
نہیں۔ نایاب اس کے سونمنگ
پول کو اپنے کھلونوں کا
پول بنا دے۔ کوئی مسئلہ نہیں۔

"یہ بچے کھانا کھانے میں
اتنے نخرے کیوں دیکھاتے
ہیں؟" وہ سر جھٹک کر کھڑا
ہوتے۔۔۔ پریشان ہو کر گویا ہوا۔۔

نایاب اس کے میوزک
کے نوٹس
خراب کر دے۔۔ کوئی مسئلہ
نہیں۔۔ نایاب اس کے سونمنگ
پول کو اپنے کھلونوں کا
پول بنا دے۔۔ کوئی مسئلہ نہیں۔۔

نایاب اس کے کالج بیگ سے
کتابیں نکال کر اس میں
اپنی کلا کاریاں دیکھائے
حضرت کو تب بھی کوئی مسئلہ
نہیں۔۔۔ نایاب اس کا سیل
غصے میں زمین ہر دے
مارے کوئی مسئلہ نہیں۔۔
الغرض نایاب کچھ بھی کام
بگاڑے اس بندے کو کوئی مسئلہ
نہیں۔۔۔ لیکن بس وہ کھانا
نہ کھائے تو قیصر

عبدالرحمان کے لیے یہ دنیا
کا سب سے بڑا مسئلہ
بن جاتا ہے۔۔

"آپ فون اسے دیں۔۔
میں خود بات کرتا ہوں۔۔"
وہ بات کرتے ہوئے۔۔
گاڑی میں آکر بیٹھا۔

"بیلو قیصر"
اس نے گاڑی اسٹارٹ کی۔۔

گاڑی مین دروازے سے باہر
لانے کے
بعد سیل کان سے
لگائے۔۔۔ وہ
گاڑی سے اتر۔۔۔ اور
مین دروازہ اپنے ہاتھوں سے
بند کر کے تالا لگائے لگا۔۔۔

اتنے میں دوسری جانب
شمیم خاتون موبائل لے

کر نایاب
کے کمرے تک پہنچ
گئی تھیں۔۔

"بیلو۔۔ کھانا کیوں نہیں
کھایا؟؟۔۔" وہ بڑے سے
دروازے پر تالا لگاتے ہوئے
پوچھ رہا تھا۔۔

اس کے لہجے میں برہمی
جھلک رہی تھی۔۔

"تم آو قیصر پہلے "میٹھی
سی آواز میں ڈیمانڈ کی۔۔

قیصر کی آواز کی برہمی
محسوس کر۔ نایاب کے حلق
کا لاوڈ اسپیکر از خود ہی
منمنابٹ میں تبدیل ہو گیا
تھا۔۔

"نایاب ٹائم دیکھا ہے تم نے۔ تمہاری

عمر کے بچے اس وقت سوتے
ہیں تاکہ صبح اسکول جانے
کے لیے اٹھ سکیں۔ مگر
تم نے تو کھانا تک نہیں کھایا
بے ابھی تک۔۔۔ آنتیں سوکھ
جاتیں ہیں زیادہ بھوکا رہنے سے۔۔
کتنی بار کہا ہے وقت پر کھانا
کھاؤ۔"

قیصر بن بادل برسات
کی طرح برسنا شروع ہو چکا
تھا۔ پہلے ہی مسئلے کم تھے

زندگی میں جو اب نایاب بی بی
بھی اپنا حصہ ڈال رہی تھیں۔۔

"پہلے تم آؤ۔ پھر کھاؤ گی۔۔"
وہ بضد تھی۔۔

"اففف۔۔ نایاب ابھی میں نکل
رہا ہوں یہاں سے۔۔ ایک ڈیڑھ
گھنٹے کا رستہ ہے۔۔ تب تک
بھوکی رہو گی کیا؟؟۔۔ تھوڑا
سہ کھا لو پلیز۔۔" وہ فکر مندی

سے کہتا اپنی گاڑی کی جانب
آیا۔۔ اور گاڑی کا ڈور کھولا۔۔

"نہیں۔۔ تم آؤ پہلے۔۔" قیصر
نے خاصہ جھنجھلا کر
آنکھیں اوپر کی
جانب دیکھتے ہوئے بند کیں۔۔

"ٹھیک ہے۔۔ میں آ رہا ہوں۔۔ جب تک
دو کیلے تو کھا ہی سکتی ہوں۔۔
پلیز۔۔ میری خاطر۔۔" جب دیکھا

ڈانٹ ڈپٹ سے کام نہیں بن رہا۔
وہ نہیں ہٹ رہی اپنی ضد سے۔
تو طریقہ بدلا۔۔۔

"ہاں۔ لیکن ایک کھاؤں گی۔ دو
نہیں۔۔۔"

اس کے منتی لہجے پر۔۔ نایاب
فورا راضی ہوئی مگر صرف ایک
کھانے کے لیے۔۔۔

پاکٹ سے بلوٹو تھ نکال کر

اس نے چارج پر لگائی۔۔

پھر گاڑی اسٹارٹ کی۔۔ اب
وہ ایک ہاتھ سے اسٹیرنگ
پکڑے۔۔ اور دوسرے ہاتھ سے
سیل کان پر لگائے بات کر رہا
تھا۔۔

جیسے دوسرے مرد لمبے سفر
پر اپنی شریک حیات سے بات
کرتے ہوئے ڈرائیو کرتے ہیں کے

سفر کی طوالت کا احساس ہی
نہ ہو۔۔۔ بالکل ویسے ہی وہ نایاب
سے باتیں کر رہا تھا۔۔

"دو کھالو ناں یار۔۔"

وہ اچھے سے واقف تھا
دو کیلے اس کے چھوٹے سے
بیٹ کو بھرنے کے لیے بہت ہیں۔۔

شاید ہی کبھی کسی کی اتنی
منت کی کھانے کی۔۔ جتنی اس

سفر کی طوالت کا احساس ہی
نہ ہو۔۔۔ بالکل ویسے ہی وہ نایاب
سے باتیں کر رہا تھا۔۔

"دو کھالو ناں یار۔۔"

وہ اچھے سے واقف تھا
دو کیلے اس کے چھوٹے سے
بیٹ کو بھرنے کے لیے بہت ہیں۔۔

شاید ہی کبھی کسی کی اتنی
منت کی کھانے کی۔۔۔ جتنی اس

کی کرتا ہے۔۔

"نہیں۔ پیٹ بھر جائے گا۔۔

پھر بلیک میل کیسے کروں گی"

وہ معصومیت سے بولی

تو مقابل کے چہرے پر بڑی

سی تبسم بکھرئی۔۔

"او۔۔ تو تم مجھے

بلیک میل کرنے کے لیے بیٹھی

ہونی ہو۔۔" اس نے مضحکہ خیز

انداز میں سرخ ہونٹوں کو گول
کرتے مزے سے کہا۔

"ہاں۔۔۔ قیصر۔۔۔" وہ فوراً
ہی بولی تھی۔۔۔

وہ مسکرا رہا تھا مسلسل۔۔۔

"اور کیا میں جان سکتا ہوں
مجھے کس بات پر بلیک میل
کیا جانے والا ہے؟"

وہ خاصہ محظوظ انداز

میں استفسار

کر رہا تھا۔

"بس چھوٹی سی بات ہے"

وہ اپنی میٹھی سی آواز

میں لچک لاتے ہوئے بولی۔

قیصر سمجھ گیا تھا بات

چھوٹی نہیں ہے ورنہ بلیک

میلنگ تک بات نہ پہنچتی۔۔

"ہاں۔۔ تو یہ چھوٹی سی بات
مجھے بتا دو۔ تاکہ میں اپنا
دماغ تیار کر لوں۔۔" وہ
ڈرائیو کر رہا تھا اور
مزے سے
اپنی بیوی سے باتیں بھی۔۔

"نہیں۔ تم دماغ ضرور بناو
گے۔ مگر اپوزٹ۔۔" مقابلہ رد
میں تیزی سے بولی تھی۔۔

جس پر وہ مزید مسکرانے
لگا۔ اور وہ مسکراہٹ نہایت
ہی دلفریب تھی۔ ایسی
کے کسی
کے بھی دل میں
اتر جائے۔

دے hint "اچھا
دو کوئی۔" وہ منتی لہجے میں
گویا ہوا۔

"جگنو میں تمہارا
بینڈسم قیصر نہیں ہوں؟؟۔۔
پلیز یار۔۔بینڈسم لڑکوں
کی بات نہیں ٹالتے۔۔کم اون۔۔
۔۔" وہ بھی
بچوں کی طرح ضدی بنا
ہوا تھا۔۔

اس کی گاڑی اب ٹول پلازہ
پر رکی تھی۔۔۔پیسے دے

کر پرچی لینے کے بعد۔۔اس
نے گاڑی آگے بڑھائی۔۔

رات کا وقت تھا۔۔
موسم نہ زیادہ گرم تھا
نہ ٹھنڈا۔۔اس نے کھڑکی کھول
رکھی تھی۔۔تاکے تازہ ہوا
کا مزہ لے سکے۔۔

طویل ڈرائیونگ ایک تھکا دینے
والا عمل ہے۔۔مگر جب

کر پرچی لینے کے بعد۔۔اس
نے گاڑی آگے بڑھائی۔۔

رات کا وقت تھا۔۔

موسم نہ زیادہ گرم تھا
نہ ٹھنڈا۔۔اس نے کھڑکی کھول
رکھی تھی۔۔تاکے تازہ ہوا
کا مزہ لے سکے۔۔

طویل ڈرائیونگ ایک تھکا دینے
والا عمل ہے۔۔مگر جب

بیوی کی کمپنی
ہو۔ تو سفر جتنا طویل اتنا
پیارا۔۔۔ اسے ایک لمحے کے
لیے بھی تھکان کا احساس
نہیں ہوا تھا۔۔۔

"نو۔ نو۔ نو۔ میاؤ۔۔۔ چچ
ششش"

وہ بھی پکی ٹھہری۔ مگر
ایک اور آنے والی آواز نے
قیصر کی توجہ کھینچی۔۔۔

"یہ تو بلی کی آواز ہے۔"
یہ کہاں سے آرہی ہے؟؟۔" وہ
فورا بولا تھا۔۔

"قیصررر۔۔۔" کچھ نہ
کہا۔ بس معصومیت سے
منتی لہجے میں نام لیا۔۔ وہ
بھی کھینچتے ہوئے۔۔

"بلی؟۔۔ رائٹ؟؟۔۔ او

تو یہ بات ہے۔" وہ پہنچ چکا
تھا۔ جس پر نایاب نے منہ
بسور کر آنکھیں میچیں۔

"قیصر۔۔ یہ بہت پیاری ہے۔۔
چھوٹی سی۔۔ پلیر۔۔"
وہ منتی لہجے میں۔۔

"آئی کہاں سے؟؟" اس نے
ایک گہرا سانس ہوا میں
خارج کیا تھا۔ اب

وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا
تھا۔

"پتا نہیں۔ مجھے تو
گارڈن میں ملی۔"
اس کی ننھی آواز میں
ڈر تھا بتاتے وقت۔۔

"تو تمہیں شمیم انٹی کو
دینا چاہیے تھا۔ ضرور برابر
والوں کی ہوگی۔ وہ اسے

اس کے مالک کو دے دیتیں۔"

قیصر کی بات سن ۔نایاب کا

منہ ناگوارى سے پھولا۔۔۔

"وہ میری ہے ۔" خاصہ جتاتے

ہوئے دوسری جانب سے آواز

آئی۔۔

"بونہہہہ۔۔تم نانا نواسی کا

کیا قبضے کا کاروبار ہے؟؟۔

ہر کسی پر اپنا قبضہ جما لیتے

ہو۔۔۔" وہ منہ بگاڑ کر
طنزیہ کہ اٹھا۔۔۔

"تم ہمیشہ میرے نانا
کو برا کہتے ہو قیصر۔۔۔ یہ
گندی بات ہے۔۔۔" اسے
اپنے نانا سے بے لوث محبت
تھی۔۔۔ جس کا اظہار
وہ اکثر کیا کرتی۔۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ نہیں کہتا

تمہارے نانا کو کچھ برا۔۔
لیکن میرے آنے سے پہلے
بلی کو گھر سے نکالو۔ اور
شمیم انٹی کو فون دو۔۔
میں ان سے کمرا اچھی طرح
صاف کرنے کا کہوں گا۔۔"
قیصر کے کہتے ہی نایاب نے
ڈرتے ڈرتے سامنے کھڑی شمیم
خاتون کی جانب دیکھا۔۔
اور پھر اپنی گود میں
بیٹھی چھوٹی سی سفید

پرشین بلی کے بچے کو۔۔

وہ بہت کیوٹ تھا۔۔

خاص طور پر اس کی

لائٹ نیلی

آنکھیں۔۔

"یہ میری ہے۔۔ اور یہ گھر بھی

میرا ہے۔۔ اور میری کیٹو کہیں

نہیں جانے والی۔۔ اور اگر

تم نے میری کیٹو کو نکالا

پرشین بلی کے بجے کو۔۔

وہ بہت کیوٹ تھا۔۔

خاص طور پر اس کی

لانت نیلی

آنکھیں۔۔

"یہ میری ہے۔۔ اور یہ گھر بھی

میرا ہے۔۔ اور میری کیٹو کہیں

نہیں جانے والی۔۔ اور اگر

تم نے میری کیٹو کو نکالا

تو میں کھانا نہیں

کھاؤں گی۔"

وہ منہ پھولا کر روندی آواز

میں دھمکی لگا رہی تھی۔۔۔

"ہاں تو مت کھانا۔۔۔ کون سے

میرے پیٹ میں جائے گا۔"

وہ لاپرواہی

سے گویا ہوا۔۔۔ تو نایاب کا

دم خشک ہوا۔۔۔

اس نے اپنی ننھی گود میں
کیٹو کو دیکھا۔۔ اور پھر
کیا تھا دھاڑیں مار مار
کر رونا شروع کر دیا۔۔

"جگنو رو مت۔۔"

وہ تیزی سے بولا تھا۔۔ مگر
اب وہ کہاں سن رہی تھی۔۔

اس نے موبائل بھی بیڈ پر
پٹخنے والے انداز میں پھینک

دیا۔۔۔

شمیم خاتون کا دم نکلا تھا
اپنے موبائل کو پٹختا دیکھ۔۔۔

پھرتی سے آگے بڑھ کر
انہوں نے سیل اٹھایا۔۔۔

"بیلو چھوٹے ماسٹر۔۔۔" انہوں
نے اسکرین دیکھی۔۔۔ کال ابھی
بھی جاری تھی۔۔۔ سیل کان سے

لگا کر عجلت سے کہا۔۔

"انٹی جگنو کو چپ کرانیں۔"

قیصر پریشان

لہجے میں بول رہا تھا۔

"نایاب بی بی چپ ہو جاؤ۔۔

ایسے مت رو۔۔" شمیم

خاتون فوراً نایاب

کے پاس بیٹھ کر اس

کے آنسو صاف کرتے ہوئے

اسے چپ کرانے کی
کوشش کرنے لگیں
مگر وہ کہاں چپ
ہونے والی تھی اب۔

"قیصر سے
بولیں ناں۔ میری
کیٹو کہیں نہیں جائے گی۔"
یہ پہلی بار
تھا جب شمیم خاتون
سے اس نے خود مخاطب

بہت رو رہی ہیں۔۔۔"

ایک گھنٹہ لگنا تھا اسے
پہنچتے پہنچتے۔۔۔ اتنے
وقت میں تو

نایاب نے رو رو کر ہلکان
کر لینا تھا خود کو۔۔۔

"اوکے۔۔۔ فون دیں اسے۔۔۔"
نہایت جھنجھلا کر کہا۔۔۔

"ماسٹر آپ سے بات کریں
گے نایاب بی بی" شمیم
خاتون نے سیل فوراً ہی
ناياب کی جانب بڑھایا
تھا مگر اس نے نہ لیا۔۔

وہ بس روئے جارہی تھی۔

"چھوٹے ماسٹر وہ نہیں بات کر
رہیں۔"

"آپ اس کے کان سے
سیل لگا دیں۔" عجلت سے
گویا ہوا۔۔

شمیم خاتون نے
فورا ہی حکم کی
تعمیل کرتے نایاب
کے کان سے سیل لگایا۔۔

"مجھے بات نہیں کرنی۔
قیصر گندہ ہے۔۔" وہ روئے

ہوئے سیل کان سے ہٹانے لگی۔

قیصر کا اس کا آخری
جملہ سن انکھیں ٹوسٹ
ہوئیں۔ واہ جی واہ۔۔
ایک بلی کے بچے کی
بھی نایاب بی بی
کی نظر میں اس سے
زیادہ اہمیت تھی۔۔

محبوب ہوتا ہی سنگ دل

ہے۔۔۔سوچتے ہوئے سر
جھٹکا۔۔

"جگنو۔۔سوری یار۔۔
تم رکھو اپنی کیٹو کو
اپنے پاس ۔۔
بس رونا بند کرو۔۔"

" مگر یہ برابر
والوں کی کیٹو ہے۔۔ وہ

اسے لینے آ جائیں گے۔۔۔
آج تو میں نے شمیم
انٹی کو دروازہ کھولنے
نہیں دیا لیکن مجھے
پتہ ہے وہ کل آکر لے
جائیں گے۔۔۔" اپنے
ہاتھوں سے آنکھوں
کو رگڑتے ہوئے وہ اپنی
ننھی ننھی سی فکریں
و پریشانی بتانے لگی۔۔

"اچھا تم رو مت۔ میں
بات کر لوں گا برابر والوں
سے بھی۔" وہ اعتماد میں
لینے لگا۔ تاکہ مقابل رونا
بند کرے۔۔

"اور پھر بھی وہ میری کیٹو
لے گئے تو؟؟۔۔" ڈر ظاہر کیا۔۔

"تو کچھ نہیں ہوگا۔ میں نیا
لادوں گا تمہیں۔"

خاصہ لاپرواہی سے۔۔

بس یہ سننا تھا کہ پہلے
سے زیادہ زور دار آواز کے
ساتھ اس نے پھر سے رونا
شروع کر دیا ۔۔

"نہیں۔۔ مجھے دوسری نہیں
چاہیے مجھے یہی کیٹو
چاہیے۔۔" وہ بضد تھی ۔۔

"اوکے۔۔۔ پہلے رونا بند کرو۔۔۔
رونے سے مسئلے حل ہوتے
تو پوری دنیا ہی رو لیتی۔۔۔
اب چپ ہو پہلے۔۔۔ اور بات
سنو میری۔۔۔ تم کھانا کھاؤ۔۔
پھر اپنی کیٹو کے ساتھ سو
جاؤ۔۔۔ میں آکر سنبھال لوں گا
سب۔۔۔ کیٹو تمہارے ہی پاس
رہے گی۔۔۔ اوکے۔۔۔"

نایاب اس کی بات سن اپنا

رونا بھول مسکرانے لگی۔۔

"اوکے۔۔ پر وعدہ کرو تم
میری کیٹو کو کسی کو
لے جانے نہیں دو گے۔"

"پکا بابا۔۔ کسی کو نہیں لے جانے
دوں گا۔۔ اب باتیں چھوڑو۔۔
اور کھانا کھاو۔۔ میں شمیم
انٹی سے پوچھوں گا۔۔ اگر کھانا
ٹھیک طرح نہ کھایا تو دیکھنا

وعدہ توڑ دوں گا میں بھی اپنا۔"
قیصر کے کہتے ہی وہ فوراً
کھانا کھانے کے لیے راضی ہوئی۔

"اوکے۔ میں ابھی کھاتی ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ میں ویڈیو کال کر رہا
ہوں۔۔۔ ریسو کرو۔" وہ اپنی
انکھوں کے سامنے اسے
کھانا کھاتے دیکھنا چاہتا تھا۔

"اوکے۔۔" قیصر کے کال کرتے
ہی اس نے کال ریسیو کی۔۔

"قیصر یہ دیکھو۔۔

میرا کیٹو۔۔ بے نا پیارا؟؟؟"
اس نے تصدیق چاہی۔۔

قیصر نے وائٹ بلی کے بچے کو
نہیں دیکھا اس نے تو
صرف نایاب کو دیکھا
اور نایاب کی آنکھوں کے

لال پیوٹوں کو۔۔

" میری کوئی مجال ہے
کہ میں تمہارے کیٹو کو
کچھ کہہ سکوں۔" اس نے
ناگوارى و بے بسی سے سر
جھٹکا تھا۔

اس لڑکے کا خون جل گیا
تھا نایاب کی بھوری
آنکھوں کو سرخ ٹوروں

لال پیوٹوں کو۔۔

" میری کوئی مجال ہے
کہ میں تمہارے کیٹو کو
کچھ کہہ سکوں۔۔" اس نے
ناگوارى و بے بسی سے سر
جھٹکا تھا۔

اس لڑکے کا خون جل گیا
تھا نایاب کی بھوری
آنکھوں کو سرخ ٹوروں

سے سجا دیکھ۔۔ لیکن وہ کیا کہہ
سکتا تھا۔۔ اتنا تو کھا
پی کر وہ جان نہیں بناتی۔۔
جتنا

فالتوہ کی ضدوں کے پیچھے
رورو کر اپنی جان کو ہلکان
کر لیتی ہے۔۔

مگر وہ نہیں جانتا بچہ اپنے
ناز و نخرے دیکھاتا ہی اسے بے
جس کے بارے میں یقین

بو کے اٹھائے گا۔

"اب چلو رکھ دو اسے۔۔

اور اچھی طرح ہاتھ

واش کر کے کھانا کھانے بیٹھو۔

اور انٹی پلیز آپ بلی کو

یہاں سے ہٹائیں۔

کھانا کھاتے وقت وہ جگنو

کے قریب نہیں آئی چاہیے۔"

"ایسا کیوں؟؟ یہ بھی تو

بو کے اٹھائے گا۔

" اب چلو رکھ دو اسے۔۔

اور اچھی طرح ہاتھ

واش کر کے کھانا کھانے بیٹھو۔

اور انٹی پلیز آپ بلی کو

یہاں سے ہٹائیں۔

کھانا کھاتے وقت وہ جگنو

کے قریب نہیں آئی چاہیے۔"

" ایسا کیوں؟؟ یہ بھی تو

بھوکی ہے۔۔ اسے بھی تو کھانا
کھانا ہوگا۔۔ "نایاب فوراً ہی
احتجاجاً بول اٹھی تھی۔۔

© husnykanwal

اس نے سیل اچھی
طرح ٹشو باکس سے
سیٹ کر رہا تھا تاکہ
وہ گرے بھی نہ اور
اسکرین بھی دکھاتا رہے۔۔

" چلو ٹھیک ہے۔۔

غصہ نہ ہو میں
انٹی سے کہہ دیتا ہوں
اسے باہر جا کے دودھ پلا
دیں گی "

"میرے ساتھ کیوں نہیں؟؟"

وہ تیزی سے اعتراض
لہجے میں استفسار
کرنے لگی۔۔

قیصر کا صبر اب

جواب دینے لگا تھا۔

"جگنو وہ جانور ہے۔۔

ہزاروں جراثیم ہوں گے
اس میں۔۔ پھر اس کا رواں

بال وغیرہ اگر تمہارے
کھانے میں آگیا تو ۔۔

میں منع تھوڑی کر
رہا ہوں اسے کھانا
کھلانے کے لیے
میں بول تو رہا ہوں

انٹی سے وہ پلا دیں گی
باہر دودھ اسے۔۔
تم اپنا کھانا کھاؤ
اور سب سے پہلے اٹھو
اور ہاتھ واش کرو۔۔"
اب وہ دانت پیستے
ہوئے بول رہا تھا جیسے
بس نہ چلتا ہو خود ہی
وہاں آکر اس کا ہاتھ پکڑ
کر دھلائے۔۔ اور کھانا
منہ میں ڈالنا شروع کر دے۔۔



" اچھا اچھا ۔

غصہ کیوں ہو رہے ہو؟؟"

نایاب نے کسی بڑی اماں

کی طرح ایک ہاتھ سیل

کے آگے (اسٹاپ کا سگنل

دکھاتے) ہونے کہا ۔ تو مقابل

بے ساختہ ہی مسکرا دیا ۔

لیکن وہ مسکراہٹ بہت

زیادہ جلی بھونی سی تھی۔۔

" کیونکہ آدھے گھنٹے
سے زیادہ ہو گیا ہے مجھے
تمہیں کنویس کرتے ہوئے
کہ کھانا کھا لو۔۔۔" وہ جزیب
ہو کر جتاتے ہوئے کہ رہا تھا۔۔۔

"انٹی پکڑئیں
میں باتھ واش کر کے
آتی ہوں۔۔" نایاب
اس کا غصہ دیکھ ڈر گئی
تھی اس لیے فوراً ہی

شمیم خاتون کو سیل
پکڑا کر ہاتھ واش کرنے
بھاگی۔۔۔

" انٹی سب سے پہلے
تو یہ چادر صاف کریں ۔
مجھے بالکل صفائی
چاہیے جب میں واپس
اؤں۔ اور اس بلی کے
بچے کو نکال کے باہر کریں
میرے کمرے سے۔۔۔جگنو

شمیم خاتون کو سیل
پکڑا کر ہاتھ واش کرنے
بھاگی۔۔

" انٹی سب سے پہلے
تو یہ چادر صاف کریں ۔
مجھے بالکل صفائی
چاہیے جب میں واپس
اؤں۔۔ اور اس بلی کے
بچے کو نکال کے باہر کریں
میرے کمرے سے۔۔ جگنو

کے کھانا کھاتے وقت
تو یہ بالکل قریب نہ ہو۔۔"
اس کے لہجے سے
جھنجھلاہٹ ظاہر تھی۔۔

"جی چھوٹے ماسٹر۔۔" شمیم
خاتون اس کم عمر لڑکے
کی جھنجھلاہٹ اور غصے
کو محسوس کر فوراً
ہی اس بلی کے بچے
کو بیڈ سے اٹھا کر

بابر کی جانب لپکیں ۔

بلی کو لاونچ میں لا کر
انہوں نے صوفے پر چھوڑا
اور خود اچھی طرح
ہینڈ واش کرنے کے بعد
نایاب کے لیے کھانا
نکالنے لگیں۔۔

نایاب ہینڈ واش کر کے
نیچے آئی تو اس کے لیے

کھانا لگ چکا تھا ڈائننگ
ٹیبل پر --

وہ مزے سے کھانا کھانے
لگی ساتھ ساتھ وہ کیٹو
کو بھی دیکھ رہی تھی
جو سامنے ہی صوفے پر
لیٹی ہوئی تھی -- جبکہ
شمیم خاتون اپنا سیل
پکڑے نایاب کو کھانا
کھاتے ہوئے قیصر کو دکھا

رہی تھیں۔۔

کھانا کھانے کے بعد وہ
سب سے پہلے کیٹو کے پاس
بھاگی تھی۔۔

"بی بی اسے اوپر لے
کر مت جانیں۔۔ چھوٹے
ماسٹر بہت غصہ کریں گے۔۔
آپ اسے لے کر یہیں
کھیل لیں تب تک میں

اوپر کا کمرہ صاف کر
دیتی ہوں ان کے آنے
سے پہلے پہلے۔۔۔" شمیم
خاتون نے نایاب کو
اوپر جانے نہیں دیا تھا
دوبارہ کیٹو کے ساتھ۔۔۔

وہ اپنی کیٹو کے ساتھ
کھیلنے میں اتنی مگن تھی
کہ اسے کوئی وقت کا اندازہ
بی نہیں ہوا۔۔۔ اوپر سے شمیم

اوپر کا کمرہ صاف کر
دیتی ہوں ان کے آنے
سے پہلے پہلے۔۔۔" شمیم
خاتون نے نایاب کو
اوپر جانے نہیں دیا تھا
دوبارہ کیٹو کے ساتھ۔۔۔

subscribe



وہ اپنی کیٹو کے ساتھ
کھیلنے میں اتنی مگن تھی
کہ اسے کوئی وقت کا اندازہ
ہی نہیں ہوا۔۔۔ اوپر سے شمیم

خاتون اتنی تھک چکی تھیں
کہ وہ قیصر کے کمرے
میں صوفے پر ہی ڈھ گئیں
صفائی کرنے کے بعد۔
نیچے ان کی بہن جو گیسٹ
روم میں تھی وہ بھی سو
چکی تھی کب کی۔

"کیٹو بابر مت جاو۔ بابر۔"
وہ ابھی کیٹو کے پیچھے
بھاگتی ہوئی گارڈن

تک پہنچی ہی تھی کہ
وہاں اسے مین دروازے
سے ایک برقعہ پہنی
عورت اندر آتی نظر آئی۔۔

"بابا!۔۔ قیصر برقعے والی انٹی۔۔
قیصر برقعے والی انٹی۔۔"
وہ تالیاں بجا بجا کر
قیصر کا خوب مزاق اڑا رہی تھی۔۔

قیصر نے فوراً ہی آگے

بڑھ کر اپنا ہاتھ اس کے منہ
پر رکھا۔ تاکہ آواز دبا سکے۔۔

"جگنو کیوں مر واو گی مجھے۔۔
ابھی کسی نے سن لیا تو سارا
پلان خراب ہو جائے گا۔۔" وہ اس
کے کان کے پاس منہ لاکر۔۔
سرگوشی کرنے لگا۔۔

"اور تم اکیلے یہاں کیا کر رہی ہو؟؟
انٹی اور ان کی بہن کہاں ہے؟؟۔"

اب اس نے ہاتھ ہٹا کر۔۔۔ آہستگی سے
پوچھا۔۔۔

"انٹی اوپر صفائی کے لیے
گئی تھیں وہ
واپس نہیں آئیں۔۔۔ اور ان کی
بہن تو خوب کھا پیا کر سو
رہی ہے گیسٹ روم میں
پتا ہے کتنی زور زور سے گانے
چلا رہی تھی وہ۔۔۔ انہوں نے
تو میرے کان ہی پھاڑ دیے تھے۔۔۔"

اب اس نے ہاتھ ہٹا کر۔۔۔ آبستگی سے
پوچھا۔۔۔

"انٹی اوپر صفائی کے لیے
گئی تھیں وہ
واپس نہیں آئیں۔۔۔ اور ان کی
بہن تو خوب کھا پیا کر سو
ربی بے گیسٹ روم میں
پتا بے کتنی زور زور سے گانے
چلا رہی تھی وہ۔۔۔ انہوں نے
تو میرے کان ہی پھاڑ دیے تھے۔۔۔"

انٹی بھی انہیں کچھ نہیں
کہہ رہی تھی۔۔۔" نایاب نے
فورا ہی گھر کا حال
احوال بیان کرنا شروع
کر دیا تھا۔۔۔ جیسے بچوں
کی عادت ہوتی ہے۔۔۔

"رکو۔۔۔ میں کیٹو کو تو لے لوں۔۔۔"
قیصر تو اسے اٹھا کر
فورا ہی چل دیا تھا اندر کی
جانب۔۔۔ مگر وہ احتجاج کرنے

لگی۔ جس کی وجہ سے
وہ مجبور ہوا۔ اسے گود سے
اتارنے پر۔ بس گود سے
اترنا تھا وہ فوراً بھاگتی ہوئی
کیٹو کو پکڑ لائی۔۔

"قیصر انٹی گود میں لینا۔۔"
وہ بھی کہاں باز آرہی تھی چھیڑنے
سے۔۔

"انٹی؟؟۔۔ بتاؤں تمہیں میں ابھی"

اس نے گود میں اٹھاتے ہی۔۔
آنکھیں دیکھائیں۔۔

"برقعے والی انٹی۔ برقعے والی
انٹی۔" وہ بچہ کیا جو چپ ہو جائے
یہ دیکھ کے سامنے والا چڑ رہا ہے۔۔
اسے تو مزا آرہا تھا۔۔

"چپ۔۔۔ تم اندر چلو۔۔"
وہ اسے فوراً ہی اندر کی جانب
لے کر بڑھا۔۔۔ اس سے پہلے کوئی

اس کی آواز سنئے۔۔

اندر آتے ہی اسے آرام سے
صوفے پر بیٹھایا۔ اور اپنا برقعہ
اتارنے لگا۔۔

"قیصر۔ تم کیوٹ لگ رہے
ہو برقعے میں۔" نایاب خوب
مذاق اڑانے میں لگی تھی۔۔

"اچھا۔ تو پھر کس می۔" قیصر

فورا ہی اس کے آگے اپنا
چہرہ لے آیا تھا۔

"شور۔۔" نایاب نے مسکرا کر
کہا۔ اور فورا ہی اس کے گال
کو چوما۔۔

"لو یوو۔۔" جواب میں قیصر
نے اس کی پیشانی چومی۔

جیسے وہ ہر بار چومتا تھا۔

برقعہ وہیں رکھ کر۔
وہ نایاب اور اس کی ننھی
بابوں میں کیٹو کو لے کر
اوپر چل دیا تھا۔

"انٹی؟؟۔" صوفے پر
شمیم خاتون کو
سوتا ہوا پا کر اس نے آواز
لگانی۔۔

قیصر کی آواز پر وہ
گڑبڑا کر اٹھیں۔

"چھوٹے ماسٹر۔۔"

"انٹی میں آپ کو نایاب کی
حفاظت کے لیے چھوڑ کر گیا تھا
نہ کے سونے کے لیے۔۔ پتا ہے رات
کے اس وقت وہ گارڈن میں تھی
اکیلی۔۔" وہ غصے سے
سرخ ہو کر چیخا تھا۔۔

کوئی بھی چیتا۔ اگر
اسے اپنا بچہ رات کے دوسرے
پہر گارڈن میں اکیلا کھیلتا
ہوا ملتا۔

"سوری چھوٹے ماسٹر۔۔
میں تو صفائی کرنے آئی
تھی پتا نہیں کیسے سو گئی
یہاں" وہ نروس ہو کر۔۔
لرزتے وجود کے ساتھ جواب دہ

بولیں --

"قیصر ان کی غلطی
نہیں ہے۔" نایاب فوراً ہی
حمایت میں بولی تھی۔۔

"چپ رہو تم۔" سختی سے
اسے آنکھیں دیکھاتے
چپ کرایا۔۔

"اور آپ۔ اگر دوباراً ایسا

ہوا ناں۔۔ تو مجھے کہنے کی ضرورت
نہ پڑے۔۔ آپ خودی کام
چھوڑ دیجیے
گا۔۔ "نایاب کے معاملے میں وہ
لاپرواہی کسی صورت معاف
نہیں کر سکتا تھا۔۔

"اب جائیں۔۔" وہ وہیں اثبات
میں سر ہلا رہی تھیں کھڑے
ہو کر کے وہ دوبارہ چیخا۔۔ جس
پر وہ ڈر کر تیزی سے کمرے

سے نکل گئیں۔۔

"قیصر۔۔ وہ بڑی ہیں۔۔ تم

ان سے ایسے بات نہیں

کر سکتے۔۔"

نایاب فوراً ہی بول بڑی تھی

احتجاجاً۔۔

"اگر بڑوں کو اپنا کام

ٹھیک طرح کرنا نہ آئے

تو چھوٹوں کو بولنا پڑتا ہے۔۔

اور اب تم چپ کر کے سونے
لیٹو تب تک میں فریش ہو کر
ارہا ہوں۔۔۔" وہ اسے
بیڈ پر بیٹھا کر۔۔۔ الماری
کی جانب بڑھا۔

جب وہ فریش
ہو کر۔۔۔ اپنی ہاف پینٹ
جو ٹخنوں کو بھی بمشکل
چھپا رہی تھی زیب تن
کیے۔۔۔ تھکا ہارا بیڈ

پر آکر لیٹنے ہی لگا تھا۔۔۔
اس کی نظر نایاب اور
اسکے پیٹ
کے قریب سوتی بلی پر گئی۔۔۔

"ہونہ۔۔۔ اب کیا میں جانوروں
کے ساتھ بیڈ شیئر
کرنے والا ہوں۔۔۔" نہایت کڑتے
ہوئے بڑبڑایا۔۔۔

"نہیں۔۔۔ آپ صوفے پر

سو جاو۔"

نایاب نے فوراً ہی حل پیش کیا۔

جسے سنتے ہی

مقابل کے کانوں سے

دھواں نکلنے لگا تھا۔

وہ سات سال کی ہونے

والی تھی۔۔۔صرف دو ماہ رہ

گئے تھے اس کی سالگرہ میں۔۔

پورے اس سال میں چاہے کچھ

سو جاو۔۔"

نایاب نے فوراً ہی حل پیش کیا۔

جسے سنتے ہی

مقابل کے کانوں سے

دھواں نکلنے لگا تھا۔۔

وہ سات سال کی ہونے

والی تھی۔۔صرف دو ماہ رہ

گئے تھے اس کی سالگرہ میں۔۔

پورے اس سال میں چاہے کچھ

بھی ہوا ہو۔۔ اس نے نایاب کو خود
سے الگ نہیں کیا۔ اور آج صرف
ایک بلی کے بچے کی
اتنی اہمیت تھی
کے اس سنگ دل بچی نے ایک
لمحہ نہ لگایا تھا اسے اسی کے
بیڈ سے بے دخل کرنے میں۔۔

"میں کیوں صوفے پر سونے لگا؟؟۔
اسے بھیجو۔" وہ فوراً ہی چیخا
تھا۔۔ ساتھ ہی انگلی

کیٹو کی جانب کی۔

"قیصر وہ چھوٹا ہے۔ وہ
ڈر جائے گا اکیلے۔" نایاب فوراً
ہی اٹھ کر بیٹھ۔
تیزی سے بولی۔


"میں بھی تو ڈر جاتا ہوں۔
مجھے تو تمہارا ہاتھ پکڑنے
بغیر نیند بھی نہیں آتی۔"

وہ جھوٹ نہیں بول رہا تھا۔
وہ واقعی اس کا ہاتھ پکڑ کر
سویا کرتا تھا۔۔۔

قیصر کے دنیا جہاں
کی مظلومیت
و معصومیت چہرے پر سجائے
کہتے ہی۔۔۔ نایاب پریشان ہونی۔۔

"اچھا۔۔ تو پھر ایڈجسٹ کر لو۔۔"
اس کی بھولی چمکتی

آنکھوں میں جو لچک تھی
نان۔۔ جو معصومیت تھی
بس وہ قیصر کو مجبور کر
گئی کہ اس کی بات مان لے۔۔

"ٹھیک ہے۔۔ مگر تم اور میں
اس سائیڈ سونیں گے۔۔ اور یہ
بلی کا بچہ لیف سائیڈ" وہ کہتے ہی
بیڈ پر لیٹا۔۔۔ اور اپنا بازو
پھیلا کر۔۔۔ نایاب کو
اپنے بازو پر لیٹایا۔۔ پھر

آنکھوں میں جو لچک تھی
نان۔۔ جو معصومیت تھی
بس وہ قیصر کو مجبور کر
گئی کہ اس کی بات مان لے۔۔

"ٹھیک ہے۔۔ مگر تم اور میں
اس سائیڈ سونیں گے۔۔ اور یہ
بلی کا بچہ لیف سائیڈ" وہ کہتے ہی
بیڈ پر لیٹا۔۔ اور اپنا بازو
پھیلا کر۔۔ نایاب کو
اپنے بازو پر لیٹایا۔۔ پھر

کیٹو اور نایاب کے درمیان
تکیہ حائل کر دیا۔۔۔

" مگر وہ دور ہو گیا ہے "

" اتنا دور نہیں یہ۔۔۔ پھر
میں دیکھتا رہوں گا اسے۔۔۔ "
قیصر نے خود پر اور
نایاب پر کمبل ڈالتے۔۔۔ آرام سے
پر اعتماد لہجے میں کہا۔۔۔

"قیصر۔۔" اب وہ اس کم عمر

لڑلے کے

چہرے پر آنے والی ہلکی ہلکی

داڑھی دیکھ رہی تھی۔

"ہمممم؟؟"

"یہ تو جبہ رہی ہے۔"

وہ آنکھیں موند چکا تھا۔

مگر نایاب کی انگلیوں کو اپنی

ٹھوڑی پر آنے والی ہلکی ہلکی

داڑھی پر ہاتھ لگاتا
مسلسل محسوس
کر رہا تھا۔۔

"ہمم۔۔" وہ بہت پرسکون
تھا اس لمحے۔۔

"قیصر۔۔ برقعے والی انٹی۔۔"
اس لڑکی کی آنکھوں میں
اب بھی نیند کا دور دور
تک کوئی آثار نہیں تھا۔۔ اس

داڑھی پر ہاتھ لگاتا
مسلسل محسوس
کر رہا تھا۔۔

"ہمم۔۔" وہ بہت پرسکون
تھا اس لمحے۔۔

"قیصر۔۔ برقعے والی انٹی۔۔"
اس لڑکی کی آنکھوں میں
اب بھی نیند کا دور دور
تک کوئی اثر نہیں تھا۔۔ اس

کی شرارت بھری آواز سے ہی
قیصر اندازہ لگا سکتا
تھا کہ اس کی بیٹری فل چارج
ہے۔۔۔

"کیا کہا مجھے؟؟۔۔" کوئی
نہیں جانتا کل کیا ہونے والا
ہے۔۔۔ اس لیے یہ لمحہ
جب ساتھ تھے
جی لینے کا شدت سے
دل کیا۔۔۔

نایاب کا چہرہ ہنس ہنس کر
سفید سے سرخ پڑ چکا تھا۔۔

"نہیں۔نہیں۔نہیں۔" وہ سیدھی
ہوئی۔۔ اب مزید گدگدیاں برداشت
کرنے کی ہمت نہیں تھی
اس میں۔۔

" گڈ۔۔ اب چلو سو جاو۔۔
صبح جلدی نکلنا ہے مجھے۔۔"

وہ نرمی اس کے چہرے پر ہلکا
سہ تھپتھپاتے ہوئے گویا
ہوا۔۔

"پھر سے برقعہ پہن کر
جاو گے؟؟" وہ بڑے پیار سے
پوچھ رہی تھی۔۔

"ہاں۔۔"

"کیوں؟؟۔۔"

subscribe



"جب بڑی ہو جاو گی ناں۔۔
تب پوچھنا مجھ سے۔۔ پھر
بتاؤں گا۔۔" اسی گمان کے ساتھ
کہا کے وہ بھول جائے گی۔۔

"پکا؟؟؟" اس کی ننھی
بھوری آنکھیں
چمکی تھیں یہ
پوچھتے وقت۔۔

"بلکل پکا۔۔" اس کی پیشانی
کو محبت سے چومتے وعدہ
کیا۔۔

"اب آنکھیں بند کرو۔۔ شاباش"
اس کے نرمی سے کہتے ہی
نایاب نے آنکھیں بند کیں۔۔

"گڈ نائٹ قیصر"

"گڈ نائٹ جگنو۔۔"

اس کے ننھے وجود
کو خود میں بہنچتے۔۔
محبت سے لبریز لہجے میں کہا۔۔

♥ *Husny Kanwal* ♥

"قیصر۔ ہماری بلی تمہارے
گھر آئی ہے کیا؟؟۔۔" برابر
گھر والے شفیق انکل
دروازے پر کھڑے
اس سے پوچھ رہے

تھے۔۔

"ہاں۔۔ مگر اب میرے گھر
میں ایک قیضہ گروپ آگیا
ہے۔۔ تو اسے تو آپ بھول ہی
جائیں انکل۔۔" اپنی ہاف
جینز کی پاکٹ میں
دونوں ہاتھ
ڈالتا وہ لاپرواہی سے بولا۔۔

"مگر وہ میری

"مگر اگر کچھ نہیں ...
آپ پیسے بتائیں اب" اس نے
بات کاٹی۔

وہ خاصہ جھنجھلایا ہوا
دیکھائی دے رہا تھا۔ کے
شفیق صاحب کے لیے اس
سے بات کرنا بھی مشکل
ہوا۔۔۔ اور کون نہیں جانتا
تھا کہ قیصر عبدالرحمان

"مگر اگر کچھ نہیں ...
آپ پیسے بتائیں اب" اس نے
بات کاٹی۔

وہ خاصہ جھنجھلایا ہوا
دیکھائی دے رہا تھا۔ کے
شفیق صاحب کے لیے اس
سے بات کرنا بھی مشکل
ہوا۔ اور کون نہیں جانتا
تھا کہ قیصر عبدالرحمان

یوسف نہایت ہی ٹیڑھا
انسان ہے۔

"لیکن وہ روئے گی بہت۔"

وہ ابھی بھی ہلکا سا احتجاج
کر رہے تھے۔

"نہیں روئے گی۔۔۔ آپ ایک
کے بدلے تین کے پیسے لے لیں۔"

وہ چڑچڑا سا ہو کر پاکٹ سے
والٹ نکال کر بولا۔۔۔

"یہ لیں۔۔۔ اور اب
اپنے جانور سنبھال کر رکھیے
گا۔ کیونکہ اگر میرے قبضہ
گروپ کے ہاتھوں وہ لگے تو
بھول جائیے گا کہ میں بھرپائی
کروں گا۔" پیسے ان کے
ہاتھ میں تھما کر وہ
دروازہ ان کے منہ
پر بند کر کے اندر
چلا آیا تھا۔۔۔

"قیصر...دیکھو۔۔"

یہ کتنا پیارا ہے۔۔میں اسکول

جاؤں گی تو یہ ڈر جائے

گا اکیلے کیا میں اسے

ساتھ لے جاؤں؟؟"

وہ اپنی گدی ہاتھ سے

رگڑتا واپس کمرے میں آیا

تو نایاب اسے نہ صرف جاگتی

بلکہ کیٹو کو گود میں لے کر

پیار کرتی ملی۔۔

وہ اپنی ہی سوچ میں
تھا۔ کھڑکی
کی جانب بڑھا۔

پردہ ہلکا سا کھسکا کر۔ اس نے
باہر نظر مارنی۔

کل کی طرح آج بھی بلیک کار
کھڑی ہوئی تھی۔

"بونہ۔۔۔ یہ سالے ناجانے
اور کتنے دن
مجھ پر یوں نظر رکھنے
والے ہیں۔۔۔" وہ منہ بسور کر
گمبھیر لہجے میں گویا ہوا۔۔۔
پھر پردہ تیزی سے ڈھک دیا۔۔۔

"قیصر۔۔۔ میں ساتھ لے جاؤں
اسے؟؟" نایاب اب بھی اس کی
جواب کی منتظر بیٹھی تھی۔۔۔

"نہیں تم چھٹی کرو آج۔"

"آج پھر سے؟؟" اس کا ننھا
چہرہ مرجھائے پھول کی مانند
ہوا۔

"ہاں۔ کیٹو۔ اکیلی بے ناں۔۔
ڈر جائے گی۔۔" نایاب کو وہ اسکول
کیسے لے کر جاسکتا تھا جبکہ
اس پر کڑی نظر رکھی
جارہی تھی ۔

اب وہ ننھی پری کو تو بتائے
سے رہا سارے مسائل۔۔
اس لیے کیٹو کا سہارا
لیا۔۔

" مگر میں اسے زریاب
کو دیکھانا چاہتی ہوں"
نایاب پھرتی سے بولی
تھی۔۔

"تم نے زریاب سے

دوستی ختم نہیں کی؟؟"
اس کی آواز میں برہمی
از خود ہی جھلک آئی تھی۔۔۔

"آپ نے حسنہ سے کی؟؟" وہ بھی
ایک ہاتھ کمر پر ٹکا کر۔۔۔ میدان
میں اترئی۔۔۔

ایک ابرو اچکا کر۔۔۔ کڑے
تیور میں کیا گیا سوال۔ لمحہ بھر
کے لیے قیصر کو چپی لگا گیا۔۔

"می۔میں نے جھوڑ
دی۔۔تمہیں کیا لگتا ہے میں اتنا
برا ہوں کے تمہیں برائی سے
روکوں گا اور خود۔خود نہیں
رکوں گا۔۔میں نے کٹی کرلی
ہے حسنہ سے۔۔"خشک ہونٹوں
پر تر زبان پھیرتے۔وہ بھرم
سے ابھی جھوٹ بول کر چکا ہی
تھا کہ اس کا سیل رینگ ہوا۔



کیونکہ اس کا سیل نایاب کے
پاس ہی رکھا تھا۔ تو پہلی
نگاہ اسکرین پر اسی کی گئی۔

سیل پر حسنہ کا نام و
تصویر چمکتا
دیکھ۔ نایاب غرا کر قیصر
کو دیکھنے لگی۔

جبکہ قیصر نے دل ہی دل

حسنہ کو ہزاروں کوسیں
دبے تھے غلط ٹائم پر کال
کرنے پر۔۔

اس نے فوراً ہی آنکھیں
لمحہ بھر کے لیے میچیں۔۔

"قیصر تم واقعی برے ہو۔
چلو کیٹو۔ یہ گندے بچے ہیں
ان سے بات نہیں کریں
گے اب ہم۔۔ ہونہ۔۔" وہ قیصر

کو منہ چڑھاتی ناراض ہو کر
اپنی بلی کو گود میں اٹھا کر
چل دی تھی ----

" جگنو کم اون یار۔ کال اس کی
آئی ہے۔ میں نے تھوڑی کی۔ پھر
میں گندا بچہ کیسے ہو گیا؟۔"
وہ کال کو مکمل اگتور کر
اپنی ننھی سی بیوی کو
منانے فوراً پیچھے پیچھے
آیا تھا ----

"جگنو۔۔" وہ سیڑھیاں

اتر رہی تھی

جب قیصر نے آکر اسے

پیچھے سے

ہی گود میں اٹھا لیا۔۔

کیونکہ حملہ اچانک ہوا تھا

تو نایاب کے ہاتھ

سے کیٹو چھوٹ

گئی۔۔ مگر وہ بلی تھی

فلیکسیبل باڈی ہونے کے سبب
نیچے گرتے ہی
وہ فوراً ہی بھاگ
گئی۔۔

"جگنو۔۔ آج میرے لیے
بہت بڑا دن ہے۔۔ اس لیے آج
مجھ سے ناراض مت ہو۔۔"
وہ لچکدار لہجے میں کہ
رہا تھا۔۔

"یعنی کل ہو سکتی ہوں؟"

فورا معصومانہ سوال آیا۔۔

"نہیں۔۔ کبھی نہیں ہو سکتیں۔۔

جگنو کو آلاو ہی نہیں ہے

اپنے قیصر سے ناراض ہونا۔۔"

خاصہ حق جتا کر۔۔

ان چمکتی بھوری آنکھوں

میں جھانکتے ہوئے کہا۔۔۔

"تم میرے قیصر نہیں

ہو۔۔۔ تم حسنہ کے ہو۔۔۔"
وہ بھولی نہیں تھی
قیصر کے کندھے پر حسنہ
کے سر رکھ کر بیٹھے ہونے
کو۔۔۔ جبکہ ایک رات
پہلے اس نے تب بھی یہی
کہا تھا کہ وہ اس کا ہے۔۔۔

"حسنہ بیچ میں کہاں سے
آگئی جگنو؟؟۔۔۔" وہ خاصہ
چڑ کر پوچھ رہا تھا۔۔۔

"تم جھوٹے ہو قیصر۔۔
اب مجھے نیچے اتارو۔
میرے کیٹو کو بھی گرا
دیا تم نے۔۔" وہ بگڑنی۔۔

"نہیں۔ پہلے موڈ ٹھیک
کرو۔۔" قیصر رد میں تیزی
سے بولا۔۔

"قیصر۔۔ تم مجھے فورس

نہیں کر سکتے۔۔" وہ ننھی
سی پری منہ پھولا کر
گویا ہوئی۔۔

" کیوں؟؟۔ اور کہا لکھا
بے ایسا؟؟۔ میں نے
تو ایسا کوئی رول
نہیں پڑھا" ابرو اچکا کر
بھرپور اعتراضا استفسار کیا۔۔

"آج تم صبح ہی صبح مجھے

کیوں تنگ کر رہے ہو؟؟" اب
وہ چڑھنا شروع
ہو چکی تھی۔۔

آنکھیں چھوٹی کر۔۔ بغور
تکتے پوچھنے لگی۔۔

"کیونکہ صبح ہی صبح
تم کسی غیر کے لیے مجھ
سے ناراض ہو رہی ہو۔۔ اور
میں اجازت نہیں دیتا کسی

غیر کو ہمارے بیچ میں
آنے کی چاہے وہ زریاب
ہو حسنہ ہو یا کیٹو ۔۔"

"ایسا کیوں؟؟؟" وہ بھولے پن
سے پوچھ اٹھی۔۔

"کیونکہ ہمارا ساتھ ہمیشہ
کا ہے۔۔ باقی سب صرف ٹرین
کی بوگی میں چڑھنے
والے لوگ ہیں

جنہیں کہیں ناں کہیں اترنا
ضرور ہے۔۔۔وہ صرف
ہم ہیں جگنو۔۔
قیصر و نایاب ۔
جنہیں آخر تک
ساتھ رہنا ہے ۔
جن کی منزل ایک
ہے۔۔۔" سیاہ آنکھوں
کو بھوری آنکھوں میں گڑھائے
وہ ایک ایک لفظ صدق دل
سے ادا کر رہا تھا۔۔۔

وہ بس ان سیاہ
آنکھیں میں
جھانکتی رہی ۔

"تم مجھے کبھی چھوڑ
کر تو نہیں جاو گے ناں
قیصر؟؟۔۔جیسے سب نے
چھوڑا۔" اس کی بھوری
آنکھوں میں ترنی اتری۔

قیصر کے علاوہ تھا ہی کون
اس کا اس بھری دنیا میں۔۔

"میں چھوڑ کے جاسکتا
ہوں اپنے جگنو کو"
اپنی پیشانی اس کی ننھی
پیشانی ٹکا کر۔۔ پلٹ سوال
کیا۔۔

یقیناً وہ سوال نہیں تھا۔ وہ
تو اپنے انداز میں کی گئی تصدیق

تھی۔۔۔کے ممکن ہی نہیں کے وہ
اپنے جگنو کو چھوڑ جائے۔۔

وہ مسکرا دی تھی۔۔

"اب پرنسس آپ کی ناراضگی
ختم ہوگئی ہو تو چلو منہ ہاتھ
دھو۔۔میں ناشتہ کراؤں تمہیں۔۔"

"پہلے چوٹی بنادو۔۔دیکھو
سارے بال خراب ہو رہے ہیں۔۔"

سوکر اٹھنے کے سبب پونی سے
آدھے بال تو آزاد ہوچکے تھے۔۔

وہ ان بکھرنے سے الجھے
بالوں میں بھی قیصر کو
پیاری لگ رہی تھی۔۔

"اوکے۔۔چلو۔۔"مسکرا
کر راضی ہوا۔۔

"اور میری کیٹو؟" نایاب

پریشان ہو کر۔۔

"کہیں نہیں جانے والی
وہ۔۔ دروازہ بند یہے گارڈن
کا۔۔" لا پرواہی
سے کہتا
ہوا وہ مڑ کر کمرے کی جانب
بڑھنے لگا

"کیٹو بھی گندی بوربی
ہے۔ کیا میں اسے نہلا سکتی

ہوں قیصر؟؟"

"نہیں۔۔۔ تم تھوڑی

بڑی ہوجاؤ۔۔۔ پھر میرے

بچوں کو نہلانا۔۔۔ اس کیٹو

کو انٹی نہلا دیں گی۔۔۔"

وہ مسکرا کر بولا تھا۔۔۔

"تمہارے بچے میرے کون

لگیں گے قیصر؟؟" اس کا کون

سہ کوئی رشتے دار تھا

جو حساب کتاب آتا۔۔۔

اسی لیے معصومیت سے

قیصر سے ہی پوچھ بیٹھی۔۔۔

"تمہارے۔۔۔ہمم۔" اب وہ کیا جواب

دے۔ یہی سوچتے ہوئے کمرے

کا دروازہ کھول رہا تھا۔۔۔

"ہاں میرے؟؟" جیسے

وہ جاننے کے لیے بے تاب ہو۔۔۔

"تم میرے مامو ہو۔ اور وہ

تمہارے بچے ہوں گے۔

تو وہ میرے"

ابھی وہ حساب لگانے کی خودی

کوشش کر رہی تھی کے قیصر

تیزی سے بیچ میں بولا۔ "وہ

تمہارے لاڈلے ہوں گے۔"

"ہیں؟؟۔۔ لاڈلے؟" خاصہ

الجھ کر۔۔

"ہاں۔ کیوں میں تم سے
اتنا پیار کرتا ہوں۔ تم میرے
بچوں سے پیار نہیں کرو گی؟؟"۔
وہ اسے بیڈ کے سامنے
فرنیچر کی وائٹ چینر کو کھسکا
کر۔ اس پر بیٹھاتے۔۔ ایک ابرو
اچکا کر۔ ترچھی نگاہ سے
تکتے ہوئے پوچھ رہا
تھا۔۔

انداز کچھ یوں تھا کہ

تم بس منہ سے نہ نکال کر
دیکھاؤ پھر میں تمہیں
بتاؤں۔۔۔

"ہاں۔۔ میں ضرور کروں گی۔۔"

نایاب قیصر کی تیز
آنکھیں دیکھ۔
فورا ہی مسکراتے ہوئے
جھم کر بولی
تھی۔۔۔

"گڈ۔۔۔" یہ کہتے اس نے
جھک کر پیشانی چومی۔۔۔ اور
پھر ڈریسنگ سے کنگھی بال
بنانے کے لیے لے آیا۔۔۔

وہ بیڈ پر بیٹھ کر۔۔۔ اب
اس کے بال بنارہا تھا۔۔۔

"پونی بنادیتا ہوں"

"نہیں چوٹی۔۔۔ پونی میں

نایاب اس کا آنیے
میں عکس
دیکھ دیکھ کر مسکرا
رہی تھی۔۔۔

♥*Husny Kanwal*♥

پارٹی شروع ہو چکی تھی۔۔۔

اس کے معزز مہمان تشریف لا
چکے تھے۔۔۔

فیضان جٹ کا وعدہ سچا تھا
انہوں نے لسٹ میں موجود
ہر ایک شخص کا وہاں آنا
یقینی بنایا تھا۔۔۔ساتھ ہی
ان کے اپنے بھی مہمان
تھے۔۔

کم از کم سو افراد کی دعوت
بن گئی تھی وہ۔۔

شراب و شباب ہر چیز
کا انتظام تھا۔۔

رات اپنے پورے
جوبن پر تھی۔۔

"سریہ آپ کے لیے۔۔"
ویٹرز خاص
مہمانوں کو کارڈ دے
رہے تھے۔۔

"فیضان جٹ جو اپنی بیٹی کی
عمر کی لڑکی کو باہوں میں
کھلے عام بھرے بیٹھے تھے۔۔۔ اس
ویٹر سے کارڈ لے کر۔۔۔ مارے
تجسس کے کھولنے لگے۔۔۔

"سیکنڈ فلور پر آ جائیں۔۔
آپ کے لیے بڑا سہ سرپرائز
رکھا گیا ہے۔۔۔" فیضان حٹ
وہ کارڈ پڑھ کر
ہلکا سہ معنی خیزی

سے مسکرائے۔

انہیں قیصر کا انتظام
بہت پسند آیا تھا۔۔۔خاص
طور پر شباب کے
معاملے میں۔۔

قیصر نے عام ایجنسی سے
لڑکیوں کو نہیں بلایا تھا۔۔۔اس
نے ہنٹر گرلز گروپ
کا انتظام کیا (sluts) (برانڈڈ

تھا۔ جو صرف بڑے پیمانوں
پر بلائی جاتی ہیں۔۔۔ جن کو
اپنی پارٹی میں بلانے کے لیے
بھی کروڑوں روپے درکار ہوتے
ہیں۔۔۔ یہی وجہ تھی جب
پارٹی میں آئے کچھ
خاص مہمانوں
کو بڑے سراپرنز کا کارڈ ملا۔۔۔
تو ان کی رال ٹپکنے لگی۔۔۔
وہ سب اوپر سیکنڈ فلور

تھا۔ جو صرف بڑے پیمانوں
پر بلائی جاتی ہیں۔۔۔ جن کو
اپنی پارٹی میں بلانے کے لیے
بھی کروڑوں روپے درکار ہوتے
ہیں۔۔۔ یہی وجہ تھی جب
پارٹی میں آئے کچھ
خاص مہمانوں
کو بڑے سراپرنز کا کارڈ ملا۔۔۔
تو ان کی رال ٹپکنے لگی۔۔۔
وہ سب اوپر سیکنڈ فلور

جگہ جگہ دیواروں
پر لگی خوبصورت پینٹنگ
سب کی توجہ اپنی جانب
مبذول کر رہی تھیں۔

وہ۔۔انکل۔۔میرے دوستوں
کو دوسرے کمرے میں لے
جاتے تھے۔۔جب وہ واپس
آتیں تو وہ بہت رو رہی ہوتی
تھیں۔۔ان کی پاجامے سے

جگہ جگہ دیواروں
پر لگی خوبصورت پینٹنگ
سب کی توجہ اپنی جانب
مبذول کر رہی تھیں۔

وہ۔۔انکل۔۔میرے دوستوں
کو دوسرے کمرے میں لے
جاتے تھے۔۔جب وہ واپس
آئیں تو وہ بہت رو رہی ہوتی
تھیں۔۔ان کی پاجامے سے

اس کم عمر لڑکے کے ہونٹوں
پر زخمی سی مسکراہٹ
بکھرنی۔۔۔

اس بڑے سے
بال کمرے کا ایک ہی دروازہ
تھا۔۔۔ جسے وہیں بیٹھے بیٹھے
اس نے بند کر کے لاک کیا۔۔۔

دروازہ از خود بند ہو رہا

تھا آہستہ آہستہ ..
مگر مہمانوں نے خاص
توجہ نہ دی۔۔۔

وہ سب اپنی ہی باتوں
میں مگن تھے۔۔

وہ کہ رہے تھے پہلے حریم کو
پیار کروں گا پھر کل تمہیں۔۔
قیصر وہ اچھے نہیں تھے۔۔
مجھے بالکل اچھے نہیں لگتے

تھے۔۔۔ بہت گندے تھے وہ انکل۔۔۔
بالکل خرم انکل جیسے۔۔۔

"بہت ہنسنے کا شوق
ہے ناں تم لوگوں کو دوسروں
کی بے بسیوں پر۔۔۔ مگر آج
جب موت تمہارے آگے
ناچ رہی ہوگی۔۔۔ بے بسی سے
تم چیخ چیخ کر رونا
چاہتے ہو گے۔۔۔
چاہتے ہو گے کے رو۔۔۔"

تھے۔۔۔ بہت گندے تھے وہ انکل۔۔۔
بالکل خرم انکل جیسے۔۔۔

"بہت ہنسنے کا شوق
ہے ناں تم لوگوں کو دوسروں
کی بے بسیوں پر۔۔۔ مگر آج
جب موت تمہارے آگے
ناچ رہی ہوگی۔۔۔ بے بسی سے
تم چیخ چیخ کر رونا
چاہتے ہو گے۔۔۔
چاہتے ہو گے کے رو۔۔۔"

تڑپو۔۔۔چِخو۔۔۔مدد کی
پکار لگاؤ۔۔۔اپنی بے بسی پر ماتم
کرو۔۔۔تو بھی تم رو نہیں
سکو گے۔۔۔تم بنسو گے۔۔۔بالکل
ویسے ہی بنسو گے جیسے
دوسروں کو تکلیف میں
دیکھ کر بنستے
ہو۔۔۔میں تم لوگوں
کو تکلیف و اذیت و
رنج و غم و غصے کا
وہ لیول دیکھاؤں گا کہ

تم تڑپوں گے مگر پھر بھی
سوائے بنسنے کے کچھ
نہ کر سکو گے۔۔۔" دانت
پیستے ہوئے کہتے۔۔
اس نے بٹن
کلک کیا۔۔۔

"میں تمہیں دیکھاؤں
گا آج۔۔۔ کے جب مظلوم کی
دعا فرش سے عرش پر جاتی
ہے تو عرش کو بھی

بلا دیتی ہے۔ اور
تم نے اتنا ہلکا جانا مظلوم
بچوں کی آہ کو؟؟۔۔۔"
اس کی سیاہ آنکھیں لہو
رنگ تھیں اسکرین پر
اپنے خاص مہمانوں کو
مسکرا مسکرا کر بات
کرتا دیکھ۔۔۔

subscribe



وہ کبھی نہ آتا۔۔۔ وہ تو
اپنی عیش و عشرت کی

دنیا میں مگن تھا۔۔۔ اس کا
کیا لین دین یتیم بچوں سے۔۔
ان کے مسائل سے۔۔۔ وہ بدمست
تھا اپنی دنیا میں۔۔۔ مگر
ان گنت دعائیں تھیں۔۔
جو نایاب کو اس کی زندگی میں
لایا گیا۔۔۔

اس بے لگام دل کے مالک کو
چمکتی آنکھوں کا آسیر بنایا
گیا۔۔۔

دنیا میں مگن تھا۔۔۔ اس کا
کیا لین دین یتیم بچوں سے۔۔
ان کے مسائل سے۔۔۔ وہ بدمست
تھا اپنی دنیا میں۔۔۔ مگر
ان گنت دعائیں تھیں۔۔
جو نایاب کو اس کی زندگی میں
لایا گیا۔۔۔

اس بے لگام دل کے مالک کو
چمکتی آنکھوں کا آسیر بنایا
گیا۔۔۔

حالات خود بنے۔۔۔ وہ تو ورنہ
کبھی راضی نہ ہوتا اس بچی
سے شادی کے لیے۔۔۔

پلان تو یہی تھا شروع سے۔۔۔
کے نکاح کرنے گا ولی کی مدد سے
اور پھینک کر رکھے گا اس
بچی کو یتیم خانے میں۔۔۔
مگر وہ نہیں جانتا۔۔۔ کتنے
بی لوگوں کی دعا تھی جو وہ

بیوی بنانے کے بعد سو نہ سکا
اس رات... اور نایاب کو
اپنے ساتھ لے آیا۔

وہ اتنی پیاری نہیں تھی کے
اس کے لیے اپنا سب کچھ داو
پر لگا دے۔ مگر خدا نے بنا دیا
اور اسے علم تک نہ ہوا۔

آج وہ ان گنت یتیم و مسکین
و مظلوم بچوں کی دعاؤں کا

روپ دھارے ہوئے تھا۔۔۔

اس کے بٹن کلک کرتے ہی
سرد کمرے میں
نائٹرس آکسائیڈ (لافنگ
گیس) ہوا میں پھیلنا شروع
ہو گئی۔۔۔

وہ ایسے ایسے کرتے تھے۔۔
اور انگلیاں
بھی مارتے تھے

ایک نیلے رنگ کا
گیلن اٹھا کر۔۔۔ اب وہ باہر
کی جانب چل دیا تھا۔۔۔

بلیک ہوڈی میں ملبوس
وہ کم عمر لڑکا۔۔۔ اب
پورے فارم ہاوس
کے گارڈن میں
پیٹرول ڈالتا پھر رہا
تھا۔۔۔

وہ ایسے ایسے کرتے تھے۔۔
اور انگلیاں
بھی مارتے تھے۔۔۔

یہ جملے نہیں تھے فقط۔
یہ وہ ہتھوڑے تھے جو
ہر لمحے اس کے سر پر
برسا کرتے۔۔۔

وہ اپنے جگنو کی خوفزدہ

انکھیں نہیں بھولا تھا۔۔۔

پیٹروں چھڑکنے کے بعد۔۔۔

ہاتھوں کو جیب سے

رومال نکال کر صاف کرتا

وہ کمرے میں واپس آیا۔۔۔

یہ فارم ہاوس سے بالکل

الگ تھک بنا ہوا چھوٹا سا

کمرہ تھا۔ جو گارڈز

استعمال کرتے تھے نظر

رکھنے کے لیے
(سیفٹی کے طور پر)۔۔

اب اسکرین پر نظر کی۔۔
تو نیچے فلور پر
بدمست لوگوں کی
پارٹی جاری تھی۔۔جو
ناچتے گاتے۔۔کھلے عام
خوبصورت لڑکیوں کی
بابوں میں بابیں ڈالے بیٹھے
خوش گپیوں میں مگن تھے۔۔

جبکے وہیں دوسری جانب۔۔
سیکنڈ فلور کا منظر بالکل
مختلف تھا۔۔ وہاں سب
پیٹ پکڑ پکڑ کر خوب
ہنستے ہوئے نظر آرہے تھے۔۔

کچھ نیچے فرش
پر گر کر ہنس رہے تھے
ساس نہ آنے کے سبب۔۔ ان
کی بے بسی ان کی حالت سے
ظاہر تھی۔۔ تو کچھ دروازہ

بجا رہے تھے ---

میوزک اتنا تیز تھا کہ ان کے
دروازہ بجائے کی آوازیں نیچے
پہنچ ہی نہیں پارہی تھیں۔۔

قیصر کو وہ لمحہ یاد
آیا جب وہ ان سب کے پاس
اپنی فریاد لے کر گیا تھا۔۔ اور
ان لوگوں نے اسے بڑی شارکوں
سے خوف دلا کر واپس

بھیج دیا تھا خالی ہاتھ۔۔
آج وہ بھی اسی
کمرے میں تھے اور ان کی وہ
بڑی شارکیں بھی۔۔



حریم
جب دوسرے کمرے سے واپس
آئی تو وہ بہت چیخ چیخ
کر رو رہی تھی۔۔ مجھے بہت
ڈر لگ رہا تھا ۔۔

--"now bye bye
devils...boom"

شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ
ہونٹوں کو گول کر اس نے
آخری وداع لیا۔۔۔

پھر اس نے وہیں موجود ایک
اور ریڈ بٹن کلک کیا۔۔۔اور
بس اس کا کلک کرنا تھا
کے دونوں فلورز پر
موجود پینٹنگز میں آگ

--"now bye bye
devils...boom"

شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ
ہونٹوں کو گول کر اس نے
آخری وداع لیا۔۔

پھر اس نے وہیں موجود ایک
اور ریڈ بٹن کلک کیا۔۔ اور
بس اس کا کلک کرنا تھا
کے دونوں فلورز پر
موجود پینٹنگز میں آگ

سلک کے پردوں کو پکڑا۔ جو
ہر پیٹنگ کے لیفٹ رائٹ سجاوٹ
کے لیے لگائے گئے تھے۔۔۔ جس
کے سبب لمحہ بھر میں پورے ہال
کمروں میں دیکھتے دیکھتے آگ
کے شعلے بھڑکنے لگے۔۔۔

وہ ایسے ایسے کرتے تھے۔۔
اور انگلیاں
بھی مارتے تھے

Like



سلی کے پردوں کو پکڑا۔ جو
ہر پیٹنگ کے لیفٹ رائٹ سجاوٹ
کے لیے لگائے گئے تھے۔ جس
کے سبب لمحہ بھر میں پورے ہال
کمروں میں دیکھتے دیکھتے آگ
کے شعلے بھڑکنے لگے۔۔۔

وہ ایسے ایسے کرتے تھے۔۔
اور انگلیاں
بھی مارتے تھے

لائٹر میں سے نکلتا
آگ کا شعلہ ان سیاہ
آنکھوں میں چمک
پیدا کر رہا تھا۔۔

وہ سیاہ آنکھیں بلیک
زون سے زیادہ گہری معلوم
ہو رہی تھیں اس لمحے۔۔
ان آنکھوں
میں سب کچھ تہس نہس
کر دینے کا جنون تھا۔۔

صرف انیس سال کا کم عمر
لڑکا تھا وہ۔۔۔ مگر اس لمحے وہ
کسی ڈراک پرسنلٹی سے کم
معلوم نہیں ہو رہا تھا۔۔

"میرے جگنو کو ٹچ نہیں
کرنا چاہیے تھا۔" ایک جنون
سے کہتے اس نے جلتا لائٹر
پیچھے کی جانب اچھال دیا۔

اور لمحہ بھر میں پیچھے کمرے
میں آگ کے شعلے بھڑک اٹھے۔۔۔

وہ کم عمر لڑکا
سیاہ بوڑی میں ملوس۔۔۔
پروقار و فاتحانہ
انداز میں چلتا ہوا جارہا تھا۔۔۔
اس کے پیچھے لگنے والی آگ
فارم باوس کو اپنی لپیٹ میں
لینے لگی تھی۔۔۔

لوگ بھاگتے ہوئے باہر نکل
رہے تھے۔ لیکن وہ باخوبی
واقف تھا وہ صرف فرسٹ
فلور والے ہیں۔۔۔

"آگ لگ گئی ہے۔۔۔ باہر نکلو۔۔۔"
لوگ چیخے۔۔۔

"دوسرے دروازے کی جانب۔۔۔"
کسی ویٹر کی آواز آئی

"پیچھے سے بھاگو۔۔"

بجوم میں سے
اواز بلند ہوئی

"ادھر نکلو۔۔" وہ کوئی

بزنس مین تھا ۔۔ جو
باہر کی جانب دوسروں
کو راہ دکھا رہا تھا

"اسے بچاؤ۔۔" ایک لڑکی

چیخی تھی دوسری لڑکی

کو آگ کے شعلوں سے
اندھا دھن بھاگتا دیکھ۔۔

"کونی مدد کرو میری۔" وہ
بلیک لباس میں ملبوس بوڑھی
عورت آگ
کو دیکھ منجمد کھڑی بس
چیخ رہی تھی۔۔

"میں مدد کرتا ہوں" ایک
ویٹر فوراً اس عورت کی

مدد کرنے آگے آیا تھا۔

"ادھر سے نکلنے کا رستہ

نہیں ہے۔۔" دوسرے

دروازے کی جانب گیا

قسمتِ ازمانے والا

شخص مایوسی سے چیخا۔

"بچاؤ۔۔بچاؤ۔۔" ایک لڑکی

پاگلو کی طرح چیخ

رہی تھی خوف کی شدت سے۔۔

"پیچھے کا دروازہ کھلا ہے۔۔
وہاں سے بھاگو" کوئی چیخا۔۔۔

"جلدی نکلو۔۔جلدی۔۔"

"ادھر آؤ۔۔میں کہ رہا ہوں۔۔
ادھر آؤ۔۔" ایک آدمی چیخ رہا
تھا حلق کے بل۔۔۔

"پہلے مجھے نکلنے دو۔۔"

"یہ آگ لگی کیسے؟؟" ایک
بزنس مین جو سفید
پینٹ کوٹ میں ملبوس تھا
باہر کی جانب بھاگتے
ہوئے الجھ کر پوچھ رہا تھا ---

"میں مرنا نہیں چاہتی" وہ کسی
عورت کی آواز تھی۔

"کوئی فائر بریگیڈ

کو کال کرو"

ویٹر کے لباس میں ملبوس
نوجوان چیخ رہا تھا ۔۔

بھگدڑ مچی ہوئی تھی۔ کتنی ہی
آوازیں قیصر کے کانوں
کی سماعت
سے ٹکرا رہی تھیں۔۔۔

اس نے پیچھے کا دروازہ
کھلا چھوڑا

تھا فرسٹ فلور کے لوگوں
کے نکلنے کے لیے۔۔

آگ کے بھڑکتے شعلے
و کالا دھواں اب منظر کو دھندلا
کر رہا تھا۔۔

آنکھوں میں دھوئے سے
آنسو آنے لگے تھے۔۔۔



سیکنڈ فلور پر

موجود لوگ پاگلوں کی
طرح بنس رہے تھے۔۔۔ تو ساتھ
ہی دھوئے کے سبب ان کی
آنکھیں سرخ پڑنے لگیں تھیں۔۔۔

انہیں دھانس لگ رہی تھی۔۔۔

وہ بے بس تھے۔۔۔ مجبور۔۔۔
بے حال۔۔۔ ادھر ادھر جان بچانے کے
لیے بھاگتے۔۔۔

کوئی کھڑکی ڈھونڈ رہا تھا
نکلنے کے لیے۔۔ تو کوئی بھاری
چیز جس سے دروازے پر مار
کر دروازے کو توڑا جاسکے۔۔

دروازہ کافی بڑا و
مضبوط تھا۔۔ بنس بنس
کر ان کے پھیپھڑے
و منہ پہلے ہی
جواب دے چکے تھے۔۔
کچھ تو بار بار کر زمین

بوس بوچکے تھے۔۔۔ تو کچھ
ابھی بھی ہمت رکھ کر
اس دھوئے میں اپنی
زندگی کی
آخری امید ڈھونڈ
رہے تھے۔۔۔

Like



وہ سب رونا چاہتے تھے۔۔۔
تڑپنا چاہتے تھے۔۔۔
بلکنا چاہتے تھے۔۔۔
مگر قیصر عبدالرحمان

یوسف نے انہیں وہ بھی
نصیب نہیں ہونے دیا تھا۔۔

فیضان جٹ واقف تھے
کے پورے کمرے میں
کوئی کھڑکی
نہیں ہے۔۔ اس لیے وہ دروازے
کو توڑنے کی کوششوں
میں لگے تھے۔۔ اور اس
لمحے کو کوس رہے تھے
جب انہوں نے لسٹ میں

اپنا نام دیکھ جانچ پڑتال
نہ کی۔۔ اور بغیر کسی خوف
کے قیصر کی مدد کرنے
کے لیے تیار ہو گئے۔۔

انہیں کہاں اندازہ تھا وہ
کم عمر لڑکا اتنا خطرناک نکل
آئے گا۔۔

#جاری_ہے

پلیز تھوڑی زحمت کر لیں
اچھے ریویوز دینے کی۔۔
تاکے محنت وصول ہوتی
محسوس ہو۔۔۔

13 episode ap ko
asani sy mil jae is ky liye
mera channel zarror
subscribe kar lyn

Channel name :

#رائٹر : #حُسن_کنول

#ناول : #جگنو

#episode :13

وہ آگ کے شعلے بھڑکتے

دیکھ زخمی سہ مسکرایا۔۔

پھر دو قدم پیچھے لیے۔۔

وہ بھی بغیر پیچھے مڑے۔۔

باہر آکر پرسکون کھڑا

وہ افراتفری کا منظر

دیکھ رہا تھا۔۔

پھر اسے گاڑیوں
کی آوازیں آنے لگیں۔۔

وہ بغیر دیکھے بھی جانتا
تھا کہ کون آیا ہے۔۔

چار پانچ بلیک کاریں اور
دو فائر بریگیڈ گاڑیاں اسی کے
سامنے آکر رکیں۔۔

سب سے پہلے جو گاڑی
سے اترا وہ التمش تھا۔

"باتھ لگانے کی ضرورت نہیں
بے مجھے رستہ دو۔۔۔میں خود
چل رہا ہوں" التمش و چار
گارڈز فوراً ہی اس کی
جانب آئے تھے۔جبکہ
باقی سب آگ بوجانے
اور لوگوں کی

مدد کرنے کے لیے بھاگے۔۔۔

وہ کم عمر لڑکا ہر
چیز کے لیے مانو تیار
کھڑا ہو۔۔

گارڈز ابھی اسے
بازو سے جکڑتے
اس سے قبل ہی بھرم سے
انہیں ہاتھ دیکھا کر
روک۔۔ وہ خود ان کے ساتھ

بغیر کسی احتجاج کے
چلنے کے لیے راضی ہوا۔۔

شابانہ انداز میں چلتا وہ
خود جاکر گاڑی کی پیسنجر
سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔۔

♥ *Husny Kanwal* ♥

ایک زور دار طمانچے
کی آواز پورے گھر میں

گونجی تھی۔۔

یہ زندگی میں پہلی بار تھا
جب عبدالرحمان نے اپنے
بیٹے پر ہاتھ اٹھایا ہو۔۔

وہ غصے سے سرخ انگارہ
بوربے تھے۔۔

جتنا وہ آگ بگولہ
تھے اتنا ہی قیصر پرسکون ۔۔

"42۔ لوگوں کو تم زندہ

جلا کر مار رہے تھے۔۔۔ اگر

ہم تم پر نظر نہ رکھوا رہے

ہوتے تو تم نے تو آج قاتل

بن جانا تھا۔۔۔" اس انیس

سالہ لڑکے کو پرسکون کھڑا

دیکھ۔۔۔ وہ معاملے کی نزاکت

کو سمجھاتے ہوئے گرجے۔۔۔

انہیں یقین نہیں آ رہا تھا

وہ لڑکا 42 لوگوں کو زندہ
جلا دینا چاہتا تھا۔۔۔ اور پکڑے
جانے پر مجال ہے اس کی
آنکھوں میں ذرہ برابر بھی
شرم کا نشان ہو۔

"مجھے پتا تھا آپ بچا لیں
گے انہیں۔۔۔" وہ سر جھٹک
کر لاپرواہی سے گویا ہوا۔۔
تو عبدالرحمان صاحب
حیرت و بے یقینی کے عالم

میں اس ڈھیٹ ابن ڈھیٹ
لڑکے کو دیکھنے لگے۔۔۔

"وہ انسان ہیں جنہیں تم جلا
کر مار رہے تھے۔ تمہیں اس
بات کا احساس .." وہ ابھی
غصے میں بول ہی رہے تھے
کے قیصر بات بیچ میں کاٹتے
آگ بگولہ ہو کر چنگھاڑا

"انسان نہیں ہیں وہ۔۔۔ نہ ہی

میں اس ڈھیٹ ابن ڈھیٹ
لڑکے کو دیکھنے لگے۔۔۔

"وہ انسان ہیں جنہیں تم جلا
کر مار رہے تھے۔ تمہیں اس
بات کا احساس .." وہ ابھی
غصے میں بول ہی رہے تھے
کے قیصر بات بیچ میں کاٹتے
آگ بگولہ ہو کر چنگھاڑا

"انسان نہیں ہیں وہ۔۔۔ نہ ہی

انسان کہلانے کے مستحق۔۔
وہ وحشی درندے ہیں
جو نوچتے
ہیں معصوم بچوں کو۔۔"

وہ سیاہ آنکھیں اس قدر
سرخ تھیں کہ لگا لہو بہہ
نکلے گا۔۔

عبدالرحمان صاحب اس
کی گرجدار آواز سن۔

بے یقینی سے ایک قدم
پیچھے ہوئے۔۔

انہوں نے قیصر کو کبھی
اتنا جلال میں نہیں
دیکھا تھا۔۔

"تم نے ٹھیکا لے رکھا
بے ان حرام کی اولادوں کا۔
ان گندے
خونوں کا جنہیں جھولے میں

آپ و مجھ جیسے لوگ کرتے
ہیں ان نائٹ کلب و انڈر گراونڈ
کلب میں جا کر۔۔۔ وہ بچے حرام و
حلال نہیں ہیں۔۔۔ اور نہ ہی
کسی کو حق پہنچتا ہے انہیں
حرام و حلال کے ترازو میں
تولنے کا۔۔۔ اگر ان کے اختیار
میں ہوتا تو نیک بدن سے
جنتے۔۔۔ " پلٹ میں اب وہ
بھی چیخ رہا تھا ۔۔۔

آپ و مجھ جیسے لوگ کرتے
ہیں ان نائٹ کلب و انڈر گراونڈ
کلب میں جاکر۔۔۔ وہ بچے حرام و
حلال نہیں ہیں۔۔۔ اور نہ ہی
کسی کو حق پہنچتا ہے انہیں
حرام و حلال کے ترازو میں
تولنے کا۔۔۔ اگر ان کے اختیار
میں ہوتا تو نیک بدن سے
جنتے۔۔۔ " پلٹ میں اب وہ
بھی چیخ رہا تھا ۔۔۔

اس کے الفاظ میں وزن
تھا۔۔۔ سچائی کی مہک تھی۔
ایسی مہک جو گنابگاروں
کا حلق تک کڑوا کر دے۔۔۔
کچھ لمحوں کے
لیے عبدالرحمان صاحب
لا جواب ہوئے۔۔۔

Like



"یہ ایک سسٹم چل
رہا ہے۔۔۔ بڑے بڑے
لوگ ملوث ہیں ان میں۔۔۔ تو

کیا تم ان بچوں کے
لیے پورے سسٹم
سے لڑو گے؟؟۔"

انہیں نے روبرو آکر۔۔
سیاہ آنکھوں میں تکتے۔۔ بھپر کر
سوال کیا۔۔

"میں نہیں لڑوں گا۔۔
یہ میرا اسٹائل نہیں۔۔ میں
مار دوں گا انہیں ڈائریکٹ۔۔"

آخری جملے پر اس کی سیاہ

کیا تم ان بچوں کے
لیے پورے سسٹم
سے لڑو گے؟؟۔"

انہیں نے روبرو آکر۔۔
سیاہ آنکھوں میں تکتے۔۔ بھپر کر
سوال کیا۔۔

"میں نہیں لڑوں گا۔۔
یہ میرا اسٹائل نہیں۔۔ میں
مار دوں گا انہیں ڈائریکٹ۔۔"

آخری جملے پر اس کی سیاہ

آنکھیں جہاں گہری ہونیں
وہیں ہونٹوں پر تبسم رقصا
تھی۔۔۔ اور وہ تبسم کسی
کو بھی ٹرا دینے کے لیے
کافی تھی۔۔

"تمہارا دماغ خراب
ہو گیا ہے۔۔۔ سسٹم سے
لڑنے کو کیا کھیل سمجھ
رہے ہو تم؟؟۔۔ جن 42 لوگوں
کو تم نے کریٹیکل سچویشن

میں ہسپتال پہنچایا ہے۔ تمہیں
کیا لگتا ہے ان کے پیچھے بیٹھے
لوگ تمہیں چھوڑ دیں گے؟؟۔۔۔"

وہ سمجھ نہیں پارے تھے
اس لڑکے کی عقل پر ماتم
کریں یا اس کی جرات پر
اسے شاباشی دیں۔۔۔

"اگر ان کے پیچھے لوگ ہیں۔۔
تو میرے پیچھے بھی میرا باپ
موجود ہے۔۔۔ آپ کو کیا لگتا ہے

میں ہسپتال پہنچایا ہے۔ تمہیں
کیا لگتا ہے ان کے پیچھے بیٹھے
لوگ تمہیں چھوڑ دیں گے؟؟۔۔۔"

وہ سمجھ نہیں پارے تھے
اس لڑکے کی عقل پر ماتم
کریں یا اس کی جرات پر
اسے شاباشی دیں۔۔۔

"اگر ان کے پیچھے لوگ ہیں۔۔
تو میرے پیچھے بھی میرا باپ
موجود ہے۔۔۔ آپ کو کیا لگتا ہے

میں اتنا بے وقوف ہوں گے آگ کے
کنوئیں میں بغیر کسی بیک۔آپ
کے چھلانگ لگا لوں گا؟؟۔" اس
کے سرخ پتلے ہونٹوں پر اب
مقابمانہ مسکراہٹ ناچتی نظر
آ رہی تھی۔۔

عبدالرحمان صاحب اس کی
بات سن۔۔اپنی پیشانی
بے بسی و جھنجھلاہٹ سے
مسلنے لگا۔۔

وہ ضدی مزاج لڑکا ان کا
بلڈ پریشر بڑھا رہا تھا ۔

اگر وہ کہہ رہا تھا کہ اس کا
باپ بے پیچھے ۔ تو غلط نہ
تھا۔۔۔ وہ واقعی اپنے بیٹے
کے لیے پورے سسٹم کے سامنے
بغیر جان کی پروا کیے
کھڑے ہو سکتے تھے۔۔۔

وہ جان وارتے تھے
اپنی اولاد پر۔۔۔ ان کے
نزدیک ان کا سب کچھ تھا
ہی قیصر و عشال کا۔۔۔

"قیصر عبدالرحمان یوسف"
وہ ایک گہرا سانس
لے کر غرائے۔۔۔

"اسے ابھی کے ابھی
یہاں سے باہر بھیجو۔۔۔"

سبیل کارڈز سب لے لو
اس سے سے کسی سے
بھی کسی قسم کا
کوئی رابطہ نہیں کر سکے یہ "
عبدالرحمان صاحب
التمش سے مخاطب ہو کر
برہمی سے حکم صادر
کرنے لگے۔۔۔

"ٹیڈ۔۔" وہ احتجاجا و
اعتراضا تیزی سے چیخا۔۔۔

"آپ م۔" ابھی وہ بولتا

اس سے قبل ہی گارٹز

نے آکر اس کے دونوں

بازو جکڑ لیے۔۔

جبکے التمش نے آکر حکم

کے مطابق اس کا موبائل و

گاڑی کی چابی والیٹ سب

نکال لیا۔۔۔

قیصر کو علم تھا کہ وہ

غصہ ہونگے۔۔۔تھپڑ
بھی ماریں گے۔۔

اس کے اندازے
کے مطابق وہ اسے کمرے میں
بند کر دیتے کچھ
وقت کے لیے جب تک باہری
معاملات کو وہ سنبھال
نہ لیں۔۔۔مگر یہاں تو
توقع کے بالکل برعکس
سزا ملی تھی۔۔

نایاب کو ملازموں پر
چھوڑ کر وہ کیسے باہر
ملی شفٹ ہو سکتا تھا؟؟...

"ڈیڈ... ایسا نہ کریں ..
ڈیڈ" وہ اپنا بازو
چھڑانے کی سعی
کر رہا تھا۔

نایاب کیسے رہے گی

اس کے بغیر۔۔

اپنی فکر نہیں تھی۔۔

نہ اپنی تعلیم کی۔ نہ

خوابوں کی۔ اگر تھی

تو بس اپنے جگنو کی۔۔

"شکل کیا دیکھ رہے

ہو؟؟۔۔ ابھی کے ابھی اسے

پاکستان سے باہر نکالو۔۔"

قیصر کے حد سے زیادہ

چیخنے پر التمش رک گیا
تھا۔۔۔ مگر عبدالرحمان
صاحب کی اگلی دھاڑ نے
اس کے ہاتھ پاؤں تک لرزا
دیے۔۔۔

"ڈیڈ۔۔۔ پلیز۔۔۔ ایسا نہ کریں۔۔۔
ڈیڈ کوئی سی بھی سزا
دے دیں مجھے مگر ملک سے
باہر نہ بھیجیں۔۔۔ ڈیڈ۔۔۔"
قیصر مسلسل چیخ رہا

چیخنے پر التمش رک گیا
تھا۔۔۔ مگر عبدالرحمان
صاحب کی اگلی دھاڑ نے
اس کے ہاتھ پاؤں تک لرزا
دیے۔۔۔

"ڈیڈ۔۔۔ پلیز۔۔۔ ایسا نہ کریں۔۔۔
ڈیڈ کوئی سی بھی سزا
دے دیں مجھے مگر ملک سے
باہر نہ بھیجیں۔۔۔ ڈیڈ۔۔۔"
قیصر مسلسل چیخ رہا

تھا۔۔

التمش کو یاد نہیں پڑتا
اس نے عبدالرحمان صاحب کو
کبھی اتنے غضب ناک عالم میں
دیکھا ہو۔۔

قیصر کی ایک نہ چلی
تھی۔۔۔ اسے راتوں رات کسی
مجرم کی طرح باہر ملک
بھیج دیا گیا تھا۔۔

"کوئی جانی نقصان کی خبر؟؟"

وہ صوفے پر ٹانگ پر

ٹانگ جمائے بیٹھے گمبھیر

لہجے میں استفسار کر رہے تھے --

"ابھی تک تو نہیں..." التمش

نظر جھکائے نفی میں گردن

کو ہلاتے تیزی سے بولا---

"ہمم... بیسٹ ٹریمنٹ دو

انہیں... کوئی بھی مرنا نہیں

"کوئی جانی نقصان کی خبر؟؟"

وہ صوفے پر ٹانگ پر

ٹانگ جمائے بیٹھے گمبھیر

لہجے میں استفسار کر رہے تھے --

"ابھی تک تو نہیں..." التمش

نظر جھکائے نفی میں گردن

کو ہلاتے تیزی سے بولا---

"ہمم... بیسٹ ٹریمنٹ دو

انہیں... کوئی بھی مرنا نہیں

چاہیے۔۔۔"

"جی سر۔۔ اور فیضان
جٹ کا کیا کرنا ہے؟؟۔۔ کیونکہ
وہ واحد ہے جو جانتا ہے کہ
پارٹی چھوٹے ماسٹر نے
دلوائی تھی۔۔۔ اس کے علاوہ
حمزہ جانتا ہے۔۔۔ مگر مجھے نہیں
لگتا حمزہ منہ کھولے گا۔۔۔ کیونکہ
اگر اس نے منہ کھولا تو
سب سے پہلے وہ ہی پھنسنے

چاہیے۔۔۔"

"جی سر۔۔ اور فیضان
جٹ کا کیا کرنا ہے؟؟۔۔ کیونکہ
وہ واحد ہے جو جانتا ہے کہ
پارٹی چھوٹے ماسٹر نے
دلوائی تھی۔۔ اس کے علاوہ
حمزہ جانتا ہے۔۔ مگر مجھے نہیں
لگتا حمزہ منہ کھولے گا۔۔ کیونکہ
اگر اس نے منہ کھولا تو
سب سے پہلے وہ ہی پھنسنے

دیکھا ہو۔۔۔ پھر جو فرسٹ فلور
پر تھے جو بالکل صحیح
سلامت ہیں۔۔ ان سب کا ہی
بیان یہی
یہ کے آگ حادثاتی
طور پر لگی۔۔۔ جو انہوں
نے خود پیٹنگز میں لگتی
دیکھی۔۔۔
ماننا پڑے گا
ہر جگہ سے بڑا
سیف کھیلیں ہیں چھوٹے

دیکھا ہو۔۔۔ پھر جو فرسٹ فلور

پر تھے جو بالکل صحیح

سلامت ہیں۔۔ ان سب کا ہی

بیان یہی

یہ کے آگ حادثاتی

طور پر لگی۔۔۔ جو انہوں

نے خود پیٹنگز میں لگتی

دیکھی۔۔۔

ماننا پڑے گا

ہر جگہ سے بڑا

سیف کھیلیں ہیں چھوٹے

ماسٹر۔۔۔"

التمش چاہ کر بھی قیصر
کے پلان کی تعریف کیے بغیر
نہ رہ سکا تھا ۔۔۔

"خون کی جھلک نظر

آربی بے مجھے تو۔۔۔"

عبدالرحمان صاحب نہایت
گمبھیر لہجے میں بول اٹھے۔۔۔

کو وہ لڑکا جلا کر مارنے چلا
تھا وہ بھی فل پلاننگ کے
ساتھ۔۔۔ اور مجال ہے اس
لڑکے میں ذرا لچک
گلٹ یا شرم کا دور دور
تک کوئی عنصر ہو۔۔۔

ضمیر کی ملامت مار دیتی
ہے ایک انسانی قتل پر ہی۔۔۔ اور
وہ لڑکا۔۔۔ وہ تو ایک ہی بار
میں 42 کو مارنے چلا تھا۔۔۔

یہ بات ہی بتانے کے لیے
کافی تھی۔۔ کے خون کا اثر
ہے۔۔ وہ جتنا چاہے اسے
پابندیوں میں جکڑ لیں۔ اس
کا خون جھلک ہی آئے گا۔۔ اپنا
رنگ دیکھا ہی دے گا۔۔

"فی الحال۔ میری اولاد ہے۔۔
سیاہ کرے یا سفید مجھے
تو سنبھالنا ہی ہے۔۔" وہ
ایک گہرا سانس خارج کرتے

یہ بات ہی بتانے کے لیے
کافی تھی۔۔ کے خون کا اثر
ہے۔۔ وہ جتنا چاہے اسے
پابندیوں میں جکڑ لیں۔ اس
کا خون جھلک ہی آئے گا۔ اپنا
رنگ دیکھا ہی دے گا۔۔۔

"فی الحال۔ میری اولاد ہے۔۔
سیاہ کرے یا سفید مجھے
تو سنبھالنا ہی ہے۔۔" وہ
ایک گہرا سانس خارج کرتے

صوفے سے ہٹ کر۔۔ سیدھا ہو کر
بیٹھے۔۔

"جی۔۔" التمش فوراً بات
کی تائید کرتے۔۔

"میڈیا کا اچھے
سے خیال رکھو او۔۔
خاموش کرنے کے لیے
جتنے پیسے لگیں لگا
دینا۔۔۔ باقی بچا وہ

صوفے سے ہٹ کر۔۔ سیدھا ہو کر
بیٹھے۔۔

"جی۔۔" التمش فوراً بات
کی تائید کرتے۔۔

"میڈیا کا اچھے
سے خیال رکھو او۔۔
خاموش کرنے کے لیے
جتنے پیسے لگیں لگا
دینا۔۔۔۔ باقی بچا وہ

فیضان جٹ۔۔ اسے ڈرگس
دے کر قومے میں
پہنچا دو۔۔ اور کچھ ثبوت
ایسے چھوڑ دینا فیضان
کے خلاف کے اگر بعد
میں بھی کوئی اس کیس کو
ری۔ اپن کروانے کی کوشش
کرنے تو سارے
ثبوت فیضان کے خلاف
ہی ملیں۔۔ ساتھ ہی قیصر
کی فلائٹ کی تاریخ دو دن

فیضان جٹ۔۔ اسے ڈرگس
دے کر قومے میں
پہنچا دو۔۔ اور کچھ ثبوت
ایسے چھوڑ دینا فیضان
کے خلاف کے اگر بعد
میں بھی کوئی اس کیس کو
ری۔ اپن کروانے کی کوشش
کرنے تو سارے
ثبوت فیضان کے خلاف
ہی ملیں۔۔ ساتھ ہی قیصر
کی فلائٹ کی تاریخ دو دن

پہلے کی ملے۔ تاکے ثابت ہو
کے جب حادثہ ہوا تو قیصر
ملک میں موجود ہی نہیں تھا۔"

"جی سر۔۔۔" التمش آرڈر
ملتے ہی فوراً ہی باہر
کی جانب چل دیا تھا۔۔۔

التمش کے وہاں سے جاتے ہی
انہوں نے اپنے دوسرے ملازم
کو بلایا۔۔۔" قیصر کے گھر

پہلے کی ملے۔ تاکے ثابت ہو
کے جب حادثہ ہوا تو قیصر
ملک میں موجود ہی نہیں تھا۔"

"جی سر۔۔۔" التمش آرڈر
ملتے ہی فوراً ہی باہر
کی جانب چل دیا تھا۔۔۔

التمش کے وہاں سے جاتے ہی
انہوں نے اپنے دوسرے ملازم
کو بلایا۔۔۔ "قیصر کے گھر

کے تمام ملازمین کو چھٹی دے
دو۔۔ اور سمجھا کر دینا کے
اگر میڈیا ان سے بیان لینے
آتی ہے تو انہیں کیا بیان دینا
ہے۔۔ ساتھ ہی لائنس
وغیرہ اف کر دو۔ تاکہ دیکھنے
سے معلوم ہو کہ وہاں کوئی
نہیں رہ رہا۔۔ "قیصر
کے پھیلانے رانتے کو وہ
ہر سمت سے سمیٹ رہے
تھے۔۔

"اوکے سر۔۔" وہ ملازم
فورا ہی چل دیا تھا سر
اثبات میں بلاتا۔۔

شمیم خاتون اور ان کی
بہن کو قیصر نے نایاب
کا خیال رکھنے کا کہا
تھا اپنی غیر موجودگی
میں۔۔ ساتھ ہی سمجھا دیا
تھا کہ نایاب اس گھر میں

رہ رہی ہے اس کے متعلق
کسی کو کانو کان خبر
نہ ہو۔۔

اس کا اندازہ تو یہی
تھا کہ ایک دو ہفتوں
کی سزا کے بعد وہ واپس
گھر آجائے گا۔ اسی
لیے اس نے شمیم خاتون
اور ان کی بہن کو گھر میں
بی دوہفتے رہنے کی تاکید

رہ رہی ہے اس کے متعلق
کسی کو کانو کان خبر
نہ ہو۔۔

اس کا اندازہ تو یہی
تھا کہ ایک دو ہفتوں
کی سزا کے بعد وہ واپس
گھر آجائے گا۔ اسی
لیے اس نے شمیم خاتون
اور ان کی بہن کو گھر میں
بی دوہفتے رہنے کی تاکید

کی تھی۔ اور کہا بھی تھا
کے اگر کچھ وقت مجھ سے
رابطہ نہ بھی ہوسکے
تو پریشان نہ ہوں بس
نایاب کا خیال رکھیں۔۔

مگر اسے کب خبر تھی
یہ منصوبہ بندی کرتے
وقت کے معاملے بالکل توقع
کے برعکس ہوجائیں گے۔۔

کی تھی۔ اور کہا بھی تھا
کے اگر کچھ وقت مجھ سے
رابطہ نہ بھی ہوسکے
تو پریشان نہ ہوں بس
نایاب کا خیال رکھیں۔۔

مگر اسے کب خبر تھی
یہ منصوبہ بندی کرتے
وقت کے معاملے بالکل توقع
کے برعکس ہوجائیں گے۔۔

عبدالرحمان کا سخت
آرڈر ملتے ہی
شمیم خاتون ان کی بہن و
قیصر کا ڈرائیور محبور
بوئے نایاب کو اکیلا گھر
میں چھوڑ کر جانے پر---

شمیم خاتون نے جب اسے
چھوڑا تو وہ اپنے کیٹو
کے ساتھ بیڈ پر سو
رہی تھی---



عبدالرحمان صاحب کے بھیجے
ملازم کو نایاب کی بھنک نہ
لگ جائے اس لیے وہ تینوں
بی خاموشی سے گھر سے
نکل گئے تھے
یہ سوچتے ہوئے کہ
قیصر سے رابطہ کر کے
اسے صورتحال سے آگاہ
کر دیں گے۔ پھر وہ
خود سنبھال لے گا۔۔۔

گھر کا مین
الیکٹرک سسٹم اف
کردیا گیا تھا۔ جس سے
پورے گھر میں اندھیرا
بی اندھیرا چھا گیا۔

کیونکے گرمیاں چل
رہی تھیں تو اے سی
بند ہوتے ہی کمرے میں گھٹن
اسٹارٹ ہو گئی۔

گھر کا مین

الیکٹرک سسٹم اف

کردیا گیا تھا۔۔۔ جس سے

پورے گھر میں اندھیرا

ہی اندھیرا چھا گیا۔

کیونکہ گرمیاں چل

رہی تھیں تو اے سی

بند ہوتے ہی کمرے میں گھٹن

اسٹارٹ ہو گئی۔

وہ ننھی پری گرمی کی
شدت سے گردن پر کھجاتے
ہوئے اٹھ کر بیٹھی۔۔۔

رات کا وقت تھا ۔۔۔

ہر طرف اندھیرا
بی اندھیرا چھایا نظر
آ رہا تھا۔۔۔۔

اوپر سے گرمی و گھٹن
کی شدت سے اسکا پورا
جسم پسینوں سے
تر بہ تر تھا۔۔۔

"اتنا اندھیرا کیوں ہو رہا
ہے؟؟" وہ کیٹو کو
گود میں اٹھا کر کمرے
سے باہر نکلی تھی۔۔۔

"میاو۔۔میاو۔۔" خاموش گھر میں

کیٹو کی آواز الگ ہی گونجتی
سنائی دے رہی تھی۔۔۔

اس سے پہلے اس نے کبھی
یوں اندھیرا نہیں دیکھا تھا
اپنے گھر میں۔۔۔

ہاں اپنا گھر۔۔۔ قیصر نے کہا
تھا یہ اس کا گھر ہے۔۔۔ یہی
وجہ تھی کہ اپنے گھر میں اچانک
چھائی خاموشی و اندھیرے

کو دیکھ وہ گھبرائی --

وہ ریلنگ کو پکڑ کر
اندھیرے میں اندازے سے
سیڑھیاں اتر رہی تھی۔

"قیصر... قیصر... قیصر
کہاں ہو؟؟؟... قیصر اتنا
اندھیرا کیوں ہو رہا ہے؟...
قیصر... قیصر مجھے ڈر
لگ رہا ہے... قیصر..."

کو دیکھ وہ گھبرائی --

وہ ریلنگ کو پکڑ کر
اندھیرے میں اندازے سے
سیڑھیاں اتر رہی تھی۔

"قیصر... قیصر... قیصر
کہاں ہو؟؟؟... قیصر اتنا
اندھیرا کیوں ہو رہا ہے؟...
قیصر... قیصر مجھے ڈر
لگ رہا ہے... قیصر..."

"میاو۔۔میاو۔۔"

وہ اندھیرے میں آوازیں لگا رہی
تھی اور اس کی بلی بھی۔۔

مگر پلٹ میں کوئی جواب
نہ تھا۔۔

"قیصر۔۔قیصر۔۔کہاں ہو؟؟"
یہ اندھیرا کیوں ہو رہا ہے؟؟۔

"میاو...میاو..."

وہ اندھیرے میں آوازیں لگا رہی
تھی اور اس کی بلی بھی۔۔

مگر پلٹ میں کوئی جواب
نہ تھا۔۔

"قیصر...قیصر...کہاں ہو؟؟"
یہ اندھیرا کیوں ہو رہا ہے؟؟۔

قیصر۔۔" وہ بار بار آوازیں
لگا رہی تھی۔۔

اسے برف کی طرح
ٹھنڈے گھر میں رہنے کی
عادت تھی۔۔ اس کا گرمی کے
مارے برا حال ہو رہا تھا۔۔

"قیصر۔۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے
قیصر۔۔ قیصر۔۔" اب اس کی
آواز میں بھرائی پن آ گیا تھا۔۔

وہ جب سوئی تھی تو
قیصر برابر میں لیٹا ہوا
تھا اس کے۔۔ وہ ہی اسے
زبردستی کھانا کھلانے کے بعد
سلا کر چلا گیا تھا۔۔ تب روشنی
بھی تھی اور ٹھنڈک بھی۔۔
اب جب آنکھ کھلی تو
سب غائب ہو گیا۔۔

"میاو۔۔ میاو۔۔" کیٹو

مسلسل میا و میا و کی
صدائیں لگا رہی تھی۔۔

اگر وہ ساتھ نہ ہوتی
تو نایاب کا شاید اکیلے
پن کے خوف سے ہی دم
نکل جاتا ۔۔

وہ اسے لے کر صوفے
پر بیٹھ گئی تھی۔۔

"قیصر۔۔ آجاو۔۔ مجھے
ڈر لگ رہا ہے۔۔" اپنی
ننھی سی گود میں کیٹو
کو بیٹھائے۔ وہ اندھیرے
میں صدائیں لگا رہی تھی۔۔

اس کی آنکھوں سے
مسلسل آنسو بہے جا رہے
تھے۔۔

وہ رات جیسے آنکھوں

بی آنکھوں میں کٹی --



یہ پہلی رات تھی ان کے
نکاح کے بعد جو نایاب و
قیصر نے الگ الگ
گزارنی تھی --

subscribo



رات چاہے کتنی ہی ہو جائے
قیصر گھر واپس
ضرور لوٹتا تھا۔۔۔ مگر

بی آنکھوں میں کٹی --



یہ پہلی رات تھی ان کے
نکاح کے بعد جو نایاب و
قیصر نے الگ الگ
گزارنی تھی ---

رات چاہے کتنی ہی ہو جائے
قیصر گھر واپس
ضرور لوٹتا تھا۔۔۔ مگر

اس رات وہ نہ آیا۔۔

وہ روتی رہی۔۔ اندھیرے میں
امید بھری صدائیں دیتی
رہی۔۔ مگر وہ نہ آیا۔۔

وہ امیدیں وہ صدائیں
آہستہ آہستہ دم توڑنے
لگیں۔۔

خوف کی شدت اتنی

تھی کے اس کا ننھا وجود
پورا کانپ رہا تھا۔۔۔

جسم پسنوں سے شرابور
تھا۔۔۔

اور آخر کار رات ختم ہوئی۔۔۔

اندھیروں کو چیرتا
صبح کا سورج اس کے گھر
کے آنگن میں بھی طلوع ہوا۔۔۔

وہ پوری رات کی جاگی
ہونی تھی --

اب بھوگ بھی لگنے لگی
تھی ---

وہ کیٹو کو گود سے
اتار کر... کچن کی جانب
بڑھی ---

پہلے تو وہ دن میں
اکثر اکیلی رہا کرتی تھی
ساتھ ہی اب ڈر کی شدت میں
اجالے کے سبب بہت کمی
آگئی تھی۔۔

کیٹو کے لیے فریج سے
دودھ اور اپنے لیے کیلے
لے کر وہ باہر لاونچ میں
آئی۔۔

پہلے تو وہ دن میں
اکثر اکیلی رہا کرتی تھی
ساتھ ہی اب ڈر کی شدت میں
اجالے کے سبب بہت کمی
آگئی تھی۔۔

کیٹو کے لیے فریج سے
دودھ اور اپنے لیے کیلے
لے کر وہ باہر لاونچ میں
آئی۔۔

پہلے تو وہ دن میں
اکثر اکیلی رہا کرتی تھی
ساتھ ہی اب ڈر کی شدت میں
اجالے کے سبب بہت کمی
آگئی تھی۔۔

کیٹو کے لیے فریج سے
دودھ اور اپنے لیے کیلے
لے کر وہ باہر لاونچ میں
آئی۔۔

پہلے تو وہ دن میں
اکثر اکیلی رہا کرتی تھی
ساتھ ہی اب ڈر کی شدت میں
اجالے کے سبب بہت کمی
آگئی تھی۔۔

کیٹو کے لیے فریج سے
دودھ اور اپنے لیے کیلے
لے کر وہ باہر لاونچ میں
آئی۔۔

پہلے تو وہ دن میں
اکثر اکیلی رہا کرتی تھی
ساتھ ہی اب ڈر کی شدت میں
اجالے کے سبب بہت کمی
آگئی تھی۔۔

کیٹو کے لیے فریج سے
دودھ اور اپنے لیے کیلے
لے کر وہ باہر لاونچ میں
آئی۔۔

"لو کیٹو پیو۔۔۔" اس نے
دودھ کا پیالا کیٹو کے
آگے رکھا۔۔۔

وہ بھی بھوکی تھی
فورا میاو میاو کرتی
دودھ زبان سے چاٹنے
لگی۔۔۔

نایاب اب آرام سے بیٹھ
کر کیلے کھا رہی تھی۔۔۔

"کیٹو۔۔۔ یہ مت سمجھنا
میرا قیصر گندا ہے۔۔۔ وہ
گندا بچہ نہیں ہے۔۔۔ وہ
ضرور کہیں کسی کام میں
پھنس گیا ہوگا۔۔۔ اب وہ
آنے ہی والا ہوگا۔۔۔ اور آتے
ہی پتا ہے کیا بولے گا۔۔۔
بولے گا سوری جگنو۔۔۔ مجھے
لیٹ ہو گیا۔۔۔ مگر میں اس
سے بات نہیں کروں گی

"کیٹو۔۔۔ یہ مت سمجھنا
میرا قیصر گندا ہے۔۔۔ وہ
گندا بچہ نہیں ہے۔۔۔ وہ
ضرور کہیں کسی کام میں
پھنس گیا ہوگا۔۔۔ اب وہ
آنے ہی والا ہوگا۔۔۔ اور آتے
ہی پتا ہے کیا بولے گا۔۔۔
بولے گا سوری جگنو۔۔۔ مجھے
لیٹ ہو گیا۔۔۔ مگر میں اس
سے بات نہیں کروں گی

چاہے وہ کتنی ہی چاکلیٹس
دے۔۔" نایاب کیلے کھاتی
جارہی تھی اور کیٹو سے
باتیں کرتی جارہی تھی۔۔

دو کیلے میں پیٹ بھر گیا
تھا۔ اس کا۔۔

وہ کیٹو کو لے کر باہر
گارڈن میں جانا چاہتی
تھی مگر دروازہ لاک تھا۔

اس لیے وہ صحن میں ہی
کھیلتی رہی۔۔۔ اس
امید کے ساتھ کہ قیصر جلدی
آجائے گا۔۔

مگر وہ کب آنے والا تھا۔۔

♥ *Husny Kanwal* ♥

سورج کی کرنیں سمٹ
رہی تھیں۔۔۔ اندھیرا

چھانا شروع ہو گیا تھا۔۔

اندھیرا ہوتے ہی وہ
پینک بوکر۔ دروازہ بجانے لگی۔
(جو لاونچ و گارڈن کے درمیان
حائل دروازہ تھا)۔۔۔

بجا بجا کے۔۔ اس کے
اپنے ننھے
ہاتھ سرخ پڑ گئے۔ مگر آواز
باہر نہ گئی۔۔۔

چھانا شروع ہو گیا تھا۔۔

اندھیرا ہوتے ہی وہ
پینک بوکر۔ دروازہ بجانے لگی۔
(جو لاونچ و گارڈن کے درمیان
حائل دروازہ تھا)۔۔۔

بجا بجا کے۔۔۔ اس کے
اپنے ننھے
باتھ سرخ پڑ گئے۔ مگر آواز
باہر نہ گئی۔۔۔

وہ گھر ہی نہیں آتا

اس لیے۔۔۔ اب ہم

کیا کریں؟؟۔۔۔"

دو دن اور دو راتیں

گزر چکی تھیں۔۔۔

اس کا یقین اب ٹوٹنے

لگا تھا۔۔۔

دودھ ختم ہوا تو نایاب

پریشان ہو گئی۔۔۔

سارے فروٹس بھی فریج بند
ہونے کے سبب خراب ہو گئے۔۔۔

اب نہ نایاب کے کھانے
کے لیے کچھ بچا تھا نہ
کیٹو کے۔۔۔

♥ *Husny Kanwal* ♥

"میں بہت گندی بچی ہوں

میں بہت ضدیں کرتی
ہوں ناں۔۔ اس لیے مجھے
قیصر چھوڑ گیا۔۔
تم بتاؤ ناں کیٹو اسے۔۔
میں اب ضد نہیں کروں گی
کوئی۔۔ وہ جو بولے گا وہ
مان لوں گی اچھے بچوں
کی طرح۔۔ میں کھانا بھی
وقت پر کھاؤں گی۔۔
میں شرارت بھی نہیں کروں
گی۔۔ میں جلدی سو

میں بہت ضدیں کرتی
ہوں ناں۔۔ اس لیے مجھے
قیصر چھوڑ گیا۔۔
تم بتاؤ ناں کیٹو اسے۔۔
میں اب ضد نہیں کروں گی
کوئی۔۔ وہ جو بولے گا وہ
مان لوں گی اچھے بچوں
کی طرح۔۔ میں کھانا بھی
وقت پر کھاؤں گی۔۔
میں شرارت بھی نہیں کروں
گی۔۔ میں جلدی سو

میں بہت ضدیں کرتی
ہوں ناں۔۔ اس لیے مجھے
قیصر چھوڑ گیا۔۔
تم بتاؤ ناں کیٹو اسے۔۔
میں اب ضد نہیں کروں گی
کوئی۔۔ وہ جو بولے گا وہ
مان لوں گی اچھے بچوں
کی طرح۔۔ میں کھانا بھی
وقت پر کھاؤں گی۔۔
میں شرارت بھی نہیں کروں
گی۔۔ میں جلدی سو

جہاں اب کھانے کے لیے
بھی کچھ باقی
نہ بچا تھا۔۔



وہ اب پہلے سے زیادہ
رو رو کر قیصر کو واپس
آجانے کی صدائیں دے
رہی تھی۔۔

انسان کے ساتھ جب کچھ

برا ہوتا ہے نا تو وہ سب سے
پہلے اپنی ہی کوتاہیاں
ڈھونڈتا ہے۔۔ ایک اچھا ضمیر
والا انسان۔۔ اور نایاب بھی
ایسا ہی کر رہی تھی
وہ اپنی کوتاہیاں ڈھونڈ
رہی تھی۔۔

وہ فزیکلی و
ایموشنلی بچی تھی
مگر مینٹلی بچی نہیں

تھی وہ۔۔۔ وہ بالکل اسی
طرح سوچ رہی تھی
جس طرح اگر کوئی
وہاں پر اس کی جگہ
16 سال کی لڑکی
بیٹھی ہوتی تو سوچتی۔۔۔

♥*Husny Kanwal*♥

اس کے پیٹ میں درد ہو جایا
کرتا تھا اسنیکس کھانے سے۔۔

اس لیے قیصر اگر لاتا بھی
تھا تو چھپا کر رکھتا۔

نایاب اسٹول پر چڑھ کر۔
کچن کے کابینٹ میں ان
ہی کو تلاش کرنے میں
لگی تھی۔۔۔

مگر وہ نہ ملے۔۔۔

بھوک اتنی شدید لگی تھی۔۔



کے سوکھی روٹی بھی
ملے تو کھا جائے۔
یہی وجہ تھی کے نمک و
چینی پانی میں ملا کر
پیٹ بھر رہی تھی۔ اس نے
یہ اپنی چاچی و امی کو
بھوک کے وقت کرتے دیکھا
تھا جب وہ ان ظالموں کی
قید میں تھیں۔۔

وہ چوتھی رات تھی۔

کے سوکھی روٹی بھی
ملے تو کھا جائے۔
یہی وجہ تھی کے نمک و
چینی پانی میں ملا کر
پیٹ بھر رہی تھی۔ اس نے
یہ اپنی چاچی و امی کو
بھوک کے وقت کرتے دیکھا
تھا جب وہ ان ظالموں کی
قید میں تھیں۔۔

وہ چوتھی رات تھی۔

مگر آج کی رات پہلی راتوں
جیسے اس نے رو رو کر
نہیں گزارنی۔۔ غور و تفکر
کر کے گزارنی۔۔ وہ
کیٹو کو گود میں لیے
بیٹھی صرف
اپنے ارد گرد چھانے اندھیرے
کو تکتی رہی۔۔

پہلے گلٹ تھا۔۔
وہ ہر چیز میں اپنی

کوتاہیاں ڈھونڈ رہی
تھی اپنی برائیاں
جن کی وجہ سے قیصر
اسے چھوڑ کر گیا۔
مگر آج چوتھے دن
معاملہ بدل گیا تھا۔
جذبات میں تغیرات
پیدا ہونا شروع ہو چکے تھے
اب خیال یہ نہیں آ رہا تھا
کہ میں بری ہوں اب
وہ جو غم تھا ۔

جو خوف تھا وہ غصے میں
تبدیل ہو چکا تھا -
اب خیال یہ آ رہا تھا
کہ قیصر برا ہے۔۔

ارد گرد اندھیرا تھا۔۔
وہ خوفزدہ بھی تھی۔۔
مگر اپنی سوچوں میں
وہ اتنی مگن ہو چکی تھی
اتنی زیادہ کہ اسے ارد گرد
کے اندھیرے سے اب فرق

جو خوف تھا وہ غصے میں
تبدیل ہو چکا تھا -
اب خیال یہ آ رہا تھا
کہ قیصر برا ہے۔۔

ارد گرد اندھیرا تھا۔۔
وہ خوفزدہ بھی تھی۔۔
مگر اپنی سوچوں میں
وہ اتنی مگن ہو چکی تھی
اتنی زیادہ کہ اسے ارد گرد
کے اندھیرے سے اب فرق

بی نہیں پڑ رہا تھا۔۔ اسے
احساس ختم ہو گیا تھا
اندھیرے کا۔۔ اس کا ذہن
صرف قیصر پہ چل رہا
تھا۔۔ اگر غم و غصہ بھی تھا
تو قیصر پر تھا اب سب
کچھ قیصر کے ارد گرد تھا
۔۔ اگر کہا جائے کہ
اس وقت اگر کوئی اسے
زندہ رکھے ہوئے تھا
اس نا امیدی کی زندگی

بی نہیں پڑ رہا تھا۔۔ اسے
احساس ختم ہو گیا تھا
اندھیرے کا۔۔ اس کا ذہن
صرف قیصر پہ چل رہا
تھا۔۔ اگر غم و غصہ بھی تھا
تو قیصر پر تھا اب سب
کچھ قیصر کے ارد گرد تھا
۔۔ اگر کہا جائے کہ
اس وقت اگر کوئی اسے
زندہ رکھے ہوئے تھا
اس نا امیدی کی زندگی

اور سخت اندھیرے اور
بھونک میں تو وہ قیصر تھا
اور قیصر پہ آنے والا غصہ۔

"ہمارا ساتھ ہمیشہ
کا ہے۔۔۔باقی سب صرف ٹرین
کی بوگی میں چڑھنے
والے لوگ ہیں
جنہیں کہیں ناں کہیں اترنا
ضرور ہے۔۔۔وہ صرف
ہم ہیں جگنو۔۔۔"

قیصر و نایاب ۔

جنہیں آخر تک

ساتھ رہنا ہے ۔

جن کی منزل ایک

ہے " اس کے بولے آخری

جملے ابھی تک کان

میں گونج رہے تھے۔

"جھوٹا قیصر۔" اس

اندھیرے کو کھوئی کھوئی

غمزدہ نظروں سے تکتے۔

وہ دانت پیستے بڑبڑانی۔۔

♥*Husny Kanwal*♥

"کیٹو۔کیٹو۔کیٹو۔۔

تم آنکھ کیوں نہیں کھول

رہیں؟؟۔کیٹو۔کیٹو

اٹھو ناں۔۔کیٹو۔۔پلیز

اٹھو۔۔آنکھیں کھولو ناں۔۔

کیٹو۔۔۔" وہ بلی کا بچہ

دودھ نہ ملنے کے سبب

اسی کی گود میں ایک
زور دار بچکی لے کر
مر گیا تھا۔

وہ زوردار بچکی
نایاب کے کانوں
کو کسی بھیانک صور
کی طرح لگی۔

اس سے پہلے اس نے کبھی
کسی کو اتنے قریب

سے مرتے نہیں دیکھا
تھا جتنا اس بلی کے
بچے کو دیکھا۔۔

وہ کتنی ہی دیر اسے
بلا بلا کر روتی رہی۔۔
کہتی رہی کہ اٹھ جاؤ
لیکن جب یقین آ گیا کہ
اب وہ نہیں اٹھے گا
تو وہ خاموش ہو گئی۔۔

دن کی روشنی میں
تین گھنٹے تک وہ بلی
کے مردہ بچے کو اپنی
گود میں لیے بیٹھی رہی۔۔۔

ایموشنلی وہ بہت
ویک ہو چکی تھی
اس بلی کے بچے کے
مرنے کے سبب۔۔۔ مگر مینٹلی
اس کا دماغ اب کلک کیا۔۔۔
کہ اگر یہ بچہ مر سکتا ہے

تو میں بھی مر سکتی ہوں
اگر میں زیادہ وقت
یہاں رہی تو۔۔

اور یہی وہ وقت تھا جب
نایاب نے پہلی بار وہاں
سے نکلنے کا سوچا کیونکہ
اب تک وہ یہ سوچ ہی
نہیں رہی تھی
وہ اس کا گھر تھا اور
جب انسان اپنے گھر

تو میں بھی مر سکتی ہوں
اگر میں زیادہ وقت
یہاں رہی تو۔۔

اور یہی وہ وقت تھا جب
نایاب نے پہلی بار وہاں
سے نکلنے کا سوچا کیونکہ
اب تک وہ یہ سوچ ہی
نہیں رہی تھی
وہ اس کا گھر تھا اور
جب انسان اپنے گھر

میں ہوتا ہے نا تو وہ
خود کو سب سے زیادہ
سیف فیل کرتا ہے۔
نایاب کے لیے وہ گھر
اس کا سیف زون تھا۔
جس سے وہ نکلنے کا
تصور ہی نہیں کر رہی
تھی ابھی تک لیکن اب
بلی کے بچے کے مرنے کے
بعد اس نے یہ تصور
شروع کیا کہ اب وہ یہاں

سیف نہیں ہے۔۔۔ یہ اس
کا سیف زون نہیں رہا۔۔۔

اب اس نے اپنا دماغ
قیصر سے ہٹا کر دوسرے
سمت لگانا شروع کیا ۔
کہ وہ یہاں سے باہر کیسے
نکلے۔۔۔

#جاری_ہے

پلیز تھوڑی زحمت کر لیں
اچھے ریویوز دینے کی۔۔
تا کہ محنت وصول ہوتی
محسوس ہو۔۔۔۔

14 episode ap ko
asani sy mil jae is ky liye
mera channel zarror
subscribe kar lyn

#رائٹر: #حسن کنول

#ناول: #جگنو

#episode:14

ایک ہفتے بعد۔۔۔

وہ اپنے کمرے میں بیڈ
پر لیٹا ہوا تھا۔۔۔

اے۔سی والے کمرے میں



اے۔ سی والے کمرے میں
بظاہر بہت سکون ہوتا
مگر ناحیانے کیوں اس کا
دل بے چین ہوتا۔۔۔

اسے چاہ کر بھی نیند نہیں
آ رہی تھی۔۔۔

آنکھیں کھل کر رہیں



آنکھوں کے پردے پر
ماضی کی یاد لہرانے لگی۔۔

"التمش۔۔۔ مجھے بات
کرنی ہے تم سے۔" قیصر
چیخ رہا تھا جب اسے اسیر پورٹ
پر گاڑی سے اتارا گیا۔۔

"مجھے آپ کی کوئی بات



"مجھے آپ کی کوئی بات
سننے کا آرڈر نہیں۔۔۔" وہ
تیزی سے اکھڑ و سخت
لہجے میں گویا ہوا۔۔
ساتھ ہی گارڈز کو اشارہ کیا
کے اسے پکڑ کر اندر لے چلیں۔۔۔

"یا تو میری بات سنو۔۔ یا تو
میں تم سب کو یہی مار کر
حالاں لگا۔۔۔ فصل تمہارا۔۔"



تمیں تم سب کو یہی مار کر
چلا جاؤں گا۔۔۔ فیصلہ تمہارا۔۔
اور یقین کرو جہاں
میرا باپ ان 42 کو سنبھال
سکتا ہے ناں میرے لیے وہیں
تم چار کے قتل کو سنبھالنا ان
کے لیے مشکل نہیں ہوگا۔۔
اور یہ تم بھی جانتے ہو۔۔"
اپنے برابر چلتے گا رڈ
کے۔۔۔۔۔



اور یہ م ق باے ہو۔۔

اپنے برابر چلتے گا رڈ
کے پینٹ میں لگی
گن نکال کر۔۔ اسے
اپنے سامنے کھڑے
آئینہ پر تانے۔۔
وہ کم عمر لڑکا
وارننگ آمیز
لہجے میں دھاڑا۔۔

لے لے



التمش واقف ہوتا وہ
صرف کہ نہیں رہا۔۔
وہ کر گزرے گا۔۔

"بولیں۔۔ سن رہا ہوں
میں۔۔" التمش محبوبور
ہوا ہوتا اس کی بات
سننے پر۔۔۔



" سائیڈ میں آؤ "
اس نے گن کے اشارے
سے سائیڈ میں آنے کا
کہا اور خود فوراً
آگے کی جانب بڑھا۔۔

" میں سائیڈ میں آنے
کے لیے تیار ہوں۔۔
آپ کی بات سننے کے لیے



" میں سائڈ میں آنے
کے لیے تیار ہوں۔۔
آپ کی بات سننے کے لیے
بھی تیار ہوں لیکن بھاگنے
کی حماقت مت کیجئے گا
کیونکہ آپ کہیں نہیں
بھاگ سکتے یہ آپ بھی
جانتے ہیں۔۔۔" التمش
اسے وان کر رہا تھا۔۔



جائیں۔۔۔
اسے وان کر رہا تھا۔۔۔

"اوکے۔۔۔ مگر تم بھی
وعدہ کرو تم میری
بات سنو گے بھی
اور مانو گے بھی۔۔۔"
قیصر پلٹ کر اس کی
جانب دیکھ۔۔۔ تیزی سے
بولا تھا۔۔۔



"ماننے کا وعدہ نہیں کر سکتا"

"تو پھر کیا فائدہ مجھے
تمہیں بتانے کا۔۔۔ مار ہی
دیتا ہوں تمہیں ڈائریکٹ۔۔۔"
ہونٹوں پر ڈیولیش
مکراہٹ سچائے
وہ لا پرواہی سے بولا۔۔۔



" اچھا ٹھیک ہے۔۔۔"
التمش کوئی رسک
نہیں لے سکتا ہوتا
خاص طور پر قیصر عبدالرحمان
یوسف جیسے بندے سے
تو بالکل نہیں۔۔۔

لوگ نہیں جانتے
مگر التمش بخوبی



جانتا ہے وہ کس کا
خون ہے۔۔ اس لیے وہ
چیلنج کرنے کی غلطی
نہیں کر سکتا تھا۔۔

اب وہ دونوں ایک
سائیڈ میں کھڑے تھے
قیصر کے ہاتھ میں گن
تھی جسے اس نے اتمش
کر رہا تھا۔۔۔



کے پیٹ کے مقام پہ لگا
رکھا ہوتا۔۔۔

"نایاب۔۔۔ وہ میرے گھر
پر ہے۔۔۔ اگر میں یہاں سے
چلا گیا تو میرے پیچھے
اس کا کوئی نہیں ہے۔۔
اس لیے تم بغیر کسی کو بتائے
اسے میمونہ باجی (زید کی بہن)
کر گھر پہنچاؤ اور زید



اے یسوعہ باقی زریں جان
کے گھر پہنچا دو۔۔۔ اور زید
سے کہہ دینا کہ اس کا
خیال رکھنے کا کہ دے
اپنی بہن سے۔۔۔ مجھے پتہ
ہے وہ اچھے لوگ ہیں
وہ خیال رکھ لیں گے
نایاب کا میرے پیچھے۔۔۔"
وہ اسے تحمل سے پوری
بات سمجھا رہا تھا



بات سمجھا رہا تھا
کہ اسے کرنا کیا ہے۔۔
"اور نایاب کے بارے میں
میرے ڈیڈ کو پتہ نہیں
چلنا چاہیے۔۔
کسی صورت نہیں۔۔
سمجھے۔۔"

ایک ایک لفظ چبا چبا کر
نہایت عنرا کر دھمکی آمیز
لہجے میں ادا کیا۔۔۔



نہایت عنرا کر دھمکی آمیز
لہجے میں ادا کیا۔۔۔

قیصر اچھے سے واقف
ہتا کہ عبدالرحمان صاحب
نایاب سے دلی لگاؤ بالکل بھی
نہیں رکھتے بلکہ شدید
نفسرت کرتے ہیں۔۔۔

ابھی جو حادثہ ہوا۔۔



ابھی جو حادثہ ہوا۔
اگر انہیں ذرا سی بھی
بھنک لگی کہ یہ سب
کچھ اس نے صرف
نایاب کی خاطر کیا ہے
تو یقیناً وہ نایاب
کے حبابی دشمن بن جائیں
گے اور وہ نہیں چاہتا
ہٹا یا ہو۔



وہ ان کے علم میں
لائے بغیر نایاب
کو سیف مقام پر
پہنچا دینا چاہتا تھا۔۔۔

زید سے اس کی دوستی
کافی پرانی تھی
اور زید کتنا مخلص تھا



اور زید کتنا خلص ہوتا
اس کے لیے یہ بات اس
سے بہتر کوئی نہیں
جانتا ہوتا۔۔۔ یہی وجہ تھی
کہ اسے یقین ہوتا کہ
زید کی بہن جو بیوہ ہے
وہ آرام سے نایاب کو
اپنے پاس رکھ لے گی۔۔۔

میمونہ ویسے بھی ایک



میمونہ ویسے بھی ایک
الگ گھر میں اپنے بیٹے
کے ساتھ رہ رہی تھی۔۔
یعنی وہاں کوئی مرد نہیں
تھا جس سے نایاب ڈرے
یا سہمے یا اسے کوئی
خوف لاحق ہو۔۔

فیملے گریٹ



پھر فیملی بیک گراؤنڈ
کے اعتبار سے وہ لوگ
بہت شریف لوگ تھے۔۔۔

"اوکے۔۔۔ میں نایاب کو
میمونہ خاتون کے گھر
پہنچا دوں گا۔ بغیر آپ کے
والد کے علم میں لائے۔۔۔"
اکتمش نے نظر جھکائے



"وہ بچی ہے۔۔۔ صرف
چھ سال کے بچی التمش۔۔
بالکل تمہاری بیٹی کی
عمر کی۔۔۔ اپنی بیٹی کو
تو تم نہیں بچا سکے تھے
اسے بچا لو۔۔۔" قیصر
بخوبی واقف تھا التمش
کا ویک۔ پوائنٹ کہاں ہے۔۔
اس نے ڈائریکٹ اسی پ



اس نے ڈائریلٹ اسی پہ
وار کیا ہوتا کیونکہ وہ
جانتا ہوتا اتنی آسانی سے
تو التمش اس کی بات
نہیں ماننے والا۔۔۔

مگر اس لمحے التمش واحد
مددگار ہوتا اس کا۔۔
اس لیے نہ چاہتے ہوئے بھی
مدد تو لینی ہی تھی۔۔۔



بہت محبوری کے عالم میں
ھتا وہ۔۔۔ ورنہ کبھی التمش
کو نایاب کے متعلق علم
نہ ہونے دیتا۔۔۔

بس قیصر کے جملوں کا
کانوں میں پڑنا ھتا
کے التمش کی جھکی
آنکھیں اٹھیں۔۔۔ اور وہ سرخ



بہت محبوری کے عالم میں
ھتا وہ۔۔۔ ورنہ کبھی التمش
کو نایاب کے متعلق علم
نہ ہونے دیتا۔۔۔

بس قیصر کے جملوں کا
کانوں میں پڑنا ھتا
کے التمش کی جھکی
آنکھیں اٹھیں۔۔۔ اور وہ سرخ



آ نکھیں اٹھیں۔۔ اور وہ سرخ
تھیں انگارے کی مانند۔۔

" میں کر دوں گا۔ " اپنی
دونوں مٹھیاں بھیتے۔۔
وہ سرخ ہوتے چہرے
کے ساتھ یقین دہانی
کرانے لگا۔۔



چھوٹے ماسٹر نے
مجھ سے وعدہ لیا ہے۔۔
کہ میں نایاب بی بی
کو اس گھر سے نکال
کر میمونہ خاتون تک
پہنچا دوں۔۔ آپ بتائیں
کیا کرنا ہے اس حوالے سے۔۔"
قیصر بھول گیا تھا التمش
حبان تو دے سکتا ہے



حبان لو دے سلنا ہے
مگر عبدالرحمان صاحب
سے کسی بھی معاملے
میں عنداری نہیں کر سکتا
یہی وجہ تھی کہ وہ
ان کا رائٹ ہینڈ ہتا
اور ان کا سب سے بھروسے
مند آدمی۔۔

قیصر نے سوچ بھی کیسے



قیصر نے سوچ بھی کیسے
لیا کہ وہ اسے
ایموشنلی بلیک میل
کر کے اپنا کام نکلوا سکتا ہے۔۔۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔
اسی کی وجہ سے میرا
بیٹا متاثر بننے چلا ہوتا۔۔
غسلطی ہو گئی مجھ سے۔۔



بیٹے کے پاس سے
عسلی ہو گئی مجھ سے۔۔
مجھے تو اسی دن ایکشن
لے لینا چاہیے تھا جب
مجھے پتہ چلا تھا کہ
وہ اسے یتیم خانے سے
اٹھالایا ہے۔۔ اس کنخبر
نے میری بیٹی کو تباہ کیا
اور اس کنخبر کی لڑکی نے میرے
بیٹے کو۔۔۔ خون ہے آحس
اذا تہم کہ اے گانا "



بیٹے کو۔۔۔ خون ہے آحمر
اثر تو دکھائے گا نا۔۔۔"
عبدالرحمان صاحب
تو نایاب کے نام پر ہی
انگارے چبانے لگے تھے۔۔۔

"تو کیا کرنا ہے سر؟؟۔۔۔"

"مرنے دو سے وہیں۔۔۔"
جب مرحبائے تو ایک



"مرنے دو سے وہیں۔۔۔
جب مر جائے تو ایک
ہفتے بعد حبا کے وہیں
گارڈن میں دفن آنا۔۔۔"
یہ سخت جملے ادا کرتے
وقت ان کے لہجے میں
ذرا برابر بھی لچک
نہ تھی۔۔۔

"اب اس کے گھر کے



" اور ان کے گھر کے
ملازمین کا کیا کرنا ہے۔۔
وہ جانتے ہیں نایاب بی بی
کے بارے میں وہ
ضرور کانٹیکٹ کرنے کی
کوشش کریں گے
چھوٹے ماسٹر سے۔۔"
التمش نے اپنا خدشہ
ظاہر کیا۔۔



ظاہر لیا۔۔۔

" اچھی طرح سمجھا دو
انہیں کہ اگر کسی بھی
قسم کی کوئی خبر
قیصر کے کان تک پہنچی
تو میں انہیں اور ان کی
فیمیلیوں کو اسٹانگوا
دوں گا۔۔۔ "



"جی بہتر۔۔۔ اور چھوٹے ماسٹر

اگر نایاب بی بی
کے متعلق کچھ پوچھتے ہیں
تو۔۔ تو میں انہیں کیا
جواب دوں۔۔۔ جتنا میں

ان کی شخصیت کو سمجھا
ہوں مجھے پورا یقین ہے

وہ لاکھ پابندیوں کے

باوجود بھی کوئی سنہ

کہاں راستہ ضرور ڈھونڈ



دیں را سے رور و رور
لیں گے مجھ سے رابطہ
کرنے کا اور یہ جاننے کا
کہ نایاب بی بی کیسی ہیں۔۔
کیا میں نے ان کا کام کر دیا۔۔"

"تو کہہ دینا اس سے
پہنچا دیا تم نے اسے
میمونہ کے گھر۔۔ ایک ہفتہ
کی بات ہے ویسے بھی۔۔
اک ہفتہ یا چھ اکر



یہ مومن لے سر۔۔۔ ایک ہے
کی بات ہے ویسے بھی۔۔
ایک ہفتے تک چھپا کے
رکھنا ہے بس یہ سب اس سے۔۔
پھر وہ سر حباے گی۔۔
پھر کیا فخر پڑتا ہے اگر
اسے پتہ چل بھی گیا تو۔۔
روئے گا دھوئے گا کچھ وقت۔۔
پھر خودی ہی ٹھیک
ہو حباے گا۔۔"



عبدالرحمان صاحب
شدید نفرت کرتے تھے
نایاب سے اور کیوں کر
نہ کرتے ان کے نزدیک
وہ ریپسٹ کی بیٹی تھی۔۔
جس نے ان کی بیٹی کو
کالج سے اغوا کیا۔۔

خدا جانے نکاح بھی
کیا ہوتا یا نہیں۔۔ مومن



سدا بے نظاں
کیا ہتا یا نہیں۔۔ مومن
کہتا تو ہے کہ نکاح کیا ہتا
مگر کون جانے سچ کہتا ہے
یا جھوٹ۔۔۔

ان کے نزدیک۔۔ وہ ان
کی بیٹی کے ریسیٹ
اور اغواہ کار
کا گندا خون تھی۔۔ وہ



التمش تم نے نایاب کو
میمونہ باجی کے گھر
پہنچا دیا ناں۔۔ " ایک نئے
نمبر سے کال آنے پر
التمش نے کال ریسیو
کی دوسری جانب
سے آنے والی آواز وہ
فسادی ہے الگ ایتا



فورا ہی پہچان گیا تھا۔۔

اس کا اندازہ کتنا
صحیح تھا قیصر کی
شخصیت کو لے کر۔۔
یہی سوچ۔۔ وہ اپنے کمرے
کی کرسی پر بیٹھتے ہوئے
مکرایا۔۔



قیصر بڑی مشکل سے
ایک راہ گیر کا موبائل چپرا
کر پبلک ہاتھ روم میں
حبا کر کال کر رہا تھا۔۔۔

اس کے ساتھ گارڈز
موجود تھے یہی وجہ
تھی کہ واش روم سے
بھاگنے والے کو پکڑ لیا گیا



قلم رواں روم سے
جب وہ بات کر رہا تھا
تو اس کی آواز
بہت دبی دبی سی آ
رہی تھی۔۔۔

"آپ کو پتہ ہونا چاہیے
میں اپنا وعدہ ہمیشہ
وفاء کرتا ہوں۔۔۔" انتمش



فورا ہی پر اعتماد لہجے
میں بولا ہوتا۔۔۔

مگر اس کے ادا کیے
جملے کی نوعیت وہ نہیں
تھی جو قیصر سمجھا۔۔۔

اس نے کہا وہ ہمیشہ
اس کا دھوکہ دے کر رہا۔۔۔



اس نے کہا وہ ہمیشہ
اپنا وعدہ وفا کرتا ہے
مگر وہ والا وعدہ نہیں
جو اس نے قیصر سے
کیا وہ وعدہ جو اس نے
عبدالرحمان صاحب سے
کیا یعنی اپنے مالک سے۔۔



اس کا وعدہ ہوتا
کے وہ کبھی اپنے مالک
سے عنذاری نہیں کرے گا
اور یہی وہ وعدہ ہوتا
جس کی اس لمحے
وہ قیصر سے بات کر
رہا ہوتا۔۔



"آپ بے فکر ہو کر رہیں"

"شکر ہے۔۔۔" قیصر کی آواز

سے ہی ظاہر ہوتا۔۔۔

جیسے منو بوجھ اترتا

ہو اس کے دل سے۔۔۔

ایک گہرا انس ہوا



ایک گھرا سانس ہوا
میں خارج کر۔۔۔
اس نے فقط ایک لفظی شکر
ادا کیا اور کال ڈسکنیکٹ
کر دی۔۔۔

التمش واقف ہوتا
وہ زیادہ بات کر بھی



اِس واقعہ ہا
وہ زیادہ بات کر بھی
نہیں سکتا۔۔۔

حال۔۔۔

پانچ دن گزر چکے تھے۔۔
یقیناً وہ بچی خوف سے
اندھیرے سے بھوک سے



یسیا وہ پیوں سے
اندھیرے سے بھوک سے
مر چکی ہوگی اب تک۔۔
یہ خیال آتے ہی التمش کو
لگا اس کی سانس رک رہی
ہے اسے سکون نہیں آ رہا۔

"وہ بچی ہے۔۔۔ صرف
چھ سال کے بچی التمش۔۔"



چھ سال کے بچی اتمش۔۔
بالکل تمہاری بیٹی کی
عمر کی۔۔۔ اپنی بیٹی کو
تو تم نہیں بچا سکے تھے
اسے بچا لو۔۔۔" قیصر کے
جملے پھر اس کے کانوں
میں گونجنے لگے تھے۔۔
پانچ راتوں سے وہ سویا
نہیں اٹھتا اور نہ ہی سویا



نہیں ہٹا اور نہ ہی سو پا
رہا ہٹا۔۔۔ یہ جملے جیسے
اس کا پیچھا ہی نہیں
چھوڑ رہے تھے۔۔۔



اسے بار بار اپنی
مرحوم بیٹی نظر آ
رہی تھی۔۔۔ جسے
عبدالرحمان صاحب کے

رہی سی۔۔۔ جسے
عبدالرحمان صاحب کے
دشمنوں نے اغوا کر کے
مار دیا تھا۔۔۔

اسے اپنے اندر سے
ایک آواز آتی
محسوس ہو رہی تھی
جو بار بار اسے بس



ایلیں اواز الی
محسوس ہو رہی تھی
جو بار بار اسے بس
یہی کہہ رہی تھی
کہ وہ چھ سال کی
بچی ہے۔۔۔ بالکل اس کی
بیٹی کی عمر کی۔۔
وہ اسے کیسے تنہا مرنے
کے لیے چھوڑ سکتا ہے؟؟۔۔



رہا یہ ہے۔۔۔
کے لیے چھوڑ سکتا ہے؟؟۔۔۔
پھر اس میں اور
ان ظالم اغوا کاروں میں
کیا مشرق رہ گیا؟؟؟۔۔۔

کیا اس نے اغوا کاروں
سے نہیں کہا تھا کیوں
بچوں کو گھسیٹ رہے



کیا اس نے اغوا کاروں
سے نہیں کہا تھا کیوں
بچوں کو گھسیٹ رہے
ہو لڑائی میں۔۔۔

آج وہ خود کیا کر
رہا تھا؟؟۔۔۔

”بج، نہ صوف



رہا تھا؟؟۔۔۔

"وہ بچی ہے۔۔۔ صرف
چھ سال کے بچی الٹمش۔۔
بالکل تمہاری بیٹی کی
عمر کی۔۔۔ اپنی بیٹی کو
تو تم نہیں بچا سکے تھے
اسے بچا لو۔۔۔" یہ آواز
جیسے اب اسے پاگل



اسے چاہو۔۔۔ یہ اور
جیسے اب اسے پاگل
کر رہی تھی۔۔۔
وہ فوراً ہی چیختا ہوا
اٹھ کر بیٹھا تھا۔۔۔
وہ اپنے کانوں پر ہاتھ
رکھ رہا تھا۔۔۔
بار بار کہہ رہا تھا چپ ہو
جاؤ مجھے نہیں سننا۔۔۔



بار بار کہہ رہا تھا چپ ہو
جاؤ مجھے نہیں سننا۔۔
میں نہیں سننا چاہتا۔۔
میں اپنے مالک سے
عنداری نہیں کر سکتا۔۔
مگر وہ آواز بند نہیں
ہو رہی تھی۔۔
جیسے وہ ہونا ہی نہیں
چاہتی تھی۔۔



"وہ بچی ہے۔۔۔ صرف
چھ سال کے بچی التمش۔۔
بالکل تمہاری بیٹی کی
عمر کی۔۔۔ اپنی بیٹی کو
تو تم نہیں بچا کے تھے
اسے بچا لو۔۔۔" یہ آواز
کسی صور پھونکے جانے
کی جیسی بھیانک



کی جیسی بھیانک
لگ رہی تھی اب اس
کے کانوں کو۔۔

قیصر وہاں نہیں ہتا
لیکن اس کے بولے جملے
التمش کے پورے جسم
کو جکڑ گئے تھے۔۔
خاص طور پر وہ کہ



کو جبکڑ گئے تھے۔
حناص طور پر دل کو۔۔

اچانک اسے اپنے
سامنے اپنی مرحوم بیٹی
نظر آنے لگی جو
اسے پایا پایا کہ کر
بلا رہی تھی۔۔



" بالکل تمہاری بیٹی کی
عمر کی۔۔۔ اپنی بیٹی کو
تو تم نہیں بچا سکے تھے
اسے بچا لو۔۔۔ " اس کی
انکھوں میں آنسو آنے
لگے تھے

--
البتہ



--
ہاں وہ پتھر دل
انسان اب رو رہا تھا۔۔
تیرب ہٹا کہ چیخنے لگتا۔۔
وہ تکلیف میں ہٹا
ضمیر کی ملامت اسے
جینے نہیں دے
رہی تھی اب۔۔۔



"پانچ دن ہو چکے ہیں
وہ تو سر چپٹی ہوگی
اب تک۔۔۔" یہ کہتا ہوا
وہ ہڑبڑاہٹ میں کھڑا ہوا۔
پتہ نہیں وہ کس کو
یہ بات سنا رہا تھا۔۔۔
خود کو یا اپنے ضمیر کو۔۔۔



خود نو یا اپنے میر لو۔۔۔

التمش جیسے لوگ۔
حبان دے دیتے ہیں
اپنے مالک سے بے وفائی
نہیں کرتے۔۔۔ مگر اس
لمحے اس کا ضمیر
اسے بے وفائی پر اکھسا
رہا تھا۔۔۔



رہا تھا۔۔۔

اس کے ہاتھ پاؤں
لرزنے لگے تھے۔۔ اسے اب
سامنے کا دھنلا دھنلا نظر
آنے لگا تھا لیکن اس
دھندلے پن میں بھی
اس کی بیٹی کا
چہرہ نمایاں تھا۔۔۔



اس کے پاؤں اس قدر
لرز رہے تھے کہ وہ
دھڑام کر کے زمین پر گرا۔۔۔

"نہیں۔۔۔ میں
اسے مرنے نہیں دے سکتا۔۔۔
وہ بچی ہے۔۔۔
اس کا کیا قصور؟؟
اگر اس کا بار۔۔۔



اس کا کیا قصور؟؟
اگر اس کا باپ برا ہے۔۔۔
بالکل ویسے ہی
میری بچی کا کیا قصور
ھتا اگر میں برا ہوں تو۔۔۔
اس کا کوئی قصور نہیں ھتا۔۔۔
وہ معصوم تھی۔۔۔۔ بالکل
اسی طرح نایاب بی بی
بھی معصوم ھیں۔۔۔



اسی طرح نایاب بی بی
بھی معصوم ہیں۔۔۔
میں انہیں مرنے نہیں
دے سکتا۔۔۔" یہ کہتا ہوا
وہ فوراً کھڑا ہوا
اور باہر کی جانب
تیزی سے لپکا۔۔۔



♥ *Husny Kanwal* ♥

وہ قیصر کے
گھر پہنچا تو وہاں
مکمل اندھیرا چھایا ہوا
تھا وہ دروازہ کھول کر
اندر داخل ہوا۔۔۔
چابی اس کے پاس پہلے
سے ہی موجود تھی۔۔۔



سب سے پہلے اس نے
گھر کا مین
الیکٹرک سسٹم اون کیا۔

پھر وہ نایاب کو
ڈھونڈنے کے لیے فوراً
ہی اندر کی جانب بڑھا ہوتا۔۔
ارادہ وعدے کے مطابق



نہ ہرگز بے بس نہ

ارادہ وعدے کے مطابق
اسے میمونہ خاتون کے
گھر پہنچانے کا تھا۔۔

وہ گارڈن سے چلتا ہوا
دروازہ کھول کر
اندر لانچ میں داخل ہوا۔۔

بند گھر میں سے



بند گھر میں سے
آنے والی فربخپر
کی سمیل وہ الگ ہی
محسوس کر رہا تھا۔۔۔

"نایاب بی بی۔۔۔ میں
آپ کو لینے آیا ہوں۔۔۔
مجھے قیصر نے بھیجا ہے۔۔
کہ یہاں پر آئے۔۔۔"



آپ کو نینے آیا ہوں۔۔۔
مجھے قیصر نے بھیجا ہے۔۔

کہاں ہیں آپ؟؟۔۔"
پورے گھر میں نظر

دوڑانے کے باوجود

جب اسے کوئی نظر نہ آیا

تو اس نے آواز لگانا

شروع کی۔۔۔



آواز لگانے کے باوجود
جب کوئی ریلپلائی نہ آیا۔۔۔
تو اس نے نیچے کے
کمروں کو چھاننا
شروع کیا مگر
سارے ہی کمرے لاک
تھے۔۔۔



اب وہ ڈائریکٹ
اوپر کے کمرے کی
جانب بڑھا ہوتا۔۔

جب وہ دروازہ کھول
کر قیصر کے کمرے
میں داخل ہوا تو یہ
دیکھ حیران رہ گیا۔۔



تہ کہ وہاں کا شیشے کا
دروازہ ٹوٹا ہوا تھا۔۔۔
اور ہر طرف کانچ بکھرا تھا۔۔۔

ایک سفید حیا در
بیڈ سے باندھی گئی
تھی جس سے مزید
حیا دریں بندھی ہوئی
تھیں اور وہ نیچے کی



ہی جس سے مزید
حیادریں بند ہی ہوئی
تھیں اور وہ نیچے کی
طرف جا رہی تھی۔۔
اس نے نیچے جھانک
کر دیکھا تو وہ گارڈین
میں لینڈ ہو رہی تھی۔۔

"وہ بچی بھاگ گئی؟۔۔"



"وہ بچی بھاگ گئی؟۔"
انتمش کو جیسے یقین
نہیں آیا تھا کہ ایک
چھ سالہ بچی اندھیرے
گھر میں ہونے کے باوجود
اتنی سڑانگ تھی کہ
وہ یہاں سے بھاگ گئی
وہ بھی شیشے کا
دروازہ توڑ کر۔ اور بیڈ کی



دروازہ توڑ کر۔۔ اور بیڈ کی
چادروں کی رسی بنا کر۔۔

نایاب وہاں نہیں تھی۔۔
وہ جاچکی تھی۔۔
مگر کہاں؟؟

وہ چھوٹی سی
چھ سالہ بچی کہاں



وہ چھوٹی سی
چھ سالہ بچی کہاں
جان سکتی ہے اکیلے؟؟۔۔

کہیں وہ کسی
عنلط ہاتھوں میں لگ
گئی تو؟؟۔۔



کئی تو؟؟؟۔۔

" یا میرے خدا۔۔
التمش تم نے دیر
کر دی۔۔"
التمش بے ساختہ
ہی اپنے بال نوچتے
ہوئے بول اٹھا۔۔



اب چلتے ہیں واپس
اسی دن کی جانب۔۔
جب نایاب کی گود میں
بلی کا بچہ مسراہتا۔۔

ماضی۔۔۔

یورے لانچ میں وہ اب



ماصی۔۔۔

پورے لانچ میں وہ اب
نظر دوڑا رہی تھی
مگر اسے کوئی کھڑکی
نظر نہ آئی۔۔ دروازے کے
اوپر جو کھڑکی بنی ہوئی
تھی وہ اتنی اونچی تھی
کہ وہ اس تک نہیں پہنچ



کہ وہ اس تک نہیں پہنچ
سکتی تھی۔۔۔ نہ ہی
وہ فنزیکلی اتنی سٹرانگ
تھی کہ دروازہ توڑ
سکتی تھی۔۔۔

کچن میں روشن دان
موجود تھا لیکن مسئلہ
یہ تھا کہ وہ بھی



چُن میں روشن دان
موجود تھا لیکن مسئلہ
یہی تھا کہ وہ بھی
اتنا اونچا تھا کہ نایاب
کانہ تو اس تک ہاتھ
پہنچ سکتا تھا نہ ہی
وہ کرسیاں رکھ کر اس
تک پہنچ سکتی تھی۔۔۔



اب وہ کیٹو کو فوراً ہی
گود میں اٹھا کر۔۔ اوپر والے
کمرے کی جانب بھاگی
تھی۔۔ کمروں میں
کھڑکیاں موجود تھیں
مگر وہ سارے ہی کمرے
لاک تھے۔۔ یہی وجہ تھی



سر وہ سارے ہی سرے
لاک تھے۔۔ یہی وجہ تھی
کہ وہ سیدھے اپنے
کمرے کی جانب بھاگی۔۔
کیونکہ وہ واحد کمرہ
تھا جس کو لاک نہیں
کیا گیا تھا۔۔

اس کی نگاہ سب سے



اس کی نگاہ سب سے
پہلے کمرے میں داخل
ہوتے ہی شیشے کی وال پر گئی۔
(پوری دیوار شیشے کی
بنی ہوئی تھی۔ جس سے
اندر سے تو باہر کا
نظر آتا تھا لیکن باہر
سے اندر کا نہیں) جس پر



سے اندر کا ہیں) جس پر
اکثر پردے ڈلے رہے تھے۔

پردے ہٹا کر اب
اس نے باہر کی جانب
دیکھا تھا۔۔

اسے یہ شیشہ توڑنا تھا
تبھی وہ یہاں سے



اسے یہ شیشہ توڑنا ہوتا
تجھی وہ یہاں سے
نکل سکتی تھی۔۔۔

"کیٹو تم فکر مت کرو۔۔
ہم دونوں یہاں سے نکل
جائیں گے۔۔ صحیح ہے
تم بس میرے ساتھ رہنا۔۔"



تم بس میرے ساتھ رہنا۔۔"
وہ کم عمر لڑکا
بکھی اس کی بھوری چمکتی
آنکھوں میں آنسو دیکھنا
پسند نہیں کرتا تھا اور آج
وہ لہو رنگ تھیں۔۔۔ کوئی چمک
نہیں رہی تھی ان میں اب۔۔۔
صرف اندھیرا تھا۔۔
نامسردی تھی۔۔۔ وحشت تھی



میں رہی ان میں اب۔۔۔
صرف اندھیرا تھا۔۔
ناامیدی تھی۔۔ وحشت تھی
خوف تھا۔۔ مایوسی تھی۔۔
و غم و غصہ تھا۔۔۔ اور
سب سے بڑھ کر اعتبار
ٹوٹنے کا رنج۔۔۔

وہ اس سریدہ بلی کے بچے



وے ۵ رن۔۔۔۔

وہ اس سرده بلی کے بچے
کو بیڈ پر بٹھاتے۔۔۔ بھرائی
آواز میں گویا ہوئی۔۔۔



اس آواز میں ایک امید تھی
کہ بس تھوڑا سا اور رک
جباؤ پھر ہم ساتھ نکلیں

جباؤ پھر ہم ساتھ نہیں
گے یہاں سے۔۔۔

وہ اب دور کھڑی ہو
گئی تھی اور

اس نے چیزیں اٹھا کر
اب اس شیشے کے دروازے
پر پوری فورس
کے ساتھ مارنا شروع کر دیا



کے ساتھ مارنا شروع کر دیا
ہتا۔

اس کے پے در پے سامان
مارنے سے شیشے میں
چٹک آئی۔۔ مگر وہ ٹوٹا
نہیں ہتا۔

بیٹھ کے سائیڈ



بیٹھ کے سائیڈ
ٹیبل سے وہ کانچ کا لیمپ
اٹھا کر لائی اور اسے زور
سے شیشے پر دے مارا۔
تو شیشہ مزید چٹکا۔۔

وہ اب درازوں سے سامان
نکال کر اس شیشے کا دیوار



وہ اب درازوں سے سامان
نکال کر اس شیشے کی دیوار
پر مار رہی تھی۔۔۔

انہی درازوں میں سے
ایک دراز میں سے
اسکے ہاتھ پلاس لگا۔۔



وہ بڑا سہ پیلے تنگ
کا پلاس اٹھا کر
نایاب نے زور سے دروازے
پر مارا۔۔۔ وہ پہلے ہی پے در پے
وار سہنے کے سبب پوری
طرح چٹک چکا تھا۔۔۔ یہی
وجہ تھی کہ پلاس لگتے ہی
وہ ٹھس کی زوردار آواز



وہ جیڑھی کے پلاس لیتے ہی
وہ ٹھس کی زوردار آواز
کے ساتھ ٹوٹا۔۔۔

نایاب اتنی حاضر ذہن تھی
کے جیسے ہی وہ ٹوٹا ویسے
ہی نیچے جھک کر بیٹھ گئی۔۔۔

اب شیشے کا دروازہ



اب شیشے کا دروازہ
ٹوٹ چکا تھا۔۔



کمرے میں ہر طرف شیشے کے
بڑے و چھوٹے ٹکڑے بکھرے
پڑے نظر آرہے تھے۔۔

”کیٹو۔۔ میں تمہیں اور

برے دپڑے رہے
پرٹے نظر آرہے تھے۔۔۔

"کیٹو۔۔ میں تمہیں اور
خود کو نکال لوں گی یہاں
سے۔۔۔" وہ فوراً

کیٹو کے پاس آکر۔۔ نرمی سے
بولی۔۔۔ اور پھر

تیزی سے شیشے کا دروازہ



بولی۔۔۔ اور پسر
تیزی سے شیشے کا دروازہ
جو اب ٹوٹ چکا تھا۔۔ اس
کی جانب لپکی۔۔



وہ ایک منزل کی اونچپائی
پر تھی۔۔ وہ وہاں سے کود
نہیں سکتی تھی۔۔۔ اسے
کسی چیز کی ضرورت تھی

ہیں کسی قیاس سے
کسی چیز کی ضرورت تھی
اترنے کے لیے۔۔۔

اب وہ نیچے کس چیز کی
مدد سے اترے۔۔۔ یہی سوچتے
ہوئے پورے بکھرے کمرے
میں نظر دوڑا رہی تھی۔۔۔



پھر بیٹھ کے
چادر پر نظر پڑی۔۔
وہ اتنی بڑی نہیں تھی
کہ وہ آرام سے اتر سکے
اسی لیے اس نے فوراً ہی
الماری سے مزید چادریں
نکال کر انہیں ایک
دوسرے سے باندھنا



نکال کر انہیں ایک
دوسرے سے باندھنا
شروع کر دیا۔۔

"یہ تو بہت
اونچائی ہے۔۔" حیا در
تو اس نے لٹکا دی تھی
مگر خود چڑھ کر



" یہ تو بہت
اونچپائی ہے۔۔ " حیا در
تو اس نے لٹکا دی تھی
مگر خود چڑھ کر
نیچے اترنا۔۔۔
اس کے لیے بہت
مشکل تھا۔۔ پھر وہ
اپنی کسیٹو کو بھی



شروع کر دیا۔۔۔

"یہ تو بہت
اونچپائی ہے۔۔" حیا در
تو اس نے لٹکا دی تھی
مگر خود چڑھ کر
نیچے اترنا۔۔۔
اس کے لیے بہت
مشکل تھا۔۔ پھر وہ



نیچے اترنا۔۔۔
اس کے لیے بہت
مشکل تھا۔۔ پھر وہ
اپنی کیٹو کو بھی
ساتھ لے کر جانا
چاہتی تھی۔۔۔

اس نے فوراً ہی اپنا
رکنا رکھا۔۔۔



اس نے فوراً ہی اپنا
سکول کا بیگ حنائی
کیا اور اس میں کیٹو
کو ڈالا اور زپ کھلی
چھوڑ دی۔۔۔



یہ شاید اس کی
محبت ہی تھی کہ
وہ انکے سر دہ بھا کے

یہ شاید اس کی
محبت ہی تھی کہ
وہ ایک مسردہ بلی کے
بچے کو بھی زندہ کی
طرح ٹریٹ کر
رہی تھی۔۔۔

ایسا نہیں ہتا کہ وہ



رہی تھی۔۔۔

ایسا نہیں ہوتا کہ وہ
جانتی نہیں تھی کہ
وہ بلی کا بچہ سر چکا ہے
بس اس کی محبت ماننے
نہیں دے رہی تھی۔۔۔ اور
یہ محبت ایسے ہی
عقل والا کہ اندھ



دہ بی تا پے ر چہ ہے
بس اس کی محبت ماننے
نہیں دے رہی تھی۔۔۔ اور
یہ محبت ایسے ہی
عقل والوں کو اندھا کر
دیتی ہے۔۔۔



محبت کا عقل سے
کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے
کیونکہ محبت میں
اندھا ہونا لازم ہے جاننا۔۔۔

ایک اچھا انسان
جس غم سے خود گزرا



ایک۔ اچھا انسان
جس غم سے خود گزرا
ہو وہ کبھی بھی دوسرے
کو اس سے نہیں
گزرنے دیتا۔۔۔ حنا ص طور
پر اپنے پیارے کو۔۔۔
اور وہ بلی اسے بڑی پیاری



اور وہ بلی اسے بڑی پیاری
تھی قیصر اسے چھوڑ
گیا ہتا وہ کیٹو کو
چھوڑ کر نہیں جانے والی
تھی۔۔۔

اس نے قیصر کی ماری

س ا ا ا ا ا ا ا ا ا ا ا ا ا ا ا ا



اس نے قیصر کی الماری
سے اب ایک موٹا سہ بلیک
کوٹ نکال لیا تھا۔
اور وہ پہنا تا کہ جو
دروازے پر کانچ کے
چھوٹے چھوٹے نوکیلے
ٹکڑے لگے ہوئے ہیں



دروازے پر تانے
چھوٹے چھوٹے نوکیلے سے
ٹکڑے لگے ہوئے ہیں
وہ اسے نہ چبھیں۔۔۔

میرتا کیا نہ کرتا۔۔۔
زندگی کی حنا طر
یہ جو کھم تو اٹھانا



یہ بوم نواہانا
ہی ہتا اس نے۔۔۔

وہ رسی سے لٹکے
گئی تھی۔۔۔

"کیٹو تم ڈرنا نہیں۔۔
میں تمہیں بچا لوں گی۔۔"



سیں مہیں بچالوں لی۔۔۔"
یہ کہتے ہوئے وہ آرام آرام
سے اپنے ننھے ننھے ہاتھوں
سے وہ سفید چادر
پکڑ کر اترنے لگی۔۔۔

ہاتھ میں آنے والے
لسنے کے سب۔۔۔



پسینے کے سبب
اس کے ہاتھ پھسل رہے
تھے لیکن وہ
چھوڑ نہیں سکتی تھی۔۔۔

اس نے ایک بار بھی
بچے کی جانب نہیں
دیکھا۔۔۔ وہ حسانتی تھی



دیکھا۔۔۔ وہ جانتی تھی
اگر وہ نیچے دیکھے گی
تو پھر ڈر مزید بڑھے گا
جس سے اس کا
nervousness دماغ
کی جانب جائے
گا اسی لیے وہ نیچے
دیکھے، نہیں رہی، کھڑی



گا اسی لیے وہ بچے
دیکھ ہی نہیں رہی تھی۔۔
اپنا سارا concentrate
صرف اترنے پر لگا رہی تھی۔۔۔



وہ بہت آہستہ آہستہ
اتر رہی تھی رات کا
وقت ہتا ہر طرف

اتر رہی سی رات کا
وقت ہتا ہر طرف
اندھیرا چھایا ہوا ہتا
مگر حیات کی مدھم
سی روشنی میں اسے
ارد گرد کا ماحول نظر
آ رہا ہتا۔۔۔



نچے اترنے کے بعد
مشکل ختم نہیں ہوئی
تھی ہاں ایک۔۔۔ منزل ضرور
پار ہو گئی تھی۔۔۔



اب اسے بڑا سہ مسین دروازہ
چڑھنا ہوتا۔۔۔ جس سے

چپڑھنا ہوتا۔۔۔ جس سے
باہر نکلنے کے بعد ہی
وہ آزاد ہو سکتی تھی
لیکن اصل پریشانی یہ
تھی کہ وہ یہاں سے
نکلنے کے بعد جائے گی
کہاں؟؟۔۔۔
تو کہہ کر نہیں



معنے لے بعد حباے لی
کہاں؟؟۔۔۔
وہ تو کسی کو نہیں جانتی۔۔

اوپر سے اترنے
کے بعد وہ کافی تھک
گئی تھی اسی لیے
گارڈن میں ہی بیٹھ



کارڈن سیں ہی بیٹھ
گئی اور بیگ کو
اپنے کندھے سے اتار
کر اپنے سینے سے
لگا لیا۔۔۔

وہ کتنی دیر وہاں
بیٹھی رہی کوئی



وہ لمنی دیر وہاں
بیٹھی رہی کوئی
حباب نہیں۔۔۔ بس ذہن
میں ایک ہی سوال
گردش کر رہا تھا۔۔
اگر اس دروازے سے
باہر نکلی تو وہی لوگ
موجود ہیں، جہاں سے



باہر نکلی تو وہی لوگ
موجود ہیں جن سے
وہ ڈرتی ہے پھر
وہ کہاں جائے گی؟؟
کس کے پاس رہے گی؟؟
کون رکھے گا اسے؟؟



وہ یتیم خانے سے
آئی بچی
تھی اس نے آدمیوں کے
وہ روپ دیکھے تھے
جو درندگی سے
بھرے تھے۔۔۔



مر جانا باہر جانے
سے زیادہ اسان لگے
رہا تھا اسے۔۔۔



پھر یوں ہی بیٹھے
بیٹھے ایک دم اچانک زریاب

نیے ایم دم اسپانڈ رریاب
کا خیال آیا۔۔

وہ دوست تھا اس کا۔۔
وہ ہمیشہ مدد کرتا تھا
اس کی۔۔

کلاس میں جب بچے اسے



کلاس میں جب بچے اسے
چپڑھاتے تھے تو زریاب ہی
ان سے اس کے لیے لڑتا تھا۔۔۔



حتیٰ کہ وہ چھوٹا سا
لڑکا ٹیچپر تک سے لڑ گیا
تھا اس کے لیے۔۔۔

ہٹنا اس کے لیے۔۔۔
 جب وہ اسے بلا وحب
 ڈانٹ رہی تھیں۔۔۔

ذریاب کا گھر
اسکول کے پیچھے کی
گلیوں میں ہی تھا۔۔۔



اس نے گھر کے
دروازے کا کلر بھی
بتایا تھا۔۔۔



بلیک۔۔۔ اینڈ وائٹ۔۔۔ اور یہ
بھی کہ ان کی کیاری میں
رات کے رانی کے
پھول لگے ہیں۔۔ جو یوری

پوں سے ہیں۔۔۔ بو پورں
گلی کو مہکاتے ہیں۔۔۔

"زریاب۔۔۔ ہاں۔۔۔"
کیٹو زریاب کے گھر
چلتے ہیں۔۔۔ وہ دوست ہے۔۔۔"
ان سونی آنکھوں میں
اب حیا کے کچھ چمک



اب حیا کے کچھ چمک
ابھری تھی وہ بھی زریاب
کے نام پر۔۔۔

وہ فوراً ہی اٹھی۔۔
واپس بیگ کو اپنے
کندھے پر ٹانگا۔۔۔



واپس بید واپ
کندھے پر ٹانگا۔۔

اب وہ دروازہ چپڑھ رہی تھی۔۔



"اہ۔۔۔" دروازے پر جو
نقش و نگاری کی گئی تھی
وہ انہی لوہے کے بنے

وہ انہی لوہے کے بنے
پھولوں پر اپنے پاؤں ٹکا
کر اوپر کی جانب چڑھ
رہی تھی۔۔ مگر ایک پھول
دوسرے پھول سے اتنا
اونچائی پر ہٹا کہ
اس کے ننھے پاؤں پہنچ



اوپر پاؤں پر سے نہ
اس کے ننھے پاؤں پہنچ
نہیں پار رہے تھے۔۔
یہی وجہ تھی کہ بجائے
اوپر چڑھنے کے
پاؤں نہ پہنچ پانے
کے سبب دھڑام کر کے
واپس نیچے آن گری تھی۔۔



واپس نیچے آن لری هی۔۔۔

یہ تو شکر ہے قیصر کا
کوٹ بہت موٹا هتا۔۔
اس لیے اس کے زیادہ نهیں
لگی تھی لیکن کوئی
پر تکلیف محسوس
ضرور ہو رہی تھی



ن ی ن ی ن ی
پر تکلیف محسوس
ضرور ہو رہی تھی
لیکن وہ رک نہیں
سکتی تھی اس
لیے تکلیف کی
پرواہ کیے بغیر
دوبارہ چڑھنے لگی۔۔۔



لیے تکلیف لی
پرواہ کیے بغیر
دوبارہ چپڑھنے لگی۔۔۔

اس بار چپڑھنے میں
پہلے سے زیادہ تکلیف
ہو رہی تھی کیونکہ
وہ ہاتھ کے بل گری تھی



ہو رہی تھی کیونکہ
وہ ہاتھ کے بل گری تھی
اس لیے ہاتھ اب چڑھنے
میں تکلیف کر رہا تھا۔۔



جیسے تیسے کر کے۔۔
احسن کار وہ دروازہ پار
کر زمر، کامر، ہرما

جیسے تیسے کر کے۔۔
احسر کار وہ دروازہ پار
کرنے میں کامیاب ہوئی
کھی۔۔۔



باہر آتے ہی اسے
روشنیاں دیکھنے کو ملیں۔۔

باہر آتے ہی اسے
روشنیاں دیکھنے کو ملیں۔۔
جن سے اس کی آنکھیں
چار دن سے محروم تھیں
لیکن پوری گلی میں
سناٹا چھایا ہوا تھا



سناٹا چھایا ہوا تھا
جو روز معمول کی بات تھی۔۔
لیکن وہ کب رات میں
باہر آیا کرتی تھی
جو اسے اس
بات کا علم ہو۔۔۔



اسکول کا راستہ
یاد ہوتا ہے لیکن وہ
اس کے گھر سے کافی
دور ہوتا اسی لیے
چپ چاپ چلنے لگی۔۔۔

اسے ڈر لگ رہا ہوتا۔۔



اے ڈر لگ رہا تھا۔
ہر آتا جاتا راہگیر
اے مزید ڈرا رہا تھا۔
اے لگ رہا تھا اس کا
دل بند ہو جائے گا
لیکن وہ پھر بھی
حالتِ حرا



لیکن وہ پھر بھی
چلتی چلی جا رہی تھی
س چلتی چلی جا رہی تھی۔۔۔



پورا آدھا گھنٹہ لگا ہوتا
اسے۔۔۔ وہ کہیں نہیں رکی
تھی۔۔۔

اس کا اسکول گلیوں
میں بنا ہوا تھا۔۔
اسی لیے اسکول کی
گلی کے کونے پر ایک
خوبصورت سہ گارڈن
تھا جہاں بچے رات میں آ



ہتا جہاں بچے رات میں آ
کر اپنے والدین کے ساتھ
کھیلا کرتے تھے۔۔۔
وہ بھی اس گارڈن میں
پہنچ گئی تھی۔۔۔



بھوک۔۔۔ پیاس خوف۔۔۔

بھوک۔ پیاس خوف۔
اور ہاتھ پہ لگی چوٹ
سے نکلتا خون۔۔



جس کا اسے احساس بھی
نہیں تھا لیکن اس کی تکلیف
اس قدر بڑھ چکی تھی
کہ اس ننھی پری کو

اس قدر بڑھ پی سی
کہ اس ننھی پری کو
سب دھندلا دھندلا نظر
آنے لگا۔۔۔



پھر اسے علم ہی
نہیں ہوا۔۔۔ کب
وہ وہیں گر گئی۔۔۔

پھر اسے علم ہی
نہیں ہوا۔۔۔ کب
وہ وہیں گر گئی۔۔۔



♥ *Husny Kanwal* ♥

نایاب۔۔۔ نایاب۔۔۔
آ نکھیں کھولو۔۔ نایاب۔۔۔
ماما یہ آ نکھیں
کیوں نہیں کھول رہی؟؟۔۔۔"
وہ نیند میں تھی
جب اسے جانی پہچانی
سی آواز آنا شروع ہوئی۔۔۔
جس میں اس کا نام



وہ نیند میں ہی
جب اسے حباتی پہچانی
سی آواز آنا شروع ہوئی۔۔
جس میں اس کا نام
پکارا جا رہا تھا۔۔۔



"نایاب۔۔۔ اٹھ بھی جاؤ اب۔۔۔"

وہ ننھی سی آواز تھی
مگر پریشان سی۔۔۔

"نایاب۔۔۔ اٹھ بھی جاؤ اب۔۔۔"
وہ ننھی سی آواز تھی
مگر پریشان سی۔۔۔



"ماما اسے دوبارہ
ڈاکٹر کو دکھائیں۔۔۔"
وہ ننھا سا بچہ اب
روہانہ ہو کر بول
رہا تھا نانا۔۔۔ کو

سر پریتان و۔۔۔

" ماما اسے دوبارہ
ڈاکٹر کو دکھائیں۔۔۔"
وہ ننھاسہ بچہ اب
روہانہ ہو کر بول
رہا تھا نایاب کو
آنکھیں نہ کھولتا دیکھ۔۔۔

" ڈاکٹر نے اسے



روہانہ ہو کر بول
رہا تھا نایاب کو
آنکھیں نہ کھولتا دیکھ۔۔

"ڈاکٹر نے اسے
انجکشن لگایا ہے نیند کا
وہ اب صبح ہی اٹھے گی
تم خوا مخواہ اسے
پریشان کر رہے ہو۔۔



"ڈاکٹر نے اسے
انجکشن لگایا ہے نیند کا
وہ اب صبح ہی اٹھے گی
تم خوا مخواہ اسے
پریشان کر رہے ہو۔۔
سونے دو اسے۔۔۔"
وہ کسی بڑے کی آواز تھی
(نسوانی آواز)
جسے وہ سن ضرور



وہ سن برے سن اور سن
(نسوانی آواز)
جسے وہ سن ضرور
سکتی تھی مگر
پہچاننے سے قاصر تھی۔۔۔

سو تے وقت انسان
ایجنیشن کرتا ہے
اور اس کے جو سینس ہوتے
ہیں۔۔ وہ ڈبل ہو جاتے ہیں اور



سیمس جی سوتے وقت
زیادہ پاور فل ہو
حبایا کرتے تھے۔۔۔
کہ جب نیند میں قیصر
اس کا ہاتھ پکڑا کرتا تھا
تو اسے پتہ چل جاتا تھا
اور یہی سبب تھا
کہ اس وقت جب اس
کے کمرے میں باتیں ہو رہی
تھیں۔۔۔



سیمس جی سوتے وقت
زیادہ پاور فل ہو
حبایا کرتے تھے۔۔۔
کہ جب نیند میں قیصر
اس کا ہاتھ پکڑا کرتا تھا
تو اسے پتہ چل جاتا تھا
اور یہی سبب تھا
کہ اس وقت جب اس
کے کمرے میں باتیں ہو رہی
تھیں۔۔۔



بیا رہے۔۔۔
کہ جب نیند میں قیصر
اس کا ہاتھ پکڑا کرتا تھا
تو اسے پتہ چل جاتا تھا
اور یہی سبب تھا
کہ اس وقت جب اس
کے کمرے میں باتیں ہو رہی
تھی۔۔ وہ انہیں سن
سکتی تھی۔۔
جبکہ وہ مکمل



کہ اس وقت جب اس
کے کمرے میں باتیں ہو رہی
تھی۔۔ وہ انہیں سن
سکتی تھی۔۔
جبکہ وہ مکمل
ہوش میں نہیں تھی۔۔

♥ *Husny Kanwal* ♥



صبح آنکھ کھلی
تو اس نے خود کو
ایک کمرے میں پایا۔

"ماما۔۔ نایاب اٹھ گئی۔۔"

وہ زریاب ہوتا
جو آنکھ کھلتے ہی



جو اٹھ سکتے ہی
اسے اپنے سر پر بیٹھا
نظر آیا ہوتا۔۔۔

وہ نہیں جانتی۔۔۔
وہ پوری رات
اسی کے بیڈ پر سوئی تھی۔۔۔

زریاب کا اعلان سکتے ہی



زریاب کا اعلان سنتے ہی
میمونہ حنا تون فوراً ہی
کمرے میں چلی آئی تھیں۔۔۔



"اب کیا محسوس
کر رہی ہو بیٹا؟؟۔۔۔"
انہوں نے بڑی محبت
سہ آہ آہ

"اب کیسا محسوس
کر رہی ہو بیٹا؟؟۔۔۔"
انہوں نے بڑی محبت
سے آکر اس کے
سیدھے رخسار پر اپنا
ہاتھ رکھ کر پوچھا۔۔۔

وہ منکر مند دکھائی



وہ فکر مند دکھائی
دے رہی تھیں۔۔۔

"اچھا۔۔۔" وہ ایک
لفظی جواب دیتی
فورا ہی اٹھ کر
بیٹھی۔۔۔

.. تمہ



سیھی۔۔۔

"تمہیں چوٹ کیسے
لگی تھی؟؟۔۔ اور تم
گارڈن میں کیا کر رہی تھی؟؟"
وہ زریاب ہٹا جو
فکر مندی سے پوچھتا
ہوا نظر آ رہا تھا اسے۔۔



میری کیٹو کہاں ہے؟؟"

سب سے پہلے اسے
جس کی فنکر لاحق
ہوئی وہ اس کی کیٹو تھی۔۔

"بیٹا وہ بلی تو مر چکی ہے۔۔۔
مگر بے فنکر ہو جاؤ



بیابانوں میں رہنا ہے۔۔۔
مگر بے فکر ہو جاؤ
میں نے دفنایا نہیں ہے
اسے ابھی تک۔۔
میں تمہارے
اٹھنے کا انتظار کر رہی تھی
پھر تم اور زریاب ایک ساتھ
دفن دینا اسے۔۔۔ "میمونہ
فورا ہی بولی۔۔



مورا ہی ہوں۔۔

اس کا لب و لہجہ
بہت نرم مسزاج تھا۔۔

"کیا وہ میرے ساتھ
نہیں رہ سکتی؟؟؟۔۔

سب مجھے چھوڑ جاتے ہیں"

اس کی بھوری آنکھوں



ہیں رہ سہی؟؟؟۔۔۔
سب مجھے چھوڑ جاتے ہیں"
اس کی بھوری آنکھوں
میں موٹے موٹے آنسو
بھر آئے تھے۔۔۔ اس کے یہ
سوال کرتے ہی میمونہ
کو لگا جیسے اس کا
دل بھر آئے گا۔۔۔



وہ سر چکی ہے بیٹا۔۔

اور تم اکیلی تھوڑی ہو۔۔

زریاب ہے نا تمہارا دوست

تمہارے ساتھ۔۔۔ ہے ناں زریاب

انہوں نے فوراً تصدیق چاہی۔۔

جی ماما۔۔ میں ہوں



"جی ماما۔۔۔ میں ہوں
تمہارے ساتھ نایاب۔۔۔
اور میں ہمیشہ رہوں گا۔۔۔
میں کبھی تمہیں
چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔
کبھی بھی نہیں۔۔۔۔"

زریاب نے فوراً ہی
اس کے ننھے ہاتھ



زریاب نے فوراً ہی
اس کے ننھے ہاتھ
پر اپنا ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

"قیصر بھی یہی
بولتا تھا" نایاب بے ساختہ
کہہ اٹھی۔۔۔



لہہ اگی۔۔۔

"قیصر انکل شاید بیزی
ہوں جیسے میرے مامو
ہوتے ہیں۔۔۔ مگر وہ
برے نہیں ہیں انہیں
چھوڑ کے جانا پڑتا ہے۔۔
کام بھی تو ہوتے ہیں ناں۔۔"
زریاب اس ننھی سی



پھوڑ کے جانا پڑتا ہے --
کام بھی تو ہوتے ہیں ناں --"
زریاب اس ننھی سی
پری کو سمجھانے کی
کوشش کر رہا تھا
اپنے دماغ کے مطابق ---

"بیٹا --- اٹھو ---
منہ ہاتھ دھو ---



ہوں جیسے میرے مامو
ہوتے ہیں۔۔۔ مگر وہ
برے نہیں ہیں انہیں
چھوڑ کے جانا پڑتا ہے۔۔
کام بھی تو ہوتے ہیں ناں۔۔"
زریاب۔۔ اس ننھی سی
پری کو سمجھانے کی
کوشش کر رہا تھا
انے دماغ کے مطابق۔۔۔



پہرے بنا پر رہا ہے۔۔
کام بھی تو ہوتے ہیں ناں۔۔"
زریاب۔ اس ننھی سی
پری کو سمجھانے کی
کوشش کر رہا تھا
اپنے دماغ کے مطابق۔۔

"بیٹا۔۔ اٹھو۔۔
منہ ہاتھ دھو۔۔



"بیٹا۔۔ اٹھو۔۔
منہ ہاتھ دھو۔۔
زریاب مدد کرو اپنی
دوست کی اور میں
تم دونوں کے لیے ناشتہ
لگا دیتی ہوں
پھر ہم بلی کے بچے
کو دفن آئیں گے



پھر ہم بلی کے بچے
کو دفن آئیں گے
گارڈن میں۔۔۔ ورنہ اس
میں سے بدبو آنے
لگ جائے گی اب"
اس ننھی سی بچی نے
ہمیشہ اپنوں کو
کھویا ہوتا۔۔۔ اور
اسے اگلا



ہمیشہ اپوں و
کھویا ہوتا۔۔۔ اور
اب اسے لگ رہا ہوتا اس
نے قیصر اور کیٹو کو بھی
ہمیشہ کے لیے کھو دیا۔۔۔

"رو مت۔۔۔
میں ہوں نا تمہارے ساتھ
ماما کہتی ہیں کہ جب اللہ



روست۔۔۔

میں ہوں نا تمہارے ساتھ

ماما کہتی ہیں کہ جب اللہ

کچھ لیتا ہے تو پھر اس

سے بھی بڑھ کر کچھ

ضرور دیتا ہے۔۔۔

جیسے جب میرے پاپا کو

لیا تو بدلے میں

مجھے تمہیں دے دیا۔۔۔"



جیسے جب سیرے پایا نو
لپا تو بدلے میں
مجھے تمہیں دے دیا۔۔۔"
میمونہ نے اور بچوں
نے مل کر گڈا کھودا ہٹا
گارڈن میں۔۔۔

ان ننھے بچوں
نے مل کر ہی اسے



ان ننھے بچوں
نے مسل کر ہی اسے
دفنایا۔۔

نایاب کیٹو کو دفنانے
کے بعد بس روئے
حبار ہی تھی۔۔ کے زیرِ باب
نے اپنی ننھی باہیں



نایاب کیٹو کو دفنانے
کے بعد بس روئے
حبار ہی تھی۔۔ کے زریاب
نے اپنی ننھی باہیں
پھیلا کر اسے
خود سے لگایا۔۔ اور بڑی
محبت سے اسے چپ کرانے
لگا۔۔



زید یہ کیا حرکت ہے؟؟۔
وہ بچی مجھے گارڈن
میں بے ہوش پڑی ملی۔۔۔"
وہ زید کو گھر پر بلا
کر اس پہ بن بادل برسات
کی طرح برے
چلی جا رہی تھیں۔۔



لی طرح پر سے
حیلی حبار ہی تھیں۔۔
اور وہ اپنی جگہ
ٹھیک۔۔ بھی تھیں۔۔۔



" مجھے اندازہ تو ہوتا
کہ وہ تھک جائے گا نایاب
کی ذمہ داری سے۔۔

نہ رط رط رط رط رط رط

کہ وہ تھک جائے گا نایاب
کی ذمہ داری سے --
نہیں اٹھاپائے گا زیادہ دیر
لیکن اس طرح چھوڑ کر
بھاگے گا یہ نہیں پتہ ہوتا --
پھر عجیب بات یہ
ہے کہ وہ راتوں رات باہر
شفٹ ہو گیا اس سے



پھر عجیب بات یہ
ہے کہ وہ راتوں رات باہر
شفٹ ہو گیا اس سے
کوئی کانٹیکٹ نہیں
ہو پا رہا میرا اور پھر
مجھے سمجھ نہیں آ
رہا وہ مجھ سے بات
کیوں نہیں کر رہا ہے؟؟۔۔"



کیوں ہمیں کر رہا ہے؟؟۔۔"
زید خود بھی الجھا ہوا تھا۔۔

نایاب اس لمحے کچن
سے پانی پی کر واپس
آرہی تھی جب زید
کے جملے اس کے کانوں
کی سماعت سے ٹکرائے۔۔



کی سماعت سے ٹکرائے۔۔

"مجھے اندازہ تو ہوتا

کہ وہ تھک جائے گا نایاب

کی ذمہ داری سے۔۔

نہیں اٹھاپائے گا زیادہ دیر

لیکن اس طرح چھوڑ کر

بھاگے گا۔۔ نہیں بیتا۔۔"



بھاگے گا یہ نہیں پتہ ہوتا۔۔۔"
یہ جملے جیسے نشتر
کی طرح پیوست ہوئے
تھے حبا کے اس کے ننھے سے
دل میں۔۔۔



"تم رو رہی ہو؟؟؟۔۔۔"
وہ کمرے میں اکیلی بیٹھی

"رو میت۔۔۔
میں ہوں ناں تمہارا دوست۔۔۔
تم ہر بات مجھ سے
شیئر کر سکتی ہو۔۔۔"

"قیصر مجھے کیوں
چھوڑ گیا؟؟۔۔"



میں ہوں ناں تمہارا دوست۔۔۔
تم ہر بات مجھ سے
شیئر کر سکتی ہو۔۔۔"



"قیصر مجھے کیوں
چھوڑ گیا؟؟۔۔۔"
بس یہی وہ ایک
واحد سوال تھا جو

" قیصر مجھے کیوں
چھوڑ گیا؟؟؟ --"
بس یہی وہ ایک
واحد سوال تھا جو
اس کے ننھے سے ذہن
میں ابھی تک گردش
کر رہا تھا جس کا



پسور سیا : : :
بس یہی وہ ایک
واحد سوال ہوتا جو
اس کے ننھے سے ذہن
میں ابھی تک گردش
کر رہا ہوتا جس کا
جواب وہ تلاش کر
رہی تھی۔۔۔



رہی تھی۔۔۔

"کیونکے اگر وہ تمہارے
ساتھ رتے تو پھر
تم میرے گھر کیسے
آئیں۔۔۔ پتا ہے ماما نے
زید ماموں سے کہ دیا ہے
کہ تم ہمارے ساتھ رہو



تے تم ہمارے ساتھ رہو
گی۔۔۔" زریاب کے لہجے میں
مسرت تھی۔۔۔
خوشی تھی۔۔۔ اتنی خوشی
کہ شاید وہ بیاں بھی
نہ کر سکے۔۔۔

وہ یونی والی لڑکی



وہ پونی والی لڑکی
جسے وہ اسکول میں
دیکھ دیکھ کے خوش
ہوا کرتا تھا اب وہ
اس کے ساتھ رہنے
والی تھی وہ کیسے
خوش نہ ہوتا۔۔۔



دیکھ دیکھ کے خوش
ہوا کرتا تھا اب وہ
اس کے ساتھ رہنے
والی تھی وہ کیسے
خوش نہ ہوتا۔۔۔

♥*Husny Kanwal*♥



حال

جیسے لوگ اپنی
پرچھائی کے ساتھ
گھومتے ہیں نا
ویسے وہ نایاب کے
پتہ گ



ویسے وہ نایاب کے
ساتھ گھوما کرتا تھا۔۔۔

ناایاب کے اس کے
گھر شفٹ ہونے
کے بعد۔۔۔ اس نے



گھر شفٹ ہونے
کے بعد۔۔ اس نے
دوست بنانے چھوڑ
دیے تھے۔۔

وہ اب یہی کہنے



وہ اب یہی کہنے
لگا ہوتا نایاب اس کے
لیے کافی ہے۔۔۔



♥ *Husny Kanwal* ♥

ایک سال بعد۔۔۔

میمونہ حنا تون
کہ بینک اکاؤنٹ میں
ایک لاکھ
ٹرانسفر ہوئے۔۔۔

یہ سب کچھ




ایک لاکھ
ٹرانسفر ہوئے۔۔
ساتھ ہی ان کے موبائل
پر میسج بھی موصول
ہوا جس میں لکھا تھا
کہ وہ نایاب کا خیال
رکھیں۔۔



ہوا جس میں لٹھکتا
کہ وہ نایاب کا خیال
رکھیں۔۔

وہ انھیں مزید پیسے
بھیجتا رہے گا ہر مہینے۔۔

#جباری_ہے 



#رائٹر : #حُسن کنول

#ناول : #حبِ گنو

#episode : 15

سات سال بعد۔۔۔

اگ



وہ لوگ اپنی
وین میں موجود تھے۔۔۔



امریکہ کا سب سے
پاپولر میوزک بینڈ تھا وہ۔۔۔
ٹوٹکل میلوڈی ماسٹرز بینڈ

Twinkle MelodyMasters Band

Twinkle MelodyMasters Band
(TMMB)

کچھ ہی دیر میں
سٹیج پر اپنی پروں منہس
دینی تھی اٹھیں۔۔۔

سب اپنی اپنی تیاری



سب اپنی اپنی تیاری
میں لگے ہوئے تھے
جب اس کی نظر اپنے
چہرے پہ لگا مائیک
ٹھیک کرتے ہوئے
سامنے ٹیبل پر
رکھے اخبار پر گئی۔۔۔



رکھے اخبار پر کئی۔۔۔

اس اخبار میں

above 200 IQ۔۔

چائنڈ کی لسٹ لگی
ہوئی تھی۔۔۔

Ainan Celeste Cawley

Marilyn Vos Savant



رکھے اخبار پر کئی۔۔۔

اس اخبار میں

above 200 IQ۔۔

چائنڈ کی لسٹ لگی
ہوئی تھی۔۔۔

Ainan Celeste Cawley

Marilyn Vos Savant



پند و سیست
ہوئی تھی۔۔۔

Ainan Celeste Cawley

Marilyn Vos Savant

Michael Kearney

Sho Yano

Edith Stern

Kim Ung Yong

XXXXXXXXXX



Michael Kearney

Sho Yano

Edith Stern

Kim Ung Yong

Nayab Momin

بچوں کے ناموں کے ساتھ
ان کی تصویریں اور ان کے
کارنامے درج تھے۔۔۔ اس نے
حنا، دھواں، سر نہیں



Earth Storm

Kim Ung Yong

Nayab Momin

بچوں کے ناموں کے ساتھ
ان کی تصویریں اور ان کے
کارنامے درج تھے۔۔۔ اس نے
خاص دھیان سے نہیں
پڑھا تھا لیکن جب
چھٹا نام پڑھا تو اس



Maya Momin

بچوں کے ناموں کے ساتھ
ان کی تصویریں اور ان کے
کارنامے درج تھے۔۔۔ اس نے
خاص دھیان سے نہیں
پڑھا تھا لیکن جب
چھٹا نام پڑھا تو اس
کی آنکھیں ٹھہر گئیں۔۔۔



کی آنکھیں پھر لیں۔۔۔

ان نیلی رنگ آنکھوں
میں بہت سے تاثرات
ابھرے تھے۔۔۔

وہ پورا انگلش آرٹیکل
ہت جس میں لکھا ہوتا



سے سب سے زیادہ
-- نایاب مومن 200
پلس انی کیو چائلڈ ہے--
صرف سات سال کی عمر
میں اس نے میوزک کے
نوٹس لکھ کر
لوگوں کو حیران کر
دیا تھا۔ مگر کسی وجہ سے
انہیں نہ یاد



نوس مھ م
لوگوں کو حیران کر
دیا ہوتا۔ مگر کسی وجہ سے
انہوں نے اچانک
نہ صرف لکھنا ترک کر
دیا بلکہ گانا بھی۔۔۔
صرف 14 سال
کی عمر میں وہ
حیرت انگیز



کی عمر میں وہ
جیومیٹری کی ٹیچر ہے
اسکول میں اس وقت۔۔۔
اپ کو حبان کر حیرت
ہوگی کے صرف 10 سال
کی عمر میں اس جینیس بچی نے
انگلش، کورین، جیپنیز
اور ہبرمن لینگویج بولنا



اور خبر من لینکو تیج بولنا
اور لکھنا سیکھ لی تھی۔۔۔

"کہاں گم ہو
عبدالحنان؟؟؟ چلو۔۔"
وہ ابھی پڑھ ہی رہا
تھا کہ پیچھے سے کسی
کے ہاتھ رکھنے پر وہ



چونکا۔۔۔

اس کے سر پر بلیک کیپ
تھی۔۔۔ چہرے پر بلیک ماسک
لگا ہوتا جس پر مائک
سیٹ ہوتا۔۔۔ بلیک شرٹ
اور لال پینٹ زیب
تن کے وہ لڑکا پورا بوشدہ



من یے وہ ترکا پورا پوشیدہ
ھتا سوائے آنکھوں کے۔۔

اس کی نیلی آنکھیں
الگ۔ ہی چمکا کرتی تھیں
جن کی ہزاروں لڑکیاں
دیوانی تھیں۔۔۔



ریس ریس

ویسے تو ان کا پورا بیسڈ
بہت پاپولر ہوتا لیکن جو
عبدالحنان کی شہرت
کا طوطا بول رہا ہوتا
زمانے میں اس کا لیول
ہی الگ ہوتا۔۔



اس کا ٹیم ممبر ہوتا
ٹیلر۔۔ جس کا تعلق عیسائی
مذہب سے ہوتا۔۔
کندھے پر ہاتھ
رکھنے پر۔۔ مقابل کو چونکتا ہوا
دیکھ مسکرانے لگا۔۔



"کیا ہوا؟؟۔۔" ٹیلر
مضحکہ خیز انداز میں۔۔۔

"کچھ نہیں۔۔۔" نفی میں
سر جھٹکتے۔۔۔۔

"چیل۔۔۔" وہ دونوں ہی



"چل۔۔" وہ دونوں ہی
مکراتے ہوئے وہاں سے
چل دیے تھے۔۔

ان کے سٹیج پر آتے ہی
عوام میں شور مچ گیا
بھتا لوگ۔۔ یا گل ہوئے



عوام میں شور مچ گیا
ھتا لوگ۔ پاگل ہوئے
بارہے تھے ہر طرف۔ ایک
ہی آواز گونج رہی تھی۔۔HJ..HJ..



ان کی پوری ٹیم
ایک۔ ہی ڈیزائن کے الگ۔ الگ
رنگوں کے کپڑوں

ان کی پوری ٹیم
ایک ہی ڈیزائن کے الگ الگ
رنگوں کے کپڑوں
میں ملبوس تھی۔۔



ہر طرف اندھیرا
چھایا ہوا تھا۔۔ کہ
احیانک لائٹ ان ہوئی

ہر طرف اندھیرا
چھایا ہوا تھا۔۔ کہ
اچانک لائٹ ان ہوئی
اور پھر ان کی
پرفارمنس شروع ہوئی۔۔

سب نے اپنی اپنی
جگہ سنا لیا کھڑا



اور پھر ان کی
پرفارمنس شروع ہوئی۔۔

سب نے اپنی اپنی
جگہ سنبھال لی تھی۔۔ جبکہ
عبدالحنان سب
سے آگے تھا۔۔



سے الے ہتا۔۔۔

عبدالحنان کا چہرہ
اج تک کسی نے نہیں
دیکھا ہتا لیکن دیکھنے
کا کریس بڑا ہتا لڑکیوں کو۔۔۔

اس کی نیلی آنکھوں
کے



اس کی نیلی آنکھوں
کی دنیا دیوانی تھی
اور اس سے کہیں زیادہ
اس کی خوبصورت سریلی
و میٹھی نرم و گرم
آواز کی۔۔۔



اس کی نیلی آنکھوں
کی دنیا دیوانی تھی
اور اس سے کہیں زیادہ
اس کی خوبصورت سریلی
و میٹھی نرم و گرم
آواز کی۔۔۔



اللہ کر کندہ و سرکش ع

اور س۔۔۔

ان کے کنسرٹ شروع
ہوتے ہی عوام
جن میں زیادہ تر تعداد
لڑکیوں کی تھی یا گلوں کی
طرح جھومنے لگی تھی۔۔

اک

الو کاہ اسٹ



دوسرے سے کمینیشن
اور سونگ۔۔ سب چیز
پر فیکٹ تھی۔۔

♥ *Husny Kanwal* ♥



پورا کمرہ تہس نہس
کرنے کے باوجود بھی
اس لڑکے کو سکون نہیں
آ رہا تھا۔۔۔

مسل کچھ نہ کچھ
ٹوٹنے کی آوازیں
نیچے لانچ میں بیٹھی نایاب
صائمہ اور میمونہ کو



مسل کچھ نہ کچھ
ٹوٹنے کی آوازیں
نیچے لانچ میں بیٹھی نایاب
صائمہ اور میمونہ کو
صاف سنائی دے رہی تھیں۔۔

" نایاب بیٹا ذرا
دیکھ لینا جا کر۔۔ " میمونہ
حنا تو انہوں نے ناما کو



"نایاب بیٹا ذرا
دیکھ لینا حبا کر۔۔" میمون
حناتون نے نایاب کو
فورا اوپر بھیجا ہوتا
طوفان کو سنبھالنے کے لیے۔۔۔

"جی انٹی۔۔" وہ دودھیائی
رنگت کی مالک۔۔ پستلی دہلی
نازک سی دکھنے والی
کے ع



سوسان و سبھائے عیسیٰ۔۔

"جی انٹی۔۔" وہ دودھیائی
رنگت کی مالک۔۔ پتلی دہلی
نازک سی دکھنے والی
کم عمر لڑکی فوراً ہی
اوپر کی جانب دوڑی تھی۔۔

جیسے ہی زریاب کے کمرے
کے دروازے پر پہنچی



سامہ اور میمون
صاف سنائی دے رہی تھیں۔۔۔

"نایاب بیٹا ذرا
دیکھ لینا جا کر۔۔" میمون
حنا تون نے نایاب کو
فورا اوپر بھیجا ہوتا
طوفان کو سنبھالنے کے لیے۔۔۔

"جی انٹی۔۔" وہ دودھیائی



"نایاب بیٹا ذرا
دیکھ لینا جا کر۔۔" میمونت
حنا تون نے نایاب کو
فورا اوپر بھیجا ہوتا
طوفان کو سنبھالنے کے لیے۔۔

"جی انٹی۔۔" وہ دودھیائی
رنگت کی مالک۔۔ پستلی دہلی
نازک۔۔ سی دکھنے والی



صوفان نو سجائے لے لے۔۔۔

"جی انٹی۔۔" وہ دودھیائی
رنگت کی مالک۔۔ پستلی دہلی
نازک۔۔ سی دکھنے والی
کم عمر لڑکی فوراً ہی
اوپر کی جانب دوڑی تھی۔۔۔

جیسے ہی زریاب کے کمرے
کے دروازے پر پہنچی



جیسے ہی زریاب کے کمرے
کے دروازے پر پہنچی
اسے پھر کسی چیز کے
ٹوٹنے کی آواز آئی
جس پر اس لڑکی نے
فورا آنکھیں
میچیں۔۔۔



ہر گھر میں

میں
میچپیں۔۔۔

پھر ایک گھراسانس لے
کر۔۔ خود میں ہمت جمع کر۔۔۔
دروازے کا ہینڈل پکڑ کر کھولا
اور اندر داخل ہوئی۔۔۔

کمرے کی حالت اس
سے کہیں زیادہ خراب
تھ۔۔۔



رودارے ہائیں پر ر
اور اندر داخل ہوئی۔۔۔

کمرے کی حالت اس
سے کہیں زیادہ خراب
تھی جتنی اس نے امیجن
کی تھی۔۔۔

"زریاب۔۔۔" وہ دیوار پر
لگی خوبصورت سی



کی ھی۔۔۔

"زریاب۔۔۔" وہ دیوار پر
لگی خوبصورت سی
پینٹنگ۔ اتار کر ابھی
زور سے پھینکنے ہی لگا
تھا کہ نایاب کی
چسچ بلند ہوئی۔۔۔

وہ ٹھہر گیا تھا



ہتا لہ نایاب ی
چسچ بلند ہوئی۔۔۔

وہ ٹھہر گیا ہتا
مگر اس کی آنکھوں میں
جو غصہ ہتا وہ نہیں ٹھہرا۔۔

"یہ سب کیا ہے؟؟۔۔"

نایاب کے لیے یہ سب
کچھ نیا نہیں ہتا



جو غصہ ہتا وہ نہیں ٹھہرا۔۔

"یہ سب کیا ہے؟؟۔۔"

نایاب کے لیے یہ سب
کچھ نیا نہیں ہتا

وہ اتنا ہی غصے والا

ہتا شروع سے۔۔ اتنا ہی جنونی۔۔

وہ کم عمر لڑکی بھولے پن

سے بوجھنے لگی۔۔



"یہ سب کیا ہے؟؟۔۔"
نایاب کے لیے یہ سب
کچھ نیا نہیں ہوتا
وہ اتنا ہی غصے والا
ہوتا شروع سے۔۔ اتنا ہی جنونی۔۔

وہ کم عمر لڑکی بھولے پن
سے پوچھنے لگی۔۔
اس کی آواز بہت پیاری



وہ اتنا ہی عرصے والا
ہتا شروع سے۔۔ اتنا ہی جنونی۔۔

وہ کم عمر لڑکی بھولے پن
سے پوچھنے لگی۔۔
اس کی آواز بہت پیاری
و میٹھی سی تھی۔۔۔ جب وہ
بولتی تھی تو ایسا لگتا
ہتا جیسے پھول جھڑ رہے ہوں۔۔۔



وہ م سر لڑی بھولے پن
سے پوچھنے لگی۔۔
اس کی آواز بہت پیاری
و میٹھی سی تھی۔۔۔ جب وہ
بولتی تھی تو ایسا لگتا
تھا جیسے پھول جھڑ رہے ہوں۔۔۔

اس کی نرم آواز ہی
کافی تھی مقابل کے
غصے کو پگھلا دینے



اس کی نرم آواز ہی
کافی تھی مقابل کے
غصے کو پگھلا دینے
کے لیے۔۔۔

بہت معصوم سی
بچوں جیسی
آواز تھی اس کی۔۔۔
کہ اگر غصہ بھی کرتی



بہت معصوم سی
بچوں جیسی
آواز تھی اس کی۔۔
کہ اگر غصہ بھی کرتی
تھی تو لگتا تھا کہ
پیار کر رہی ہو۔۔

"تم کہیں نہیں جابار ہیں۔۔
سنا تم نے؟؟۔۔ تم



پیار کر رہی ہو۔۔۔

"تم کہیں نہیں جابار ہیں۔۔
سنا تم نے؟؟۔۔ تم
میرے ساتھ ہی رہو گی۔۔۔
میں نہیں جانتا تمہاری
کسی چاچی کو۔۔۔" وہ
حلق کے بل دھاڑا ہوتا۔۔۔

ایک



"اچھا۔۔۔ رلیکس۔۔۔
یہ رکھ دو نا پہلے۔۔۔" وہ بڑے
پیارے۔۔۔ کسی چھوٹے
سے بچے کی طرح ٹریٹ
کر رہی تھی اسے۔۔۔

ایک۔۔۔ تو میٹھی آواز
اوپر سے یوں لچکدار
منہ لہو
۲۱



ایک۔ تو میٹھی آواز
اوپر سے یوں لچکدار
مستی لہجہ۔۔ مقابل
کیسے نہ سنتا؟؟۔۔

فورا ہی اسے نیچے رکھا۔
مگر غصہ اتنا بھرا ہوا
کہ پھر بھی اسے لات
نتیجہ



کیسے نہ سنتا؟؟۔۔

فورا ہی اسے نیچے رکھا۔۔
مگر غصہ اتنا بھرا ہوتا
کہ پھر بھی اسے لات
مار ہی دی۔۔۔ نتیجتاً۔۔
وہ اخیر میں ٹوٹ ہی
گئی تھی بچپاری۔۔

ج



وہ پتھر۔۔۔

جس پر نایاب نے
بے بسی سے اپنے سر
پر دھپ ماری۔۔

اس بندے کے غصے
کا کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔۔

"تم کہیں نہیں جاؤ گی۔۔

تمہیں نہ



اس بندے کے غصے
کا کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔۔

"تم کہیں نہیں جاؤ گی۔۔
میں تمہیں نہیں جانے دوں گا۔
اگر انہیں لگتا ہے کہ
وہ عدالت سے تمہاری
کسٹڈی لے سکتی ہیں
تو ان سے کہو جا کر لے
کے دکھائیں، مجھے ملے



"تم کہیں نہیں جاؤ گی۔۔
میں تمہیں نہیں جانے دوں گا۔
اگر انہیں لگتا ہے کہ
وہ عدالت سے تمہاری
کسٹڈی لے سکتی ہیں
تو ان سے کہو جا کر لے
کے دکھائیں مجھے بلکہ
میں ابھی مام
سے بات کرتا ہوں
ہم بکا کر رہے ہیں گھر



تو ان سے کہو حبا کر لے
کے دکھائیں مجھے بلکہ
میں ابھی مام
سے بات کرتا ہوں
ہم نکاح کریں گے۔۔ پھر
میں دیکھتا ہوں
وہ تمہیں کیسے لے کر
جاتی ہیں یہاں سے۔۔"

کسٹم، کامیابی، کمال سے



سے رہیں گے ہم
میں ابھی مام
سے بات کرتا ہوں
ہم نکاح کریں گے۔۔ پھر
میں دیکھتا ہوں
وہ تمہیں کیسے لے کر
جاتی ہیں یہاں سے۔۔"

کسٹڈی کی بات کہاں سے
آگئی۔۔ جب وہ خود جانے
بہت چاہتا تھا



حبانی ہیں یہاں سے۔۔۔"

کسٹڈی کی بات کہاں سے
آگئی۔۔۔ جب وہ خود حیا نے
کے لیے تیار بیٹھی تھی۔۔۔

نایاب تو ایک بہت معمولی
سی زندگی جی رہی تھی
کہ اچانک ایک دن کسی
سٹوڈنٹ نے اس کی



کے لیے تیار بیٹھی تھی۔۔

نایاب تو ایک بہت معمولی
سی زندگی جی رہی تھی
کہ اچانک ایک دن کسی
سٹوڈنٹ نے اس کی
جیومیٹری پڑھاتے وقت
ویڈیو بنا کر۔۔ کیوٹیسٹ
ٹیچپر کے نام سے وائرل کر دی
نہایت اس کے لئے



بیو سیری پر سارے وقت
ویڈیو بنا کر۔۔۔ کیو ٹیسٹ
ٹیچپر کے نام سے وائرل کر دی
نیٹ پر۔۔ اس کے بعد تو
جیسے نایاب کی زندگی
ہی بدل گئی۔۔۔

جب کوئی چیز وائرل
ہوتی ہے تو لوگ اس
کی تلاش میں ضرور آتے



ہی بدن سی۔۔۔

جب کوئی چیز وائرل
ہوتی ہے تو لوگ اس
کی تلاش میں ضرور آتے
ہیں اور وہ تیرا سالہ چھوٹی سی
عمر کی لڑکی بہت
زبردست طریقے سے
میتھ و جیومیٹری کے پر اہلم
solve۔۔ کر رہی تھی کے بڑے



حسری لڑلی بہت
زبردست طریقے سے
میتھ و جیومیٹری کے پر اہلم
--solve کر رہی تھی کے بڑے
بڑے میتھ کے ایکسپرٹ
حیران رہ جائیں
یہاں تک کہ اس نے بک
میں ہی غلطی نکال دی۔۔۔
یہ دیکھ لوگ مسزید اس
کی جانب متوجہ ہوئے۔۔۔



بڑے میٹھ کے ایسپرٹ
حیران رہ جائیں
یہاں تک کہ اس نے بک
میں ہی غلطی نکال دی۔۔۔
یہ دیکھ لوگ مسزید اس
کی جانب متوجہ ہوئے۔۔۔

جب اس کا ائی کیو
ٹیسٹ لیا گیا۔۔
تو وہ 200+ ہوتا۔۔



لی جانب متوجہ ہوئے۔۔۔

جب اس کا ائی کیو
ٹیسٹ لیا گیا۔۔
تو وہ 200+ تھا۔۔۔

اس کے بعد تو وہ دن
بدن مشہور ہوتی ہی
چلی گئی یہاں تک کہ
اس کی شہرت



لو وہ 200+ ہتا۔۔۔

اس کے بعد تو وہ دن
بدن مشہور ہوتی ہی
چلی گئی یہاں تک کہ
اس کی شہرت
ملک اور بیرون ملک
پھیلنا شروع ہو گئی۔۔۔

اسی شہرت کے سبب



پسپا سروس ہو۔۔۔

اسی شہرت کے سبب
صائمہ خاتون جولاہور میں
رہ رہی تھی انھیں
نایاب کے متعلق علم ہوا۔۔۔

اسے بہت دکھ پہنچا
بھتا کہ نایاب کو اس
کے نانا نے قبول نہیں



اسے بہت دکھ پہنچا
بھتا کہ نایاب کو اس
کے نانا نے قبول نہیں
کیا۔۔۔ یہی وجہ تھی
کہ وہ فوراً ہی اسے
لینے آن پہنچی تھیں۔۔۔

ناایاب بہت خوش تھی۔۔
اور حبانہ بھی چاہتی تھی ان کے



لینے آن تچی سیں۔۔۔

نایاب بہت خوش تھی۔۔
اور حبانہ بھی چاہتی تھی ان کے
ساتھ۔۔۔



وہ میمونہ حناتون
پر بوجھ بنتے بنتے
تھک چکی تھی اب۔۔

وہ میمونہ حنا تون
پر بوجھ پنتے پنتے
تھک چکی تھی اب۔۔

اسے برا لگتا تھا
ان کے پیسوں پر پلنا۔۔
ان کے احسانات تلے
وہ خود کو بہت دبا ہوا
محسوس کرتی تھی۔۔



اے برا لگتا ہوتا
ان کے پیسوں پر پلنا۔۔۔
ان کے احسانات تلے
وہ خود کو بہت دبا ہوا
محسوس کرتی تھی۔۔۔
اصل میں میمون نہ جانتوں
بھی تو پہلے جیسی
نہیں رہی تھیں ناں۔۔۔



ہمیں رہی ہیں ناں۔۔۔

ان کے پاس اب پیہ
آگیا ہتا وہ اب ایک
بہت بڑی کمپنی کی
مالک تھیں۔۔۔

ان کا وہ محبت و شفقت
بھرا لہجہ ان کی
امیری کے ساتھ ساتھ



مالک تھیں۔۔۔

ان کا وہ محبت و شفقت
بھرا لہجہ ان کی
امیری کے ساتھ ساتھ
ختم ہوتا چلا گیا تھا۔۔۔

بولتے ہیں نا کچھ
لوگ پیسے ملتے ہی

لوگوں نے بھلا کر انا تیرا



جسراہب ان کی
امیری کے ساتھ ساتھ
ختم ہوتا چلا گیا تھا۔۔۔

بولتے ہیں نا کچھ
لوگ۔ پیسے ملتے ہی
اوقات بھول جاتے ہیں
وہ کچھ ایسی
ہی شخصیت کی
مالک۔ نکلی تھیں۔۔۔



زریاب نہ ہو تو وہ نایاب
کو کسی ملازمہ کی
طرح ٹریٹ کرتی تھیں۔۔۔
حال تو یہ ہوتا
کا کہ وہ اکثر اسے
منہ پر لاوارث کہہ
دیتی تھیں۔۔۔

باتوں ہی باتوں میں
اکثر اس کا نام لیا جاتا تھا



دیتی تھیں۔۔۔

باتوں ہی باتوں میں
وہ اکثر اپنا احسانات بھی
جتایا کرتیں۔۔

جس کے سبب نایاب نے صرف
بارہ سال کی عمر میں
خود کام کرنا شروع کر
دیا تھا۔۔۔



دیا ہوتا۔۔۔

میتھ میں اس کی
ذہانت کا کوئی مقابلہ ہی
نہیں ہوتا یہی وجہ تھی کہ
جب اس نے 12 سال کی
عمر میں اپنی پرنسپل
کے پاس جا کر ٹیچنگ
کی درخواست کی۔۔ تو وہ
فورا ہی ایکسیپٹ ہوئی۔۔۔



میں اس وقت وہ 12 سال کی
جب اس نے 12 سال کی
عمر میں اپنی پرنسپل
کے پاس جا کر ٹیچنگ
کی درخواست کی۔۔ تو وہ
فورا ہی ایکسیپٹ ہوئی۔۔۔

میتھ میں اس کی ذہانت
ایک الگ ہی لیول کی تھی
جس کے متعلق پورا



فورا ہی ایلپیٹ ہوئی۔۔۔۔

میتھ میں اس کی ذہانت
ایک الگ ہی لیول کی تھی
جس کے متعلق پورا
اسکول حیرتا تھا۔۔

"نکاح؟؟؟۔۔ ہم ابھی بچے ہیں۔۔
کم از کم 16 سال
کے تو ہونے دو۔۔" نایاب



اسکول جاننا تھا۔۔

"نکاح؟؟؟۔۔ ہم ابھی بچے ہیں۔۔

کم از کم 16 سال

کے تو ہونے دو۔۔" نایاب

فورا ہی مسکراتے ہوئے

احتجاج بولی۔۔

وہ احتجاج بھی

بڑا پیار بھرا تھا۔۔ اور کیوں کر

نہ ہوتا ذریعہ جان وارتا تھا



فورا ہی مسکراتے ہوئے
احتجاج بولی۔۔۔
وہ احتجاج بھی
بڑا پیار بھرا تھا۔۔۔ اور کیوں کر
نہ ہوتا ذریاب جان وارتا تھا
اس پر اور بدلے میں
کبھی کچھ نہیں مانگتا تھا۔۔۔

سات سال کا ساتھ تھا ان کا۔۔
اور ان سات سالوں میں



سات سال کا ساتھ ہتا ان کا۔۔
اور ان سات سالوں میں
اس نے کبھی اکیلا نہیں
چھوڑا ہتا۔۔۔



وہ جو کہتا ہتا نا کہ
ساتھ نبھائے گا اس نے کر
کے دکھایا ہتا۔۔
ہر وقت۔۔۔ ہر گھڑی۔۔۔ ہر لمحہ

سات سال کا ساتھ ہتا ان کا۔۔
اور ان سات سالوں میں
اس نے کبھی اکیلا نہیں
چھوڑا ہتا۔۔۔



وہ جو کہتا ہتا نا کہ
ساتھ نبھائے گا اس نے کر
کے دکھایا ہتا۔۔
ہر وقت۔۔۔ ہر گھڑی۔۔۔ ہر لمحہ

وہ جو کہتا تھا نا کہ
ساتھ نبھائے گا اس نے کر
کے دکھایا تھا۔۔
ہر وقت۔۔۔ ہر گھڑی۔۔۔ ہر لمحہ

یوں ہی تو وہ اپنا دل
نہیں ہاری تھی ناں اس پر۔۔۔

اس کا۔۔۔ چھ۔۔۔ ۱۵



یوں ہی تو وہ اپنا دل
نہیں ہاری تھی ناں اس پر۔۔۔

اس کا وعدہ جھوٹا
نہیں تھا قیصر کی طرح۔۔۔
وہ اسے کبھی چھوڑ
کر نہیں گیا جیسے
باقی سب چھوڑ گئے۔۔۔



اس کا وعدہ بھوٹا
نہیں تھا قیصر کی طرح۔۔۔
وہ اسے کبھی چھوڑ
کر نہیں گیا جیسے
باقی سب چھوڑ گئے۔۔۔
بلکہ الٹا آج وہ اسے
چھوڑ کر حبا نا چاہتی تھی
وہ بھی صرف میمونہ
حنا تون کی وجہ سے۔۔۔
وہ اسے ہر لمحے



بانی سب چھوڑ گئے۔۔۔
بلکہ الٹا آج وہ اسے
چھوڑ کر حبانہ چاہتی تھی
وہ بھی صرف میمونہ
حنا تون کی وجہ سے۔۔۔
وہ اسے ہر لمحے
ایک بوجھ کی طرح محسوس
کراتی تھیں۔۔
ورنہ وہ خود بھی کہاں
زریاب کو چھوڑ کر



ایک بوجھ لی طرح محسوس
کراتی تھیں۔۔
ورنہ وہ خود بھی کہاں
زریاب کو چھوڑ کر
حبانے کا سوچ
سکتی تھی۔۔۔



"تو تم تیار ہو مجھ
سے دو سال دور حبانے کے لیے؟؟"
اسے جیسے یقین نہ آیا۔۔۔

حبانے کا سوچ
سکتی تھی۔۔۔

"تو تم تیار ہو مجھ
سے دو سال دور حبانے کے لیے؟؟"
اسے جیسے یقین نہ آیا۔۔۔

"زریاب۔۔۔ بچوں حبیسی
باتیں مت کرو ناں۔۔۔" نایاب
اس کی ذہنیت سے باخونی



"تو تم تیار ہو مجھ
سے دو سال دور جانے کے لیے؟؟"
اسے جیسے یقین نہ آیا۔۔۔

"زریاب۔۔۔ بچوں جیسی
باتیں مت کرو ناں۔۔۔" نایاب
اس کی ذہنیت سے باخوبی
واقف تھی وہ جانتی تھی
وہ اس لڑکے کو کوئی بھی
ذہنی دلیل دے۔۔



"زریاب۔۔۔ بچوں جیسی
باتیں مت کرو ناں۔۔۔" نایاب
اس کی ذہنیت سے باخوبی
واقف تھی وہ جانتی تھی
وہ اس لڑکے کو کوئی بھی
ذہنی دلیل دے۔۔
وہ نہیں سمجھے گا۔۔
چاہے وہ ہزاروں دلیل دے
ڈالے کہ اسے وہاں کیوں



وہ اس بڑے نولوی جی
ذہنی دلیل دے۔۔
وہ نہیں سمجھے گا۔۔
چاہے وہ ہزاروں دلیل دے
ڈالے کہ اسے وہاں کیوں
اس کے ساتھ نہیں رکنا چاہیے
لیکن ایموشنلی کرے گی
تو یقیناً برف پگھلے گی۔۔

صرف ایک عقلمند



اس کے ساتھ ہیں رکتا چاہیے
لیکن ایموشنلی کرے گی
تو یقیناً برف پگھلے گی۔۔

صرف ایک عقلمند
شخص ہی جانتا ہے کہ
اسے کب بڑا بننا ہے کب بچہ
کب عقلمند بننا ہے کب بے وقوف
کب غصہ دکھانا ہے
کب منت کرنی ہے۔۔۔



اسے کب بڑا بننا ہے کب بچہ
کب عقلمند بننا ہے کب بے وقوف
کب غصہ دکھانا ہے
کب منت کرنی ہے۔۔۔



"نایاب ایموشنلی بلیک میل
کرنے کا سوچنا بھی مت۔۔۔
ہم نکاح کریں گے اور یہ فائنل ہے
اگر تمہاری چپاچی کو تمہارے
میں سے کوئی چیز ملے۔۔۔"

رے ہ سوچنا ہی مت۔۔۔
ہم نکاح کریں گے اور یہ فائنل ہے
اگر تمہاری چپاچی کو تمہارے
یہاں رہنے پر میری وجہ
سے اعتراض ہے۔۔۔ ک۔ ایک۔
جوان لڑکا ہے گھر میں۔۔
تو ٹھیک۔۔ ہے ہم نکاح
کر کے رہ لیں گے۔۔۔ " وہ کسی
صورت نایاب کو جانے دینے
کے لیے تیار نہیں ہوتا۔۔۔



لے لے تیار ہائیں ہٹا۔۔

"زریاب کیا میری رائے
کی کوئی اہمیت نہیں ہے تمہارے
نزدیک۔۔؟؟۔۔ وہ میری چاچی ہیں
میں جانا چاہتی
ہوں ان کے ساتھ۔۔۔
پلیز مجھے جانے دو۔۔"

"جانے دوں؟؟۔۔ ہونہ۔۔۔"



ہوں ان لے ساکھ۔۔۔
پلینز مجھے جانے دو۔۔

"جانے دوں؟؟۔۔ ہونہ۔۔۔"
زریاب نے حنا ص زخمی
سہ مسکراتے ہوئے سر جھٹکا۔۔

وہ لڑکی کیوں نہیں
جھتی؟؟۔۔۔
وہ نہیں رہ سکتا اس



نایاب۔۔۔ مجھے جینا نہیں
آتا تمہارے بغیر۔۔۔ "اگلے ہی پل
وہ نیچے گھٹنوں کے بل بیٹھتے
بے بسی سے گویا ہوا۔۔۔"



"مجھے بھی کہاں آتا ہے؟؟"
وہ اس کے پاس آکر بیٹھتے۔۔۔

بے یار و یار

"مجھے بھی کہاں آتا ہے؟؟"
وہ اس کے پاس آکر بیٹھتے۔۔
اپنی بھوری چمکتی آنکھوں
میں محبت کے دیب جلائے۔۔۔
مقابل کی ہی طرز میں
جوابدہ ہوئی۔۔۔



"تو پھر کیوں؟؟۔۔"مقابل

جوابدہ ہوئی۔۔۔

"تو پھر کیوں؟؟۔۔" متابل
دوبدو پوچھ اٹھا۔۔۔

"کیونکہ ہم بڑے ہو گئے ہیں۔۔
اب ساتھ رہیں گے تو لوگ
باتیں بنائیں گے۔۔ میرے
کرادر پہ انگلی اٹھائیں گے
مس۔۔ 14۔۔ ال۔ک۔ لٹ۔ک۔ ہ۔ا۔



"تو پھر کیوں؟؟۔۔" متابل
دوبدو پوچھ اٹھا۔۔

"کیونکہ ہم بڑے ہو گئے ہیں۔۔
اب ساتھ رہیں گے تو لوگ
باتیں بنائیں گے۔۔ میرے
کرا در پے انگلی اٹھائیں گے
میں 14 سال کی لڑکی ہوں
سمجھا کرو زریاب۔۔۔"



اب سارے ریں و و و
باتیں بنائیں گے.. میرے
کرادر پہ انگلی اٹھائیں گے
میں 14 سال کی لڑکی ہوں
سمجھا کرو زریاب۔۔۔

میرا تمہارے ساتھ ایک گھر
میں اکیلے رہنا اب صحیح
نہیں ہے۔۔۔ انٹی تو اپنے
آفس کے کام سے نکل
جاتی ہیں صبح ہی۔۔۔



میں 14 سال قریبی ہوں
سمجھا کرو زریاب۔۔۔
میرا تمہارے ساتھ ایک گھر
میں اکیلے رہنا اب صحیح
نہیں ہے۔۔۔ انٹی تو اپنے
آفس کے کام سے نکل
جاتی ہیں صبح ہی۔۔۔
صرف ہم دونوں ہی
بچتے ہیں پیچھے۔۔۔"



اس نے کام سے مل
جاتی ہیں صبح ہی۔۔۔
صرف ہم دونوں ہی
بچتے ہیں پیچھے۔۔۔"

"تب ہی تو نکاح کر رہا ہوں"

"مگر میں ابھی نکاح
نہیں کرنا چاہتی۔۔۔" وہ فوراً
کہا "میں ابھی رخصت ہوں۔"



بولی۔۔۔" مستیں ابھی پڑھنا
چاہتی ہوں۔۔۔ اپنی مام کے لیے
دوائی بنانا چاہتی ہوں۔۔۔
-- Pharmacist بنا چاہتی ہوں۔۔۔
تم تو جانتے ہوناں
میرے خوابوں کو۔۔۔"

"تو میں کب روک
رہا ہوں؟؟؟۔۔۔" متابل



اصحاب فوراً بول پڑا۔۔۔

اس کی آنکھیں
غم و غصے سے سرخ
پڑ رہی تھیں۔۔۔

اس کا بس چلے
تو ایک منٹ اسے خود
سے جدا نہ کرے۔۔۔ یہاں تو
کھ



اس کا بس چلے
تو ایک منٹ اسے خود
سے جدا نہ کرے۔ یہاں تو
پھر دو سال کی
بات تھی۔۔۔

"میں جانتی ہوں تم
نہیں روک رہے۔۔۔ مگر۔۔۔"



"میں جانتی ہوں تم
نہیں روک رہے۔۔۔ مگر۔۔۔
ابھی ہم چھوٹے ہیں نکاح
بہت بڑی ذمہ داری ہے۔۔۔
میں ابھی ان سب میں
نہیں بندھنا چاہتی۔۔۔"

"کوئی ذمہ داری نہیں ہوگی۔۔۔"



نہیں بندھنا چاہتی۔۔۔"

"کوئی ذمہ داری نہیں ہوگی۔۔
ہم جیسے رہتے ہیں ویسے ہی
رہیں گے دوست بن کر۔۔۔"
مقابل نے تیزی سے
اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں
لے کر اعتماد میں لینے کی
کوشش کی۔۔۔



اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں
لے کر اعتماد میں لینے کی
کوشش کی۔۔

"تمہارا دل میرے اور
میرا دل تمہارے پاس ہے۔۔۔
ہم قریب رہیں یا دور۔۔ کوئی
فترق نہیں پڑے گا۔۔۔" وہ
مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔



"تمہارا دل میرے اور
میرا دل تمہارے پاس ہے۔۔۔
ہم قریب رہیں یا دور۔۔ کوئی
فراق نہیں پڑے گا۔۔۔" وہ
مکراتے ہوئے بولی۔۔۔

پتا ہے عقل مند لوگوں کو
اپنے جذبات پر قابو
کرنا آتا ہے اور اس



فندق ہیں پڑے گا۔۔۔" وہ
مکراتے ہوئے بولی۔۔۔

پتا ہے عقل مند لوگوں کو
اپنے جذبات پر قابو
کرنا آتا ہے۔۔۔ اور اس
لمحے وہ لڑکی وہ ہی کر
رہی تھی۔۔۔ ورنہ بس نہیں
چل رہا تھا کے ہر بار کی طرح



کرنا آتا ہے۔۔۔ اور اس
لمحے وہ لڑکی وہ ہی کر
رہی تھی۔۔۔ ورنہ بس نہیں
چل رہا تھا کے ہر بار کی طرح
اس کے سینے سے لگ کر رونا
شروع کر دے۔۔۔

زریا۔۔۔ کے پاس پھر اس کی
ماں تھی مگر نایاب۔۔۔ نایاب
رات کا



سروں ردے۔۔۔

زریا۔۔۔ کے پاس پھر اس کی
ماں تھی مگر نایاب۔۔۔ نایاب
کا تو کل سرمایہ ہی وہ ہتا۔۔
وہ ہی حبان ہتا۔۔۔
وہ ہی جہاں ہتا۔۔۔
جتنا وہ تکلیف۔۔۔ میں ہتا ناں
اس سے ڈبل تکلیف۔۔۔ و اذیت سے
ناں۔۔۔ گزر رہی تھی۔۔۔



ماں ہی مسر نایاب۔۔۔ نایاب۔
کا تو کل سرمایہ ہی وہ ہوتا۔۔
وہ ہی حبان ہوتا۔۔۔
وہ ہی جہاں ہوتا۔۔۔
جتنا وہ تکلیف میں ہوتا ناں
اس سے ڈبل تکلیف و اذیت سے
ناياب گزر رہی تھی۔۔۔

لیکن جذبات پر فتابو



وہ ہی جہاں ہا۔۔۔
جتنا وہ تکلیف میں ہتا ناں
اس سے ڈبل تکلیف و اذیت سے
نایاب گزر رہی تھی۔۔۔

لیکن جذبات پر فتابو
اس قدر ہتا کے نہ آنکھ
میں کوئی آنسو ہتا اور
نہ ہی دور دور تک تکلیف
مازہ یہ دور بخ کر



لیکن جذبات پر قابو
اس قدر ہٹا کے نہ آنکھ
میں کوئی آنسو ہٹا اور
نہ ہی دور دور تک تکلیف
و اذیت و رنج کے
کوئی تاثرات۔۔۔

" تمہیں نہیں پڑتا ہوگا
مجھ پر رنج "۔۔۔



سین جذبات پر فتابو
اس قدر ہٹا کے نہ آنکھ
میں کوئی آنسو ہٹا اور
نہ ہی دور دور تک تکلیف
و اذیت و رنج کے
کوئی تاثرات۔۔۔

" تمہیں نہیں پڑتا ہوگا
مجھے پڑے گا۔۔۔ "



"تمہیں نہیں پڑتا ہوگا
مجھے پڑے گا۔۔۔"
نایاب دیکھ سکتی تھی
وہ کسی صورت راضی
نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ کرو تم اپنی۔۔۔
میری فیلنگس جائیں بھاڑ
میں۔۔۔"



"ٹھیک ہے۔۔ کرو تم اپنی۔۔
میری فیلنگس حبا ئیں بھاڑ
میں۔۔۔" 14 سال کی لڑکی
ہونے کے باوجود اس کی
آواز اتنی پیاری و نرم تھی
کہ اس کا غصے سے
بولنا بھی پھول برسانے
سے کم نہ ہوتا۔۔



سے کم نہ ہتا۔۔

اس نے غصے سے کہتے
اپنا ہاتھ چھڑایا ہتا
زریاب کے ہاتھ سے۔۔

بس وہ لمحہ جیسے دل کو
لگا۔۔۔



بس وہ لمحہ جیسے دل کو
لگا۔۔۔

وہ دیکھتا رہ گیا۔۔ اور ہاتھ
چھوٹ گیا۔۔۔۔

نایاب فوراً ہی کھڑی ہو کر
جبانے لگی تھی کے اس نے



پھوٹ لیا۔۔۔

نایاب فوراً ہی کھڑی ہو کر
جانے لگی تھی کہ اس نے
پھرتی سے دوبارہ ہاتھ
ہٹا۔۔۔



ہاتھ ہٹانے کا انداز کچھ
یوں ہوتا جیسے پوری زندگی
اسی انداز میں رہا ہو

ہتا۔۔۔

ہاتھ ہتا منے کا انداز کچھ
یوں ہتا جیسے پوری زندگی
اسی ایک ہاتھ کو ہتا منے پر
ٹسپینڈ ہو۔۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ اگر تم ایسا
چاہتی ہو تو ایسا ہی
کے"۔۔۔



دسپیڈ ہو۔۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ اگر تم ایسا
حیاتی ہو تو ایسا ہی
صحیح۔۔۔" وہ کبھی
نہ مانتا اگر اس ہاتھ
کا چھوٹنا دل کو نہ
لگا ہوتا۔۔۔

کمنز کہ جھوٹا۔۔۔ عمل، کھتا



ہا پوساں و س
لگا ہوتا۔۔۔

کہنے کو چھوٹا سہ عمل ہتا۔۔
غصے میں کوئی بھی اپنا
ہاتھ چھڑا لیتا ہے مگر نایاب
نہیں چھڑایا کرتی تھی اور
وہ یہ بات جاننا ہتا۔۔

وہ جاننا ہتا نا۔۔ کو



وہ یہ بات حبانٹا تھا۔۔

وہ حبانٹا تھا نایاب کو
اپنے جذبات پہ فتا بو رکھنا
آتا ہے اگر آج اس نے
ہاں چھڑایا ہے
اس کا مطلب ہے کہ
کہ وہ پکی ہے اپنے ارادے
میں۔۔ اب وہ کچھ بھی کرتا



ہاں چھڑایا ہے
اس کا مطلب ہے کہ
کہ وہ پکی ہے اپنے ارادے
میں۔۔ اب وہ کچھ بھی کرتا
رہ جائے وہ نہیں رکے گی
اس کے پاس۔۔۔ بلکہ
اگر زبردستی کرنے کی
کوشش کرے گا تو
دونوں کے درمیان مزید
.....



میں۔۔ اب وہ کچھ بھی کرتا
رہ جائے وہ نہیں رکے گی
اس کے پاس۔۔ بلکہ
اگر زبردستی کرنے کی
کوشش کرے گا تو

دونوں کے درمیان مزید
دوری پیدا ہو جائے گی۔۔

شہر میں دوری آنا



کوشش کرے گا تو
دونوں کے درمیان مزید
دوری پیدا ہو جائے گی۔۔۔

شہر میں دوری آنا
دلوں میں دوری آنے سے
بہتر تھا۔۔۔

❤️*Husny Kanwal*❤️



دہشتیں سب سے پیار سے
تھی اور مقابل دیوار سے
ٹیک لگائے کھڑا۔۔
بے بسی کی مورت
بنے۔۔۔ بس اسے دیکھ رہا تھا۔۔

آنکھوں میں سرنخی
کا سرمہ لگا تھا اس
لڑکے کے۔۔۔ بار بار اپنی
مھٹاں بھینختا۔



ڑے ڑے۔۔۔ بار بار اپنی
مھٹیاں بھینچتا۔

لبوں پر کچھ بات آتی
مگر رک جاتی۔۔

ہونٹوں کو ایک دوسرے میں
دبا لیتا۔۔۔

مگر اس کا



لبوں پر کچھ بات آتی
مگر رک جاتی۔۔

ہونٹوں کو ایک دوسرے میں
دبا لیتا۔۔۔

وہ سارا سامان پیکر
کر چکی تھی۔۔۔ اور جانے



ہونٹوں کو ایک دوسرے میں
دبا لیتا۔۔

وہ سارا سامان پیکر
کر چکی تھی۔۔ اور حیانے
کے لیے تیار کھڑی تھی۔۔

" زیادہ ٹارزن مت بنو۔۔

بڑے " نالار اسر اسر ط



کے لیے تیار کھڑی تھی۔۔

" زیادہ ٹارزن مت بنو۔۔
ہٹو۔۔ " نایاب اپنا سوٹ
کیس خود اٹھا رہی ہے
یہ دیکھ۔۔ وہ فوراً ہی
آگے آیا ہوتا۔۔

وہ بھولے سے چہرے



ریا دہ نارن مت ہو۔۔
ہٹو۔۔ "نایاب اپنا سوٹ
کیس خود اٹھا رہی ہے
یہ دیکھ۔۔ وہ فوراً ہی
آگے آیا ہوتا۔۔

وہ بھولے سے چہرے
والی لڑکی
مکراتے ہوئے
مرط گئے تھے فوراً



آگے آیا ہوتا۔۔۔

وہ بھولے سے چہرے
والی لڑکی
مکراتے ہوئے
ہٹ گئی تھی فوراً۔۔۔

اب وہ آگے آگے سوٹ کیس
کھینچتا ہوا لے کے جا



سرا لے ہوئے
ہٹ گئی تھی فوراً۔۔

اب وہ آگے آگے سوٹ کیس
کھینچتا ہوا لے کے جا
رہا تھا اور وہ پیچھے
پیچھے آرہی تھی۔۔۔

"بیٹا میں تمہیں
مے کھاؤ گے"



پیچے ا رہی و۔۔۔

" بیٹا میں تمہیں
بہت مس کروں گی۔۔
جب بھی یاد آئے آجانا۔۔"
میمونہ حنا تون مگر مجھ
کے آنسو بہاتے اس کے گلے
لگ کر بڑی محبت سے
بولیں۔۔ آخر وہ جھوٹی
محبت کا دھوکا کھاتی رہی۔۔۔



بولیں۔۔ آحسر وہ جھوٹی
محبت کا دریا کیوں نہ بہاتیں
زریاب جو کھڑا ہوتا وہاں۔۔

میمونہ حنا تون اچھے
سے واقف تھیں کہ نایاب
کے پاس تو ایک پھوٹی کوڑی
نہیں ہے۔۔ وہ کہاں لاہور
سے کراچی بار بار آنا جانا



یہ مومن حنائون اتھے
سے واقف تھیں کہ نایاب
کے پاس تو ایک پھوٹی کوڑی
نہیں ہے۔۔ وہ کہاں لاہور
سے کراچی بار بار آنا جانا
کرے گی۔۔۔ اوپر سے صائمہ
حنائون۔۔

ان کا پہناوا بھی بہت
سادہ سہ بھتا اس لیے
انہم، انہم، اگاک۔۔



حنا تون --

ان کا پہناوا بھی بہت
سادہ سہ ہوتا اس لیے
انہیں نہیں لگا کہ وہ
کوئی امیر عورت ہیں۔۔۔
یہی وجہ تھی کہ وہ بہت
پر سکون اور خوش تھی
کہ اب نایاب نامی بلا سے
ان کا پیچھا چھوٹ جائے گا



اہیں ہیں لگا کہ وہ
کوئی امیر عورت ہیں۔۔۔
یہی وجہ تھی کہ وہ بہت
پر سکون اور خوش تھی
کہ اب نایاب نامی بلا سے
ان کا پیچھا چھوٹ جائے گا
اور وہ اپنے اکلوتے بیٹے کے
لیے ہائی کلاس سے کوئی
لڑکی لے کر آئیں گی۔۔۔



تاکہ جب وہ پیسے بھیجے
والا اپنا ہاتھ کھینچے تو بھی
انہیں کوئی زیادہ فخر نہ پڑے۔۔۔

نایاب کہاں جانتی تھی
کہ ہر مہینے اس کے
لیے بیس 20 لاکھ
روپے ٹرانسفر ہوتے ہیں



کہ ہر مہینے اس کے
لیے بیس 20 لاکھ
روپے ٹرانسفر ہوتے ہیں
بینک میں۔۔۔ جس کی
میمونہ خاتون نے آج تک
اسے بھنک تیک نہیں
لگنے دی تھی۔۔۔

وہ بیس لاکھ کی رقم میں



وہ بیس لاکھ کی رتم میں
سے 30 35 ہزار اس پر ایسے
خرچ کرتی تھی جیسے
احسان کر رہی ہوں۔۔۔
جبکہ وہ لڑکی نہیں جانتی
وہ جس مقام پر
کھڑی تھیں آج۔۔
جس کا ضرور ان کے پاؤں



جبکہ وہ لڑکی مہیں جانتی
وہ جس مقام پر
کھڑی تھیں آج۔۔
جس کا عنبرور ان کے پاؤں
زمین پر ٹکنے نہیں دیتا تھا
وہ سب انہی پیسوں
کی دین تھا۔۔۔۔

ذریاب انہیں اسٹیشن



زمین پر ٹلنے ہمیں دیتا تھا
وہ سب انہی پیسوں
کی دین تھا۔۔۔

ذریاب انہیں اسٹیشن
تک چھوڑنے چل دیا تھا۔۔۔

نینا تیرے کجبرارے ہیں
نینوں پہ ہم دل ہارے ہیں۔۔۔



ذریاب انہیں اسیشن
تک چھوڑنے چل دیا ہوتا۔۔

نینا تیرے کجبرارے ہیں
نینوں پہ ہم دل ہارے ہیں۔۔۔
وہ دونوں پیچھے بیٹھی
تھیں اور ذریاب گاڑی
ڈرائیو کر رہا ہوتا۔۔
اس نے سر کو نایاب



سب سے اور زریاب گاڑی
ڈرائیو کر رہا تھا۔۔
اس نے سر کو نایاب
کی آنکھوں پر سیٹ
کر لیا تھا۔۔

سر کے ذریعے
دونوں کی آنکھیں
مٹی تھیں۔۔



ہی سیں۔۔

انجبانے ہی تیرے نینوں نے
وعدے کیے کہیں سارے ہیں۔۔



وہ لائٹ براؤن
آنکھیں سرخ ہو
چکی تھیں۔۔
عنقریب ہٹا کہ
ریشم بھی

عنقریب ہٹا کہ
شاید رو بھی دیں۔۔

آؤ گے جب تم اوساجناں
انگناں پھول کھلیں گے
برسے گا ساون۔۔
برسے گا ساون۔۔
جھوم جھوم کے
دو دل ایسے ملیں گے



جھوم جھوم کے
دو دل ایسے ملیں گے

ان کی گاڑی ٹرین اسٹیشن
کے پاس رک گئی تھی۔۔۔

زریاب نے فوراً ہی اتر کر
نایاب کی سائیڈ کا دروازہ
کھولا ہوتا۔۔۔



زریاب نے فوراً ہی اتر کر
نایاب کی سائیڈ کا دروازہ
کھولا ہوتا۔۔۔

وہ اسے پرس والا
ٹریٹمنٹ دینے کا عادی
رہا ہوتا۔۔۔



رہا س۔۔۔

دوسری سائیڈ سے
صائمہ حنا تون خود ہی
اتر گئی تھیں۔۔

ڈگی کھول کر وہ
سوٹ کیس لے آیا۔۔

ٹرن کے پاس پہنچتے ہی،



ڈوگی کھول کر وہ
سوٹ کیس لے آیا۔۔

ٹرین کے پاس پہنچتے ہی
زریاب کو لگا اس کی حبان
نکل رہی ہے۔۔۔

"مجھے لگ رہا ہے



نکل رہی ہے۔۔۔

"مجھے لگ رہا ہے
میرا دل بند ہو جائے گا"
وہ 14 سالہ کم عمر لڑکا
وائٹ ٹی شرٹ پر بلو
لیدر جیکٹ و بلیک پینٹ
زیب تن کیے اپنی انگلیوں
سے آنکھوں کو رگڑتے



وانٹ و سرت پر ہو
لیدر جیکٹ و بلیک پینٹ
زیب تن کی اپنی انگلیوں
سے آنکھوں کو رگڑتے
ہے ساخت ہی بول اٹھا ہوتا۔۔

جس پر نایاب مکر اتے۔۔
اس کا ہاتھ ہتھام کر۔۔ بڑے
پیار سے اسے دیکھنے لگی۔۔



ہے ساختہ ہی بول اٹھا ہوتا۔۔۔

جس پر نایاب مکر اتے۔۔۔
اس کا ہاتھ ہتھام کر۔۔۔ بڑے
پیار سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

"بس کرو۔۔۔ لاہور
اتنا دور بھی نہیں ہے"
وہ دلا سہ دے رہی تھی۔۔۔



"بس کرو۔۔۔ لاہور
اتنا دور بھی نہیں ہے"
وہ دلاسہ دے رہی تھی۔۔۔

اس کی میٹھی سی
آواز نے جانے اپ پھر
کب سن پائے گایہ
سوچ کے بھی رونا آنے لگا۔۔۔



اس کی میٹھی سی
آواز نہ جانے اپ پھر
کب سن پائے گا یہ
سوچ کے بھی رونا آنے لگا۔۔

"چلو بائے۔۔" وہ ہلکا
سہ اس کی کمر پر
تھپتھپا کر
مر ک



کون سے کون سے اے۔۔۔

"چلو بائے۔۔" وہ ہلکا
سہ اس کی کمر پر
تھپتھپا کر
مکراتے ہوئے
اس کا ہاتھ چھوڑ کر
آگے چل دی تھی۔۔۔

مگر ابھی اکدم قدم



مگر ابھی ایک قدم
بھی نہ چلی تھی کہ
مقابل نے پیچھے سے
اس کا ہاتھ پکڑ کر
واپس اپنی جانب پوری
فورس کے ساتھ کھینچا۔۔

وہ نازک سی لڑکی کسی



ر س س س پ

وہ نازک سی لڑکی کسی
بے حبان گڑیا کی طرح اگلے
ہی پل اس کے سینے سے
آ لگی تھی۔۔۔ جسے مقابل نے
فورا ہی اپنی باہوں کے
حصار میں جکڑا۔۔

اس کا گرم وجود۔۔۔



اس کا گرم وجود۔۔۔
اس کی میٹھی سی مہک۔۔۔
اس کا اپنے وجود کے گرد
مضبوط حصار۔۔۔
ہر چیز اس لڑکی کو توڑتی
معلوم ہوئی۔۔

لگا اگر ایک لمحے بھی



لگا اگر ایک لمحے بھی
اور ایسے رہی تو رو
دے گی پھر نہیں روک سکے
گی خود کو۔۔۔ جب کہ
مقابل کا بس نہیں چیل
رہا تھا خود میں سمولے
اسے۔۔۔



اے۔۔۔

"چلو بائے۔۔۔ رونا بند کرو
بچوں کی طرح۔۔۔ دیکھو
لڑکیاں دیکھ رہی ہیں تمہیں۔۔۔"
وہ بمشکل مضحکہ خیز
لہجے میں مسکراتے ہوئے
کہتی اب اے خود سے
دور کر رہی تھی۔۔۔



"فی امان اللہ۔۔۔"
اپنی باہوں سے آزاد کر۔۔
اس لڑکی کی
روشن پیشانی پر جھک کر
ابھی اس نے اپنے ہونٹ مس
کیے ہی تھے۔۔۔ کے مقابل کو
جیسے چار سو چالیس وولٹ
کا جھٹکا لگا۔۔۔ اور وہ کرنٹ
کھا کر پیچھے ہٹی۔۔۔



جیسے چار سو چالیس وولٹ
کا جھٹکا لگا۔۔۔ اور وہ کرنٹ
کھا کر پیچھے ہٹی۔۔۔

اس ایک لمحے
کہ کروڑوں حصے میں۔۔۔
وہ لڑکی ہر اس لمحے کو
جی اٹھی تھی دوبارا جو قیصر
کے ساتھ گزارا ہوتا۔۔۔



جی اھی اھی دوبارا جو فیصر
کے ساتھ گزارا ہوتا۔۔۔

آنکھوں کے پردے کے آگے
فلم کی طرح اس سنگِ دل
کا اپنی
پیشانی محبت سے چومنا
یاد آیا۔۔۔



یا دایا۔۔۔

قیصر سے حبڑی چیزیں
آج بھی اس کے دل کے
کوئے میں جوں کی
توں رکھی تھیں۔۔۔

"اوکے۔۔۔ بائے۔۔۔" زریاب کو
دکھ پہنچا اسے خود سے یوں
دور ہٹا دیکھ۔۔۔



دکھ پہنچا اسے خود سے یوں
دور ہٹا دیکھ۔۔

وہ بچپارہ کہاں
جانتا تھا ایک ہی لمحے
میں اس لڑکی کو کہاں
سے کہاں پہنچا گیا تھا۔۔

وہ بس نظر جھکائے



جانتا تھا ایل۔ ہی مح
میں اس لڑکی کو کہاں
سے کہاں پہنچا گیا تھا۔۔

وہ بس نظر جھکائے
دور ہٹ گئی اور پھر
فورا ہی ٹرین میں
چڑھی۔۔

اس کے خ۔۔



--- ۛ ۛ ---

وہ ان کے گھر
پہنچی Askari 11 میں ---
گھر بہت سادہ سہ ہتا
تین کمروں کا
اپارٹمنٹ --
جس میں وہ اور ان کی
اٹھ سالہ
بیٹی رہتے تھے ---



نایاب بہت کم گو تھی۔۔
وہ صائمہ خاتون تھی
جو مسلسل بول کر
اس کا دل لگا رہی تھی۔۔

وہ چپکے پی رہے تھے۔۔ جب
باتوں ہی باتوں میں ماضی
کا ذکر چھڑا۔۔



صائمہ خاتون نے
بتایا نایاب کو
کہ وہ غم نہ
کرے کہ اس کے
نانا نے اسے قبول
نہیں کیا۔
کیونکہ نانا تو دور کا رشتہ
ہے پھر اس کے تو اپنے
گے والدین نے اسے



ہے پسر اس لے لو اپنے
گے والدین نے اسے
قبول نہیں کیا تھا
اس حادثے کے بعد۔۔

وہ جب بھاگی تھی تب
وہ آصف کی نشانی کو
اپنے ساتھ لیے ہوئے تھیں
بس انہیں ہی اس بات
کی دیر سے خبر ہوئی۔۔



اپنے آپ سے
بس انہیں ہی اس بات
کی دیر سے خبر ہوئی۔

جہاں آصف نے اسے زندگی
بھر کے غم دیے تھے وہیں
ایک خوبصورت سہ
تحفہ بھی دیا ہوتا تانبہ
کی شکل میں۔۔۔

"تم حقا انتہا پر کمال"



"تم جانتی ہو جب کوئی
لڑکی اغوا ہو جائے اور
اس کے بعد وہ
واپس اپنے گھر لوٹے
تو اس کے ساتھ
کیا ہوتا ہے۔۔"
وہ چائے کا سپ
گلے میں اتارتے
ہوئے۔۔۔ ننھی سے



لہا ہوتا ہے۔۔"
وہ چائے کا سپ
گلے میں اتارتے
ہوئے۔۔۔ منحنی سے
مکرا کر بولیں۔۔

نایاب۔ ان کی آنکھوں
میں ماضی کے درد بھری
یادوں کی کرچی
بھری ہوئی دیکھ رہی تھی۔۔۔



یادوں کی کر چپیں
بھری ہوئی دیکھ رہی تھی۔۔

لمحہ بھر کے لیے لگا
کہ رو رہی ہوں
مگر وہ رو نہیں رہی تھیں
آنکھیں سوکھ چکی تھیں
ان کی رو رو کر بھی اب۔۔۔

پھر وہ خود ہی



پھر وہ خود ہی
جوابدہ ہوئیں۔۔

"تو اسے پتہ چلتا ہے
کہ اس کے تو اپنے
والدین بھی نہیں چاہتے
تھے کہ اب وہ واپس
لوٹ کر آئے۔۔ انہیں معاشرے
میں منہ دینا ہوتا ہے۔۔
انہیں اپنی اور بیٹیوں



میں منہ دینا ہوتا ہے۔۔
انہیں اپنی اور بیٹیوں
کی بھی شادی کرنی
ہوتی ہے۔۔ انہیں اسی
معاشرے میں رہنا ہوتا ہے۔۔۔"
اور یہ کہتے ہوئے
وہ زخمی سے مسکرائیں۔۔۔

بہت کرب بھری تھی وہ
مسکراہٹ۔۔۔



بہت کرب بھری تھی وہ
مکراہٹ۔۔۔

کتنی امیدیں کتنی آس
لے کر زندگی کی سخت ترین
مشکلوں کو جھیلنے کے
بعد وہ واپس لوٹی تھی
یہ سوچ کر کے اس کے
والدین خوش ہوا گے



کتنی امیدیں کتنی آس
لے کر زندگی کی سخت ترین
مشکلوں کو جھیلنے کے
بعد وہ واپس لوٹی تھی
یہ سوچ کر کے اس کے
والدین خوش ہوں گے
اسے دیکھ کر
جی اٹھیں گے مگر
حقیقت تو بالکل اس کے
عکس ما تھ



والدین کو سنا ہوں سے
اسے دیکھ کر
جی اٹھیں گے مگر
حقیقت تو بالکل اس کے
برعکس مہلی تھی۔۔۔

اس کی ماں تو بار بار
روتے ہوئے بس ایک ہی
جملہ کہہ رہی تھی اگر
تجھے رکھ لیا تو اور
بڑا کامیاب رہے گا۔۔۔



اس کی ماں تو بار بار
روتے ہوئے بس ایک ہی
جملہ کہہ رہی تھی اگر
تجھے رکھ لیا تو اور
بیٹیوں کی شادی نہیں
ہوگی آج معاشرہ پھر
ہم پر ترس کھا رہا ہے کہ
بیٹی اغواہ ہوئی ہے۔۔۔ تجھے
دیکھ لیر، گے تو کہیر، گے



ہم پر ترس لھا رہا ہے کے
بیٹی اغواہ ہوئی ہے۔۔۔ تجھے
دیکھ لیں گے تو کہیں گے
خود ہی بھاگ کر سالوں
بعد واپس لوٹ آئی۔۔

دنیا میں سب سے بڑا
ہتھیار کسی کو مارنے کے
لیے تلوار اور تیر اور نیزے
نہیں ہوتے۔۔ صرف



یہ ملوار اور سیر اور سیزے
نہیں ہوتے۔۔ صرف
زبان ہوتی ہے۔۔۔
زبان کی تختی۔۔۔

عبدالرحمان صاحب کی
طرح امیر نہیں تھے کہ
بٹی کو رکھ لیتے۔۔۔
وہ عنریب لوگ تھے۔۔ اور
عنریبوں کے لیے عزت ہی



عبدالرحمان صاحب لی
طرح امیر نہیں تھے کہ
بٹی کو رکھ لیتے ---
وہ عنریب لوگ تھے -- اور
عنریبوں کے لیے عزت ہی
سب کچھ ہوتی ہے ---
یہی وجہ تھی کہ انہیں
لگا ایک کو مار دینا
سب کو مار دینے سے
کہیں بہتر ہے ---



لگا ایک کو مار دینا
سب کو مار دینے سے
کہیں بہتر ہے۔۔

یہ ہمارے معاشرے کا المیہ ہے
کہ مردہ بٹی سب کو منظور
ہوتی ہے۔۔۔ زندہ کو کوئی
نہیں جینے دیتا۔۔

"اگر آ کو اغواہ



"اگر آپ کو اغواہ
کیا گیا ہوتا۔۔ اس میں آپ کا
کیا قصور؟؟۔۔" نایاب فوراً بول
اٹھی۔۔۔



"میرا قصور ہوتا نایاب۔۔۔
میں بیٹی ہوں۔۔ ایک متوسط
طبقے سے تعلق رکھنے
والے کی بیٹی۔۔۔"

والے لی بی۔۔۔
پتہ ہے میری چھوٹی
بہن نے مجھ سے کیا کہا
ہتا۔۔۔ کہاں ہتا اپی
پلیز چلی جاؤں یہاں
سے۔۔۔ لوگ نہیں سمجھیں
گے کہ تمہیں اغواہ کیا گیا
ہتا۔۔۔ اور تم اتنے سالوں
بعد بڑی مشکل سے وہاں
سے بھاگ کر آئی ہو۔۔۔



سے بھاگ کر آئی ہو۔۔۔
لوگ تو یہی سمجھیں
گے تم بھاگ گئی تھیں
اور اب تمہارے یار نے
تمہیں چھوڑ دیا تو
واپس آگئی ہو۔۔۔ پھر
لوگ ہمیں بھی بری نگاہ
سے دیکھیں گے اور
ہمارا بھی کوئی رشتہ
نہیں آئے گا۔۔۔ ہم نے تو بہت



ہمارا حق ہوتا رستہ
نہیں آئے گا۔۔۔ ہم نے تو بہت
پہلے ہی تمہیں اپنی
یادوں میں دفن دیا
اب تم چلی جاؤ۔۔۔
اس سے پہلے کہ لوگ
تمہیں دیکھیں اور تمہارے
ساتھ ساتھ ہمیں بھی
موت کو گلے لگانا پڑے۔۔۔"



موت کو گلے لگانا پڑے۔۔۔"

جب ہم سالوں بعد لوٹتے ہیں
ناں۔۔۔ تو ہمیں پتہ چلتا ہے
کہ سب کچھ بدل چکا ہے۔۔۔
ہمارا ہر کام کسی اور کے
سپرد ہو گیا ہماری اب
کوئی ضرورت باقی نہ رہی۔۔۔

لوگ مردہ کو پھر



نہ سب پہ بدن چہ ہے۔۔۔
ہمارا ہر کام کسی اور کے
سپرد ہو گیا ہماری اب
کوئی ضرورت باقی نہ رہی۔۔۔

لوگ مردہ کو پھر
محبت سے یاد کر لیتے ہیں۔۔۔
زندہ سے تو حبان ہی
چھڑاتے ہیں فقط۔۔۔

مشکا



نہ سب پہ بدن چہ ہے۔۔۔
ہمارا ہر کام کسی اور کے
سپرد ہو گیا ہماری اب
کوئی ضرورت باقی نہ رہی۔۔۔

لوگ مردہ کو پھر
محبت سے یاد کر لیتے ہیں۔۔۔
زندہ سے تو حبان ہی
چھڑاتے ہیں فقط۔۔۔

مشکا



لوگ۔ مردہ کو پھر
محبت سے یاد کر لیتے ہیں۔۔۔
زندہ سے تو حبان ہی
چھڑاتے ہیں فقط۔۔۔

"بہت مشکل رہا
ہوگا آپ کے لیے۔۔۔
میں سمجھ سکتی ہوں
چپاچی۔۔۔" نایاب کے لیے
کہ نہیں



پھڑا آتے ہیں فقط۔۔۔

"بہت مشکل رہا
ہوگا آپ کے لیے۔۔۔
میں سمجھ سکتی ہوں
چپاچی۔۔۔" نایاب کے لیے
یہ کم نہیں ہٹا کہ
وہ کوئی امیر عورت نہیں ہیں۔۔۔
ان کا تو اپنا گزر بسر
بھی بڑی مشکل سے ہوتا ہے



سے جھکی ہوں
چاچی۔۔ "نایاب" کے لیے
یہ کم نہیں ہتا کہ
وہ کوئی امیر عورت نہیں ہیں۔۔
ان کا تو اپنا گزر بسر
بھی بڑی مشکل سے ہوتا ہے
لیکن اس کے باوجود جب
انہیں نایاب کی خبر ملی
کہ وہ اپنے نانا کے ساتھ
نہیں رہ رہی بلکہ غیروں
میں



سے جھکی ہوں
چاچی۔۔ "نایاب" کے لیے
یہ کم نہیں ہتا کہ
وہ کوئی امیر عورت نہیں ہیں۔۔
ان کا تو اپنا گزر بسر
بھی بڑی مشکل سے ہوتا ہے
لیکن اس کے باوجود جب
انہیں نایاب کی خبر ملی
کہ وہ اپنے نانا کے ساتھ
نہیں رہ رہی بلکہ غیروں
میں



کہ وہ اپنے نانا کے ساتھ
نہیں رہ رہی بلکہ غیروں
کے ساتھ رہنے پر مجبور ہے
اور کام کر کے اپنا گزر بسر
کرتی ہے تو وہ فوراً ہی
اسے لینے آن پہنچی۔۔۔

نایاب نے محبت و
غم کی ملی جھلی
کیفیت میں کہتے ان



اسے لینے آن پہنچی۔۔۔

نایاب نے محبت و
غم کی ملی جھلی
کیفیت میں کہتے ان
کے ہاتھ کو اپنے دونوں
ہاتھوں میں ہٹا ماما۔۔۔

صائمہ پھر زخمی
سہ مکرادی تھی۔۔۔



ہا ہوں سیں ہتامما۔۔

صائمہ پھر زخمی
سہ مکرادی تھی۔۔

"کیا باتیں ہو رہی ہیں
یہاں۔۔۔" وہ تانیہ تھی جو
کسی تفتیشی افسران
کی طرح وہاں آ کر
ایک ابرو اچکا کر



سہ - راوی ---

"کیا باتیں ہو رہی ہیں
یہاں۔۔۔" وہ تانیہ تھی جو
کسی تفتیشی افسران
کی طرح وہاں آ کر
ایک۔۔۔ ابرو اچکا کر
پوچھ رہی تھی۔۔۔

"یہی کے تانیہ کتنی
رہا۔۔۔"



"یہی کے تانیہ کتنی
شرارتی بچی ہے۔۔"
صائمہ خاتون فوراً ہی
مسکراتے ہوئے بولیں۔۔

"مما۔۔ نایاب
اپی کے سامنے ایسے مت
بولو۔۔ وہ سمجھیں گی
میں گندی بچی ہوں۔۔"



"مما۔۔۔ نایاب
اپی کے سامنے ایسے مت
بولو۔۔۔ وہ سمجھیں گی
میں گندی بچی ہوں۔۔۔"
تانیہ کے روتو سہ منہ بنا کر
کہتے ہی نایاب مسکرا دی۔۔۔

"میں کیوں سمجھوں گی؟؟۔۔۔
کیا میں دیکھ نہیں سکتی



یہ راز ہے کہ
کہتے ہی نایاب مسکرا دی۔۔

"میں کیوں سمجھوں گی؟؟۔۔
کیا میں دیکھ نہیں سکتی
تانیہ کتنی پیاری بچی ہے۔۔"
ناياب نے باہیں پھیلا کر کہا۔
تو وہ فوراً بلش کرتی اس کے
گلے سے آ لگی۔۔



"میں کیوں سمجھوں گی؟؟۔۔
کیا میں دیکھ نہیں سکتی
تانبہ کتنی پیاری بچی ہے۔۔۔"
نایاب نے باہیں پھیلا کر کہا۔۔
تو وہ فوراً بلش کرتی اس کے
گلے سے آ لگی۔۔۔



صائمہ حنا تون نایاب کی پہادری
کے اکشر قصے سنایا کرتی تھیں
تانبہ کو۔۔۔ اور اس کی

تو وہ فوراً بست لرنی اس کے
گلے سے آگلی۔۔۔

صائمہ خاتون نایاب کی پہادری
کے اکشر قصے سنایا کرتی تھیں
تانیہ کو۔۔۔ اور اس کی
عقلمندی کے بھی۔۔۔

مانا یہ تانیہ اور نایاب
کی پہلی ملاقات ہی تھی



مانا یہ تانیہ اور نایاب
کی پہلی ملاقات ہی تھی
لیکن اس کے باوجود وہ
بہت محبت کرتی تھی۔۔۔

اور یہ ایک فطری عمل ہے
جس سے ماں محبت کرتی ہے
اس سے بچے از خود ہی
کرنے لگتے ہیں۔۔۔



قیصر۔۔۔ قیصر۔۔۔ مجھے
ڈر لگ رہا ہے۔۔۔ " ہر طرف
اندھیرا ہی اندھیرا چھایا
ہوا ہوتا۔۔۔

وہ اندھیرے میں
چسب رہی تھی۔۔۔ چلا رہی
تھی۔۔۔ رو رہی تھی۔۔۔ بلک رہی



ہوا اھتا۔۔

وہ اندھیرے میں
چسچ رہی تھی۔۔ چلا رہی
تھی۔۔ رو رہی تھی۔۔ بلک رہی
تھی۔۔ تڑپ رہی تھی۔۔

"قیصر مجھے ڈر لگ رہا ہے
آہا۔۔۔ قیصر۔۔۔ قیصر۔۔۔"



سہی --- تڑپ رہی سہی ---

"قیصر مجھے ڈر لگ رہا ہے
آہا --- قیصر --- قیصر ---"

اسی اندھیرے میں اچانک
ایک سفید بلی کا بچہ آگیا ---

وہ کہاں سے آیا ہتا وہ
نہیں جانتی ---



ایک سفید بلی کا بچہ آیا۔۔۔

وہ کہاں سے آیا ہوتا وہ
نہیں جانتی۔۔۔

"کیٹو۔۔۔ میری پیاری کیٹو۔۔۔
مجھے لگا میں نے تمہیں
کھو دیا۔۔۔"

اور پھر وہ بلی کا بچہ
اس کا گھر میں بسٹا گیا



وہ کہاں سے آیا ہتا وہ
نہیں جانتی۔۔۔

"کیٹو۔۔۔ میری پیاری کیٹو۔۔۔
مجھے لگا میں نے تمہیں
کھو دیا۔۔۔"

اور پھر وہ بلی کا بچہ
اس کی گود میں بیٹھ گیا۔۔۔



کھو دیا۔۔۔"

اور پھر وہ بلی کا بچہ
اس کی گود میں بیٹھ گیا۔۔

وہ مسکرانے لگی تھی کے احسانک
اس بچے نے زور دار ہچکی
لی۔۔۔

وہ چیخ۔۔۔ اس کے



۔۔۔۔

وہ چیخ۔۔۔ اس کے
کانوں کو
کسی صور کی طرح
بھیانک لگی۔۔۔

لگا روح نکلی ہو۔۔۔

وہ تڑپ کر چیخی۔۔۔



وہ سنا سنا

کانوں کو
کسی صور کی طرح
بھیانک لگی۔۔۔

لگا روح نکلی ہو۔۔۔

وہ تڑپ کر چیخی۔۔۔

"کیٹو تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔
میرا تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔"



وہ تڑپ کر چیخی۔۔۔

"کیٹو تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔
میں تمہیں کچھ نہیں ہونے
دوں گی۔۔ کیٹو۔۔ کیٹو۔۔ کیٹو۔۔"

"کیٹو۔۔۔" وہ چیختے ہوئے
اٹھ کر بیٹھی تھی۔۔۔



"کیٹو۔۔۔" وہ چیختے ہوئے
اٹھ کر بیٹھی تھی۔۔

اس کی آنکھوں سے
آنسو جاری تھے۔۔

جسم پینوں سے شرابور۔۔

سانس تیز تیز چل رہی تھیں۔۔



بسم پسینوں سے شرابور۔۔۔

سانس تیز تیز چل رہی تھیں۔۔۔

وہ مشکل وقت گزارے بھی
کافی سال بیت گئے تھے لیکن
وہ آج بھی اٹھیں بھول نہیں
پائی تھی۔۔۔

ایموشنلی طور پر وہ بہت



پالی سی۔۔۔

ایموشنلی طور ہر وہ بہت
ویک۔۔۔ تھی۔۔۔

اس نے فوراً اپنے بیڈ
کی برابر والی ٹیبل پر
رکھا سیل اٹھایا۔۔۔

اسپڈ ڈائل پر پہلا اسی
را۔۔۔



رہا سب اٹھایا۔۔۔

اسپڈ ڈائل پر پہلا اسی
کا نمبر تھا۔۔۔

پہلی کال جاتے ہی دوسری
جانب سے یوں ریسو ہوئی
جیسے موبائل ہاتھ میں لیے
بیٹھا ہو۔۔۔



نایاب۔۔۔ تم ٹھیک ہو۔۔۔"
اس کی محبت و فکر
سے لبریز آواز کانوں کی
سماعت سے ٹکرائی۔۔۔

وہ بہادر لڑکی
جو دو دن سے نہیں روئی۔۔۔ اس
لمحے رو دی۔۔۔۔



لمحے رو دی۔۔۔۔

"زریاب۔۔ زریاب۔۔۔ مجھے
ڈر لگ رہا ہے۔۔۔" وہ روتے
ہوئے بولی۔۔۔

دوسری جانب وہ کم عمر
لڑکا اپنی بے بسی پر رو دیا۔۔
کے وہ وہاں نہیں ہے جو اسے
چپ کرا سکے۔۔۔



دو سرن باب وہ |
لڑکا اپنی بے بسی پر رو دیا۔
کے وہ وہاں نہیں ہے جو اسے
چپ کرا سکے۔۔



"سب ٹھیک ہے نایاب۔۔۔
سب ٹھیک ہے۔۔۔ قیصر
چلا گیا ہے اور کیٹو مسر چکی ہے۔۔
مگر میں ہوں۔۔ اور میں کافی
ہوں اپنی نایاب کے لیے۔۔ سنا
تم نے زربار کافی ہے

"سب ٹھیک ہے نایاب۔۔۔
سب ٹھیک ہے۔۔۔ قیصر
چلا گیا ہے اور کیٹو مسر چکی ہے۔۔۔
مگر میں ہوں۔۔ اور میں کافی
ہوں اپنی نایاب کے لیے۔۔ سنا
تم نے۔۔ زریاب کافی ہے
اپنی نایاب کے لیے۔۔ اب رو
مت۔۔۔" انسان مشکل وقت سے
تو نکل آتا ہے۔۔ مگر اس
کے تلخ اور نند یہ ا



م نے۔۔۔ زریاب کالی ہے
اپنی نایاب کے لیے۔۔۔ اب رو
مت۔۔۔ "انسان مشکل وقت سے
تو نکل آتا ہے۔۔۔ مگر اس
کی تلخ یادیں نہیں بھول
پاتا۔۔۔

وہ تلخ یادیں اسے سکون سے
سونے تک نہیں دیتیں۔۔۔

ہم ، خند ،



یہ پہلی بار نہیں ہتا جب
اس نے یہ خواب دیکھا ہو۔۔
وہ اکثر دیکھا کرتی تھی۔۔

نایاب کو بتانے کی ضرورت
نہیں تھی کہ وہ ڈروانے خواب
سے جاگ کر اٹھی ہے۔۔ اس کا
رونا ہی یہ بتانے کے لیے
کافی ہتا زریاب کو۔۔



رونا ہی یہ بتانے کے لیے
کافی ہتا زریاب کو۔۔۔

نایاب کی زندگی کھلی کتاب کی
مانند تھی زریاب کے لیے۔۔۔ جس
کا ہر صفحہ حفظ ہتا اسے۔۔۔

وہ میلوں دور بیٹھا بندہ
جانتا ہتا اسے اپنی بندی
کو کیسے سیٹ کرنا ہے۔۔۔



کا ہر صحفہ حفظ ہوتا ہے۔۔۔

وہ میلوں دور بیٹھا بندہ
جانتا ہوتا ہے اپنی بندی
کو کیسے سیٹ کرنا ہے۔۔۔
کیسے اس کا خوف دور
کرنا ہے۔۔۔ کیسے اسے چپ
کرانا ہے۔۔۔

"نایاب۔۔۔ ریلیکس۔۔۔"



کرنا ہے۔۔۔ کیسے اسے چپ
کرانا ہے۔۔۔

"نایاب۔۔۔ رلیکس۔۔۔
کچھ نہیں ہوا۔۔۔ وہ برا
خواب بھتا برے وقتوں کا
جو بیت گئے حب نہوں
نے اب واپس نہیں آنا۔۔
کبھی بھی نہیں۔۔۔ اب
میں ہوں۔۔۔ تمہارا آج



"نایاب۔۔۔ رلیکس۔۔۔
کچھ نہیں ہوا۔۔۔ وہ برا
خواب بھتا برے وقتوں کا
جو بیت گئے جنہوں
نے اب واپس نہیں آنا۔۔
کبھی بھی نہیں۔۔۔ اب
میں ہوں۔۔۔ تمہارا آج
اور کل۔۔۔ اور اب صرف
ہماری زندگی میں
خوشیوں نے آنا ہے



بھی بھی نہیں --- اب
میں ہوں --- تمہارا آج
اور کل --- اور اب صرف
ہماری زندگی میں
خوشیوں نے آنا ہے
صرف اور صرف
خوشیوں نے ---
اوکے --- چلو شبا بش اٹھو ---
اور منہ ہاتھ دھو ---
پھر ہم دونوں چاند دیکھیں



خوشیوں نے۔۔
اوکے۔۔ چلو شبا بش اٹھو۔۔
اور منہ ہاتھ دھو۔۔
پھر ہم دونوں چاند دیکھیں
گے۔۔۔"

ایک ذہین عورت کو
ایک ذہین مرد نہیں
سنجال سکتا۔۔ وہ توڑ
دے گا اسے۔۔ صرف



ایک ذہین عورت کو
ایک ذہین مرد نہیں
سنجال سکتا۔۔۔ وہ توڑ
دے گا اسے۔۔۔ صرف
ایک عاشق سنجال
سکتا ہے۔۔۔
اور زریاب ذہین نہیں
ہتا۔۔۔ وہ
صرف عاشق ہتا۔۔۔



صرف عاشق ہوتا۔۔۔۔۔

نایاب Selenophile پر سن تھی۔۔
 چاند دیکھنے کی دیوانی۔۔۔

"اٹھو۔۔" وہ صرف بولے چلے
جبار ہاتھ اور وہ سن رہی تھی۔۔

اس کے دوبارہ کہتے ہی
اس وہ اٹھی اٹھی۔۔۔



اس کے دوبارہ کہتے ہی
اب وہ اٹھی تھی۔۔۔

ایسا نہیں کہ خوف کے
سائے نہیں تھے لیکن ساتھ
ہٹا کسی کا۔۔ جو ہمت دے
رہا ہٹا۔۔۔

واش روم سے منہ دھو کر



رہا ---

واش روم سے منہ دھو کر
آنے کے بعد سیل لے کر
اب وہ اپنی کھڑکی کی
جانب آگئی تھی ---
کھڑکی کھولی --- تو چاند
آسمان پر الگ ہی
چمکتا ہوا نظر آرہا تھا ---

دوسری جانب وہ بھی



پملا ہوا سر ا رہا ہتا۔۔

دوسری جانب وہ بھی
اپنی کھڑکی کے پاس آ کر
کھڑا ہو گیا۔۔

کھڑکی کھولی
تو چاند اب اس کے
تجھی روبرو ہتا۔۔

اس کا دل بکھڑا



اسے چاند دیکھنے
کا کوئی خاص شوق
نہیں ہوتا۔۔ مگر نایاب کو
پسند ہوتا۔۔ وہ کبھی نہیں
سمجھ پاتا ہوتا کہ
ناياب کو آخر چاند سے
ایسی کیا انسیت ہے
جو وہ ہر وقت اسے
دیکھتی رہتی ہے۔۔۔



دیسسی رہی ہے۔۔۔



وہ گھنٹوں دیکھ
سکتی تھی

اسے۔۔ وہ بھی بغیر

بور ہوئے۔۔۔ ورنہ

وہ تو بور ہو

جایا کرتا تھا۔۔ لیکن آج

پہنلی بار وہ بور نہیں ہو رہا

تھا بلکہ ایک نیا



جایا کرتا تھا۔۔۔ لیکن آج
پہنلی بار وہ بور نہیں ہو رہا
تھا بلکہ ایک نیا
احساس پیدا ہوتا پا
رہا تھا وہ اپنے دل
میں چاند کو
دیکھ کر۔۔۔

کہ کہیں دور وہ بھی
اس وقت اسی طرح کھڑی



دیکھ ر۔۔۔

کہ کہیں دور وہ بھی
اس وقت اسی طرح کھڑی
ہو کر چاند کو
دیکھ رہی ہوگی۔۔۔

اپنے محبوب کی ادا کو
ادا کرنے میں جو مسزہ ہے ناں
اس کا موازنہ نہیں ہے دنیا
میں کسی نے



ادا لرنے میں جو مزہ ہے ناں
اس کا موازنہ نہیں ہے دنیا
میں کسی نعمت سے۔۔۔

" اچھا فیل کر رہی ہو؟؟۔۔ "

چاند کو دیکھتے ہوئے
اس نے سوال کیا۔۔۔ جیسے
چاند میں اس کا خوبصورت
چہرہ نظر آرہا ہو۔۔۔



" اچھا فیل کر رہی ہو؟؟۔۔"
چاند کو دیکھتے ہوئے
اس نے سوال کیا۔۔۔ جیسے
چاند میں اس کا خوبصورت
چہرہ نظر آرہا ہو۔۔۔

"ہاں۔۔۔ تھوڑا بہت۔۔۔"
مقابل کی جانب سے
بھرائی آواز آئی۔۔۔



"ہاں۔۔۔ تھوڑا بہت۔۔۔"
مقابل کی جانب سے
بھرائی آواز آئی۔۔۔

"تھوڑی دیر میں
بالکل ٹھیک ہو جاؤ گی۔۔۔"
اس نے دلاسہ دیتے ہوئے کہا۔۔۔

"ہمم۔۔۔" وہ اچھے سے
حانتہ تھم، اس خوار کہ



بالکل ٹھیک۔ ہو جاؤ کی۔۔۔"
اس نے دلاسہ دیتے ہوئے کہا۔۔۔

"ہمم۔۔۔" وہ اچھے سے
جانتی تھی اس خواب کو
دیکھنے کے بعد اب
اسے پوری رات نیند
نہیں آنے والی۔۔۔

وہ چیر لگا کر۔۔۔



ہائیں اے والی۔۔۔

وہ چیر لگا کر۔۔
وہیں بیٹھ گئی تھی۔۔

"کیوں؟؟۔۔ کیوں چلا گیا
قیصر مجھے یوں مرنے
کے لیے چھوڑ کر؟؟۔۔
کیوں اسے مجھ پر ترس
نہیں آیا؟؟۔۔" کافی دیر
حک تھ



"کیوں؟؟۔۔۔ کیوں چلا گیا
قیصر مجھے یوں مرنے
کے لیے چھوڑ کر؟؟۔۔۔
کیوں اسے مجھ پر ترس
نہیں آیا؟؟۔۔۔" کافی دیر
گزر چکی تھی۔۔۔ نایاب نے
کال ڈسکنیکٹ کر دی تھی
یہ کہ کر کے اب وہ ٹھیک ہے۔۔۔

وہ گم سیم سی



کال ڈسکنیکٹ کر دی تھی
یہ کہہ کر کے اب وہ ٹھیک ہے۔۔۔

وہ گم سم سی
ناحبانے کتنی دیر یوں
ہی بیٹھی رہی۔۔۔ اور پھر
اچانک جیسے فلیش بیک
نے ہٹ کیا ہو۔۔۔

وہ ایک دم چیخ کر روئی



اچانک جیسے فلیش بیک
نے ہٹ کیا ہو۔۔۔

وہ ایک دم چیخ کر روئی
تھی۔۔۔

اتنی زور سے چیخ کر۔۔ کے
پورے کمرے میں اس
کی چیخ گونجی۔۔



ہی۔۔۔

اتنی زور سے چیخ کر۔۔ کے
پورے کمرے میں اس
کی چیخ گونجی۔۔۔

وہ تھک۔۔۔ چکی تھی
اب۔۔ ان خوابوں سے۔۔۔
بس نہیں چلتا تھا کے
قیصر سامنے آجائے اور



وہ تھک چکی تھی

اب ان خوابوں سے۔۔۔
بس نہیں چلتا تھا کے
قیصر سامنے آجائے اور
اس کا گریبان پکڑ کے
پوچھے۔۔۔ کیوں چھوڑ کر
گئے مجھے مرنے کے لیے؟؟

وہ محبت کا رنگ



۔۔۔۔۔

وہ محبتوں کی عادی
نہیں تھی شروع سے۔۔۔
نہ ہی ناز اٹھوانے کی۔۔
نہ ہی ہر بات پہ ضد کرنے کی۔۔
یہ سب قیصر نے ڈالی تھی
اسے عاداتیں۔۔ اور پھر
ساری عاداتیں ڈالنے و
اسے پرنسز جیسا ٹریٹمنٹ دینے
کے بعد وہ یکدم اسے



ساری عاداتیں ڈالنے و
اسے پرنسز جیسا ٹریٹمنٹ دینے
کے بعد وہ یکدم اسے
بے یار و مددگار چھوڑ
گیا مرنے کے لیے۔۔۔

"کیا تمہیں کبھی گلٹ
آتا ہوگا کہ تم مجھے مرنے
کے لیے چھوڑ گئے تھے
ایک بند گھر میں؟؟۔۔۔ نہیں۔۔۔"



میاں میں نہ ملے
آتا ہوگا کہ تم مجھے مرنے
کے لیے چھوڑ گئے تھے
ایک بند گھر میں؟؟۔۔ نہیں۔۔
تمہیں نہیں آتا ہوگا۔۔ تمہیں
کیوں آئے گا تم
تو عیش بھری زندگی
جی رہے ہونا باہر۔۔۔"

وہ چاند کو دیکھ ملسل
روتے ہوئے باتیں
کر رہے تھے



یوں اے م
تو عیش بھری زندگی
جی رہے ہونا باہر۔۔۔۔۔
وہ چاند کو دیکھ مسلسل
روتے ہوئے باتیں
کر رہی تھی۔۔
اور وہ ایسا ہی تو
کیا کرتی تھی۔۔۔

مگر وہ نہیں جانتی۔۔۔
کہہ رہی تھی۔۔۔



مگر وہ نہیں جانتی۔۔۔
کہیں بہت دور۔۔۔۔
وہ سیاہ آنکھوں
والا نوجوان گاڑی کی چھت پر
چپڑھ کر پرسکون
انداز میں لیٹا۔۔ چاند کو
دیکھ رہا تھا۔۔۔

دونوں ہاتھ سر کے



رودہ میں بے ---
کہیں بہت دور ---
وہ سیاہ آنکھوں
والا نوجوان گاڑی کی چھت پر
چپڑھ کر پرسکون
انداز میں لیٹا۔۔ چاند کو
دیکھ رہا تھا۔۔

دونوں ہاتھ سر کے
نیچے لگائے۔۔ نہ جانے
وہ چاند میں کس



دولوں ہاکھ سرے
نیچے لگائے۔۔ نہ جانے
وہ چاند میں کیا
ڈھونڈ رہا تھا۔۔

لوگ کہتے تھے کہ
اس کی سیاہ آنکھیں
ہمیشہ متلاشی لگتی ہیں
وہ نہیں جانتا اس
میں کتنی سچائی تھی۔۔
مگ



ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔

لوگ کہتے تھے کہ
اس کی سیاہ آنکھیں
ہمیشہ متلاشی لگتی ہیں
وہ نہیں جانتا اس
میں کتنی سچائی تھی۔۔
مگر شاید تھی۔۔

♥ *Husny Kanwal* ♥



وہ اپنی چاچی کے
ساتھ بازار سے سبزیاں لے
کر گھر لوٹی تو سامنے
کھڑے شخص کو دیکھ
اس کی خوشی کا کوئی
ٹھکانہ ہی نہ رہا۔۔۔

وہ سبزیوں کا تھیلا
ہاتھ میں پکڑے ہی



وہ سبزیوں کا تھیلا
ہاتھ میں پکڑے ہی
تیزی سے اس کی جانب
لپکی تھی۔۔۔

"زریاب۔۔۔"
اس لڑکی کے دماغ کا فنکشن
دوسرے لوگوں کے مقابلے
بہت الگ تھا۔۔۔
اس کے ذہن میں، جیسے ایک ایسے طوطے



وہ سبزیوں کاھیلا
ہاتھ میں پکڑے ہی
تیزی سے اس کی جانب
لپکی تھی۔۔۔

"زریاب۔۔۔"

اس لڑکی کے دماغ کا فنکشن
دوسرے لوگوں کے مقابلے
بہت الگ تھا۔۔۔

اسے کوئی بھی چیز ایکسٹو
کے لئے نہیں اکر دیا



"زریاب ---"
 اس لڑکی کے دماغ کا فنکشن
 دوسرے لوگوں کے مقابلے
 بہت الگ ہوتا ---
 اسے کوئی بھی چیز ایکسٹریڈ
 کے لیول پر نہیں لے کے جا
 پاتی تھی اب --- لیکن زریاب کا
 کل رات کے ڈراؤنے خواب
 کے بعد احیائے صبح ہی آ



اے وہ بیچارے
کے لیول پر نہیں لے کے جا
پاتی تھی اب --- لیکن زریاب کا
کل رات کے ڈراؤنے خواب
کے بعد اچانک صبح ہی آ
جانا۔۔۔ نہ صرف اس کے
دل کو لگا ہوتا بلکہ وہ
ایکسٹنڈ کی فیلنگ
پہلی بار محسوس
کر رہی تھی۔۔۔



کر رہی تھی۔۔۔

اس نے ہاتھ میں پکڑے
تھیلے سمیت ہی۔۔۔ اپنے دونوں
ہاتھوں کی باہیں ذریاب
کی گردن میں باندھی۔۔۔

مقابل نے اگلے ہی پل
اس کے پیٹ کے مقام پر
حصار باندھ کر اسے ہوا



کی گردن میں باندھی۔۔۔

مقابل نے اگلے ہی پل
اس کے پیٹ کے مقام پر
حصار باندھ کر اسے ہوا
میں اٹھا کر گول گول
گھومانا شروع کر دیا ہوتا۔۔۔

صرف دو دن ہوئے تھے
انہیں جدا ہوئے اور وہ



گھومانا شروع کر دیا ہوتا۔۔۔

صرف دو دن ہوئے تھے
انہیں جدا ہوئے اور وہ
دونوں ایسے مل رہے تھے
جیسے سالوں کے
بچھڑے ہوں۔۔۔

"اُمی مس یو حبان۔۔۔" زریاب
نے پہلی بار حبان کا لفظ ادا



بچھڑے ہوں۔۔۔

"اے مس یو حبان۔۔۔" زریاب
نے پہلی بار حبان کا لفظ ادا
کیا تھا۔۔۔



"مس یو ٹو۔۔۔" وہ وائٹ فنراک
اور وائٹ پچامے
میں ملبوس لڑکی۔۔۔ اس
کے گلے سے

"مس یو ٹو۔۔" وہ وائٹ فئراک

اور وائٹ پچامے
میں ملبوس لڑکی۔۔ اس
کے گلے سے
لگے ہی جواب دے
رہی تھی۔۔۔

ان دونوں کے نزدیک
اب جیسے کوئی ہوتا ہی



رہی تھی۔۔۔

ان دونوں کے نزدیک
اب جیسے کوئی تھتا ہی
نہیں دنیا میں ان کے سوا۔۔۔

ان دونوں کو ہی
کسی کی پرواہ نہیں تھی۔۔۔

♥*Husny Kanwal*♥



دو سال بعد۔۔۔۔۔

"میں بھی اس کمرے
میں رہتی ہوں۔۔۔ کیا تم
پلینز اس کی آواز گم
کر لو گی میرے کان پھٹتے
ہیں۔۔۔" نایاب حنا
چڑچڑا کر اپنی روم میٹ



میں رہتی ہوں۔۔۔ کیا تم
پلیز اس کی آواز گم
کر لو گی میرے کان پھٹتے
ہیں۔۔۔ "نایاب حنا
چپڑ چپڑا کر اپنی روم میٹ
سے کہہ رہی تھی۔۔۔

"نہیں بھی۔۔۔ HJ کا
پرفارمنس شروع ہونے والا



"--نہیں بھی۔۔۔HJ کا
پرفنار منس شروع ہونے والا
ہے میں اسے ایک منٹ کے
لیے بھی مس نہیں کرنا
چاہتی اور مجھے پسند ہے
جب وہ لگے تو میرے
پوری کمرے میں آواز
گوئے۔۔۔کان پھاڑا آواز۔۔۔"
نابا۔۔۔کو اپنی روم میٹ



کو بجے۔۔۔ کان پھاڑا آواز۔۔۔"
نایاب کو اپنی روم میٹ
کا دیوانہ پن دیکھ
صدمہ ہوا۔۔

اسے میوزک سے جتنی
نفسرت تھی اس کے ارد گرد
کے لوگ اتنے ہی اس
کے دیوانے تھے۔۔۔ اور حنا
طہر اس کی



نفسرت تھی اس کے ارد گرد
کے لوگ اتنے ہی اس
کے دیوانے تھے۔۔ اور حنا
طور پر اس HJ کے...

"ناٹ آگین۔۔ پہلے تانیہ
اور اب تم۔۔ یہ HJ
والے سارے مجھے ہی
کیوں ٹکراتے ہیں؟؟۔"



طور پر اس HJ کے...

"ناٹ آگین۔۔ پہلے تانیہ

اور اب تم۔۔۔ یہ HJ

والے سارے مجھے ہی

کیوں ٹکراتے ہیں؟؟۔"

پتہ نہیں یہ HJ

کیا بلا تھی۔۔ سناہتا

جب سے میوزک انڈسٹری



یہ ہیں
پتہ نہیں یہ HJ
کیا بلا تھی۔۔۔ سنا ہوتا
جب سے میوزک انڈسٹری
میں آیا ہے دھوم
مچائی ہوئی ہے۔۔۔ لوگ
پاگل تھے اس کے پیچھے
لڑکے ہوں یا لڑکیاں
حتی کہ اس کی چھوٹی
سی کزن تانیہ بھی۔۔۔



مہائی ہوئی ہے۔۔۔ لوگ
پاگل تھے اس کے پیچھے
لڑکے ہوں یا لڑکیاں
حتی کہ اس کی چھوٹی
سی کزن تانیہ بھی۔۔۔

لوگوں کی کرینس کا
حال تو یہ تھا کہ اس کی
آنکھوں کے کمرے سے میچ



حتی کہ اس کی چھوٹی
سی کزن تانیہ بھی۔۔۔

لوگوں کی کرینس کا
حال تو یہ ہوتا کہ اس کی
آنکھوں کے کمرے سے میچ
کرنے کے لیے اپنے بال
تک نیلے کروا لیے تھے۔۔۔



تک نیلے کروالیے تھے۔۔

" او بھئی میرے HJ
کو کچھ مت کہنا۔۔"
اس کی روم میٹ
حفصہ حنان
تیزی سے بگڑ کر
بولی تھی۔۔

HI کر فتنہ تھے ۱۹۱



اس لی روم میٹ
حفصہ حسان
تیزی سے بگڑ کر
بولی تھی۔۔۔

HJ۔۔ کے فینز تھے ہی
اتنے کریزی۔۔۔
کہ اس کے لیے مرنے مارنے
کو تیار ہو جائیں۔۔۔



--HJ کے فینز تھے ہی
اتنے کریزی---
کہ اس کے لیے مرنے مارنے
کو تیار ہو جائیں---

"میں باہر چلی
جاتی ہوں۔۔" وہ
دل میں کہتی۔۔ اپنی
کے اٹھ اے کے



پیر پر ہیں۔۔۔

"میں باہر چلی
جباتی ہوں۔۔" وہ
دل میں کہتی۔۔ اپنی
بک اٹھا کر باہر کی
جانب چل دی۔۔

اس کی میوزک سے
نفسرت بے وجہ نہیں تھی



رں میں ہیں۔۔۔ ہیں
بک۔ اٹھا کر باہر کی
جانب چل دی۔۔۔

اس کی میوزک سے
نفسرت بے وجہ نہیں تھی
کسی نے بہت گہرا زخم
دیا تھا اسے۔۔۔ اور وہ زخم
آج بھی اتنے ہی ہرے تھے
جتنے دس سال پہلے۔۔۔



اس کی میوزک سے
نفسرت بے وجہ نہیں تھی
کسی نے بہت گہرا زخم
دیا تھا اسے۔۔۔ اور وہ زخم
آج بھی اتنے ہی ہرے تھے
جتنے دس سال پہلے۔۔۔

#جباری_ہے 